مطبع.. چمن پریس واقع کوچہ کھاسی رام شہر دہلی ۱۹۰۳ء

اعلان

واضح رہے کہ یہ کتاب حسب قانون رجسٹری شدہ ہے اور تمام
حقوق محفوظ ہیں۔ لہذا کوئی صاحب کتاب ہذا کے جزو یا کل طبع کرنے
یا ترجمہ دوسری زبان میں کرنے کا قصد نہ فرمائیں ورنہ نقصان
اُٹھائینگے۔ جس کتاب پر ہمارے دستی دستخط اور مُہر نہو وہ مال
مسروقہ خیال کیا جائیگا ایسی کتاب کوئی صاحب نہ خریدیں بلکہ اطلاع
دیکر مستحق انعام ہوویں۔ فی اطلاع دس روپیہ انعام دیا جائیگا۔

المشتہر۔ رنجیت سنگھ۔ مصنف و مؤلف فسانہ ہفت چمن۔

فسانۂ ہفت چمن کا ریویو از قلم جواہر رقم مولوی سید احمد صاحب دہلوی مولف فرہنگ آصفیہ وغیرہ کتب متعددہ پنشنر سررشتہ تعلیم پنجاب وظیفہ خوار سرکار نظام حیدرآباد دام اقبالہ مورخہ ۲۹ جون سنہ ۱۹۰۲ء

آج ایک دوست کی عنایت سے فسانۂ ہفت چمن کے دو حصے ہماری نظر سے گذرے اس فسانہ کے مصنف بابو رنجیت سنگھ صاحب یادگار دہلی کے بخشی بھوانی شنکر بیکنٹھ باشی قدیمی باعزت رئیس و جاگیردار کے نواسوں میں سے ہیں جنکے خاندان کی مفصل کیفیت دیباچہ کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتی ہے فسانہ تو ہے ہی اخلاق کی پوڑیہ مگر ایام غدر کا حال بس عبرت کا پورا پورا نظارہ ہے اس ناول میں جو بات ہے نصیحت خیز اور جو واقعہ ہے عبرت انگیز۔ یہ اُن حشرات الارض ناولوں میں سے ناول نہیں ہے جنہوں نے تہذیب پسندوں کے دلوں کو دُکھا رکھا ہے اور ملک کو عیش پرستی کا سامان بہم پہونچا رکھا ہے اگر قسمت نامہ دیکھو تو نظم سے نثر سے عقیدت سے اور ارادت سے ویسا ہی دلچسپ ہے جیسا ہونا چاہئے اور جو تقدیر و تدبیر کا مکالمہ سنو تو ویسا ہی پُر اثر اور دل نشین ہے جیسا مناسب ہے سیدہی سیدہی عبارت ہے بھینی بھینی فصاحت بلاغت سے بھی خالی نہیں ہے کیونکہ بعض موقع پر کلام کی نمکینی نے چٹ پٹا بنا دیا ہے کوئی چمن صداقت نامہ کے پھولوں سے مہک رہا ہے اور رنگا رنگ پہلوؤں سے لدا ہوا ہے تو کوئی چمن حکومت نامہ سے امور سلطنت کی رموز سکھا رہا ہے اور انصاف کا رستہ بتا رہا ہے غرض کسی چمن میں رشوت کی خرابیاں اور خانہ بربادیاں ہیں تو کسی میں عبرت کی جھانکیاں اور صحت و دولت کی بربادیاں۔ کسی میں زمانہ کی نیرنگیاں ہیں تو کسی میں خانہ جنگیاں اِن دونوں حصوں میں اشعار اِس کثرت سے ہیں کہ اگر ذرا اور توجہ کیجاتی تو تمام ناول نظم میں ہو جاتا اِس قصہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے ہر ایک بات آپ بیتی یا چشم دید لکھی ہے البتہ نامونکو بدل دیا ہے گویا قصہ سرتاسر سچا اور صداقت سے بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے طلبا کے حق میں ایسے

قصوں کا لکھا جانا اُنکے اخلاق اور علمی ترقی کیلئے ضروریات سے ہے اگر ہم یہ ریویو جدا لکھتے
تو ہم کو بہت سا حصہ لکھکر دکھانا پڑتا چونکہ اب یہ کتاب کے خاتمہ پر چھاپا جاتا ہے اسوجہ سے صرف
اتنا لکھدینا کافی ہے کہ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے جسکا جی چاہے ہماری تقریظ کو آگے دھرے
اور ہر ایک بات کو ملاتا چلا جائے ہم بابو صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں کہ جس طرح اُنہوں نے
ایام ملازمت میں سرکاری خدمت جس کارگزاری سے انجام دی اُسی طرح ایام پنشن میں قومی و
ملکی خدمت میں اخلاق سے بھری ہوئی یادگار چھوڑی یعنے یہ کتاب پُر صواب تیار کی خدا تعالیٰ
آپکو اسکی جزائے خیر دے اور اِس زمانے کے لڑکوں کو ایسے قصوں کا شوق عطا فرمائے۔

تقریظ جناب منشی درگا پرشاد صاحب نادر مولف تذکرۃ النسا وغیرہ کتب متعدد و قوم کھتری ساکن دہلی گورنمنٹ پنشنر سررشتہ تعلیم پنجاب مورخہ ۳ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء

پردہ برداشتم ز نگار سخن تا دہد جلوہ گلعذار سخن

اللہ اللہ آج کیا نسیم سحری لطف انگیز و فرحت خیز چل رہی ہے جسکے اثر فیض مآثر سے غم زدوں کے
دل کے کنول کی کلی بھی خود بخود کھلی جاتی ہے جن لوگوں کے قلوب مصفا پر زمانہ غدار نے طرح بطرح کی
مصیبتوں سے زنگ کدورت چڑھا رکھا تھا وہ بھی اِسوقت باغ باغ ہوئے جاتے ہیں مجھ غم زدہ درد
ناقابل برداشت کشیدہ نے جو اسکا سبب دریافت کرنا چاہا تو یہ ہی سمجھ میں آیا کہ یہ فسانہ ہفت چمن
کا سبز ہو کر گلشن کائنات کو پُر فضا بناتا ہے کیا معنی کہ اسکے مضامین پند و نصائح آگین سے درستی
اخلاق اہل آفاق اور سیاست منزل مع سیاست مدن تینوں شقیں حکمت عملی کی بخوبی تمام
لوگوں کے دلوں پر روز روشن کی طرح جلوۂ ظہور دکھا رہی ہیں پس اگر اسکے مختلف حصے مدرسوں کی
جماعتوں میں پڑھائے جائیں اور ورثائے طلبا اُنکی عملدرآمد کا خیال رکھیں تو پھر دیکھیے بہار کہ
کیسی بہار رہے کیونکہ جب ابتدا سے متعلموں کو درستی اخلاق کی طرف توجہ دلائی جائے تو آئندہ

کو مہذب کیوں نہ ہونگے لیکن یہ امر افسروں اور مہتمموں سررشتہ تعلیم کی رائے فیض پیرائے پر منحصر ہیں بس یہاں وہ رموز سلطنت خویش خسرواں دانند کا معاملہ ہے۔

یہ فسانہ ہدایت کاشانہ مصنفہ و مولفہ جناب بابو رنجیت سنگھ صاحب نیک آہنگ گورنمنٹ پنشنر کا ہے جنہوں نے پہلے بزبان فارسی مکتبی تعلیم پاکر پرانی دہلی کالج کے ذریعے علوم مختلفہ بوسیلہ زبان انگریزی مطالعہ کئے اور محکمہ کمسریٹ کی ملازمت کی بدولت ممالک دور دراز آسام وغیرہ کی سیاحی سے عجیب غریب معلومات کا ذخیرہ جمع فرمایا ہیں جو جو باتیں مفید خاص و عام تھیں وہ آپنے اس پیرایہ میں بعبارت سلیس و عام فہم نصیحت خیز عبرت انگیز اس کتاب میں تحریر فرمائیں ہیں بے تمیز ناچیز زیادہ گوئی نہیں کرتا کیونکہ وہ مشک آنست کہ خود ببوید لہٰذا یہ کتاب فیض انتساب چھپکر ہدیہ احباب صداقت آب ہے خود ملاحظہ فرمایئے اور اس جانفشانی کی داد دیجے

قطعہ تاریخی منظومہ منشی درگا پرشاد صاحب نادر تخلص

جسکے مصرعہ اول سے بہ تعمیہ لفظ دل سنہ ۱۹۰۲ عیسوی نکلتے ہیں اور بہ تخرجہ لفظ دل سنہ ۱۳۲۰ھ آخیر شعر کے مصرعہ اول سے برآمد ہوتے ہیں۔

خیرت گلزار دل نے کی رقم تاریخ طبع
ہیں مصنف اسکے وہ بابو لئیق و نامور
کہتے ہیں رنجیت سنگھ انکو وہ ہیں عالم عقیل
نادر دلخستہ بے دل نے لکہا ہجری یہ سال
۱۳۲۰ھ

لطف یزداں سے مرتب جب یہ ناول ہوگیا
جن کے قول و فعل کا ہر شخص قائل ہوگیا
اس چمن کی طبع پر دل اُن کا مائل ہوگیا
تخرجہ سے تعمیہ نل کر مقابل ہوگیا

ریویو فسانہ ہفت چمن ڈاکٹر کاشی ناتھ شنگال میڈیکل پریکٹیشنر بازار چاندنی چوک دہلی مورخہ ۲۳ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء

بابو رنجیت سنگھہ صاحب گورنمنٹ پنشنر کی تصنیف سے ایک کتاب موسومہ بہ فسانۂ ہفت چمن میرے مطالعہ سے گذری یہ عجیب و غریب کتاب قانون اخلاق سے بھری ہوئی نہایت نصیحت انگیز ہے مصنف صاحب نے ناول کے پیرایہ میں ایسی دلچسپ لکھی ہے کہ فی الواقع قابل تحسین و آفرین ہے اس قسم کی کتاب کا تحریر ہونا نہایت ضروری تھا اور اس سے ملک کو بڑا بھاری فائدہ پہونچیگا اور یہ یادگار مصنف کی اس جہان میں دوام قائم رہیگی عبارت بہت سلیس ہے خوبی یہ ہے کہ جہاں جہاں فارسی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہاں اُنکے اُردو معنی بھی واضح طور پر لکھدیئے گئے ہیں میرے نزدیک یہ ناول ہندوستان کیلئے ازبس مفید اور طلبا کیلئے ایک عمدہ اتالیق ہے۔ لہذا ناظرین جسقدر کچھہ قدر افزائی فرمائیں تھوڑا ہے۔

ترجمہ انگریزی ریویو فسانہ ہفت چمن از رائے بہادر لالہ پیارے لال صاحب گورنمنٹ پنشنر سابق انسپکٹر مدارس پنجاب مورخہ ۱۶ اگست سنہ ۱۹۰۲ء

میں نے بابو رنجیت سنگھہ کی کتاب ہفت چمن نام کے تینوں حصوں کو پڑھا ہے۔ حصۂ اوّل میں چھوٹے چھوٹے عمدہ قصے ہیں جنکو اُردو شاعروں کے کلام سے مزین کیا گیا ہے حصہ دوم و حصۂ سوم دونوں میں ایک ایک قصہ ہے جو حصہ اوّل کے قصوں سے بڑا ہے اور ہر ایک حصہ کے ساتھ نظمیں لگائی گئی ہیں جن میں مضامین زیادہ تر اخلاقی ہیں۔

ساتوں قصوں میں اُن مجلسی عیوب کا ذکر ہے جو ہند کے اہل ہنود و اہل اسلام میں پائے جاتے ہیں بعض بعض مقاموں پر اُن عیوب کے رفع کرنیکی تدابیر بتانیکی بھی کوشش کیگئی ہے بعض قصوں میں فرضی اشخاص کا حال بیان کیا گیا ہے یہ ظاہر کرنے کیلئے کہ ہندوستانیوں کا طریق معیشت کیسا ہونا چاہیے لیکن یہ بیان خلاف قیاس اور صلیت سے دور ہے مصنف کا بڑا مقصد نوجوان اہل ہند کو تعلیم دینا ہے اور یہ مقصد میرے خیال میں خاصی اچھی طرح پورا ہو گیا ہے اس کتاب کا

طرز آسان اور صاف ہے اور تحریر میں روانی پائی جاتی ہے نظم نے کتاب کا لطف دوچند کر دیا ہے شروع کے ۹۳ صفحوں میں مصنف کے خاندان کا حال ہے جو کسی زمانہ میں بہادری اور سلطنت برطانیہ کیلئے وفاداری میں بہت مشہور تھا کتاب کے اس حصہ سے صاف ظاہر ہے کہ ہندوستان کے کھتریوں کی جماعت ایسے لوگوں سے خالی نہیں ہے جو معاملات جنگی و ملکی میں ایسا ہی نام پیدا کر سکتے ہیں جیسا کہ اکبر اعظم تیسرے مغل بادشاہ کے عہد میں راجہ ٹوڈرمل ٹنڈن نے کیا تھا۔

تقریظ منشی گلبہار سنگھ صاحب بی اے خلف جناب منشی سبز دار سنگھ صاحب سابق نائب فوجدار ریاست سوائی جے پور فرزند جناب منشی گوری شنکر صاحب مرحوم کھتری بدہاون و نواسہ جناب منشی سلطان سنگھ صاحب مرحوم میر منشی ریزیڈنسی رئیس اعظم دہلی مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۰۲ء عیسوی

مشامِ جاں ہے فدائے شمیمِ ہفت چمن	دماغ و روح کی جاں ہے نسیمِ ہفت چمن
ہے حورِ ہند کا مسکن نعیمِ ہفت چمن	ہے بادشاہِ مضامیں سقیمِ ہفت چمن

نہ کیوں ہو گنج بداماں ندیمِ ہفت چمن

جب سے تعلیم انگریزی کا چرچا ہوا ہے اکثر نوجوان اہل ہند اپنا وقت عزیز انگریزی ناولوں کے پڑھنے میں ضایع کرتے ہیں اور اسی کو بہترین ذریعہ اپنی لیاقت اور معلومات بڑھانے کا خیال کرتے ہیں نیز وہ معدودی چند اصحاب جنکو مادۂ تصنیف حاصل ہے انگریزی طرز پر اردو ناول لکھنے کو اپنا فخر سمجھتے ہیں اسمیں کلام نہیں کہ بعض مشہور اور مستند انگریزی مصنفوں کے ناول نہایت موثر مفید اور نتیجہ خیز ہوتے ہیں مگر صرف اس صورت میں کہ پڑھنے والا پیشتر ہی سے تجربہ کار اور عاقبت اندیش ہو اور مگس کی مانند ہر پھول اور پتے سے شہد چوس لینے کا عادی۔ لیکن نوجوان کا تجربہ جسقدر اور جیسا ہوتا ہے سب کو معلوم ہے اسوجہ سے اکثر

انگریزی قصوں کا پڑھنا اُنکے لئے نہایت مضر ثابت ہوتا ہے نیز بڑے افسوس کا مقام ہے
کہ عموماً ہمارے اہلِ ملک اخلاقی مضامین کیطرف بہت کم اپنی توجہ مبذول کرتے ہیں اور قصہ
کہانیوں کو اُنسے بدرجہا بہتر خیال کرتے ہیں انہی امور پر غور فرماکر دریں ولا جناب ذی علم
بابو رنجیت سنگھ صاحب نواسہ جناب منشی بھوانی شنکر صاحب مرحوم رئیس اعظم دہلی نے ایک
کتاب لاجواب ہفت چمن نام کو شرفِ تصنیف بخشا ہے جسکا حرف حرف لایق
مضامین کا خزینہ ہے اور جواہر معانی کا گنجینہ جسکا لفظ لفظ فصاحت کی جان ہے
اور بلاغت کی کان جس کا ہر صفحہ بالائے بلندِ سروِ قامت سے بالاتر ہے اور مصحفِ
رخسارِ جاناں سے زیباتر کہیں مضامین اخلاقی نے دل لُبھایا ہے کہیں نظم عالی پایہ نے
سکہ بٹھایا ہے کہیں قناعت کی گرم بازاری ہے اور طمّاع کو جان سے بیزاری ہے کہیں
اتفاق و محبت کی خوبیاں دکھائی ہیں نفاق و نفرت کی بُرائیاں جتائی ہیں کہیں ایمانداری
کا گھر بسایا ہے بے ایمانی کو روز بد دکھایا ہے اور کہیں شراب خانہ خراب کے قبیح
نتایج بتاکر مردہ کو زندۂ جاوید بنایا ہے نشے کی نقل میں مصنف نے کمال کیا ہے۔
بھانڈوں کی پُر مذاق و نصیحت انگیز گفتگو۔ طائفوں کا آنا اور چلا لخوریوں کا گانا عجب لطف
دیتا ہے ساتھ ہی ابنائے زمانہ کی غلط کاری اور اور دنیا کی ناپایداری کا فوٹو نظروں کے
سامنے کھنچ جاتا ہے مناسب موقع پر جو نظم کے موتی پروئے گئے ہیں انہوں نے مضمون
کا اثر اور لطف دوبالا کر دیا ہے غرضکہ یہ کتاب ہزاروں میں انتخاب ہے اور صاحبان انصاف
و طالبان کمال کیلئے ایک نعمتِ غیر مترقبہ۔
رب قدیر جناب بابو صاحب کی تصنیف کو یہ اثر عطا فرمائے کہ اُسکو پڑھکر دیگر لایق
اصحاب کے دلوں میں اسی قسم کے اخلاقی مضامین کی تحریر کا شوق پیدا ہو بچے اسکو پڑھ کر

اچھی اچھی عادتیں سیکھیں اور نوجوان جنکے تبقاضائے عمر بدراہ ہوجانے کا اندیشہ بیشتر ہوتا ہے گمراہی سے اعراض کرکے راہ راست اختیار کریں

نظم

مرحبا اے ناثرِ نازک خیال — واہ واہ اے شاعرِ شعری مثال

نام ظاہر میں ہے گو مسکیں ترا — ہے مگر باطن میں اعلےٰ مرتبا

باکمال و بے مثال و خوش سیر — نیک خصلت نخلِ اُلفت کے ثمر

کیا ہی لکھی ہے کتاب لاجواب — زہرۂ بد ہیں ہو جسکو پڑکے آب

جھُوٹ ہے دعوی کہیں تقدیر کا — ڈنکا بجتا ہے کہیں تدبیر کا

ہے کہیں کذّاب ہوتا روسیہ — ہے کہیں طمّاع کی حالت تبہ

ہے کہیں زیور نچھانے کا خطر — حفظ طفلاں ہے زبس مدِّ نظر

مہر و اُلفت کا کسی جا زور ہے — غلغلہ ہے جوش ہے اور شور ہے

نشۂ مے سے ہے واجب اجتناب — سینکڑوں کا ہی ہوا خانہ خراب

غدر کی تصویر کھینچی ہے کہیں — ظلم ظالم کا بیاں ہوتا نہیں

لعبتانِ خوش کمر شیریں ادا — دیکھکر جنکو ستم بھولے جفا

بیکسی مجبوری و آفت میں تھیں — بس قلم آگے مری چلتی نہیں

کیا مصیبت تھی غریبوں پر پڑی — بے بسی حسرت سے روتی تھی کھڑی

لُوٹتے پھرتے تھے باغی ہر طرف — بے سبب کرتے تھے سختی ہر طرف

رحم کرتے تھے کسی پر نے کرم — روز و شب ڈھاتے ستم پر تھے ستم

اسقدر تھا گرم بازار زیاں — ڈھونڈے ملتے تھے نہ یاں امن و اماں

ہوگیا آخر کو جب فتنہ فرو — لوگ بولے دوستوں سے خوش رہو

ذکرِ رشوت ہے کسی حصہ میں ہاں
ہر زماں راشی کو رہے ہو خوفِ جاں
جو سواجب پر کرے اپنے گزر
الغرض ہے یہ کتاب لاجواب
باغ دنیا میں رہے جب تک بہار
زود تر دستش و ہد لطفِ قدر

طرز احسن سے کیا اسکو بیاں
زر نہ کچھ ہو اسکو مزہ و یوے نہ ناں
آدمی کا نے خدا کا اس کو ڈر
نوعِ انساں کے لئے راہِ صواب
یاں رہے نام مصنف برقرار
تا ز نخلِ عیش بر چیند ثمر

تقریظ مولوی محمد مرزا جان صاحب پروفیسر زبان شرقی مشن کالج کانپور رئیس دہلی خلف حکیم فیض علی بیگ صاحب مرحوم مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۲ء

سچ ہے مصرع ع ہر کسے را بہر کارے ساختند - یہ حصہ اِس کتاب کے مصنف صاحب ہی کا تھا جو اسوقت باطن سے ظاہر میں آیا جسقدر اِس کتاب کی تعریف کیجائے اور مصنف صاحب کو سراہا جائے غیر مناسب یا مبالغہ نہو گا کیونکہ مثل مشہور ہے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا جن صاحب کو شک ہو پڑھکر وہ بھی ثناخواں میری طرح بنجاویں کتاب کیا ہے ایک سچا نقشہ اور فوٹو ہے جو حکیمانہ کلمات سچے تاریخی واقعات اور پند و نصیحت و علم و اخلاق کا کھینچا گیا ہے اور ایسے پیرایہ میں ادا کیا گیا ہے کہ خواہ مخواہ اہل زمانہ اُسکے پڑھنے پر راغب ہوں اور بڑے اشتیاق و شوق سے پڑھیں اور جب ذرا سی غور کریں تو جانیں کہ ایسے خزانوں کے مالک بنے ہیں کہ انمول جواہر حکمت سے بھرے ہیں میرے خیال میں اس سے اچھا ڈھنگ اور کوئی نہیں آتا کہ جسمیں ایسے مضامین اس خوبی کیساتھ لکھے جاتے واہ مصنف صاحب صدہا آفرین ہے آپکے اِس خیال پر کہ آپنے کس عمدگی کے ساتھ اِن باتونکو نبھایا ہے اللہ تعالی آپکو دونوں جہاں میں کامیاب اور ابنائے زماں کو اِس سے فیضیاب فرماوے اور خدا تعالی اِس کتاب میں ایسی

برکت دے کہ بقوائے ع ہیچ خوانندہ نشد از در فیضش محروم۔ ہر ایک اپنی مراد پر بہرہ ور ہو۔

تقریظ کتاب فسانہ ہفت چمن و تاریخ دربار دہلی تاجپوشی شاہ لندن و شاہنشاہ قیصر ہند اڈورڈ ہفتم دام اقبالہ رشحہ کلک بلاغت سالک شاعر یکتا و دبیر بے ہمتا ناظم نازک خیال ناثر شیریں مقال جناب مولانا مولوی محمد اسو جان صاحب متخلص بہ ولی۔ کہ درحقیقت ولی اللہ ہیں پنشنر سابق مدرس اوّل فارسی دہلی ہائی سکول و مترجم نظم مشہورہ مسمی بہ زمزمہ قیصری (سلے آف دی امپرس) مطبوعہ مطبع عکسی لندن ۱۸۷۸ء و مصنف رباعیات اردو ردیف وار و شاگرد رشید جناب نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خاں صاحب غالب دہلوی۔

میرے محب بابو رنجیت سنگھ پنشنر انگریزی ولد راؤ جہانگیر چند صاحب مرحوم مسکین تخلص مصنف و مولف فسانہ ہفت چمن بخشی بھوانی شنکر صاحب مرحوم جاگیردار پرگنہ نجف گڈہ ضلع دہلی کے نواسہ نے اس کتاب کو دوبارہ چھپوانے کا ارادہ کیا۔ تو مجھسے استدعا کی۔ کہ فسانہ ہفت چمن کو اوّل سے آخر تک بغور دیکھیے۔ میں نے کئی مہینے گھنٹہ دو گھنٹے روز بالاستیعاب کتاب کے جملہ مضامین نثر اور نظم پر دل سے توجہ کی۔ غالباً اب کوئی نقص اس کتاب میں معلوم نہیں ہوتا۔ اور خوبیاں جو اسمیں بھری ہیں اُن میں سے بعض ہندوستان کے امیر غریب ادنی اعلی ملازم حاکم راجہ نواب ہندو مسلمان مرد عورت لڑکے لڑکیوں کو جو اسے پڑھیں انسانی نیک خصائل جن کو فضائل کہتے ہیں سکھاتی ہیں اور برائیوں کو جو رذائل ہیں برا جاننا اور ماننا بتاتی ہیں۔ رعیت کی جو تکلیفات حسن حُسن بیان سے قصہ میں ادا کی ہیں حکام بالا کو اُنکے دفعیہ پر متوجہ

کردیں تو عجب نہیں۔

۲ بچوں کے زیور پہنانے سے خرابیاں جو ہندوستان میں پیدا ہوتی ہیں۔ بچوں کے ماں باپ اور وارثوں کو اس محض نمائشی فعل سے اجتناب کا عمدہ سبق ہے۔

۳ بیوہ عورتوں کے گھر بھر کے دکھ جتا کر دوسرا بیاہ جائز سمجھنے کی تعلیم واقعی ہے۔

۴ فرض کی نقل میں جو بڑے امور درج ہیں اُن پر با اختیار والیان ملک کی اولیٰ توجہ اُن کی رعایا کو اعلیٰ فائدہ پہنچا سکتی ہیں۔

۵ دہرماہائی کا وصیت نامہ مالدار صاحب جایداد لوگوں کیلئے دستور العمل ہے۔

۶ محتاج اور یتیم خانہ قائم ہونے کی تجویزیں اگر عمل میں لائی جائیں تو ہندوستان میں قحط کے ایام میں مصیبتیں کم ہوں اور گداؤں کو بھیک کے بہانہ ارتکاب جرم کا موقع نہ ملے

۷ ٹھگی گھروں کی چالاک لوگوں کی چالاکیاں بہت دلچسپی سے اظہار ہوئی ہیں اور لوگوں کو ہشیار کیا ہے۔

۸ انگریزی راج کی برکتیں اور امن وامان اور حکام انگریزی کے اخلاق جو بطور قصص کتاب میں درج ہیں رعایا ہند کو گورنمنٹ کا ممنون وشکرگزار اور تہذیب مغربی پر دل سے طلبگار بناتی ہیں۔

۹ مجملاً اخلاقی تہذیب اور خانہ داری کے سلیقے وغیرہ نظم ذیل مندرجہ تاریخ دربار قیصری میں درج ہیں۔ نظم

فسانہ ہفت چمن ہے وہ بےخزاں اک باغ	کہ اُسکے دیکھنے سے جان نکہت آگیں ہے
یہ باغ عام نہیں۔ باغ خاصۂ اخلاق	جو نکتہ اس میں ہے گلدستہ ریاحیں ہے
کتاب ساری نصیحت کا ایک مجموعہ	کہانی نام کو ہے پر نصیحت دیں ہے

چلے جو اسکی ہدایت پہ دیکھ لے ظاہر
کہ گھر میں چین ہے اور جان و دل کو تسکیں ہے

پڑھاؤ بچوں کو گھر میں سناؤ ایک اِک کو
تمام خُلق کی تہذیب میں یہ ترقیں ہے

خیال جسکو ہوا سلوۂ خانہ کا دل میں
یہ اُسکے حق میں سراسر کتاب آئیں ہے

پڑھیں جو عورتیں اِس کو سلیقہ مند بنیں
پڑھیں جو بچے تو اُنکو یہ باغ رنگیں ہے

نہیں کسی کو جو حُکّام وقت کی کچھ قدر
وہ سمجھے خُلق سے کیسی کچھ اُنہیں تزئیں ہے

یہ نسخہ درسِ مدارس کے واسطے لازم
ہر ایک شے سے ہر اک کام ہی تعئیں ہے

کتاب دیکھ سراسر ولی یہ کہہ اُٹھا
نواسے بخشی بھوانی کے تمکو تحسیں ہے

تمہارے پہلے بزرگونکے پائی تھی جاگیر
تمہارے حق میں خزانہ بڑا یہ تدویں ہے

اب اِسکی نثر میں یا نظم میں نہیں کچھ عیب
دلہن کی طرح یہ ہر رنگ سے پُرآذیں ہے

کتاب اب ہوئی تیار لایق دربار
یہ نسخہ دستِ شاہنشہ پہ ایک شاہیں ہے

نہیں ہے یار فروشی نہ کچھ خوشامد ہے
کلام راست میں ہر امر حق کی تبئیں ہے

یہی ولی کی ہے تقریظ اور یہی تاریخ
فسانہ ہفت چمن فیض جام مسکیں ہے

۶۱۹ • ۴

فہرست مضامین فسانہ ہفت چمن

جملہ حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہیں

یا مالک

پہلا حصہ

دیباچہ

مثنوی

الٰہی تری ذات غفار ہے | خطا وار بندہ گنہگار ہے
جو مرضی ہے تیری خدائے کریم | بنا اُس کا تابع مجھے یا رحیم
تو حاکم ہے اور بندہ محکوم ہے | تری رحمتوں کی بڑی دھوم ہے
نہو حکم تیرا تو کیا ہے مجال | کسی کو خوشی ہو کسی کو ملال
ترحم ترا مجھ کو درکار ہے | تو مالک ہے خالق ہے غفار ہے

ا اُس بانشان و بے نشان کے شایان شان تعریفی کلمات چھوٹا منہ بڑی بات۔ یہ وہی قادر و قیوم ہے جسکی حمد احمد انا مو میں ہر طرف دھوم ہے غرض وہ ایک اور نام انیک۔ محمد صاحب پیغمبر عربی نے شب معراج قرب و دولت ربانی پایا مگر ادراک کنہ حقیقت کے لیاظ سے ما عرفناک حق معرفتک فرمایا پھر کسی اور انسان کا کیا مقدور ہے کہ اسکی ثنا کما حقہ کر سکے اور اس دریا ناپیدا کنار میں قدم دھر سکے

اگر دل میں گزر ہو اُسکے جود و لطف و احساں کا | تو سینہ آدمی کا ہو نمونہ باغ رضواں کا
توہی خالق جزو کل کا توہی مالک دل و جاں کا | تری قدرت عیاں کرتا ہے ہر پتا گلستاں کا
خداوندا ازل سے تا ابد ہے سلطنت تیری | توہی مالک ہے ہر شے کا توہی حاکم ہے جہاں کا

مہ و خورشید و انجم سے نمایاں نور ہے تیرا — تو ہی ہے روشنی دل کی تو ہی ہے نور ہر جاں کا

بشر کی کب یہ طاقت ہے کہ سمجھے سرِ وحدت کو — ملک پر بھی نہیں ہوتا ہے ظاہر راز یزداں کا

تو ہی حاضر ہے اور ناظر تو ہی عادل ہے اور صادق — تو ہی حامی ہے عالم کا تو ہی ہادی ہے انساں کا

۲ کسی خاص قوم کا یہ قول کہ خدا صرف ہمارا خدا ہے کسیطرح معقول نہیں ہرگز قابل قبول نہیں

قطعہ

ہر رنگ میں عیاں ہے وہ ہر شے میں جلوہ گر — ظاہر میں گو نہاں ہے بباطن نہاں نہیں

ہندو میں بھی وہی ہے مسلماں میں بھی وہی — وحدت میں دیکھ فرق خدا و بتاں نہیں

۳ میں خالص نیت سے اُسی کارساز کو سجدہ کرتا ہوں جو باوصف معاصی اپنے بندوں کا روزی رساں ہے اور باوجود عدم اطاعت مخلوق پر مہربان۔ مناجات

وحدت سے روز عید ہو شب برات ہو — دنیا و دیں کے جھگڑوں سے یارب نجات ہو

فتنہ نہ ہو۔ فساد نہ ہو سب سے ہو۔ ملاپ — یہ بات ہو نصیب تو پھر کیا ہی بات ہو

اپنوں سے میل جول ہو غیروں سے آشتی — اِس طور سے الٰہی بسر اب حیات ہو

عزت کے ساتھ دُھرم رہے بات بھی رہے — ہر حال میں معین فقط تیری ذات ہو

الفت سے اپنی زندہ جاوید کر مجھے — پانی پیوں تو غیرتِ آب حیات ہو

۴ ہر فرقہ و ملت کے اُن پیغمبروں اور اوتاروں پر درود بھیجتا ہوں جو مخلوق کے رہبر اور دنیا میں بہترین بشر تھے تاکہ اُن مبارک حضرات کے نامونکی برکت سے کتاب ہذا مقبولِ خاص و عام اور حسنِ آغاز کیطرح نیک انجام ہو۔ اِس کتاب کا نام مورل فلاسفی یعنے قانون اخلاق معرف **فسانہ ہفت چمن** ہے جسمیں دیباچہ کے علاوہ نثر کے سات مضمون ہیں اور ہر مضمون کے بعد نہایت موثر اور قابل دید نظمیں بطور ضمیمہ درج کیگئی ہیں چونکہ نصیحت انگیز اور عبرت خیز پیرایہ میں عادات قبیح پر متنبہ کرنا ہے

ناول کی غایت غائی ہی اسلئے کسی خاص شخص کے ذاتیات وحرکات سے بحث نہیں کیگئی ہے

روئے سخن کسی کیطرف ہو تو روسیاہ	ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے

اہل نظر سے توقع ہے کہ اگر بعد ملاحظہ ہفت چمن کسی عادت قبیح کی اصلاح میں مشغول ہوں تو خاکسار مصنف کو دعائے خیر سے یاد کریں اور کہیں کسی غلطی پر مطلع ہوجائیں تو پردہ پوشی فرمائیں اور اطلاع دیں تاکہ عاصی اسکی درستی کو اپنی سعادت سمجھے اور ادائے شکر کو اپنا فرض خیال کرے۔ مثنوی

یہ وہ چمن ہے کہ کہئے جسے ہمیشہ بہار	شگفتہ جسکے گل و نسترن ہیں لیل و نہار
نظارہ چارطرف اسمیں ہے گل تر کا	گزر ہے دیو خزاں کا نہ باد صرصر کا
یہ دلکشی ہے کہ آوارگی نہیں اس میں	ذرا تنافر نظارگی نہیں اس میں
ہمیشہ نورنظر ہے سرور خاطر ہے	مفید اہل معانی و اہل ظاہر ہے
غنی کیواسطے گر ہے یہ رہبر کامل	تو مفلسوں کو طریق معاش میں واصل
نہیں ہے یہ کوئی جھوٹا فسانہ یا ناول	کہ جسکی سیر گر اکبار ہو تو سیر ہو دل
جو غور کیجے تو قانون ہے ہدایت کا	نہیں ہے قصہ یہ دفتر ہے گنج حکمت کا
یہ وہ چمن ہے کہ جسکی مہک سے تر ہے دماغ	یہ پھول وہ ہے کہ لالے کے دل میں ہیں سو داغ
پڑے گر اسپہ کسی نیک قدرداں کی نظر	تو حرف حرف کے دامن میں ہیں ہزار گہر
خموش ہو کہیں سکیں کہ ہے ستائش طول	امید حضرت باری سے ہے کہ ہو مقبول

قطعہ

قدر مفلس کی کیا کرتا ہے مفلس نواز	جوہری کرتا ہے قدر گوہر و لعل یمن
قدرداں بندہ میں اہل مصیبت اسطرح	قدر کرتے ہیں سخن کی جسطرح اہل سخن

کہانی ۱۲ ۵۲ کھلا ہوا ۱۲ ۵۳ پھول ۱۲ ۵۴ سیپوتی ۱۲ ۵۵ رات ۱۲ ۵۶ دن ۱۲ ۵۷ بادصرصر ۱۲ ۵۸ ہمیشہ بہار ۱۲ ۵۹ زندگی ۱۲ ۶۰ نفرت ۱۲ ۶۱ دولتمند ۱۲ ۶۲ روزی ۱۲ ۶۳ خزانہ ۱۲ ۶۴ خوشبو ۱۲ ۶۵ تعریف ۱۲

مدح شاہ زمان فرمانروائے دوران قیصرِ ہندوستان و شاہ انگلستان اڈورڈ ہفتم دام اقبالہٗ

شاہ زمان اُس بادشاہ کو کہنا واجب ہے کہ ملک کے لحاظ سے وسیع عملداری میں ایک نہ ایک جگہ سورج ہر دم تابان رہے اور خلاق کے اعتبار سے صلح پسندی اور رعایا کی آسایش و بہبودی متکفل ہو فوج ظفر موج ہو اور اہلکارانِ مملکت راستباز اور جان نثار رہوں شکر مبدا فیاض کا کہ ہمارے اڈورد ہفتم کو یہ سب خوبیاں عنایت ہوئی ہیں آپکی صلح پسندی نے بوئروں سے مصالحت فرماکر بیشمار مخلوق کی جانیں بچالیں اور ایسے سرکش مخالفونکی نسبت بجائے عتاب فرزندوں کیطرح تربیت و پرداخت کا حکم صادر کیا اس ابدقرار حکومت کے نہایت معزز ارکان سلطنت مثل لارڈ مارکوئس سالسبری لارڈ ابرٹ کچنر و کرزن و مسٹر بالفور صاحب کی مفصل فہرست لکھی جائے تو ایک دفتر چاہئے اسلئے بندہ مسکین اعتراف عجز مدح کے بعد ہات پھیلا پھیلا کر دعا کرتا ہے کہ حضور فیض گنجور بعافیت تمام عمر طبعی کے ثمرات و برکات حاصل فرمائیں اور رعایا کے سروں پر سایہ افگن رہیں۔ قطعہ

کہتے ہیں اُس شاہ کو شاہ زماں ... ذات میں اُسکی بھری ہیں خوبیاں
ملک میں اُسکے نہو سورج غروب ... ہے رعایا پر توجہ اُس کی خوب
صلح جو ہے عدل پرور نیک نام ... اُسکی ہر کشور میں اعلےٰ انتظام
ہیں شجاع و منتظم افسر تمام ... جاں نثاری اور وفاداری سے کام
فوج شاہی جنگ میں جب جا ڈٹے ... دشمنوں کو مار کر پیچھے ہٹے
شمس دولت کس جگہ چمکا نہیں ... کس جگہ انگلینڈ کا جھنڈا نہیں
خوبیٔ اقبال شامل ہو گئی ... بوئروں سے صلح کامل ہو گئی
جرم دشمن پر کرم کیا کیا کیا ... داد سے امداد سے گھر بھر دیا
رکن اعظم ملک کے سالسبری ... اور روبٹ بالفر کرزن سبھی

اور رستم وش وہ جنرل نامور | دور تک ہے تیغ کا جن کی اثر
ملکی اور جنگی کسے سب لکھوں جو نام | غیر ممکن ہے کہ ہو دفتر تمام
دیکھ لو زورِ شجاعت فوج کا | کابل و قندھار میں کیا کچھ کیا
خوب واٹرلو شہ پلاسی پر لڑی | جیت کر پیچھے ہٹی بڑھ کر لڑی
فوج لندن ہاں ظفر کی موج ہے | فوج اوروں کی براتی فوج ہے
ہفتمیں اڈورڈ کی کیا ہوں صفات | ہیں سراپا نیک سیرت نیک ذات
ہے بڑی بات اور چھوٹا منہ ترا | روک لیں خامہ کو اے مسکیں غربا
لکھ چکے ہیں سینکڑوں اس حال کو | چھوڑ دے تو اپنی قیل و قال کو
اب دعا کر یہ رہیں قایم مدام | اور ہم دیکھیں ترقی صبح و شام

مثنوی در مدح ہز ہائنس سرآمد راجۂ ہندوستان راج راجندر سری مہاراج دھیراج سر سوائی مادھو سنگھ جی صاحب بہادر جی سی ایس آئی و جی سی آئی ای والی راج سوائی جے پور دام اقبالہ

اُسکو کہہ سکتے ہیں یکتائے زماں | ہوں اکٹھی جسمیں یہ دس خوبیاں
صحت و دولت حکومت عدل و داد | حسن اخلاق اور علم بامراد
قدر دانی و رعایا پروری | اور شجاعت میں ہو حاصل برتری
یہ فضائل جنکو لکھ آیا ہوں میں | سب کے سب مہراج مادھو سنگھ میں ہیں
اُنکی صحت سے ہے عالم تندرست | کیل کانٹے سے ملازم سب درست
ہے یہ کافی وجہ دولت کے لئے | قحط میں اپنے خزانے دیدیئے
بخت یہ ہے یہ حکومت کا ہی ڈول | خود حکومت اُنکو دے بیٹھی ہے قول

عدل کا یہ حال ہے یہ ڈھنگ ہے
اِسقدر ہے عادتِ بذل و کرم
حُسنِ سیرت آپ پر مفتون ہے
جمع ہیں اِک ذات میں نیکو صفات
قدردانی کی ہے یہ کافی دلیل
ہے رعایا پروری مدِ نظر
اُنکو حاصل ہے شجاعت میں کمال
یہ وہ گدّی ہے کہ پہلے راجہ مان
اہلِ کابل سے لڑے دل کھولکر
پھر کیا آباد جے سنگہہ نے یہ شہر
ہند میں جے پور کا ثانی نہیں
غدر میں یہ رام سنگہہ جی نے کیا
جان و دل سے کی مدد سرکار کی
ہات آیا خیر خواہی کا صلا
واہ واہ مہراج مادھو سنگہہ واہ
طرزِ نو سے کی مدد سرکار کی
جا بجا دیگر مہموں میں مدد
یا الٰہی راج یہ دایم رہے ؛
ظلِ دولت رہے بخشش کا کھل[illegible]

ہمتِ نوشیروانی دنگ ہے
مُنہ سے بول اُٹھا ہے خود نقشِ درم
مرد و زن چھوٹا بڑا ممنون ہے
ماہرِ صد علم و فن ہے ایک ذات
اہلکارانِ ریاست ہیں عقیل
بیشمار احسان ہیں ایک ایک پہ
جانتے ہیں لوگ ایسٹر وہ کا حال
ازپئے امدادِ شاہی خاندان
اور شجاعت سے کیا زیر و زبر
شہر کی کیا پوچھتے ہو لہر بہر
آگیا فردوس بر روئے زمیں
کام اپنی دُور بینی سے لیا ؛
قبر کھودی باغیانِ خوار کی
پرگنہ سب کوٹ قاسم کا ملا
طبعِ عالی نے بتائی خوب راہ
ٹرنسپورٹ آپنے تیار کی
نام پایا لیکے اعزازی سند
یہ حکومت تا ابد قایم رہے
[illegible] بسکہ [illegible] قبول [illegible]

قطعہ

تعریف وہی ہے جو ہو سچی تعریف
ہیں جھوٹ سے پُر تمام دفتر مسکین

جھوٹی ہو جو مدح - ہے خیالِ باطل
ہے صدق کا مرتبہ - تجھی کو حاصل

۵ عرض مدعا سے پہلے اپنی مختصر سی سوانح عمری اسلئے درج کتاب ہذا کئے دیتا ہوں کہ اسمیں چند مفید و عجیب واقعات قابل دید ہیں میرے آباؤ اجداد ساکن قندہار تھے نادر شاہ جب دہلی آیا تو اُسکے ہمراہ قندہاری گھڑ سواروں کا ایک رسالہ تھا میرے اجداد میں سے لالہ گوربخش رائے ولد ناگمل جی بن تخیند جی صاحب اُسکے رسالدار تھے نادر شاہ نے دہلی سے واپسی کیوقت جب بیش بہا جواہرات کے علاوہ چند ہنر مند اور عالم اپنے ساتھ لیجانے کیلئے منتخب کئے تو محمد شاہ نے بصلاح وزیر قمر الدینخان نادر شاہ سے قندہاری رسالہ مانگ لیا اُسوقت سے ہمارے بزرگ مع رسالہ شاہ ہند کی ملازمت اختیار کر کے دہلی میں رہنے لگے۔

۶ چونکہ ہم لوگ ٹھنڈی ولایت کے باشندے تھے دہلی کی آب و ہوا موافق نہ آئی گوربخش رائے ولد ناگمل جی بیمار رہنے لگے اور آخرکار بقضائے الٰہی جاں بحق تسلیم ہوئے اُنکی وفات کے بعد محمد شاہ نے اُنکے فرزند ست گورمل جی کو جو اُنکے نائب تھے رسالہ داری کا خلعت مرحمت فرمایا۔

۷ اس عرصہ میں نادر شاہ قتل ہوا اور اُسکا خزانچی احمد شاہ دُرانی جانشین ہو کر ہندوستان پر چڑھائی کا ارادہ کر کے کابل سے چلا محمد شاہ نے بہ ہمراہی ولیعہد شاہزادہ احمد و قمر الدینخاں وزیر مع رسالہ قندہاری مقابلہ کیلئے فوج روانہ کی۔ لڑائی کیوقت احمد شاہ دُرانی نے یہ سمجھکر کہ قندہاری رسالہ ہمارا ہے ہمارا ہی ساتھ دیگا ست گورمل جی کے نام اس مضمون کا ایک خفیہ حکمنامہ روانہ کیا کہ جب ہماری فوج شاہ ہند کی فوج کے مقابل ہو تو تم اپنے رسالہ سمیت ہماری صف میں آملنا۔ ست گورمل جی نے یہ حکمنامہ شاہزادہ احمد اور وزیر قمر الدین کو دکھا کر عرض کیا کہ گو طرف ثانی ہماری پُرانی سرکار ہے مگر جب سے ہمکو نادر شاہ نے محمد شاہ کے سپرد کر دیا ہے ہمارا یہ دھرم نہیں کہ اس سرکار

کا ساتھ چھوڑ کر اُسطرف جا ملیں۔ لہٰذا ہم لوگ جاں نثاری کو حاضر ہیں گو قمر الدین خاں وزیر قبل
از جنگ اپنے خیمہ میں بحالتِ نماز توپ کا گولہ لگ کر مر گیا تھا مگر پھر بھی قندہاری رسالہ بے دل نہیں
ہوا اور خوب لڑا تاریخ سے ظاہر ہے کہ اِس رسالہ کی بہادری سے شاہزادہ نے احمد شاہ دُرانی کو شکست
دی اور وہ اُلٹا افغانستان کو چلتا بنا ست گورمل رسالہ دار اِس لڑائی میں زخمی ہوئے اور احمد شاہ دُرانی
ست گورمل جی کا خصوصاً اور قندہاری رسالہ کا عموماً جانی دشمن ہو گیا اور کابل پہونچکر ہمارے
بزرگوں کی تمام جایداد جو قندہار اور اُسکے گرد نواح میں تھی ضبط کر لی اُسوقت بہت کھتری اور خاصکر
ہمارے رشتہ دار وہانسے بھاگ کر پشاور میں مقیم ہوئے (چنانچہ ہمارے ہمگوت کھتریوں مثلاً دوفی چند
سہگل کا خاندان ابتک پشاور میں موجود ہے) اور ست گورمل جی کے قریبی رشتہ دار اور قبائل پنجاب
میں بمقام چنیوٹ ایک دُور کے رشتہ دار لالہ آتا رام پٹیکار رئیس چنیوٹ کے یہاں آ رہے ایک
مہینے کے بعد محمد شاہ فوت ہوا اور اُسکا بیٹا احمد جو احمد شاہ دُرانی کو شکست دیکر آیا تھا بلقب احمد شاہ
ملقب ہو کر تخت پر بیٹھا اور اُسنے یہ سنکر کہ ست گورمل جی کی جایداد قندہار میں ضبط اور لواحق شہر بدر
کئے گئے ہیں بہت سا انعام اکرام دیکر چند موضعے جاگیر میں عطا فرمائے اور حکم ہوا کہ اپنے متعلقین کو
فوراً دہلی بلالو چنانچہ ہمارے بزرگوں کے قبائل چنیوٹ سے دہلی آ گئے۔

۸ احمد شاہ دُرانی نے ۱۷۵۶ء میں پھر ہندوستان کا رُخ کیا اُسوقت احمد شاہ دہلی کا بادشاہ
اور نواب صفدر جنگ جسکا مقبرہ دہلی اور قطب کے مابین واقع ہے اُسکا وزیر تھا ارکین سلطنت کی نااتفاقی
کے باعث حکومت روز بروز کمزور ہوتی جاتی تھی آخر احمد شاہ بادشاہِ دہلی نے احمد شاہ دُرانی سے شکست
کھائی اِس لڑائی میں ست گورمل جی کام آئے مہتاب رائے جی اُنکے فرزند زخمی ہوئے اور قندہاری رسالہ
منتشر ہو گیا لالہ مہتاب رائے جی دہلی پہونچکر بیکنٹھ باشی ہوئے احمد شاہ دُرانی نے دہلی کو خوب تاخت و تاراج
کیا ہمارے بزرگ بخوفِ جان دہلی سے بھاگے مہتاب رائے جی کے بیٹے لالہ آتا رام جی اور اُنکے نوجوان فرزند

لالہ رامچند جی اور دوسرے صغیر سن لڑکے لالہ دھنپت رائے جی ادھر اُدھر نوکریاں کرتے کراتے قرولی پہونچے مہاراج قرولی ہربخش پال جی نے از راہ قدردانی نوکر رکھ لیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد آتارام جی کو قلعدار مندرال اور لالہ رامچند جی کو خاص پیشی کا منشی مقرر کیا قرولی میں رامچند جی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا لکھپت رائے نام رکھا گیا اور لالہ دھنپت رائے کے ہاں دو لڑکے ہوئے ایک لالہ منسکھ رائے جو لاولد مرے دوسرے جہانگیر چند جو خاکسار مصنف کے والد تھے۔

۹ جب ہلکر انگریزوں سے لڑ رہا تھا تو اُسکا ایک کھتری سردار منشی بھوانی شنکر+ بخشی فوج ساکن بھوپال مع قبائل ساتھ تھا منشی صاحب کو خیال ہوا کہ لڑائی کے موقع پر بال بچے زاید وبال ہو جاتے ہیں لہذا ہلکر سے عرض کیا کہ میرے قبائل کو کسی محفوظ جگہ بھیجدیا جائے چنانچہ راجہ قرولی کو تحریر کیا گیا کہ ہمارے بخشی فوج کے بال بچے بہانے چندے قرولی میں قیام پذیر ہونگے راجہ قرولی نے اُسے بخوشی منظور کیا غرض جب منشی بھوانی شنکر کے قبائل جنکے ساتھ منشی جی کی ایک صغیر سن لڑکی بھی تھی قرولی پہونچے مہاراج قرولی نے لالہ لکھپت رائے کے مکان میں رہنے کی اجازت دی اور اُنکو ایک برس سے زیادہ قرولی میں رہنا پڑا اس عرصہ میں رابطہ اتحاد قایم ہو گیا لکھپت رائے نہایت خلیق تھے بہت خاطرداری اور دلجوئی سے پیش آئے پھر جب ہلکر کی انگریزوں سے صلح ہوئی تو سرکار کمپنی سے ہلکر کو راج اندور اور سرداران ہلکر کو جاگیریں عطا ہوئیں بخشی بھوانی شنکر کو تاحین حیات نجف گڈہ کا پرگنہ جس میں ایک لاکھ روپیہ سالانہ کی آمدنی تھی جاگیر میں مرحمت ہوا اور دہلی میں رہنے کی اجازت ملی۔ اب

+ نوٹ۔ منشی بھوانی شنکر (جنکے والد لالہ برجباشی لال جی بلد ہیرہ کھتری نواب صاحب بھوپال کے توشہ خانہ کے منشی تھے) سولہ برس کی عمر میں تحصیل علم فارسی سے فارغ ہوئے پھر فن سپہ گری سیکھ کر نوکری کرنیکو گھر سے نکل کر پہلے کریم خاں پنڈارہ سردار کے ہاں بعد میں مہاراج بھرتپور مہاراجہ کوٹہ اور راجہ ناگپور کی نوکریاں کرتے کراتے مہاراج ہلکر کے ہاں ملازم ہوئے۔ مہاراج ہلکر نے اُنکی قدردانی کی اور بہادری کے صلہ میں رفتہ رفتہ ترقیاں دیکر بخشی فوج مقرر کیا۔

منشی بھوانی شنکر اپنے قبائل کو لینے کی غرض سے قرولی گئے اور اپنی لڑکی کی نسبت جہانگیر چند (وا
ہنپت رائے جو اپنی زوجہ سمیت انتقال کرچکے تھے) کیساتھ ٹھیرا کر یہ بات قرار دی کہ جہانگیر چند شادی
کے بعد دہلی میں رہکر علم حاصل کریں بغرض معین وقت پر شادی ہوگئی اور میرے والد اپنے خسر یعنے
منشی بھوانی شنکر کے ہاں دہلی میں رہنے لگے منشی صاحب نے حسب منظوری مسٹر سیٹن صاحب رزیڈنٹ
دہلی اپنے فرزند کلاں جلیسنگہہ رائے کو راجہ اور اپنے خویش جہانگیر چند کو راؤ کا خطاب دیا۔ قرولی میں
ہمارے خاندان کے ایک شخص لالہ بالا پرشاد وظیفہ خوار ریاست ابتک موجود ہیں۔

۱۰ جب لارڈ لیک نے بھرتپور پر چڑہائی کی تو بخشی بھوانی شنکر صاحب کو حکم ملا کہ تم جسقدر سوار
اپنی جاگیر سے بہم پہونچا سکو اپنے ہمراہ لیکر مرہٹی لڑائی کے قاعدے سے دشمن پر چھاپہ مارو۔ بخشی جی
پانسو سواروں کا ایک سالہ بہم پہونچا کر اور اُسکی کمان خود لیکر جنرل لیک کی فوج کیساتھ راہی بھرتپور
ہوئے اہل برادری کی رائے تھی کہ بخشی صاحب کسی زمانہ میں راج بھرتپور کے ملازم رہ چکے ہیں اسلئے
اس راج کا مقابلہ نازیبا معلوم ہوتا ہے مگر آپ چونکہ سرکار کمپنی کے نمک خوار ہوگئے تھے انکار کو
بزدلی اور کم ہمتی سمجھکر اہل برادری کی ایک نہ سُنی اور کہا کہ سپاہی کا دھرم ہے کہ جسکا نمک کھائے اُسی
کیساتھ جائے چنانچہ بخشی صاحب بھرتپور جاکر خوب لڑے آدھے سے زیادہ رسالہ کام آیا اور
بخشی صاحب خود زخمی ہوئے پھر جب سرکاری فوج بھرتپور سے ناکامیاب اُلٹی پھری بخشی جی بھی واپس
دہلی آگئے بخشی صاحب کے بڑے بیٹے راجہ جلیسنگہہ رائے کو دس ہزار روپے سالانہ کی آمدنی کے چار گانوں
تاحین حیات اس شرط پر ملے کہ پرگنہ نجف گڈہ بعد وفات بخشی صاحب ضبط ہوجائیگا چنانچہ جب
بخشی صاحب ۱۸۱۵ء میں ۵ جون ایک حجام کے ہاتھ سے جو موضع بھونپیہ کے اُن میندارونکا بہکایا ہوا
تھا جنکے کچھ حصے بعلت عدم ادائے زربقایا نیلام کرادیے گئے تھے کٹاری کھاکر ہلاک ہوئے تو جلیسنگہہ رائے
جی کے نام پرگنہ نجف گڈہ کے چار گانوں بحال رہے اور باقی علاقہ خالصہ سرکار ہوگیا۔

نوحہ وفات بخشی بھوانی شنکر صاحب نتیجہ نازکخیالی حضرت والد بزرگوار المتخلص بہ غریب

تھے بھوانی شنکر اک مرد دلیر — جنکی ہمت کرگئی شیروں کو زیر

اصل میں باشندہ بھوپال تھے — باپ اُنکے برجباشی لال تھے

تھا کوئی سولہ برس کا سن و سال — فارسی میں کرلیا حاصل کمال

دستگیری بخشش ایزد نے کی — فوج ہلکر کی ملی بخشی گری

تھے وہ مرد ہوشیار و مرد کار — کارنامے اُنکے اب تک یادگار

صلح جب ہلکر سے کی سرکار نے — رہبری کی طالع بیدار نے

مل گیا ہلکر کو راج اِندور کا — وہ زمانہ تھا نرالے طور کا

بخشی صاحب کو صلہ اچھا ملا — کُل نجف گڈھ کا علاقہ ملگیا

تھا یہ سارا پرگنہ اک لاکھ کا — واہ کیا کہنا ہے ایسی ساکھ کا

جب بھرتپور آئے لڑنے لارڈ لیک — بخشی صاحب تھے لڑائی میں شریک

جانب سرکار سے لڑتے رہے — دشمنوں کی فوج کو گھیرتے رہے

آخرش تمغے شجاعت کے ملے — یعنے لڑتے لڑتے زخمی ہوگئے

تھے بڑے فیاض وہ عالی ہمم — مفلسوں پر کرتے رہتے تھے کرم

تھا چھپی خیرات کا یہ انتظام — کاغذ زر اُنکی پوڑیاں تھیں تمام

قصر با رفعت بنایا لاجواب — بے نظیر و بے عدیل و انتخاب

آنے والوں کو محل میں سیر کی — ہر وسہرہ کو اجازت عام تھی

نوٹ بخشی صاحب کی عادت تھی کہ پوڑیوں میں دوانی چونی رکھکہ شرفائے مفلسوں کی بہ بہانہ پوری امداد فرمایا کرتے تھے۔

اسقدر ہوتا تھا خلقت کا ہجوم — ہے کہیں گو یا کسی میلہ کی دھوم
پاکر اِک اِک آرزو پر دسترس — عیش و عشرت میں گزارے دس برس
قتل پھر اِک سنگدل نے کر دیا — خونِ ناحق اپنی گردن پر لیا
اے فلک صد حیف کیا تو نے کیا — ہے جہاں بے کیف کیا تو نے کیا
فیض کی آنکھوں کا تارا اُٹھ گیا — بے سہاروں کا سہارا اُٹھ گیا
کس کو مارا وا دریغا حسرتا — پار اُتارا وا دریغا حسرتا
لاش سے مظلوم کی ہے خوں رواں — اور خلقت ہر طرف سے ہے دواں
ہے کوئی غمناک کوئی سینہ چاک — کوئی تیرِ غم سے ہوتا ہے ہلاک
آنسوؤں سے مُنہ کو دھوتا ہے کوئی — اور اشکِ خوں سے روتا ہے کوئی
اہلِ حاجت پر مصیبت آ گئی — اُنکا اُٹھنا تھا قیامت آ گئی
یہ مثل مشہور ہے نزدیک و دُور — ہر کسی پر اُنکا احساں تھا ضرور
جب ہوئے سورج کے درشن[1] بعدِ مرگ — مُنہ ترو تازہ تھا تن باساز و برگ
چہرہ پر کچھ مردنی چھائی نہ تھی — تھا نشانِ خندہ پیشانی وہی
عالمِ دنیا ہو - یا ہو آخرت — دو جہاں میں رہتی ہی اچھوں کی بت
عیسوی سن تھے برائے واقعہ — ایک ہزار اور آٹھ سو اور پندرہ (۱۸۱۵ء)
کام قاتل نے کٹاری سے لیا — قصد پیچے کا - اٹاری سے کیا
دونوں ٹخنے پانوں سے باہر ہوئے — تھے زمیں پر جو قدم سر پر ہوئے
سنگدل مجرم کچہری میں گیا — جُرم ثابت ہو گیا پھانسی چڑھا

[1] نوٹ ۱۲ ہنود میں دستور ہے کہ لاش کو آگ دینے سے پہلے کفن مُنہ سے علیحدہ کر دیتے ہیں جسکو سورج درشن نامزد کرتے ہیں

سچ ہے یہ دُنیا ہے اِک فانی سرا	ہے یہاں اوّل فنا - آخر فنا
دل بھر آتا ہے یہ ماتم ہے عجیب	ختم کر اِس مرثیے کو اے غریب

مالکم صاحب گورنر بمبئی نے جو جنرل لیک کے سکرٹری تھے اور بخشی صاحب کے خاندان سے واقف تھے راجہ جلبنسنگھہ رائے جی کو حکم بھیجا کہ ایک سالہ بھرتی کر دو اور اپنے چھوٹے بھائی کشنچند کو اُسکا رسالدار بنا کر پونا روانہ کر دو اُسکو پانسو روپے ماہوار ملینگے بموجب حکم ہذا تین سو سواروں کا رسالہ بھی بھیجا گیا اِس سالہ کا نام پونا ہارس مشہور ہوا اور گھورندی کی چھاونی رہنے کو ملی کشنچند بارہ برس ہارس ہکر ہمیشہ لڑائیوں میں شامل ہوتے رہے آخر حسن خدمات کے صلہ میں پورے پانسو روپے بطور پنشن مقرر ہوئے اور دہلی آ گئے

۱۱ ۱۸۲۳ء کے شروع میں میرے والد راؤ جہانگیر چند نے بہ تلاش روزگار سوائی جے پور جانیکا ارادہ کیا وہاں تھرسبی صاحب ایجنٹ گورنر جنرل تھے اُنکو والد نے کسی زمانہ میں فارسی پڑہائی تھی اسلئے قوی امید تھی کہ راج میں روزگار کی کوئی صورت ہو جائیگی - چونکہ والد کو مجھسے زیادہ محبت تھی اور ساتھہ ہی یہ بھی خیال تھا کہ لڑکا اپنی والدہ کے لاڈ میں علم سے بے بہرہ رہجائیگا اسلئے مجکو ساتھہ لیکر راہی جے پور ہوئے اُس زمانہ میں مہاراج سوائی رام سنگھہ جی مسند نشین راول شو سنگھہ جی ٹھاکر ساموت وزیر ٹھاکر لچھمن سنگھہ جی صاحب فوج اور کنور جتن سنگھہ جی فوجدار تھے والد صاحب جے پور پہونچکر لالہ اُتم چند کایستھہ کے مکان پر (جو سنا ریاست حیدر آباد کیطرف سے بطور وکیل جے پور میں متعین تھے) اُترے تھرسبی صاحب سے ملازمت حاصل کی اور بوساطت اُتم چند جی سرداران ریاست سے ملاقاتیں ہوئیں تھرسبی صاحب بہت خاطر سے پیش آئے اور جب راول جی راجی کے باغ میں آ گئے تو اُنکے ہات میں میرے والد کا ہات دیکر کہا ٹھاکر صاحب یہ میرے اُستاد ہیں خاندانی اور ذی علم انسان ہیں آپ اِنکی لیاقت کے مطابق راج سے پرورش کرائیے - چونکہ راج میں امیدواری کی میعاد بہت لمبی ہوتی ہے اسلئے اِنکے روزمرّہ کے خرچ کیلئے کوئی رقم مقرر ہو جانی چاہیئے -

لہ خوبی ۱۷
۱۲
سو ۱/۱/۲ ۱۳ عمر

راول جی نے میرے والد سے نام پوچھا تھر سبی صاحب نے فرمایا کہ راؤ جہانگیر چند آپکا نام ہے عربی فارسی
اور ناگری میں بہت اچھی لیاقت رکھتے ہیں۔ اسپر راول جی نے فرمایا کہ آپکے پور آگر ہمسے ملاقات
کریں خاطر خواہ انتظام ہو جائیگا۔ پھر یہ پوچھا کہ آپ کہاں فروکش ہیں میرے والد نے کہا حیدرآباد
کے وکیل صاحب کے ہاں بطور مہمان اترا ہوا ہوں۔

راول جی۔" مہمان ایک دن کا دو دن کا آپکے واسطے راج سے مکان تجویز ہوگا کل دوپہر کو میرے
مکان پر آئیے چنانچہ اگلے روز میرے والد راول جی کے ہاں اکیلے گئے راول جی بہت خاطر سے
پیش آئے اور بہ شرکت پنڈت ٹھنڈی رام نارنولی (جو راول جی کے صلاح کاروں میں نوکر تھے
اور شاید پنڈت جی کے بیٹے مگنی رام ابتک زندہ اور راج میں کہیں ملازم ہیں) سنگی جھوتا رام کی
حویلی میں رہنے کی اجازت ملی اور دو روپیہ روز خوراک کیلئے مقرر ہوئے پھر پوچھا تمہارے پاس
سواری کیا ہے والد نے جواب دیا دو گھوڑے اور ایک یابو"

راول جی۔" ان سب کو فروخت کر ڈالئے اچھی قیمت اٹھ آئیگی اور اگر حسب مراد دام نہ ملیں تو
مجکو دکھانا راج میں خرید لئے جائینگے اور یہ تو کہو کہ دو گھوڑوں کی کیا ضرورت ہے"

والد۔" ایک میرا ایک میرے ہمراہی صغیر سن لڑکے کا اور ٹٹو بار برداری کا"

راول جی۔" سرکاری اصطبل سے ایک گھوڑا تعینات ہو جائیگا پھر راول جی نے کنور جتن سنگھ جی
راجاوت فوجدار سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ ایجنٹ صاحب کے استاد ہیں کل سے فوجداری میں آیا کرینگے
اور یہ دیکھینگے کہ کام حسب قاعدہ ہو رہا ہے یا نہیں چنانچہ ہم دو تین روز کے بعد اس مکان میں جا رہے
گھوڑا مع ایک ہرکارہ کے سواری کو آنے لگا اور والد صاحب نے عدالت فوجداری میں جو اندنوں
ناں مانی کی حویلی میں تھی جانا شروع کر دیا۔ کنور صاحب نہایت خلیق تھے وہاں جاکر معلوم ہوا کہ
پنڈت بہاری لال ساکن دہلی کو نچہ چہاجنی سر رشتہ دار فوجداری اور پنڈت گوری شنکر کاشمیری

ساکن دہلی محلہ بلبلی خانہ انکے نائب ہیں یہ دونوں صاحب اوّل تو دوست پرست دوسرے ہموطن رابطۂ اتحاد پیدا ہو گیا لیکن چھ مہینے تک والد کے روزگار کی کوئی صورت نہ نکلی جہاں گئے راؤجی ابار ہو جاتی سنتے رہے فارسی خوان اہلکاروں نے ایک مشاعرہ مقرر کر رکھا تھا جمعہ کو دفتروں میں تعطیل رہتی تھی دوپہر کے بعد میر امداد علی کے مکان پر سب شاعر جمع ہوا کرتے تھے چونکہ میرے والد شاعر تھے دلچسپی کے لحاظ سے مشاعرہ میں جانا شروع کر دیا۔ ایکدن جبکہ میں گلستاں پڑھا کرتا تھا والد صاحب نے کہا کہ تو بھی مشاعرہ میں چلا کر میں نے عرض کیا حضور میں شعر نہیں کہہ سکتا پھر مشاعرہ میں جا کر کیا کرونگا آپ سکھا دیں تو چلوں جواب دیا بیٹا شاعری کا فن کوئی منتر نہیں کہ تیرے کان میں پھونکدوں خیر چند روز کے بعد والد صاحب نے جے پوری زبان میں ایک غزل لکھی اور مجھے حکم دیا کہ اسکو اچھی طرح یاد کر لو ایکے مشاعرہ میں جاؤ نگا تو تجکو ضرور لیچلونگا میں نے غزل حفظ کر لی اور مشاعرہ والے دن بڑی بیباکی[1] سے حاضرین کو سنائی۔ رفتہ رفتہ راول جی کو اور پھر مہاراج صاحب کو خبر ملی کہ راؤ جہانگیر چند دہلی والے کے صغیر سن لڑکے نے جے پوری زبان میں غزل لکھی ہے راول جی نے والد سے کہا کہ کیا تمہارے کنور جی نے کوئی غزل مشاعرہ میں سنائی تھی؟"

والد "شرکت مشاعرہ کا شوق دلانے کو میں نے ایک غزل اس سے سنوادی تھی"

راول جی "مہاراج صاحب اس غزل کو سننا چاہتے ہیں"

والد "جو حکم۔ دو روز کے بعد حکم آیا کہ فلاں روز ایجنٹ صاحب دربار میں ہونگے تم اپنے لڑکے کو غزل سمیت لیکر حاضر ہو جانا چنانچہ اسی روز اسی ہرکارہ کیساتھ ایک درزی آیا ہرکارہ نے کہا چونکہ محلوں میں کھونٹے دار پگڑی اور جامے بغیر انگریزوں کے سوا اور کوئی جانے نہیں پاتا لہذا آپ اس درزی کو ناپ دیدیں یہ کل آئیگا اور آپکے کنور جی کی پوشاک تیار کر کے دیجائیگا چنانچہ پوشاک آگئی میں اور والد صاحب دربار میں پہونچے والد صاحب نے رستہ میں مقطع کا ایک اور شعر کہکر یاد کرا دیا تھا میں نے دربار میں لالہ جی سے

کہا کہ اگر مجھسے ایسے مجمع کے سامنے غزل نہ پڑہی گئی تو نہایت شرمندگی ہوگی۔ لالہ جی نے تسلی دی۔ اتنے میں مہاراج صاحب مع ٹھکر بسی صاحب اور سراول جی رونق افروز دربار ہوئے پہلے کچھ اور گفتگو ہوتی رہی بعد میں حکم ہوا کہ غزل سنائی جاوے۔ میں نے مہاراج کے روبرو ایستادہ ہوکر باواز بلند یہ غزل سنائی۔

جھوٹی باتاں کا بنایا ایں میں کائیں سار چھے
لوگ اجالی کا ناچھے کاسنی کے مونڈ پر
چندر ما چھپ جائے بادل مانہ مارے لاج کے
ہاتھ میں لیکر کچولا مھیں چلا باجار کوں
آو تا ایٹھے براجو ٹھاکراں کھاؤ اُمل
آج چھے تیجوں کا سیلہ جاؤں جھولن پو کیے
چھے لکھیاکی وہ بیٹی بیندنی کو توال کی
تھیں اجینٹ ایٹھاں کو بھایا آدمی ست جانجو
لیج اوُں کا چھے کہ جسکو کہتے ہینگے رام سنگھ
بول ست اور سے نہ بیا تو تو دئی وال چھے
مھیں پڑھاں جھاں ایں گجل کوں یجمیں دربار کے
کال تھیں آیا نہیں اب مھاں کی تھا کی ار چھے
کھینچو چاہے جنتنی میں مھاں کیے جی کوتار چھے
جب سے اُن ڈالا گلا میں موتیاں کا ہار چھے
کائیں لینی کائیں لینی ہوگئی پوکار چھے
دال اُرداں رندہ رہی اور باٹیاں تیار چھے
ہاتھ میں مھندی لگی چھے پانوں میں جھنکار چھے
کیوں نہ گاوے نا تھو پنڈا ہولی کا تہوار چھے
وہ تو بھایا ایں سماں میں دھرم کا اوتار چھے
راول اُنکے کارباری اور کیا درکار چھے
تھاں کو بولی بولنا سے یہاں کو کائیں کار چھے
اگیا مھارے باپ کی چھے روبرو سرکار چھے

۱۲ مہاراج صاحب بہت ہنسے اور اہل دربار میری تعریف کرنے لگے مہاراج صاحب نے فرمایا کہ ایں ٹابر کا نام کیا چھے۔ راول جی نے کہا رنجیت سنگھ۔ مہاراج صاحب میرا نام لیکر بولے کہ تمنے خود غزل بنائی چھے۔ مینے عرض کیا حضور مجکو اتنا سلیقہ کہاں۔ یہ میرے والد کی تصنیفات سے ہے راول جی نے فرمایا کہ جب تم کسی کام کے لایق ہوگے تو راج کیطرف سے ضرور پرورش ہوگی میں نے عرض کیا کہ اب کیا تھوڑی پرورش ہے کہ میرے والد راج سے امیدوار روزگار ہیں اور حضور کی

بدولت خور و نوش اور سواری و مکان کا پورا پورا انتظام موجود ہے میرے اِس التماس کو پسند فرماکر مہاراج صاحب کا حکم ہوا کہ دو تھال جسمیں پانسیر قلاقند ہو ایک ہنگی میں کھواکر راؤ جی کے مکان پر پہونچا دیئے جائیں مینے عرض کیا سرکار اتنا قلاقند میں کیا کرونگا آپکا غلام اور میرے پتا آدہ سیر قلاقند سے زیادہ نہ کھا سکینگے اُسپر مہاراج صاحب نے فرمایا کہ ہمارے رام جی کی یہی خوشی ہے جو چیز تمہارے کھانیسے زیادہ ہو اُسے پاس پڑوس میں تقسیم کردینا تاکہ لوگ معلوم کرلیں کہ تمنے کسی کے سامنے غزل پڑہی تھی مہاراج صاحب با اختیار ہوتے تو غالباً کچھ اور انعام ملتا۔ دربار برخاست ہونیکے بعد ٹھرسبی صاحب میرے پاس آئے اور پیٹھ پر ہات رکھکر بولے "شاباش بابا شاباش" اور میرے والد کیطرف دیکھکر کہا کہ راؤ صاحب اِسکو کسی مدرسہ میں تعلیم دلوائیے گا راج میں بھی ایک کالج قائم ہوگا مگر یہ بات ایک عرصہ کے بعد ظہور میں آئیگی۔

۱۴ قصبۂ لال سونٹھ کے قریب جو جے پور سے بیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے تو ضلع بہاریوں کے پاس ایک شارع عام ہے سرکاری فوج اور عام مسافر اجمیر اور گوالیار جاتے ہوئے اِس رستہ پر اکثر لُٹ جایا کرتے تھے چنانچہ ایکدفعہ ماری سین صاحب ایجنٹ بھرتپور کا کچھہ اسباب لٹ گیا اور اُنکا چپراسی شدید زخمی ہوا ٹھرسبی صاحب نے راول جی سے کہا کہ اِس علاقہ کو ہنڈون کی نظامت سے نکالکر لال سونٹھ میں ایک ضلع قائم کیا جاوے تہانہ ملارنہ لیوالی بامن واس موران اِس سے ملحق ہوں اور راؤ جہانگیر جنید وہاں کے ضلعدار اور رستہ میں امن قائم رکہنے سکے ذمہ دار مقرر ہوں چنانچہ مراج نے اُسے منظور کرلیا میں اور والد صاحب لال سونٹھ پہونچے مکتفی عملہ اور ضروری سپاہ تعینات ہوئی اُس زمانہ میں ناگونکی کی ایک جماعت اور چاپاوت راٹھوڑونکا رسالہ لال سونٹھ میں متعین تھا اُنکے

+ نوٹ یہ دادو پنتھی فقیر ناگو نکے لقب سے نامزد ہیں راج جے پور میں اُنکی فوج ہے اِنکے غول کو جماعت کہتے ہیں فی لنگوٹی جیا سے سنیر تنہو جاتا جوان سب کو برابر خفیف اجبل جسے متا الیس میں کرتے اور فرزنت مسلح رہتی ہیں اور حسب ضرورت راج کیطرف سے لڑتے ہیں اکثر

ناظم حکم ہوگیا کہ ضلعدار کو حسب ضرورت مدد ملا کرے القصہ میں اپنے والد کیساتھ نو دس برس کے قریب لال سونٹھ میں رہا آخر نیا بندوبست ہوا تھر سبھی صاحب بدل گئی میجر جان لٹلو صاحب انکی جگہ تشریف لائے جدید نظامتیں مقرر ہوئیں اور لال سونٹھ کا ضلع تخفیف میں آکر جاکسو کی نئی نظامت سے ملحق ہوگیا اور حکم ہوا کہ راؤ جہانگیر چند جے پور میں حاضر ہوں چنانچہ بموجب حکم جے پور آگئے اور بعد چندے میجر لڈلو صاحب بھی بدل گئے اور کپتان بیکار ڈ صاحب انکی جگہ

۱۴ اس زمانہ میں سرکاری فوج پنجاب میں لڑ رہی تھی میرے بڑے بھائی بابو نانک چند کمسریٹ میں عہدہ دار مقرر ہوکر فوج کیساتھ جارہے تھے اور دوسرے بڑے بھائی منشی کیدارناتھ دہلی میں پوسٹ اوفس کے منشی تھے لیکن چونکہ نانکچند نے انکو اپنے پاس طلب کر لیا تھا اسلئے گھر کی نگرانی کیلئے والد صاحب کی ضرورت ہوئی اُنہوں نے راول جی سے رخصت مانگی اور یہ عرض کیا کہ علاقہ تخفیف میں آگیا ہے اور گھر سے بلاوا آیا ہے لہذا میں دہلی جانیکی رخصت چاہتا ہوں۔

راول جی "چندے قیام کرو تمہارے واسطے کوئی علاقہ تجویز ہوا جاتا ہے جلدی نہ کرو"

والد "حضور اب تو جانے دیجئے پھر جب آپ یاد فرمائینگے بندہ حاضر ہوجائیگا"

راول جی (میری طرف مخاطب ہوکر) "جب راؤ جی آئیں تو تم بھی ضرور آنا میں نے جھک کر سلام کے بعد عرض کیا حضور میں تو آپکے قدموں ہی میں رہنا چاہتا ہوں مگر یہ سنکر کہ میری والدہ میرے لئے روتی ہیں ناچار یہاں سے جاتا ہوں"

۱۵ یہ وہ زمانہ ہے کہ کنور جتن سنگھ راجاوت ناظم شیخاواٹی کو ٹھاکروں نے دغا سے مار ڈالا اور راج کی فوج سرکشوں کی سرکوبی کو چلی افسوس ہم اسی دن جے پور سے روانہ ہوگئے آمیر کے قریب پہونچکر مجکو رونا آگیا کیونکہ جے پور جیسا شہر جسکی ہر خاص و عام خوبصورتی عمارت میں

بقیہ صفحہ ۱۷ بہادر خیرخواہ اور جفاکش پائے جاتے ہیں فن سپہگری میں ضرب المثل ہیں بجز رد بچہ نہونے کے سبب محبت دنیا نہیں رکھتے خوب لڑسکتے ہیں ایام میں اس فرقہ نے راج کیجانب سے سرکار کو مدد دی تھی اسکے صلہ میں پرگنہ کوٹ قاسم جو بادشاہ کی جاگیر میں تھا راج جے پور کو عطا ہوا

تاج بی بی کے روضہ کا مقابلہ کرتی ہے ہمسے چھوٹ گیا گلستان کے پُرفضا استھان آمیر کے محل دیوی جی کے میلہ کا ہجوم سوتی ڈونگری میں گنیش جی کی مورت گھاٹ دروازہ کا برساتی میلہ اور باغوں میں گوٹوں[۱] کی دعوت یاد آ آ کر میری آنکھوں میں آنسو بھر بھر آتے تھے والد نے کہا شاید تم کو جے پور کی جدائی کا بہت رنج ہے بیٹا اگر تمہاری والدہ کا وہ حال نہوتا جو خط میں لکھا ہے تو میں تمکو راول جی کے سیر و کرا آتا لو میں تمکو ایک شعر سُناتا ہوں جو اسیوقت کہا ہے ؎

فلک نے بدلالیا ہے مجھسے کیا ہے خُلد بریں سے باہر   امید اب ہے فقط خدا سے کہ آؤنگا پھر یہاں سے جاکر

۱۶ اس شعر سے مجھے کچھ تسلی ہوئی اور ذات ایزدی سے امید ہوئی کہ کبھی نہ کبھی پھر جے پور کی سیر ہوگی۔
۱۷ اب ہم دہلی پہونچے ایکدن میرے والد نے اثناء گفتگو میں کہا کہ بیٹا میرے پاس اتنی دولت نہیں کہ تیرے لیئے نیا نواب بننے اور کبوتر اُڑانے کو چھوڑ جاؤں لیکن میں تجکو ایسی دولت جاودانی[۲] دیجاؤنگا جو خرچ کرنیسے زیادہ ہوتی جائیگی۔ میں نے کہا بہت بہتر۔ ارشاد فرمایا اگر روپیہ ہو تو آدمی کو اس شعر پر کاربند ہونا چاہیئے ؎

نام منظور ہے تو فیض کے اسباب بنا   پُل بنا چاہ بنا مسجد و تالاب بنا

پھر فرمایا ان باتوں سے چند روز کیلئے نام قایم رہ سکتا ہے میں ابدی[۳] یادگار کے لحاظ سے یہ چاہتا ہوں کہ تو کوئی ایسی کتاب تصنیف کرے کہ جسکا فقرہ فقرہ نصیحت آمیز اور حرف حرف عبرت انگیز ہو محض حُسن و عشق کی باتیں یا بھان متی کے سے شعبدے نہوں کیونکہ ؎

رہتا سخن سے نام قیامت تلک ہے ذوق   اولاد سے تو ہے یہی دو پُشت چار پُشت

اسلئے تجکو ہدایت کرتا ہوں کہ لکھتے پڑھتے وقت جس بات میں انسانی خصائل[۴] و عادات کی اصلاح متصور ہو اُسے لکھہ لیا کر میں دیکھتا ہوں کہ تو اب بھی کچھہ کچھہ جمع کر رہا ہے مگر تیری بیاض

* نوٹ مہاراج سوائی جیسنگھ جی نے ۱۷۲۸ء میں اپنے دارالخلافہ آمیر کے جنوب میں بہشت نما شہر تیار کرا کر اُسکا نام جے پور رکھا اور یہیں

میں ایسی نظم بھی ہے کہ جسمیں زلف کو سانپ اور ابرو کو بچھو بنایا گیا ہے اسکو بلکلفت چھوڑ دے کیونکہ اسمیں تضیع اوقات متصور ہے میں اُس روز سے اپنے والد کے ارشاد پر کاربند رہا۔

۱۸ ایک مہینے کے بعد میرے والد نے فرمایا کہ کل سے آپ مکتب میں جایا کریں گھر میں تعلیم نہیں ہوسکتی پھر مندرجہ ذیل اشعار سُنائے ؎

اے عزیزو ہنر کرو حاصل
ملک اور مال کے نہو شایق
جاہ پر ہو کبھی نہ تم کو غرور
سیم و زر پر کبھی نہ جائے نظر
ہے مگر علم و فن۔ کمال و ہنر
ذی ہنر کو ہو مال کا کیا غم
ذی ہنر گھر سے گر کہیں جائے
بے ہنر کو جو پیش آئے سفر
حاکمی کی بنا ہے محکومی
چاہیئے ہے جو تم کو ارثِ پدر
ورنہ مالِ پدر ہوا اب گم

سیکھتے ہیں ہنر جو ہیں عاقل
کہ نہیں اعتبار کے لایق
اس تکبر کو دل سے رکھو دور
سیم و زر ہے محلِ خوف و خطر
دولت و مال وجاہ سے بہتر
کہ ہنر خود نہیں ہے مال سے کم
قدردانی ہو۔ مرتبہ پائے
ٹکڑے مانگے ذلیل ہو در در
خادمی کا سبب ہے مخدومی
سیکھو دل دیکے علم و فضل و ہنر
خرچ دس روز میں کروگے تم

۱۹ الغرض دہلی پہونچکر معلوم ہوا کہ بابو نانک چند سرکاری فوج کیساتھ پشاور کے دفتر کمسریٹ میں ہیڈ کلارک مقرر ہوگئے ہیں اور منشی کدارناتھ پشاور جانے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

۲۰ ایکدن میں نے اپنے ماموں راجہ جیسنگھہ رائے جی سے عرض کیا کہ لالہ جی نے اپنی گھوڑی بیچ ڈالی اور میری سواری کا یابو بھائی صاحب پشاور لیگئے اب میں کیا کروں فرمایا تمہن موہن

گھوڑے کے سوا جو خاص میری سواری کا ہے جسپر تمہارا جی چاہے چڑھ لیا کرو مگر شرط یہ ہے کہ شہر میں بھاگا بھیڑ کے موقع پر گھوڑے کو بے تحاشا ہرگز نہ دوڑانا اس سے اپنے پرائے سب کے نقصان اور ضرب شدید کا احتمال ہے بازار میں ایسا نہو کہ گھوڑا سڑک پر ہو اور تمہاری نظر کو ٹھے پر جا رہے سائیس ہر وقت تمہارے ساتھ رہیگا اکیلے کہیں نہ جا سکوگے یہ سب شرطیں تم قبول کرو تو گھوڑوں کی کمی نہیں اصطبل میں بہت گھوڑے موجود ہیں میں نے تمام شرطیں قبول کرلیں اسوقت داروغہ اصطبل کو بلا کر حکم دیا کہ صبح و شام کی ہوا خوری کیلئے ننھے جی کیواسطے مع سائیس ایک گھوڑا بھیجدیا کرو۔

۲۱ ایکدن میں اپنے گھوڑے پر چلا جا رہا تھا کہ سولہ سترہ برس کی عمر کا ایک نوجوان لڑکا شرابیوں کیطرح سڑک پر ہائے ہائے کرتا نظر آیا اس سے میرا گھوڑا کسیقدر چمکا مگر میں فوراً اتر پڑا اور گھوڑے کی لگام پکڑ کر پوچھنے لگا کہ بھائی تم کون ہو کیسے صاحبزادہ ہو کیوں ہائے ہائے کر رہے ہو جواب دیا کہ میں تواڑی برہمن ہوں ماتا دین نام ہے مہاراج ہری ہر صوبہ دار کا بیٹا ہوں گھوڑا گر کر چلدیا ہے پانو میں بہت چوٹ آئی ہے چلنے کی طاقت نہیں غرض میں نے اسکو بمشکل تمام اپنے گھوڑے پر لادا اور لگام پکڑ کر ساتھ ساتھ چلنے لگا اتنے میں میرا سائیس آگیا میں نے لگام اسکو دیدی اور رستہ میں اسکی ہائے ہائے سنکر یہ کہا کہ تم صوبہ دار کے بیٹے ہٹے کٹے جوان اور تندرست پھر ذرا سی چوٹ اور اسقدر ہائے ہائے کا غل تمہارے والد سپاہی آدمی ہیں اگر تم نے بھی وہی پیشہ اختیار کیا اور اتفاقاً کہیں زخمی ہو کر ایسی بزدلی دکھائی تو تمہارے ہمجولی کیا کہینگے اسنے کہا لالہ صاحب چپکے ہو رہو میری جان پر بنی ہوئی ہے اور تم دلی والوں کیطرح چکنی چپڑی باتیں بنا رہے ہو خیر ہم چلتے چلتے لین میں اسکے مکان پر پہونچے صوبہ دار صاحب دروازے کے آگے کرسی بچھائے بیٹھے تھے مجھے دیکھکر کھڑے ہو گئے اور یہ کہا کہ ہمیں تنہا گھوڑے کی واپسی سے معلوم ہو گیا تھا کہ لڑکے کو گرا آیا ہے آپکی بڑی مہربانی ہوئی کہ اسے اٹھا لائے پھر ایک سپاہی سے کہا گنگا دین لالہ جی کیلئے بازار سے پان لے آؤ اور مجھسے پوچھا کہ آپ حقہ پیتے ہیں تو تھوڑی منگاؤں

مینے کہا آپ اسکا فکر نہ کریں پہلے لڑکے کو اُتاریے ڈاکٹر کو بلا کر چوٹ کا علاج کرائیے پان پیچھے آجائیگا چنانچہ ڈاکٹر فوراً آگیا اور یہ کہا کہ ضرب شدید نہیں آئی صرف ذراسی رگڑ لگ کر ٹانگ چھل گئی ہے پھر کچھ دوا زخم پر لگائی اور کچھ لڑکے کو پلائی جس سے اُسکو فوراً نیند آگئی اس عرصہ میں صوبہ دار صاحب مجھسے باتیں کرتے رہے پان کھلوایا برف کا شربت پلوایا اور میرے مکان کا پتہ نشان پوچھکر رخصت کیوقت یہ کہا کہ میں آپکا بیحد شکرگزار ہوں جو کام میرے لایق ہو بلا تکلف ارشاد فرمائیے گا اور رام لیلا کے میلہ پر ضرور تشریف لائیے گا آپکے لئے احاطہ میں اچھی جگہ تجویز ہوگی میں جب چھاونی جاتا اُنسے ضرور ملتا سیلہ کے موقع پر صوبہ دار نے بہت کچھ خاطر مدارات کی اس سے مجھے یقین ہوگیا کہ اُنکی آدمیت میں ذرا بھی شک نہیں مگر ماتا دین بڑا مغرور تھا اور باپ کی صوبہ داری کے گھمنڈ میں اپنے آپ کو ساری پلٹن بلکہ تمام چھاونی کا مالک سمجھتا تھا بے موقع ہنسی اور بات بات پر گالی اُسکا تکیہ کلام ہوگیا تھا مینے ایکدن اثنا گفتگو میں کہا بھائی ماتا دین بے موقع ہنسی اور گالی نہایت ناموزوں حرکت ہے دلی والوں کے سامنے اسطرح ہنسو بولوگے تو خود تمہاری ہنسی ہوگی اُسنے جواب دیا کہ ہمکو کیا کسی سُسر کے گھر بیاہنے جانا ہے مجھے اُسکی صحبت اچھی نہ معلوم ہوئی اور آمد و رفت موقوف کردی ابتدائے ہوش سے ہر شخص کیساتھ میل جول کرنا میری عادت میں داخل تھا جسکو نیک دیکھا رابطۂ اتحاد بڑھا لیا ورنہ دُور کی صاحب سلامت قایم رکھی بقول شخصے سے

بشر کو چاہیئے ملتا رہے سب سے زمانہ میں	کسی دن کام یہ صاحب سلامت آہی جاتی ہے

اسلئے ماتا دین جب کبھی میرے گھر آتا اُسکی خاطر داری میں کمی نہوتی۔

۲۲ میری شادی ہوئی تو دونوں باپ بیٹے ضیافت اور جلسۂ رقص و سرود میں شریک رہے لڑکا باپ کے سامنے رنڈیوں بھانڈوں سے بے حجابانہ ہنسی مذاق کرتا رہا ادھر دلّی والے مُنہ پر رومال رکھکر ہنستے رہے شادی کے بعد میں چھاونی جا سکا اور نہ اُنکو اپنے گھر آتے دیکھا غدر سے چار پانچ روز پہلے اُسکی پلٹن کے ایک سپاہی سے معلوم ہوا کہ صوبہ دار فرلو رخصت لیکر سیتاپور گئے ہیں اور ماتا دین پلٹن میں لیس نایک ہوگیا ہے۔

۳۲ اب میں جولائی ۱۸۵۳ء تک گھر کے مکتب میں ابوالفضل وغیرہ پڑھکر دہلی کالج میں داخل ہوگیا مدرسہ جانے
کیلئے تانگہ اور بیلونکی جوڑی خریدی گئی میں اپنے دلی شوق اور کثرت محنت کے طفیل ایکسال میں چوتھی
جماعت تک ترقی کر گیا اسمیں سید حسین علی عرف حسینی ماسٹر معلم تھے طالبعلموں کے انگریزی تلفظ
کا بہت خیال رکھتے تھے اور آٹھویں روز طالبعلمونکو حکم دیتے تھے کہ اردو میں کوئی ایسی کہانی یا چٹکلہ لکھکر لاؤ
جس سے کسی قسم کی نصیحت یا عبرت پیدا ہو چنانچہ ایکدن گیارہ بجے کے قریب مہاراج اندور کے اتالیق
منشی امید سنگھ صاحب جو زمانہ سابق میں خود بھی دہلی کالج کے طالبعلموں میں تھے چند مرہٹے سرداروں کے
ساتھ فریڈرک ٹیلر صاحب پرنسپل مدرسہ سے ملاقات کرنے آئے اور بعد میں حسینی ماسٹر سے ملے اسوقت
تیسرے نمبر کی ریڈر زیر تعلیم تھی ماسٹر جی نے شنوا کر میری طرف اشارہ کیا کہ تم چٹکلے کا کوئی مضمون سناؤ
میں نے مندرجہ ذیل مضمون پڑھا۔

کسی درخت پر ایک اُلو بیٹھا تھا اُسکے پاس ایک اور اُلو آبیٹھا پہلے نے دوسرے سے کہا دوست
تم غمگین کیوں نظر آتے ہو اُسنے جواب دیا میرے لڑکے کی عمر بہت بڑی ہو گئی ہے مگر شادی ابتک
نہیں ہوئی کیونکہ وہ یہ کہتا ہے کہ جو کم سے کم بیس کوس کا لمبا چوڑا ویران میدان جہیز میں دے اُسکی
بیٹی سے شادی کرونگا۔ مینے بہت تلاش کیا لیکن ایسا کوئی نہیں ملتا اسلئے غمگین رہتا ہوں۔

پہلا اُلو۔ آپ غم نہ کھائیں میں اپنی لڑکی کی منگنی کر دونگا مگر شرط یہ ہے کہ حسب منشا جہیز تیار کرنیکے بعد
شادی کرونگا پاداہ گڈہ کے پاس ایک راجہ دماغی خلل میں مبتلا ہے اُسکی عملداری میں جب کسی کے چیچک
نکل آتی ہے تو سارے محلے کے باشندوں کے چھپر جلوا دیتا ہے اور جس گانوں میں اتفاقاً ہیضہ
نمودار ہو جاتا ہے سارے گانوں کو اُجڑوا دیتا ہے الغرض ذرا سی بیماری میں کوئی نہ کوئی ایسا حکم دیتا
ہے جس سے رعیت کو بہت تکلیف ہوتی ہے اسلئے اُسکا بہت سا ملک اُجاڑ ہو گیا ہے تھانہ داروں
کی تکلیف دہی لوٹ مار خانہ بربادی اور بے سامانی کا خوف اسقدر لاحق حال ہوتا ہے کہ خلق اللہ اپنی

بیماری کا دُکھ بھول جاتی ہے۔ لوگ وطن چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جاتے ہیں تم چند روز صبر کرو طاعون پھیلنے والا ہے عنقریب تمام ریاست تاخت تاراج ہو جائیگی میں اُسکا تمام اُجرا ہوا ملک جہیز میں دونگا۔

دوسرا اُلّو۔ "آپکو طاعون کی خبر کیونکر ملی"!

پہلا۔ "نہانند عرف چھچھوندر اس جوتشی نے پترہ دیکھکر کہا ہے کہ اُسکے راج میں عنقریب طاعون آنے والا ہے اس جوتشی نے نادرشاہ کے زمانہ میں بھی پیشین گوئی کی تھی کہ محمد شاہ بادشاہ ہند عیش و عشرت میں مبتلا ہے اور اُسکے امیر اُمرا نااتفاقی اور رشوت کی بلا میں گرفتار ہیں اس جہت سے کوئی نادر واقعہ ہونے والا ہے چنانچہ اُسکے چند سال بعد نادرشاہ آگیا"!

دوسرا۔ "یہ سب سچ سہی مگر راجہ ایسا کیوں کرنے لگا"!

پہلا۔ "واہ یہ خوب کہی اگر وہ ایسا نہ کریگا تو اُلّوؤں کا گُذر کیونکر ہوگا"!

میں جب یہ پڑھ چکا تو مرہٹے سردار اور منشی امید سنگھہ جی اپنی ہنسی کو روک نہ سکے اور ایک مرہٹے سردار نے پوچھا کہ اس کشمیری زادہ کا نام کیا ہے حسینی ماسٹر بولے یہ کشمیری نہیں ہے بلکہ ایک ذی علم کھتری کا لڑکا ہے رنجیت سنگھہ نام ہے سردار نے کہا مضمون تو پُرانا ہے مگر صاحبزادہ تمنے نئے پہلو سے بہت اچھی طرح ادا کیا شاباش شاباش اُسکے بعد منشی امید سنگھہ اور سب سردار ہاتھ ملاکر چلتے بنے پندرہ روز کے بعد اخباروں سے معلوم ہوا کہ تکوجی ہلکر خفیہ طور پر منشی جی کے ہمراہ ہندوستان کی سیر کو آئے تھے ماسٹر جی نے کہا کہ کیا تعجب جس سردار نے تم کو شاباش دی تھی وہ مہاراج ہلکر ہوں میں اس واقعہ سے چھہ ماہ کے بعد ماسٹر پنڈت رام کشن صاحب کشمیری کی کلاس تک جا پہونچا یہ بڑے باخدا انسان تھے اور اُنکے اکثر مقولے اس ترکیب کے ہوا کرتے تھے

نظم

جو دیانت کو کام میں لائے	جلد اپنی مراد کو پائے

* نوٹ اصل مضمون میں کالا مضیفہ ثبت تھا چونکہ یہ دو زبانی بولا گیا تھا لفظ طاعون مستعمل ہے لہذا اس جگہ بجائے کالے سیفہ کے طاعون درج ہوا

زر و گوہر سے جیب بھرتا ہے	دل سے محنت جو کوئی کرتا ہے
ذائقے علم کے وہ چکھتے ہیں	یاد اپنا سبق جو رکھتے ہیں
آبرو اپنی مُفت دیتا ہے	جھگڑا ٹنٹا جو مول لیتا ہے

غرض میں حتیٰ المقدور لکھنے پڑھنے میں بہت سا وقت صرف کرتا رہا مگر ہنوز میری تعلیم حسب منشا انتہا کو نہ پہنچی تھی کہ ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو شہر دہلی میں غدر ہو گیا پوربیے میرٹھ سے شہر میں داخل ہوئے ہم باغ میں بیٹھے امن کی ہوا کھا رہے تھے اور تعلیم کا آب حیات پی پی کر مزے اڑا رہے تھے کہ صبح کے وقت مدرسے کے ایک چپراسی نے رپورٹ کی کہ حضور سرکاری فوج چھاؤنی میرٹھ میں سرکشی کرنیکے بعد دہلی کیطرف چلی آرہی ہے اور انہوں نے سلیم پور کے محصول گھر کو آگ لگا دی ہے ٹیلر صاحب نے مدرسہ کی چھت پر چڑھ کر دوربین سے دیکھا تو حقیقت میں بنگلہ جل رہا تھا صاحب نے چھت سے اتر کر حکم دیا کہ مدرسہ بند طالبعلم بہت جلد اپنے اپنے گھر چلے جائیں اس حکم کی فوراً تعمیل ہوئی تھوڑی دیر کے بعد شہر کے بدمعاش جا بجا پھرنے اور لوٹ مار کرنے لگے انگریزوں کو اِدھر اُدھر چھپنا پڑا میں نے والد سے پوچھا کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا انہوں نے مندرجۂ ذیل نظم سنائی۔

نہ راج ہے وہ نہ ہے وہ عملہ نہ اب وہ باتیں نہ اب وہ دفتر	چلی ہے کیسی یہ بادِ صرصر کہ کانپتی ہے زمین تھر تھر
غضب خدا کا ہوا ہے نازل نہ چین باہر نہیں اندر	نہ مدرسہ ہے نہ محکمہ ہے نہ کوئی مسجد کوئی مندر

پھر فرمایا مدرسہ کے اکثر طالب علم انتہائی تعلیم پاکر مدرسہ چھوڑا کرتے ہیں۔ مگر تمہاری حالت کچھ عجیب و غریب ہے کہ مدرسہ نے اپنے ٹوٹنے کے بعد تم کو چھوڑا اب بجائے روزگار کوئی ایسی جگہ تلاش کرو جہاں عزت اور جان کی خیر رہے میں یہ سنکر رو پڑا انہوں نے فرمایا ؎

آگے آگے دیکھیو ہوتا ہے کیا	ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا

بیٹا اگر سرکار نے غلطی نہیں کی اور ان باغیوں کے تعاقب میں گوروں کی فوج آرہی ہے تو یہ بدنظمی گھنٹے دو گھنٹے کی ہے پھر ویسا ہی امن ہو جائیگا اور اگر کسی غلطی کے باعث ان نمک حراموں کی سرکوبی کیلئے

کوئی فوج نہ آئی تو یہ آگ دور تک پھیلیگی اور کچھ عرصہ لگجائیگا اور اُسکے فرو ہونے تک اکثر رعایا برباد ہو جائیگی گنہگاروں کیساتھ بیگناہ قتل کئے جائینگے دشمن شاد و دوست پامال ہو نگے غریب امیر ہو نگے اور امیر فقیر بنجائینگے ۔

۴۴ سرکاری میگزین بہ رسد کے بہت قریب تھا باغی سپاہ نے جمع ہو کر دروازہ کھلوانے کیلئے بہت کوشش کی مگر اندر والوں نے انکار کر دیا ناچار قلعہ سے بڑے بڑے زینے منگا کر دیواروں سے لگائے گئے اب اندر والوں نے سمجھ لیا کہ ہم باغیونکو کسیطرح روک نہ سکینگے مجبوراً دن کے ساڑھے تین بجے میگزین کو آگ لگادی اس سے میگزین کی دیواریں گر پڑیں سینکڑوں آدمی جاں بحق تسلیم ہوئے اور شہر کی تمام عمارتوں میں بھونچال سا آگیا ۔ اسوقت شہر میں ڈھنڈورا پٹا "خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم فوج کا" یہ سنکر بدمعاش اِدھر اُدھر لوٹ مار کرنے لگے خیر خواہ اپنے اپنے گھروں میں چھپ چھپکر دست بدعا ہوگئے کہ آہی کب میرٹھ سے فوج آئے اور کب امن قایم ہو اتنے میں دہلی بنک اور مدرسہ کا کتبخانہ لٹا اور جہاں تہاں انگریز مارے گئے شہر میں قیامت کا نمونہ برپا ہوگیا میرٹھ سے فوج شام تک نہ آئی رات کے دس بجے پوربیونکا ہندوستانی توپخانہ چھاونی دہلی سے باغی ہو کر قلعہ میں آداخل ہوا اور سلامی اُتاری سرکاری خیرخواہ جو تھے توپوں کی آوازیں سنکر یہ خیال کیا کہ گوروں کی فوج میرٹھ سے آگئی باغیوں پر توپیں چل رہی ہیں اور شہری بدمعاش جانوں کے خوف سے شہر کے باہر جانیکا قصد کر رہے ہیں تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ وزیر آباد کی چھاونی کا توپخانہ شہر میں باغیوں سے آملا ہے ایام غدر میں میرے دونوں بھائی بابو نانکچند اور منشی کدار ناتھ محکمہ کمسریٹ پشاور سے رخصتی آئے ہوئے تھے اور میرا چھوٹا بھائی بابو پرتھوی پال میرے ساتھ دہلی کالج میں زیر تعلیم تھا ۔

۴۵ دو روز کے بعد راول شو سنگھ جی ٹھاکر ساموت ہر دوار سے واپس آکر بیرون اجمیری دروازہ جیسنگھ پورہ میں فروکش ہوئے میں اور والد مع دو تھال شیرینی کے راول جی کی خدمت میں حاضر ہوئے والد نے پانچ روپیہ کی اور میں نے ایک روپیہ کی نذر دکھائی صرف چھوکر معاف ہوگئی

اور حکم ہوا کہ تھالونکو توشہ خانہ میں لیجاؤ اور دونوں نوکرونکو ایک ایک روپیہ انعام دیدو پھر فرمایا کہ راؤ جی کل دہلی پہنچتے ہی ہمنے تمکو یاد کیا تھا مگر کوئی ایسا آدمی ساتھ نہ تھا کہ تمہارا پتہ جانتا اسلئے آج ارادہ تھا کہ اُس اہلکار کی معرفت جو راج کیطرف سے جینگہپورہ میں تعینات ہے آپکو طلب کروں بارے آپ خود آ گئے اور لڑکے کو بھی ساتھ لے آئے اچھا کیا اسکے دیکھنے کو دل بہت چاہتا تھا پھر میری طرف دیکھکر بولے کہ اب تو تم جوان ہو گئے ہو غالبًا شادی بھی ہو گئی ہو گی والد نے کہا ٹھاکر صاحب برس دن ہوا اسکی شادی کر دی گئی ہے ہیں اُسوقت تئیس سال سے کچھ اوپر تھا خیر ادھر اُدھر کی باتوں کے بعد راؤل جی نے کہا کہ راؤ صاحب یہ تو بڑا غضب ہو گیا۔ پوربیوں نے بڑی غلطی کی اپنی شکایتیں رفع کرنیکی اور بہتیری صورتیں نکل سکتی تھیں سرکشی کے باعث بجائے رفع ہونیکے اور زیادہ تکلیف ہو جائیگی اپنے کئے کا پھل پائینگے سُنا ہے کہ انگریزوں کے معصوم بچّوں تک کو قتل کر ڈالا ہے بھلا اُنہوں نے کیا قصور کیا تھا افسوس ہندو ہو کر ایسی بے رحمی کی یہ خود تباہ ہونگے اور انکے ساتھ رعایا جدا برباد ہو گی اس بڈھے بادشاہ کی کمبختی کہ نمکحراموں کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گیا۔ کل شام کو ایک شاہی اہلکار مکند لال مشرف مع ایک چوبدار میرے پاس آیا اور یہ کہا کہ جہاں پناہ نے آپکو یاد فرمایا ہے مینے جوابدیا کہ میں آج ہی ہردوار سے آیا ہوں تھکا ہوا ہوں پرسوں فیضیاب خدمت ہونگا راؤ صاحب تمہاری کیا رائے ہے۔ جاؤں یا نہ جاؤں۔ میں دونوں باتوں میں خرابی سمجھتا ہوں اگر نہ گیا تو مبادا ہندوستان کی کمبختی کے باعث پھر بادشاہت قایم ہو جائے اُسوقت بُڈھا انتقام لئے بغیر نہیں رہیگا اور اگر گیا تو انگریزوں کی نظر میں قصوروار ٹھیرونگا۔

۲۶ میرے والد نے قدرے تامل کے بعد عرض کیا کہ ٹھاکر صاحب میں کس لایق ہوں کہ آپکو صلاح دیسکوں لیکن جہانتک میرا خیال ہے جناب کی تشریف لیجانے میں چند خرابیاں متصور ہیں اوّل انگریزوں کی دشمنی کا اظہار ہوگا دوسرے آپ راج کی بلا اجازت جائینگے تیسرے مبادا بُڈھا آپکو

قید کرکے یہ حکم چڑہا دے کہ جبتک راج جےپور سے اِمدادی فوج نہ آجائے آپ یہیں قیام فرمائیں چوتھے راج کیطرفسے بازپرس ہوگی کہ آپ کس کے حکم اور کس کی طرفسے بادشاہ سے ملے۔ کیونکہ آپ خودمختار نہیں ہیں راول جی نے کہا یہ باتیں میرے خواب و خیال میں بھی نہیں تھیں پھر والد نے کہا کہ ایسے موقع پر آپکا جےپور میں رہنا مناسب ہے نہ معلوم اونٹ کس کروٹ بیٹھے اِسکے علاوہ بادشاہ سے نہ ملنے کیلئے ہزار عذر ہیں غرض والد کی صلاح راول جی کو بہت پسند آئی اور حکم دیا کہ چراغ جلے یہاںسے چلدینگے سب لوگ پیش از غروب آفتاب کھانے وغیرہ سے فارغ ہوجائیں پھر والد سے کہا کہ تم بھی جےپور چلے چلو والد نے جوابدیا ٹھاکر صاحب میں ایسے وقت میں ال بچوںکو چھوڑنا مناسب نہیں جانتا راول جی نے بہت کچھ اصرار کیا مگر والد صاحب عذر کرتے رہے اور انسے رخصت ہوکر گھر چلے آئے

۲۷ غدر ہوئے کوئی آٹھ روز ہوئے ہونگے کہ میرے بھائی نانکچند کے نام میرٹھ سے لالہ پھینٹن داس کا ایک خط بدیں مضمون آیا کہ سرکاری فوج نے باغی ہوکر بادشاہ معزول کی پناہ لی ہے اِسوقت سرکار کو وہاں کی خبریں حاصل کرنیکی نہایت ضرورت ہے سمتھ صاحب افسر کمسریٹ نے لالہ نراینداس سے کہا تھا کہ خبریں منگانے کا انتظام کرو لالہ نراینداس نے آج مجھکو صاحب سے ملوایا عندالملاقات صاحب نے کہا کہ اب تمہارے سوا کوئی شخص دہلی میں ایسا نہیں کہ جسپر خبروں کے متعلق بھروسا کیا جائے میں نے عرض کیا کہ بابو نانکچند ہیڈ کلرک کمسریٹ پشاور اور اُنکے بھائی منشی کیدارناتھ آجکل رخصت لیکر دہلی آئے ہوئے ہیں میں اُنکو لکھتا ہوں یقین ہے سرکار کی خیرخواہی سے مُنہ نہ موڑینگے یہاںسے جواب لکھا گیا کہ ہم سرکار کیلئے جان تک دینے کو تیار ہیں۔

+ نوٹ پھینٹن داس کھتری سابق ٹھیکہ دار کمسریٹ کسی کام کیلئے میرٹھ جاکر لالہ نراینداس گماشتہ کمسریٹ کے ہاں فروکش تھے کہ میرٹھ میں غدر ہوگیا حکام کو دہلی سے خبر منگانے کی ضرورت ہوئی انہوں نے خبر رسانی میں بہت کوشش کرکے چند دوستوں کی معرفت دہلی سے خبریں منگائیں غدر میں بہت سی نیکنامی پیدا کی بے قصوروں کو رہا کرایا اور رائے صاحب کا خطاب پایا اور نیکنام ہوکر مرے

۲۸ چونکہ میرے دونوں ماموں۔ اُنکے لڑکے۔ والد اور تینوں بھائی روپوشی اختیار کر چکے تھے اِسلئے مجکو ارشاد ہوا کہ تُم اُس صوبہ دار سے ملاقات کرو جو تمہاری شادی میں آیا تھا اور مرزا عبداللہ اپنے قدیم ملاقاتی سے مِل مِلا کر قلعہ کی خبریں لاؤ میں کئی دفعہ مرزا عبداللہ کے گھر گیا لیکن ملاقات نہوئی اور صوبہ دار کو تلاش کیا تو سُنا کہ قلعہ میں رہتا ہے خیر بازاروں میں جو خبریں ملیں پہونچانی شروع کر دیں آٹھ دس آدمی میرٹھ سے تا دہلی مقرر ہو گئے اور بانس کی لکڑیوں میں چٹھیوں کو چھپا کر لیجانے لگے۔

۲۹ ایکدن صوبہ دار ہری سِنگھ خود ہمارے مکان پر آکر کہنے لگے کہ میں اتنے دنوں کم فرصتی کی باعث نہ آسکا اور مینے بارہا چاہا کہ پوربیوں کا ایک پہرہ تمہارے گھر کی حفاظت کیواسطے معیّن[۲۸] کر دوں مگر اسمیں کئی خرابیاں دیکھیں ایک تو یہ ڈر کہ پوربیوں کا اعتبار نہیں رہا ایسا نہ ہو تمہارا گھر لوٹ لیں اور میرے اطمینان کیلئے کوئی بہانہ بتادیں دوسرے اگر سرکار کو پوربیوں کیساتھ تمہاری سازش معلوم ہو گئی تو سزایاب ہونے کا خوف ہے پھر تخلیہ میں جاکر یہ کہا کہ اِن نمکحراموں نے کیا اور کر نہ جانا اب میں اگر اِنکا ساتھ دیتا ہوں تو نمکحرام ہوتا ہوں اور جو انگریزوں کی طرفداری کا کوئی کلمہ مُنہ سے نکالتا ہوں تو فوراً قتل کیا جاتا ہوں میں اپنے بیٹے کے سامنے جو فرعون بے سامان ہے دم نہیں مار سکتا۔ ماموں صاحب نے مصلحتاً اِس خیال سے خبر رسانی کے معاملہ کو صوبہ دار پر ظاہر نہیں کیا کہ مبادا یہ ہمارا بھید لینے آیا ہو مگر یہ خیال بالکل خام تھا مینے کہا ہری جی اِس غدر کا انجام کیا ہوگا جو ابدیا انجام کیا ہوگا تمام باغی غارت ہونگے میں خُدا سے چاہتا ہوں کہ جلد موت آجائے تو بہتر ورنہ پھانسی تیار ہے میری دلی تمنّا ہے کہ سرکار سے جاملوں مگر لڑکے کی محبّت اور اُسکی سرکشی کا خوف مانع[۲۹] ہو رہا ہے گو میں اِن نمکحراموں کے ساتھ ہوں مگر مجھسے آجتک کوئی نمکحرامی سرزد نہیں ہوئی نہ میں لڑنے گیا اور نہ کسی انگریز کو مارا مینے کہا کہ اگر آپکا لڑکا ناخلف[۳۰] ہے تو اپنے ساتھ کیوں رکھا ہے جو ابدیا لالہ میں کیا کہوں یہ بڑے حضرت ہیں دو برس ہوئے دو ماہ کی ضروری رخصت پر گھر گیا اس نالایق بیٹے کے جھگڑوں نے مجکو اپنے کام کیلئے

بہت کم فرصت دی۔

لیں یہ صوبہ دار جی ایسے کہاں کے جھگڑے تھے کہ آپکا اتنا وقت صرف ہو گیا؟
صوبہ دار یہ لیجئے انکی حرکات سُنئے۔ ایکبار اسکی والدہ نے گانوں کی پاٹ شالا میں اسے پڑھنے
بٹھا دیا چونکہ لڑکونکو کھیل میں لگاتا اور پنڈت جی سے گستاخی کرتا تھا اسلئے پنڈت جی نے ایکدن
دو چار دہولیں لگا دیں دوسرے دن دھوتی کے کنٹوپ میں ببول کے کانٹے رکھکر پاٹ شالا میں گیا اور
ڈنگہ کرنے لگا پنڈت جی نے اپنے پاس بلاکر ایک دہول ماری تمام ہات خون آلودہ ہو گیا یہ اسیوقت
پاٹ شالا سے بھاگ کر گھر میں آگیا اور پھر نہ گیا اُسکی ماں نے پنڈت جی کو کچھ دے دلا کر راضی کر لیا۔
ایکدن کسی لڑکے کے پیچھے جا کر اُسکی آنکھیں اِسقدر دبائیں کہ لڑکا اندھا ہو گیا بڑا غل مچا بیٹے
دو بیگہہ میں اُسکے ماں باپ کو دی۔ وہ تو نوابی تھی اگر انگریزی علاقہ ہوتا تو بچہ کو قید کی سزا ملتی۔
ایکدن لڑکے آنکھ مچولی کھیل رہے تھے ایک لڑکے نے چھو لیا یہ کمبخت لڑکے کو پاس کے تالاب میں
ڈبونے لیچلا۔ خیر ہو گئی کہ اور لڑکے اُسے چھڑا لائے اور ہمارے ماتا دین کی خوب گت بنائی یہ بھاگکر
گھر کی طرف بھاگا رستہ میں لڑکے کے باپ کا کھیت تھا بیچارہ کی جھونپڑی کو آگ لگا دی بیٹے بہت
سی منت و سماجت کے بعد دو روپے نذر کئے تب نجات پائی۔
ایکدن میں اپنی بھینس کی تلاش میں جنگل کی طرف نکل گیا دیکھتا کیا ہوں کہ ہمارے صاحبزادے
سات آٹھ لڑکونکو لئے ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہیں درخت میں ایک رسّی لٹکی ہوئی ہے اور آپ پیپل کے
پتّوں کا ٹوپ سر پر رکھے اور ایک جلا ہوا سر کنڈہ چُرٹ کیطرح مُنہ میں لئے ہوئے ہیں میں نے پوچھا
یہ کیا کھیل ہے ایک لڑکے نے کہا عدالت ہو رہی ہے آپکا ماتا دین مجسٹریٹ بنا ہوا ہے مسمی پرسو کے
پھانسی دینے کو رسی لٹکائی ہے اب پیشی ہونیکو تھی کہ ہزاری جی آپ آگئے مجھے بڑا غصہ آیا اور
ماتا دین کو خوب مارا۔ چلتے وقت اُسکی ماں سے کہا کہ اسکو اپنے ساتھ دہلی لیتے جاؤ نہ معلوم اور

کیا کر بیٹھے اسلئے میں اسکو یہاں لے آیا۔ اب لہو لعب میں وقت گزارتا رہا یہاں بیٹھا وہاں بیٹھا
اس سے لڑا اس سے بھڑا اپنے اجیٹن صاحب سے کہکر پلٹن میں بھرتی کرادیا ہے اب یہ جانے اور اسکا کام

اسکے بعد صوبہ دار نے ہمسے پوچھا کہ اب تم کیا کروگے ہمنے ایک زبان ہوکر کہا کہ ہزاری جی ہم
کیا کرسکتے ہیں بال بچے ساتھ ماموں اور والد ضعیف انکو چھوڑ کر کہاں جائیں سب روپوش ہو
پڑے ہیں جب سرکار آئیگی تب نکلینگے۔

صوبہ دار نے کہا یہ خیال نہایت درست ہے لو اب میں رخصت ہوتا ہوں زندہ رہا تو پھر ملونگا ورنہ یہ آخری ملاقات ہے۔

۳۰ اب چاروں طرف سے باغی فوجیں آنے لگیں شہر میں کسی طرح کا امن نہ رہا رات کو بیرون شہر گوجر
غل مچاتے اور لوٹ مار کرنے لگے بارے ۸ر جون ۱۸۵۷ء کو پنجاب سے فوج آئی گوروں سکھوں اور
گورکھیوں کی فوج نے بمقام سرائے بادلی باغیوں کو شکست دی باغیوں کی شکست خوردہ فوج پریشان ہوکر
شہر میں آگھسی سرکاری فوج نے اسکا تعاقب کیا اور پہاڑی پر مورچے باندھے گئے اب روز سرکاری
فوج اور باغیوں کے غولوں میں لڑائی ہوا کی مگر ایک دوسرے پر غالب نہ آسکا۔

۳۱ اتفاقاً شاہی بارود خانہ اڑ گیا اور بہت سی جانیں تلف ہوئیں باغیوں نے سمجھا کہ حکیم احسن اللہ
کی سازش سے اڑا ہے ادھر بارود خانہ سے لاشیں آرہی ہیں ادھر لال کنویں پر احسن اللہ خاں کا مکان لٹ رہا ہے۔

۳۲ شہر کے ہندو مسلمان گرفتار ہو ہو کر قید ہو رہے ہیں اور کہا جا رہا ہے کہ بادشاہ کے خرچ کیواسطے
روپے دو ورنہ قید رہو۔ چنانچہ میرے والد بھی پکڑے گئے اور قید میں بہت کچھ تکلیف اٹھائی مسلمانوں
کو بادشاہ سے یہ کہکر رہا کرادیا گیا کہ یہ لوگ کلمے کے شریک ہیں تشدد کرنا جائز نہیں اور پھر مسلمان
چنداں روپے والے بھی نہیں ہیں بلا سبب قید رکھنا کیا ضرور ہے اسوقت ہری ہر صوبہ دار کے
پاس گیا اسنے یہ بات ٹھیرائی کہ جب بادشاہ مسلمانوں کو چھوڑتا ہے تو ہمپر واجب ہے کہ ہندوؤں کو چھوڑ دیں
ورنہ دونوں فریق قید رہیں یہ مشورہ ہو ہی رہا تھا کہ ایک پوربیہ ہاتھ میں کاغذ لئے آموجود ہوا

اور یہ کہا کہ جہاں پناہ نے راجاؤنکے نام یہ اشتہار جاری کیا ہے لوگوں نے اُسے پڑہا میں نے چاہا کہ نقل لیلوں مگر ممکن نہوسکا بعض سامعین نے کہا کہ پہلے شاہ عالم بادشاہ نے اشتہاروں میں بہت سے اقرار کئے تھے مگر ایک پر بھی قایم نرہے بہادرشاہ کیا خاک قایم رہینگے بعض نے کہا اس اشتہار کے باعث تمام راجا اپنی اپنی فوجیں لیکر رستہ میں انگریزونکو مارتے چلے آتے ہیں غرض جتنے مُنہ اُتنی باتیں۔ اسکے بعد جلسہ میں تمام مقیّد ہندوں کی رہائی کا حکم لکہا گیا سب نے دستخط کئے اور یہ حکم ایک شخص کے سپرد ہوا صوبہ دار ہری ہر نے اپنی پلٹن کے ایک عہدہ دار گنگا دین سے کہا کہ تم چلے جاؤ اور سب ہندوؤنکو رہا کرادو اور ان لالہ کے والد کو اُنکے گھر تک پہونچا کر ہمسے رپورٹ کرو چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی منجملہ دیگر قیدیونکے لالہ رام سہائے مل والد ماسٹر نند کشور نے میرا شکریہ ادا کیا میں نے کہا کہ آپ میرا شکریہ ادا نہ کریں میں نے اپنے والد کیلئے کوشش کی تھی اُسکے متعلق ایک صوبہ دار کی ملاقات سے کام آئی اتفاق سے آپ بھی ازانجملہ ایک قیدی اور میرے محب کے والد تھے غرض مالیواڑہ تک پہونچکر رام سہائے مل نے دستوں کے محلہ کی راہ لی اور ہم سید ہے گھاسی رام کے کوچہ میں اپنے گھر آگئے۔ اب یہ تجویز ٹھیری کہ تا رفع فساد سب کے سب تہ خانے میں روپوش رہیں۔

۳۳ اس عرصہ میں ایکدن ماتا دین صوبہ دار کا بیٹا سہ پہر کے وقت خود ہمارے گھر آیا اور بڑی تمکنت سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا گرمی کا موسم تھا اصطبل کے آگے گھوڑے بندہے ہوئے دیکہکر کہنے لگا کہ یہ نکمّے کیوں کھڑے رہیں بادشاہ کی نذر کر دو۔

میں وہ سلطنت کو اچھی طرح قایم ہونے دیجئے۔

ماتا دین وہ ہم عنقریب سیتا پور کے چکلہ دار مقرر ہونگے تھوڑے سے انگریز میرٹھ میں ہیں اور تھوڑے سے پہاڑی پر۔ ان سکھوں نے ناحق پھٹے میں پانو دیکر ہماری فتح میں دیر کر رکھی ہے پھر یہ کہا کہ ہمارے لئے شربت منگاؤ اتنے ہم تمہارے گھوڑونکو ملاحظہ کرتے ہیں اور مجھسے کہا کہ تم ہمارے

ساتھ رہو۔ غرض میں ساتھ ہو لیا۔ اُس نے تمام گھوڑونکو دیکھا اور اُن دو عربی گھوڑونکو جو میرے بھائی منشی کدارناتھ پشاور سے لائے تھے بغور دیکھکر پوچھا کہ شاید یہ نو خرید ہیں مینے جواب دیا غدر سے چار روز پہلے پشاور سے آئے ہیں اتنے میں شربت آگیا اور وہ پی پلا کر یہ کہتا ہوا چلدیا کہ لالہ پھر کبھی ملینگے۔ مینے دل میں کہا کہ خدا غارت کرے اور تجھے پھر ملنے کا موقع نہ ملے یہ نالائق شخص کسی اُستاد کی اس نظم کا مصداق[۵] تھا۔ نظم

ظاہر آدمی ہے سب سے عزیز ۔۔۔ اور کتا ذلیل تر ناچیز
پر یہ فرما گئے ہیں دانش ور ۔۔۔ کہ سگ حق شناس ہے بہتر
سگ نہیں بھولنے کا پارۂ ناں ۔۔۔ چاہے جتنا تو مار اُسکو یہاں
سفلہ کو عمر بھر نوازے جو ۔۔۔ تھوڑی سی بات میں ہو لڑنے کو

۴۴ چار پانچ روز کے بعد سات آٹھ پوربیے (جنمیں ایک ماتا دین کا ہمراہی تھا) میرے گھر آئے اور سائیسوں سے کہا لگا میں لے آؤ یہ گھوڑے قلعہ میں جائینگے اُسوقت محلہ میں غل مچگیا کہ پوربیے گھوڑے لئے جاتے ہیں میں محلسرائے سے نکلا اور چھوٹے ماموں گنج چند (جو پنشن یافتہ رسالدار تھے) خلوت خانہ سے اصطبل میں آئے مینے پوچھا کہ یہ گھوڑے کس کے حکم سے لئے جاتے ہو اگر ایسا ظلم کروگے تو تمہاری فتح کیونکر ہوگی ایک نے جواب دیا چُپ رہو پھر ایسا کہو گے تو سر کاٹ ڈالا جائیگا دوسرے نے کہا کہ یہ صوبہ دار کا ملاقاتی ہے دفعدار صاحب پروانہ کیوں نہیں دکھلا دیتے دفعدار نے کہا شب جری پروانہ دکھا دے چنانچہ پروانہ پیش کیا گیا اور ماموں صاحب نے پڑھا لکھا تھا کہ شہاب الدین دفعدار کو معلوم ہو چونکہ سر دست گھوڑونکی کمی ہے لہذا تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ دہلی اور اُسکے بیرونجات میں جس کسی کے ہاں کام دینے کے لائق گھوڑا ملے فوراً لے آؤ اور جو شخص مزاحم ہو اُسے گرفتار کرکے پیش حضور کرو تاکید جانو ماموں صاحب نے کہا کہ یہ کاغذ دستخطی نہیں ہے صرف پیشانی پر اتنا لکھا ہوا ہے کہ "باجلاس کمانڈر انچیف فوج انگریزی"

[۵] حسب حال ۱۲

اسپر دفعدار نہایت لال پیلا ہو کر بول اُٹھا کہ ہم کیا جعلساز ہیں۔ ماہونصاحب نے نوکروں سے کہا گھوڑے لیجانے دو چنانچہ پوربیوں نے تمام گھوڑے سنگوا لیئے۔ البتہ صرف ایک عربی بُڈھے گھوڑے کو یہ کہکر چھوڑ دیا کہ یہ تمہاری سواری کیواسطے کافی ہوگا۔ اصطبل سے جب گھوڑے نکلے تو میں محلہ کے باہر آیا دیکھا ماتادین محلہ کے سامنے نیم کے درخت کے نیچے ٹہل رہا ہے میں نے آگے بڑہکر کہا افسوس یہی شرط محبت ہے کہ ہمارے گھوڑے چھینے جاتے ہیں۔

ماتادین بولا ارے بھیّن ہمرا شکر مانو کہ تمرا گھر نہیں لوٹا اسوقت میٹی کا گھوڑا بھی تو حضور طلب کیئے بغیر نہیں رہنے پا

۳۵ دوسرے روز ہری ہر صوبہ دار سے قلعہ میں ملاقات ہوئی مینے گھوڑوں کی گرفتاری اور ماتادین کی نالایقی گوش گزار کی اُسنے کہا لالہ چپکے ہو رہو میرا بیٹا بڑا نابکار ہے اگر میں تمہاری طرفداری کرتا ہوں تو خبر نہیں کیا کر بیٹھے دوسرے روز ہری ہر پیشاب کر رہا تھا یکایک توپ کے گولے کا ایک ٹکڑا لگا اور مر گیا

۳۶ اب باغیوں نے سمجھا کہ اگر نجف گڈہ کیطرف سے حملہ کیا جائے اور قلعہ سے پہاڑی پر بھی دہاوا کریں تو پہاڑی جلد فتح ہو جائیگی مجھے دو روز پہلے اُڑتی ہوئی خبر ملی کہ باغی پہاڑی کے عقب یا جانب سے سرکاری فوج پر حملہ کرنے والے ہیں فوراً لالہ مہیش داس کو لکہہ بھیجا باغی فوج کیساتھ ماتادین ہمارے عربی گھوڑے پر سوار تھا سامنے سے گزرا اور مجکو پہچان کر کہنے لگا لو لالہ پرسوں تک یہ چند نابکار جو پہاڑی کی اوٹ میں چھپے ہوئے ہیں قتل کر دیئے جائینگے اور میں کشمیری دروازہ کی راہ سے شہر میں داخل ہونگا اسکے بعد مینے سُنا کہ جب نجف گڈہ کی جھیل کا پل اُڑایا گیا تو ماتادین نے ڈوبکر جان دیدی۔

۳۷ مرزا شاہرخ کے بیٹے مرزا عبداللہ سے میری مشاعرہ کی ملاقات تھی خبر جمع کرنیکی غرض سے ایکدن اُنکے پاس گیا لیکن مرزا کے تیور بدلے ہوئے تھے متکبرانہ لہجہ سے کہا رنجیت سنگہ بہت روز بعد آئے شاید انگریزی تعلیم نے دماغ چلا دیا ہے مینے جواب دیا صاحب عالم آپ بھی انگریزی کے ماہر ہیں حضور انگریزی فارسی جاننے سے کوئی شخص عیسائی یا ایرانی نہیں ہو سکتا اُسوقت ایک خوشامدی

کا بیستہ بول اُٹھے کہ گستاخانہ کلمات نہ کہو اُسپر مرزا عبداللہ قدرے مسکرا کر کہنے لگے منشی جی چپکے ہو رہو انسے کچھہ کام لینا ہے پھر میریطرف مخاطب ہو کر کہا رنجیت سنگھہ کوئی ایسا آدمی بتاؤ جس سے ہزار دو ہزار روپے وصول ہو جائیں حضور کو اسوقت سخت ضرورت ہے تم اپنے ماموں جان سے کم از کم ایکہزار ضرور دلا سکتے ہو راجہ جیسنگھہ رائے چار گانونکے جاگیردار دس ہزار روپیہ سالانہ کی آمدنی کشن چند رسالہ دار پانسو روپیہ ماہوار کی پنشن - بھائی جان اِسوقت میری مدد کروگے تو تمہارے کام آئیگی مینے دل میں کہا کہ یہ تو سرود بہ مستاں یاد دہانیدن کا سا معاملہ ہو گیا اور پھر یہ عرض کیا کہ صاحب عالم ابتدائے غدر سے آمدنی موقوف اور اثاثہ زمین میں مدفون - میں پرسوں حاضر ہونگا اور جو کچھہ لا سکا خدمت عالی میں پیشکش کر دونگا برگِ سبز است تحفۂ درویش - بعدہٗ تسلیمات بجا لا کر رخصت ہو گیا -

۲۸ گھر آکر سنا کہ تھوڑی دیر ہوئی محبوب علی وزیر کے پیشکار منشی مکند لال کا ایک ہرکارہ آیا تھا اور کچھہ روپیہ طلب کرتا تھا مینے جب ماموں صاحب کے پاس جا کر مرزا عبداللہ کا واقعہ سنایا تو والد صاحب بولے لیجئے یک نہ شد دو شد -

۲۹ اب یہ صلاح ٹھیری کہ روپیہ ہرگز ندو ورنہ باغی ٹھیرائے جاؤگے بلکہ میرے والد مع برادران بابو نانکچند منشی کیدارناتھ بابو پربھہ دیال اور ایک ملازم میرٹھہ چلے جائیں اور ماموں صاحبان کسی اور جگہ روپوش ہوں بال بچے محلسرا میں رہیں اور شاگرد پیشہ دروازہ پر رہا کریں بعدہٗ تلاش کرنے والوں سے کہدیا جائے کہ گھر کے مرد جس دن سے قلعہ میں گئے ہیں آجتک واپس نہیں آئے القصہ ہم اگلے دن میرٹھہ چلنے کیلئے تیار ہو گئے چلتے وقت والد نے پس ماندگاں سے کہا کہ اب جان کے لالے پڑ گئے ہیں اسلئے ہم یہاں نہیں رہ سکتے زندہ رہے تو ملجائینگے ورنہ رخصت تم جبتک رہ سکو ٹھیری رہنا ہیرا کہار اور موہن مہر تمہارے ہمراہ رہینگے جو اورونکا حال سو تمہارا عورتیں یہ سنکر دہاڑیں مار مار کر رونے لگیں اُسوقت والد نے یہ شعر پڑھا ؎

اب تو جاتے ہیں میکدہ سے میر	پھر ملیں گے اگر خدا لایا

۴۰ ہم دن دن میں دہلی سے شاہدرہ تک پیدل اور وہانسے راتوں رات غازی آباد پہونچکر لالہ جمنا داس صاحب کھتری کے مکان پر ٹھیرے اُنہوں نے بڑی خاطر کی اور ہمیں اُنکی مدد سے ایک گاڑی ملگئی سب کے سب اُترتے چڑہتے بیگم آباد جا پہونچے یہاں ایک انگریزی گارد پڑا ہوا تھا ہمنے گارد والوں سے کہا ہم خیرخواہ سرکار اور رخصتی ملازم ہیں دہلی میں گھرے ہوئے تھے موقع پاکر نکل آئے ہیں اور میرٹھ جانا چاہتے ہیں سارجنٹ نے یہ سنکر ہم سب کو قید کرلیا اور یہ کہا کہ اگر کسی معزز یورپین کو جانتے ہو تو اسکو چٹھی لکھو وہ بلائیگا تو جانے پاؤگے ورنہ بندوقوں سے اُڑا دئیے جاؤگے ایک دن ایک رات قید رہے پانی کے سوا اور کچھ نہیں ملا آخر اُس چٹھی کا جواب جو بھائی صاحب نے سمپسن صاحب افسر کمسریٹ کے نام سارجنٹ کو لکھکر دی تھی مع ہاتھی کے میرٹھ سے آیا سارجنٹ چٹھی پڑہکر بولا کہ تم فوراً اس ہاتھی پر سوار ہوکر چلے جاؤ۔ اب ہم میرٹھ پہونچکر نرائن داس گماشتہ کے مکان پر اُترے اُنہوں نے کپتان سمپسن صاحب سے ملوایا صاحب موصوف نے اُسی وقت خزانہ سے پچاس روپیہ دلواکر حکم دیا کہ کپڑے وغیرہ بنوالو اب اگست کا آخر تھا دوسرے روز حکمنامہ آیا کہ بابو نانک چند اور منشی کدار ناتھ تا حکم ثانی دفتر کمسریٹ میرٹھ میں کام کریں اور اُنکو مقررہ تنخواہ کے علاوہ پچاس روپیہ فیصدی بھتہ ملتا رہے رخصت منسوخ کیجائے چنانچہ ہم یکم اکتوبر ۱۸۵۷ء تک میرٹھ میں رہے

۴۱ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۷ء کو دہلی فتح ہوئی باغی بھاگ گئے بادشاہ گرفتار کیا گیا شاہزادے قتل ہوئے بابو نانک چند اور منشی کدار ناتھ میرے دونوں بڑے بھائیوں کو حکم ملا کہ لفٹنٹ سیلی صاحب افسر کمسریٹ فیلڈ فورس دہلی نے لکھا ہے کہ یہاں کام بہت ہی لہذا تم فوراً دہلی جاکر سیلی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ چنانچہ ہم میرٹھ سے دہلی پہونچے گھر کا حال دیکھا تو مال اسباب مفقود اور پس ماندگان کا پتہ ندارد مکان سنسان جہاں سو آدمی رہتے تھے اب چڑیا تک کا نشان نہیں سیلی صاحب نے ایک چپراسی اور ایک سرکاری چھکڑا مرحمت فرماکر یہ کہا کہ تم اپنے آدمیوں کو تلاش کرو میں بیرونجات

اور گرد و نواح شہر میں تلاش کرتا پھرا اور مختلف مقامات سے سب کو ڈھونڈ نکالا تین دن میں کنبے کے تمام آدمیوں کو جمع کر کے مجنوں کے ٹیلہ ایک باوا جی کے استھان میں جا رہے اب سبلی صاحب سے عرض کیا گیا کہ آپکی عنایت سے کنبے کے تمام آدمی زندہ مل گئے لیکن رنجیت سنگھ اور پرتھ دیال بیکار رہیں اسپر حکم ہوا کہ ۶ اکتوبر ۱۸۵۷ء سے رنجیت سنگھ نقل نویسی کا کام کیا کرے پرتھ دیال کیواسطے پیچھے پرورش ہوگی والد نے مجھسے کہا کہ تمہاری پہلی نوکری ہے اسلئے چند نصیحتیں کرتا ہوں۔ یاد رکھنا آدمی جب کسی صورت سے روپیہ والا ہو جاتا ہے تو بیجا طمع۔ بری خواہش اور بیہودہ تمکنت اسکا دامن پکڑ لیتی ہے تم ماشاءاللہ جوان ہو کر نوکر ہو گئے ہو۔ انشاءاللہ روپیہ بھی حاصل ہو جائیگا سو بیٹا ہشیار رہنا تمسے کوئی ایسا فعل سرزد نہو جس سے خاندان کو بٹہ لگے اور تم خود کسی آفت میں پھنس جاؤ

۴۲ بیٹا نوکر کے نو فرض ہیں (۱) محنت (۲) رضا جوئی (۳) دیانت (۴) خیر خواہی (۵) راست بازی (۶) رازداری (۷) جان نثاری (۸) ادب (۹) شیریں کلامی۔ اگر ان پر کاربند ہو کر کام کروگے تو آخر میں نیکنام ہوگے

۴۳ دولتمند صاحب اختیار کے سات فرض ہیں (۱) کفایت شعاری (۲) شریفوں اور محتاج رشتہ داروں کی پرورش اور ہنروروں کی قدردانی (۳) پرہیزگاری (۴) نیک اہل علم کی صحبت (۵) تعظیم (۶) حلم (۷) غریب پروری۔ جب تم با اختیار اور روپیہ والے ہو جاؤ۔ تو ان اصولوں پر چلنا ترقی کر جاؤ گے میں تم کو اس شعر میں مجملاً ہدایت کرتا ہوں ؎

کھلی ہے قسمت جو تم ہو نوکر بنا کے گھر کو یہ بھاگ جاگا		کروگے محنت ہوگے سچے تو جانو ادبار تمسے بھاگا

۴۴ دفتر کمسریٹ چھاؤنی سے دہلی آکر نواب جھجر کی کوٹھی اور وہاں سے بلب گڈھ کی کوٹھی میں قایم ہوا گرد نواح کے نواب اور راجا جنہوں نے بغاوت کا جھنڈا کھڑا کر لیا تھا گرفتار ہوئے پھانسی پائی اور بادشاہ کو رو بکاری کے بعد رنگون جانیکا حکم دیا گیا۔

۴۵ خیر رسانی کے صلہ میں لالہ مہیش داس کو رائے کا خطاب ملا اور ہمارے خاندان کو مالی نقصان کا سامنا ہوا۔ سلطنت کے ٹوٹنے سے اور بعد کو ہماری جاگیر کی واگذاشت ہونے سے ہمارے خاندان کا مالی نقصان ہو گیا بڑے ماموں راجہ جیسنگھہ رائے کی جاگیر واگذاشت ہوئی ایک مخبر نے (جو پہلے اہلکار تھا اور اب مٹکاف صاحب کے منہ چڑھ گیا تھا اور لوگوں کو ڈرا دھمکا کر بہت سا روپیہ پیدا کر چکا تھا) ایکدن میرے چھوٹے ماموں کشن چند ملیٹری پنشن یافتہ سے کہلا بھیجا کہ دس ہزار روپیہ لواؤ ورنہ تمکو باغیوں کے زمرہ میں داخل کر کے پھانسی دلوادی جائیگی ماموں صاحب نے بہت کچھ منت سماجت کی کہ ہمارے پاس روپیہ نہیں ہے معاف کرو ہم باغی نہیں ہیں بھگوان شاہد ہے مگر اس شخص نے ایک نہ سُنی اور مخبری کر دی کہ کشن چند نے ایام غدر میں جہادیوں کو شربت پلایا اور شیرینی کھلائی ہے ماموں صاحب پکڑے گئے تین روز میں جھٹ پٹ روبکاری ہو کر کالے پانی کا حکم ہو گیا اور دہلی سے آگرہ بھیج دیئے گئے۔

۴۶ میرے نانا کے خاندان کو اسلامی طریقہ سے کسیقدر عقیدت تھی پیران پیر کی گیارہویں کو ہمیشہ شیرینیاں تقسیم ہوا کرتی تھیں اور محرم میں دس روز تک شربت پلایا جاتا تھا ایام غدر میں بھی اس قاعدے پر عملدرآمد کیا گیا اور اُسی اہتمام کے باعث کشن چند کے لیئے کالے پانی کی سزا تجویز ہوئی سر جان لارنس صاحب پہلے دہلی میں رہ چکے تھے اور اکثر ہمارے مکان پر ماموں صاحب سے ملنے آیا کرتے تھے اُنکو اُنکی عقیدت اور گیارہویں میں تقسیم شیرینی اور محرم میں شربت کی سبیل کا حال اچھی طرح معلوم تھا صاحب موصوف جب بعد غدر لاہور سے دہلی تشریف لائے کشن چند کا واقعہ گوش گذار کیا گیا صاحب نے مقدمہ کی مثل منگا کر حکم دیا کہ کشن چند بے قصور ہے لہذا رہا کیا جائے۔ چنانچہ فوراً تار گیا اور آزادی عطا ہوئی۔

۴۷ بھائی نانکچند اسسٹنٹ سیکرٹری اور ایک پیاری صغیر سن لڑکی کے مرنے کی تاریخ اُنکا کرہ ۲۲ جنوری [illegible] کو بقضائے الٰہی فوت ہو گئے [illegible]

اکتوبر ۱۸۶۲ء میں راجہ جینگھہ راے راہی عالم بقا ہوئے اور سرکار نے بخیال خیر خواہی اُنکے بیٹے کنور مالکند جی کیلئے ۶۵ روپیہ ماہوار کی پنشن مقرر کردی جنہوں نے ۲ اکتوبر ۱۸۷۹ء میں انتقال کیا بعد وفات کنور صاحب کی زوجہ کو سرکار سے ۵۳ روپیہ ماہوار وظیفہ ملا کیا پھر وہ بھی اپریل ۱۸۹۹ء میں راہی ملک عدم ہوئیں لیکن کنور مالکند جی کا لڑکا مسمی لالہ مولچند زندہ ہے اور قلیل تنخواہ پر راج دیواس میں گزراوقات کر رہا ہے۔

۴۸ میں حسب الطلب کپتان آلین صاحب چھاونی مرار میں تبدیل کیا گیا۔ والد بھی میرے ہمراہ مرار تشریف لے آئے اور بوساطت منشی رام سہائے مل جی نائب صوبہ دار والد ماسٹر نند کشور صاحب مہاراج سیندھیہ سے ملاقات حاصل کی اور قصیدہ ذیل پڑھکر سنایا مہاراج صاحب نہایت خوشنود ہوئے اور فرمایا کہ راؤ صاحب آپکی پرورش مثل منشی رام سہائے مل جی راج سے ہوسکیگی عرض کیا کہ سب بندہ زادے سعادتمند اور ملازم ہیں کسی طرح کی تکلیف نہیں ہے آرام چین میں گزرتی ہے لیکن مجھے بھروسہ حضور کی ذات سے ہے کہ بوقت ضرورت ضرور مدد ہوگی حضور بولے کہ راؤ صاحب تم بہت بڑے سنتوشی ہو لوگ ہماری نوکری کیلئے اودھر کھاتے ہیں اور تم کو موجودہ حالت پر سنتوش ہے غرض ایک مندیل اور سیلہ قریب دو سو روپیے کے مع پان عنایت کرکے رخصت فرمایا۔ قصیدہ

کان جوہر ہے ہر اک صفحہ تری تحریر کا	آج عزم مدح ہے اک صاحب شمشیر کا
یعنے جیواجی مہاراجہ بہادر سیندھیہ	نیر اعظم ہے برج عزت و توقیر کا
ہے سخاوت میں کرن کا اور حاتم کا نظیر	ہے عدالت میں برابر بہر تری سے پیر کا
عرصۂ ہیجا[۱] میں رستم ہو گر اُسکے روبرو	حال اُسکا ہو بہو ہو جائے زال پیر کا
کانپ اُدھے[۲] آسماں پر روح جلاد فلک	کان میں اُسکے جو پہونچے شور اُسکے تیر کا
ہر کوئی خواہاں ہے تعمیر مکاں کا دہر میں	فکر اُس کو ہے دل انسان کی تعمیر کا
ہوا مارت سے بدل اُسکی فلاکت[۳] و فغنا	سایہ جس پر ہو ترے دست ہما تاثیر کا
نفحۂ[۴] اخلاق سے اُسکے معطر ہے جہاں	کام دنیا میں ہے کیا اب مُشک کی تعطیر کا

[۱] لڑائی ۱۲
[۲] مفلسی ۱۲
[۳] خوشبو ۱۲

ذرہ اُسکے مہر سے ہو جائے مہر آسماں ؎ ہو اگر منظور اُسکے چشم پُرتنویر کا
ذکر کیا ہے لے کسی کا مال کوئی جور سے ؎ دلستانی ہے بس اک شیوہ بتِ بے پیر کا
رزم کے میداں کو سمجھے ہے وہ بزمِ انبساط ؎ جشن نوروزی ہے اک ہنگامہ دار و گیر کا
خاکِ پا اُسکی ہے کحل چشمِ اہلِ ملک و جاہ ؎ دامن دولت سے بستہ ذیل پایہ چرخ پیر کا
سائلوں کو بخشندیتا ہے خزانہ ایک بار ؎ ہے یہ ادنیٰ جود اُس ذاتِ کرم تخمیر کا
وصف اُس ممدوح کا بیروں ہے از حد بیاں ؎ قافیہ یہاں تنگ ہے تحریر اور تقریر کا
ختم کرنا اس قصیدہ کا دعا پر ہے ضرور ؎ عزم یہ ہی ہے غریبِ عاجز و دلگیر کا
جب تلک ساکن میں ہے اور گردانِ فلک ؎ چشمہ جبتک ہے رواں گنگا جمن سے نیر کا
آفتابِ دولت و اقبال رخشاں ہو مدام ؎ صورتِ ظل ہما سایہ رہے رگھبیر کا

پھر جب آخون جی سوات والے سرکار سے لڑے تو مجھکو پشاور کے لام پر روانہ کیا تو والد دہلی آگئے واپسی کیوقت دریائے اٹک نہایت طغیانی پر تھا کشتی میں سوار ہو چلتے وقت ملاحوں نے کہا کہ یہاں اکثر کشتیاں ٹکر کھاکر تباہ ہو جاتی ہیں چنانچہ ایک جگہ میری کشتی بے قابو ہو گئی اور مجھے اپنی موت آنکھوں سے نظر آنے لگی لیکن خوبی تقدیر سے ملاحوں نے کشتی کو سنبھال لیا واپسی پر سنا کہ چھوٹے ماموں صاحب بعارضہ بواسیر مر گئے والد بزرگوار نے ۱۸۶۵ء میں وفات پائی اور میں ۱۸۶۶ء میں ہزارہ سے تبدیل ہوکر سنٹرل پراونس ضلع متوسط میں ساگر بدل گیا وہاں سات برس رہا میرے دو لڑکے پیدا ہوئے وہاں سے بدلکر ملتان اور پھر الہ آباد پہنچا ایک سال کے بعد کلکتہ اور کلکتہ سے ملک آسام کی تبدیلی ہوئی آب ہوا ناموافق آئی بیمار پڑا مگر کپتان ڈنگیٹ صاحب کی اعانت سے علاج ہوا اور واپس کلکتہ روانہ کیا گیا وہاں سے دانا پور اور پھر گوالیار تبدیل ہوا یہاں مجھکو اپنے ایک ۱۴ برس کے سالہ لڑکے کی جوانمرگی نے بیدل کر دیا حافظہ قصور کرنے لگا طبیعت اسقدر اکھڑی کہ ۱۸۸۵ء اپریل کے مہینے میں پنشن لیکر دہلی آگیا۔

منشی کدارناتھ ۱۹۰۸ء میں مرگئے اُنکے لڑکے لالہ بشیشمبر ناتھ سرکار سے پنشن حاصل کرکے سپرنٹنڈنٹ ریاست
...س مقرر ہوگئے اور نقرئی تمغہ سرکار سے عطا ہوا اور بعد تبدیل ہوکر دیوان ریاست راجگڈھ
مالوہ مقرر ہوئے انکا بڑا لڑکا انکی نیابت میں تھا اب ریاست اندور میں داروغہ باغات ہے دوسرے لڑکے نے
جے پور میں تعلیم پائی بعدازاں لاہور میں علم ڈاکٹری اور بی اے کی ڈگری حاصل کی اب شملہ میں اسسٹنٹ سرجن
ہے بابو برجہ دیال نے بعد حصول پنشن جے پور میں بابو کانتی چندر صاحب کے روبرو اپنی قدامت ظاہر
کی بابو صاحب نے ازراہ قدردانی اُنہیں نائب سلج و کمیں تعلیم آبو مقرر فرمایا مگر شومی قسمت سے صحت قائم نہ رہ سکی۔
استعفا دیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد ۱۹۱۰ء میں بمقام جے پور بیکنٹھ باشی ہوئے انہوں نے اپنے دونوں لڑکوں کو جے پور میں تعلیم
دلائی بڑا لڑکا بابو بینی دیال ایم اے کی ڈگری حاصل کرکے راج اندور کی کونسل میں ملازم ہے اور دوسرا لڑکا ولایت میں ڈگری سیکھکر
واپس آرہا ہے۔

اب میری عمر سات اوپر ساٹھ برس کی ہے مگر لطف ایزدی سے صحت و عزت اچھی طرح قایم ہے جہاں گیا ہنسی
خوشی سے گزاری اہل علم سے محبت پیدا کی ایک ہی محکمہ میں نقل نویس ہوکر بڑے بابو یعنے ہیڈ اسسٹنٹ
کے درجہ تک پہونچکر پنشن یاب ہوا پھر دہلی آکر کتاب ہذا کی تکمیل میں مشغول ہوگیا اور بفضل مالک اُسے
انجام تک پہنچا دیا اب اپنے خالق سے دعا مانگتا ہوں کہ جس ہنسی خوشی عزت حرمت اور قناعت کیساتھ
ابتک میری زندگی گزر رہی ہے خدا کرے میرے تمام احباب کی اسی طرح گزرے آمین اشعار

اے خالق ہر بلند و پستی	شش چیز عطا بکن ز ہستی
علم و عمل و فراخ دستی	ایمان و امان و تندرستی

مناجات

فکر و غم کی قید سے آزاد رکھہ	دین و دنیا میں الٰہی شاد رکھہ
مشکلیں دارین کی آسان کر	فکر روزی میں نہ کچھہ حیران کر

دے فراغت اتنی اس دنیا میں تو	ہو سکے عقبیٰ[عہ] کی جس سے جستجو
دے بصارت[عہ] حق شناسی کی مجھے	جس طرف دیکھوں فقط دیکھوں تجھے

شکر ایزد متعال

الٰہی کئے ہیں جو تو نے کرم	بیاں کر سکے کیا زبان قلم
محیط[عہ] جہاں ہیں تری رحمتیں[عہ]	ہمیں تو نے بخشیں عجب نعمتیں
زمیں اپنے بندوں کے رہنے کو دی	زباں دل کے اسرار کہنے کو دی
ہمیں سانس لینے کو بخشی ہوا	عنایت ہوئی ہر مرض کی دوا
دیا تشنہ کامی کو آب زلال[عہ]	پکانے کو دی آگ اے ذوالجلال
ہمارے لئے ہر سماں ہے جدا	نہ گرمی سدا اور نہ سردی سدا
کہاں تک کروں نعمتوں کا بیاں	کہ ہے عقل کوتاہ۔ قاصر زباں
میں پیدا ہوا سالم و تندرست	حواس و دماغ و طبیعت ہے چست
زباں کو دیا نطق آنکھوں کو نور	یہ کیا تھوڑی نعمت ہے رب غفور
شریفوں کے گھر تو نے پیدا کیا	شریفوں عقیلوں پہ شیدا[عہ] کیا
ہمیشہ رہی صحبت اہل علم	عنایت ہوئی دولت اہل علم
دیا علم۔ نوکر کرایا مجھے	حکومت کا عہدہ دلایا مجھے
کئے تیری امداد سے ایسے کام	رہے مجھ سے حکام خوشدل تمام
عنایت پہ ہے یہ عنایت دگر	کہ سولہ برس سے ہوں میں پنشنر
قناعت میسر ہے صحت کے ساتھ	یہ دولت ملی اور دولت کے ساتھ
طبیعت ہے لہو لعب سے نفور	فقط مشغلہ علم کا ہے ضرور

عہ انعام ۱۲
عہ صاف پانی ۱۲
عہ قربان ۱۲

وہ کیا یعنے تالیف کی یہ کتاب	کہ ہے راستی میں خود اپنا جواب
عنایت سے تیری ہوئی ہے تمام	رکھ اسکو عزیز دلِ خاص و عام
ملے اسکو مقبولِ عالم خطاب	دعا ہو یہ مسکین کی مستجاب

کبت

وٹھے کیوں نہ راجا واتیں کچھ ناہیں کا جا۔ ایک تو سے مہاراجا۔ اور کون کو سراہیئے
وٹھے کیوں نہ بھائی واتیں کچھو نہ بس آئی۔ ایک تو ہی ہے سہائی اور کون پاس جائیے
وٹھے کیوں نہ ینتر۔ واتیں کچھ بھی ناہیں ڈر۔ پہ روٹھے نا اک ہر اُسی کے گنوں کو گائیے
سنسار ہے روٹھا ایک تو ہے انوٹھا۔ سب چومنگے انگوٹھا ایک تو نہ روٹھا چاہیئے

قطعہ

عہد میں اڈورڈ ہفتم کے ہوا نسخہ تمام	ہے دعا مسکین وہ عالم میں ہیں قائم یکام
ہو درازی عمر کی اور نیک نامی ہو حصول	جیسے تھیں وکٹوریہ سارے جہاں میں نیکنام

قطعہ

لارڈ کرزن وائسرائے ذی شعور	دھوم ہے دنیا میں جس کی دور دور
ہے دعا مسکیں کی یہ ان کیلئے	سالہا زندہ رہیں یہ باسرور

قطعہ تاریخ تتابع طبع حضرت اُستاد زماں شاعر شیریں بیاں مصنف دیوان مراۃ الخیال و شارح مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ جناب مولانا مولوی حافظ محمد عبدالرحمن صاحب راسخ دہلوی سلمہ

جب یہ نادر کتاب طبع ہوئی	پند میں ہے جو اُستادِ زمن
نہرِ اخلاق ہے رواں ہر سو	ہیں نصیحت کے اسمیں سرو و سمن
لکھی راسخ نے عیسوی تاریخ	سیر کا باغ ہے یہ ہفت چمن
	۱۹۰۲

یا مالک

پہلا چمن قسمت نامہ

۱	سر نوشتِ ما بدستِ خود نوشت	خوش نویس است و نخواہد بد نوشت

ایک لڑکا اپنے باپ سے کہنے لگا کہ ابّا جان میں تو سُنتے سُنتے پاگل ہوگیا۔"

ابا باپ " کیا (سیڈیشن ایکٹ) یعنے قانون بغاوت پاس ہوگیا ہے"

لڑکا " بچّوں کو اور خاصکر ہندوستان کے لڑکوں کو قانون سے کیا سروکار"

۲ باپ " بیٹا جاپان کی چھوٹی سی سلطنت نے اپنے انتظام و اتفاق اور حُسنِ تربیت سے چین جیسی بڑی مگر کاہل و بے ہُنر و ناتربیت یافتہ اور افیونی سلطنت پر فتح پائی"

لڑکا " جی نہیں میرا یہ مطلب نہیں"

۳ باپ " شاہنشاہ روس نے یہ مسئلہ پیش کیا ہے کہ سلطنتوں کا ضرورت سے زیادہ فوج رکھنا اور مجبوراً رعایا سے زائد ٹکس لیکر خلق اللہ کو برباد کرنا خلاف مصلحت ہے حسب ضرورت امن قایم رکھنے کیلئے معمولی فوج رکھکر مدِ فاضل کو القط کیا جائے اور حتّی الامکان باہمی جنگ سے بالکل پرہیز رہے درصورت نزاع ایک پنچایت مقرر ہو جسکی رائے تمام طاقتوں کیلئے واجب التسلیم ہوگی اس سے ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمیوں کی جانیں بچینگی بیشمار روپیہ برباد نہونے پائیگا جہان میں امن کے ڈنکے بج جائینگے پھر جہاں امان و ہاں ایمان"

لڑکا " ابا جان مجھکو پولیٹکل معاملوں سے کیا واسطہ"

۴ باپ " شیخ لونڈا کوتوال جو بڑا منتظم اور پرہیزگار تھا شہر سے بدلگیا اسکی جگہ بھیرو پنڈا آیا ہے خدا جانے یہ کیسا آدمی ہے"

لڑکا " واہ ابا جان ایسے جاہلے تو خیال میں بھی نہیں آتے کوتوال کے اچھے بُرے ہونیکا خیال بد چلنوں کو

سلہ اُسنے کاری تقدیر اپنے ہاتھ سے لکھی ہے پھر وہ خوش نویس ہے تو بُرا کیوں لکھیگا
[illegible]

ہوا کرتا ہے کہ اچھا ہوگا تو قمار بازی شورہ پشتی اور چوری چکاری کی بیخکنی کردیگا جس سے اُنکی حرام روزی میں خلل پڑ جائیگا اور بُرا ہوگا تو بدمعاشوں کیلئے دن عید اور رات شب برات میں طالبعلم مجھے اِن باتوں کا کیا غم؟

باپ:- تو اسلئے پاگل ہوگیا ہے کہ ان دنوں یادگار ملکہ معظمہ کیلئے چندہ جمع ہو رہا ہے تیری اتنی حیثیت کہاں کہ فنڈ میں کچھ جمع کرسکے؟

لڑکا:- نہیں ابا جان۔ وہاں تو آٹھ آنے تک لے لیتے ہیں ہاں آپس کی شرم یا ڈینگ کے مارے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھکر رہنا چاہے تو یہ دوسری بات ہے میں خیال کرتا ہوں کہ اماں جان نے مشن کی معرفت چندہ بھیجا ہے اور میں تو اپنے ہم مکتبوں کے ہمراہ پہلے ہی دے آیا تھا مجکو اسکا کیا غم۔ بلکہ ایک طرحکی خوشی ہے کہ اِس یادگار کے متعلق شہر میں ایک زنانہ ہسپتال بنے گا جسکی بیحد ضرورت ہے فی الواقع یہاں کے حکّام بڑے مدبر ہیں کہ ایسی یادگار تجویز کی جس سے مخلوق کو بہت بڑا فائدہ پہونچیگا ورنہ منصور کا سا مقبرہ بنا دیا جاتا تو بتلایئے کیا فائدہ متصور تھا؟

باپ:- شہر میں افواہ ہے کہ امیگرنٹ ایجنٹ آئے ہوئے ہیں اور اُنکے ماتحت ملازم سمر ریزم کرکے بچّوں کو ایک جزیرہ آباد کرنے کیلئے ٹھگا لیجا رہے ہیں سرکار مزاحم نہیں ہوتی؟

نوٹ:- یہ مقبرہ جو تین لاکھ روپیہ خرچ ہوکر بنا تھا شاہجہان آباد اور قطب صاحب کے مابین قریب شاہمرداں نواب منصور علیخان صفدر جنگ وزیر احمد شاہ بادشاہ کا مدفن ہے اور مقبرہ پر تاریخ مندرجہ ذیل کندہ ہے

چو آں صفدر عرصۂ سروری		ز دارِ فنا گشت رحلت گزیں
چنیں سالِ تاریخ او شد رقم		کہ بادا مقیم بہشت بریں

۱۱۶۷ھ

نوٹ:- امیگریشن ڈیپارٹمنٹ اُس محکمہ کا نام ہے جس سے لاوارث اور آوارہ یا اُن لوگوں کو جو برضا و رغبت خود مزدوری پر جانا منظور کریں ہندوستان سے دوسری جگہ لیجانیکا بندوبست متعلق ہے اِس محکمہ کے انگریزوں کو امیگرنٹ ایجنٹ کہتے ہیں۔ **نوٹ**:- ایک جزیرہ موسوم بہ فی جی سرکار کے قبضہ میں ہے اِس جزیرہ کی زمین نیشکر کی کاشت کیلئے نہایت عمدہ ہے آبادی کی قلت ہے، اسلئے ہندوستان سے بڑی عمر کے نوجوان آدمی بموجب معقول رضا و رغبت خود ملازم سرکار ہندوستان [illegible]

لڑکا ۔ "نہیں جناب جو ایسا خیال کرے یا اسکو سچ مانے وہ خود پاگل بلکہ پاگلونکا افسر ہے کیونکہ سرکار و ملکوں سے تو بردہ[1] فروشی موقوف کرائے اور اپنی عملداری میں اِس حرکت کی مرتکب ہو ہرگز نہیں ہوسکتا شاید یہ ہو تو ہو کہ بعض شریر لوگ۔ بد وضع اہالیان ایگریشن دیپارٹمنٹ سے سازش کر کے بچونکو خفیہ لیجا کر فائدہ اُٹھانیکی کوشش کرتے ہوں مگر ہمیں یقین ہے کہ بیدار مغز حکام ایسی بدمعاشونکو ضرور سزا دینگی"

۷ باپ ۔ "بیٹا تو اسلئے پاگل ہے کہ باوجود اچھی فصل ہونیکے بھرتی والونکی بدولت غلّہ گراں ہوتا جاتا ہے اور کبھی آدہ پاکم سیر بک رہا ہے"

لڑکا ۔ "ابھی نہیں ابّا۔ اسکا خیال اگر ہو تو آپکو ہو میں تو آپکی بدولت چکنی چپڑی کھا رہا ہوں گرانی کا خوف کرنا عقلمندوں کے نزدیک لاحاصل ہے رزّاق مطلق سب کو پہنچاتا ہے"

۸ باپ ۔ "پھر میں نہیں جانتا کہ تو پاگل کیوں ہوگیا۔ یہی حال رہا تو بیٹا بریلی بھیجنا پڑیگا"

لڑکا ۔ "لو ابّا جان خفا نہو بتائے دیتا ہوں میں یہ سُنتے سُنتے پاگل ہوگیا کہ لوگ ہر بات میں قسمت کو لے دوڑتے ہیں"

۹ باپ ۔ "اچھا پھر اسمیں پاگل ہونیکی بات ہی کیا ہے"

۱۰ لڑکا ۔ "لیجئے سُنئیے۔ کل رستہ میں ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ بھائی جان تُم ایسے کورے کیوں رہ گئے کہ حرف شناسی تک نہیں آئی کیا تمہارے والدین کو مقدور نہیں تھا یا تُمنے کھیل کود[2] لہو و لعب[3] میں عمر گنوائی دوسرے نے کہا کہ میری قسمت میں یہی لکھا تھا ورنہ والدین نے تو بہت سا روپیہ خرچ کیا طرح طرح کے معلّم رکھے اچھے اچھے مدرسوں میں بٹھایا کتابوں کے داموں اور مدرسونکی فیس نے کھو کھلا کر دیا تیلی واڑہ کا مکان اسی خرچ کی بدولت ہاتھ سے جاتا رہا افسوس۔ کرم ریکھ نا مٹے کرو کوئی لاکھو چترائی

۱۱ ایک شخص کا پیٹ آٹھ لڈّوؤں کا تھا مگئے سولہ اور شرط یہ کہ لیجانے کیلئے ایک ٹکڑہ نہیں لالچ دامنگیر ہوا سولہ کے سولہ پیٹ میں اُتار لئے رات کو تخمہ[4] ہوگیا اور دوا میں بائیس لڈّوؤں کے

[1] غلام فروشی
[2] کھیل کود
[3] ... حرحین[?]

دام خرچ کرنے پڑے صبح کو یاروں نے کہا کہ تو بڑا لالچی ہے جواب دیا میری قسمت میں سولہ لڈو کھانے اور اسطرح روپے خرچ کرنے لکھے تھے بر ہما بھی ہونی کو نہیں ٹال سکتا"

۱۲ ایک شخص لفافہ پر مستعمل ٹکٹ لگایا کرتا تھا۔ آخر راز کھلنے اور گرفتار ہونیکے بجائے کئی سو روپے خرچ کرنے پڑے کسی نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے فرمایا آدھ آنے کا لالچ کیا تھا شومئی قسمت سے پکڑا گیا ع قسمت کے لکھے کو کبھی ممکن نہیں دھونا"

۱۳ ایک شخص شراب پیکر پہلے نادار ہوا پھر بیمار پڑا آخر ورم جگر نے کام تمام کر دیا۔ دوا دارو کی مگر راس نہ آئی مرنے کا وقت آگیا۔ لیکن جھوٹ بولنا نہ چھوڑا یہی کہا کہ میری قسمت"

۱۴ کسی نے غصہ میں بے ایمانی۔ لالچ یا رشک کے مارے دوسرے کو مار ڈالا اور جب پھانسی لگنے کا وقت آیا تو باواز بلند فرما دیا کہ میری قسمت میں بلدان ہونا تھا"

۱۵ یہ سب بناوٹی باتیں ہیں بندہ تو جب قائل ہو کہ کوئی گرتے ہوئے مکان سے اپنے آپکو نہ بچائے اور قسمت کی آڑ میں وہیں بیٹھا رہے یا جلتے جھونپڑہ سے باہر نہ نکلے یا باولا کتا آتا دیکھے تو ٹانگ آگے کر دے اور پھر کتے کیطرح بھونک بھونک کر مر جائے یا چلتے چلتے رستہ میں کنواں آجائے تو دھڑم سے گر پڑے"

۱۶ کسی کو قسمت پر بھروسا ہو تو میدان میں الگ جا بیٹھے چہرہ سے مچھر تک نہ اڑائے فاقوں مرے گرمی میں دھوپ جاڑے میں سردی اور برسات میں موسلا دھار مینہہ برداشت کرتا رہے سانپ بچھو کو زہر کی گولی دیکر مار ڈالے تب ہم جانیں۔ اسکے کیا معنی جھوٹ بولکر کمائی کی بے ایمانی کر کے بیوپار کیا کنبہ میں فساد ڈلوا کر فائدہ اٹھایا یاروں کو دھوکے دیکر دولتمند ہوئے اور جب بدہضمی ہونے لگے یا بدمعاشی کی پکڑے گئے یا حوصلہ سے زیادہ تجارت کی دیوالا نکلا تب بدنامی کا ٹوکرا قسمت کے سر رکھدیا ہنسنے تو ہرگز نہیں سنا کہ کوئی کسی کو لوٹ لے یا مار بیٹھے یا گالی دے یا قرض ادا نہ کرے اور صاحب حق عدالت تک نہ جائے بلکہ یہ کہکر چپکا ہو رہے کہ میری قسمت کا لکھا تھا اگر آپنے کوئی ایسا

واقعہ ملاحظہ کیا ہو تو فرمائیے ورنہ میرا عقیدہ تو کسی اُستاد کے اس شعر کے مطابق ہے ؎

ہر عقدہ کہ از ناخن تدبیر تو نکشاد — بگذار بہ تقدیر کہ تدبیر ہمیں است

۱۷ باپ: بیٹا تیری بات بہت درست مگر غور سے دیکھا جائے تو میرا تیرا مضمون بالکل واحد ہے تو نے یہ نہیں سُنا ؎

وہ رزاق روزی رساں ہے مگر — غریبوں کو زادِ سفر چاہیئے
وہ ستار غفار ہے لا کلام — گناہوں سے لیکن حذر چاہیئے

ہر کسے بے اجل نخواہد مرد
تو مرو در دہانِ اژدرہا

کہتے ہیں گرچہ رزق ہے مقسوم — پر تلاش اُسکی شرط ہے معلوم

ضمیمہ اوّل تقدیر اور تدبیر کا مکالمہ

یہ تقدیر تدبیر سے کہہ رہی ہے — کہ میں ہوں زمانہ میں مفتاح کشور
میں کرتی ہوں جو چاہتی ہوں جہاں میں — مرے سب ہیں محتاج پیر و پیمبر
میں ہر شخص کی سر نوشت ازل ہوں — مجھے سب جہاں میں بٹھاتے ہیں سر پر
مرا شاغلِ ذکر ہر مردِ مومن — مرا حلقہ در گوش ہر مردِ کافر
نوشتہ مرا لوح طغرا سے اچھا — لکیریں مری خطِ ریحاں سے بہتر
میں وہ خط ہوں جسکو لکھا ہے خدا نے — میں ہوں سر نوشت جناب پیمبر
مجھے لیکے آئے ہیں حوّا و آدم — رہوں گی زمانہ میں میں تا بہ محشر
بناوٹ مری عربدہ ہے جہاں میں — بگڑنا مرا آفتِ جانِ کشور

مہ و مہر مجھسے ہیں گردونپہ تاباں ‏ | ‏ مری راستی سے چمکتے ہیں اختر

پھروں میں تو پھر جائے سارا زمانہ ‏ | ‏ مرا نام قسمت ہے مشہور گھر گھر

زمیں کو کیا میں نے دنیا میں قایم ‏ | ‏ فلک کو دیا میں نے عالم میں چکر

مرے دم سے ہے فرق شاہ و گدا میں ‏ | ‏ مراتب مری وجہ سے ہیں مقرر

اگر میں نہوتی کم و بیش ہر جا ‏ | ‏ فقیر اور سلطان ہوتے برابر

جواب از جانب تدبیر

کہا سُنکے تدبیر نے جانتی ہوں ‏ | ‏ کہ تُو سر نوشت جہاں ہے مقرر

مگر بے مرے تُو ہے حرفِ معطّل ‏ | ‏ نہوں میں تو تجکو نہو کچھہ میسر

کہوں کیا میں تجھسے کہ میں کیا ہوں تو کیا ‏ | ‏ میں بندونکی بندی تو مالک کی نوکر

نکالا ہے جنت سے آدم کو تو نے ‏ | ‏ ہوئی از سر نو میں پھر اُنکی رہبر

زمیں میں نے جوتی بتائیں وہ باتیں ‏ | ‏ ہوئے جس سے آباد اقطاع کشور

بتاتی ہوں میں بادشاہونکو حکمت ‏ | ‏ دکھاتی ہوں میں شکلِ اورنگ و افسر

زمانہ میں انساں نے جو کچھہ بنایا ‏ | ‏ یہ سب میرے ایجاد سے ہی برابر

سُنا ہو اگر تختِ طاؤس تو نے ‏ | ‏ بنایا تھا میں نے ہی اُسکو سراسر

بناوٹ تری اور میری ہے یکساں ‏ | ‏ بگڑنا ترا اور مرا ہے برابر

میں دیتی ہوں لوہے کو سونیکی قیمت ‏ | ‏ میں ہمسنگ گوہر بناتی ہوں پتھر

کروں آگ کو خاک تیرے ہی آگے ‏ | ‏ بنادوں ابھی خاک کو شکلِ اخگر

سکھاؤں وہ انسان کو میں کرامت ‏ | ‏ کہ تجکو بھی دیکھے سے رشک آئے مجھپر

یہ ریل اور تار اک عطیہ ہے میرا — کہ ہے جس سے آرام حاصل سراسر
اگنبوٹ دریا میں ڈالے ہیں میں نے — ہوئیں طے وہ راہیں جو پہلے تھیں دوبھر
بنایا ہے میں نے ہی بیلون ایسا — کہ شکل پرند اسمیں اُڑتا ہے بے پر
نکالی ہے بے دود بارود میں نے — دھوئیں دشمنوں کے اُڑائے ہیں اکثر
تری سرنوشتِ ازل جانتی ہوں — ہیں سب حرف تیرے مجھے یاد ازبر
مگر اسقدر مانتی ہوں میں تجھکو — کہ بے تیرے ہر کام میرا ہے ابتر
اگر پاس پیسہ نہیں ہے تو حکمت — کسی کام آئے نہ دنیا میں یکسر
ملیں باہمی گر کسی کو یہ دونوں — تو پھر وہ ہے قسمت کا اپنی سکندر

ضمیمہ دویم

اُن طریقوں کا ذکر جن سے زر کھویا جاتا ہے یا حاصل ہوتا ہے

چمن کی تر و تازگی بوئے گُل — مطیع بہار و خزاں ہے یہ کُل
اسی طرح ہیں سب امیر و فقیر — یہاں پندرہ عادتوں کے اسیر
طریقے ہیں زر کی تباہی کے دس — تو ہیں جمع کے پانچ بے پیش و پس
بُری صحبت اور عیش و عشرت کا دَور — بُری رسمیں اور عادت ظلم و جور
زن و طفل بد، چور خدمتگذار — بلا سمجھے سوچے کوئی بیوپار
وہ افعال بد جن کا بد تر اثر — ہوئے شاہ جن کی بدولت فقیر
زمانہ میں رہنا یونہی بے ہنر — یونہی بیٹھنا سست بیکار گھر
بُری صحبتوں کا اثر [illegible] — [illegible]

ملاتی ہیں یہ خاک میں سر بسر — غنی ہو کوئی یا کوئی تاج ور
ہوا ابنِ نوح اس سے بیشک تباہ — بُری صحبتوں سے خدا کی پناہ
پڑا شاہ دہلی پہ کیا بد اثر — بُرے ہمنشینوں سے پہنچا ضرر
یہ مانا کہ فولاد ہے سخت تر — ضرر زنگ سے اسکو ہوگا مگر
مناسب ہے بدصحبتوں سے حذر — کہ ہے جان اور آبرو کا خطر
سنو عیش و عشرت کا اب ماجرا — کسی کو لگی گر ہوا اِک ذرا
نئے روز کپڑے ہیں زیبِ بدن — ہوئی عطر سے جن کی دونی پھبن
تکلف کا ہے فرش اچھا مکاں — لگیں ہیں بہت میزیں اور کرسیاں
بہت جھاڑ فانوس روشن ہاں — بہت پان حقوں کا ساماں عیاں
کبھی اُن میں شطرنج اور گنجفہ — کبھی تاش چوسر کا ہے مشغلہ
کبھی واں ستار اور سارنگیاں — کبھی آئے کتھک کبھی رنڈیاں
ہر اِک طرح کے کھانے تیار ہیں — بلا اِشتہا کھا کے بیمار ہیں
جو بے وقت کھاتے تھے میٹھے ٹکڑے — تو بیدوں حکیموں کے بس میں پڑے
کبھی سیرِ دریا کبھی سیرِ باغ — بھلا کیوں نہ پھر گل ہو زر کا چراغ
خوشامد سے گو لوگ کہدیں جناب — مگر خوب ہوتی ہے مٹی خراب
یہ سب خرچ فاضل ہیں انسے بچو — ذرا کان دھر کر سُنو پند کو
نکمے ہیں اور ونکی لے خوش مزاج — کہ کھو دیتی ہے رئیس راجونکا راج
بہت اِسنے لوگونکے کھوئی ہیں کھوج — بھلا کیونکہ کنگلا بنے راجہ بھوج
رفیقونکا دشمن رقیبوں کا یار — ہوا حرص سے سب کی نظروں میں خوار

سدا پوجیں عامل کو رمّال کو
اسامی بنانے کا ہے جسکو شوق
ہوس میں عبث کیمیا گر ہوا
۴ رعیت پہ جو ظلم رکھے روا
کوئی اہل عزت ہو یا خوار ہو
زن و طفل ہو خواہ مادر پدر
کوئی یار ہو یا کہ اغیار ہو
موکّل ہو یا کوئی مختار ہو
غرض ظلم کا ہے نتیجہ بُرا
رکھا ظلم کورؤں نے جب دم روا
گئی مفت جان اور حشمت تمام
۵ اگر بد ہے زوجہ تو بگڑیگا حال
نہ بودی ہو دیوار کیوں طاق سے
یہ دیمک ہے بس مال اور جان پر
دیا بخت نے تجکو گر بد پسر
روایت ہے جس گھر میں بد پوت ہے
چرائے اگر چور تو کچھ بچے
یہ مانا بڑے ناز سے وہ پلے
بنائیگا کنگال تجھ کو ضرور

ہوس میں وہ کھوئیں زر و مال کو
پڑا اُسکی گردن میں لعنت کا طوق
جو کُشتہ بنا بھی تو خود بھی موا
عدو ہے وہ خود جان اور مال کا
بُرا نیک ہو یا گنہ گار ہو
گرو چیلا ہو یا برادر پسر
طبیب اسمیں ہو یا کہ بیمار ہو
گدا ہو کوئی یا کہ زردار ہو
کہ کر دیتی ہے آہِ بیکس فنا
تو کیا حال آخر کو اُن کا ہوا
نہ باقی رہا کوئی لینے کو نام
کہ ہو جائیگا مال سب پائمال
وہ گھر خاک ہو جس میں سالا بسے
مناسب ہے عاقل کو اس سے حذر
تو ہے اس سے دنیا و عقبیٰ کا ڈر
اگر پوت سو بھی ہوں تو اَوت ہے
رہے کیا اگر آگ گھر میں رچے
مگر مونگ چھاتی پہ ہر دم دلے
اُسے گھر میں رکھنا بڑا ہے قصور

۶ اگر چور نوکر ہے مختار رہے — تو پھر آستیں کا تری مار ہے
کوئی غیر اگر محرم راز ہو — تو ثروت سے تو کیونکہ ممتاز ہو
لگے گھن جس گھر میں ہو وہ کھنڈر — نہ دے ایسے نوکر کو تو مال و زر

۷ بلا ہے کوئی تجارت نہ کر — عبث اپنی دولت کو غارت نکر
شراکت میں تو بینگے ملکر شریک — وگرنہ ملازم منگا دینگے بھیک
بلا ہے جو بلے جو گھر سے گئے — نتیجہ ہوا یہ کہ ڈوبے سبنے

۸ بد انجام ہے بازیوں کا اثر — کہ ہوتا ہے انساں کو اپنے ضرر
نشہ سے نشہ باز کو چر لیا — کوئی آگ کے کھیل سے مر لیا
کوئی یُو پہ ہارا جوا کھیل کر — کوئی عشق بازی میں ہے بیخبر
کوئی شمہ میں تکل کی کٹ کٹ گیا — کسی کو کبوتر کا چھپکا لگا
اسامی بنا کر کسی نے لیا — تماشا دکھا کر کسی نے لیا
کوئی لال بلبل سے رکھتا ہی شوق — کسیکو ہے گھڑ دوڑ کا دلسے ذوق
کوئی مرغ بازی میں ہشیار ہے — کہیں مینڈھا لڑنے کو تیار ہے
غرض دین و ایمان اور جان و زر — لٹا بیٹھے اس راستہ میں بشر

۹ رہا ہے ہنر بے ادب بے نصیب — نہیں ہوتی ایسونکے دولت قریب
نہ عاقل سے صحبت نہ عالم سے میل — جہالت کی گھر میں رہی ریل پیل
جو ہو خرچ پیسے کا خرچے ٹکا — غرض اسطرح مال و زر کھو دیا

۱۰ نکر وقت ضایع تو گھر بیٹھ کر — کہ ہے مال و جاں کا اسر خطر
نہو زر کی آمد کا گر سلسلہ — تو پھر تنگیوں کا نہ کرنا گلہ

جو ان دس سے نا فرہوں سکھ سے رہیں
کروں دوسری پانچ باتیں رقم
وہ ہیں محنت و علم و ذہن رسا
عمل اُنپہ ہو اور رہیئے ڈاکٹر
وکالت کرے اور اِن پر چلے
تجارت میں رکھے گر انکا خیال
ملازم اگر دھیان اِن پر دھرے
ہنر ور کرے اِنکو گر اختیار
جو چاہے زر و مال و دولت ملے
جو ظاہر تھا میں نے بیاں کر دیا
نر کھ قول سعدی کو دل سے جدا

جو عامل ہوں اِن پر وہ دُکھ سے رہیں
کہ مفلس کا ہو دور رنج و الم
دیانت شجاعت کا دل میں مزا
تو پھر ہر قدم پر وہ ٹھکرائے زر
تو دولت رہے اُسکے قدموں تلے
تو ہو لعل و گوہر سے لالونکا لال
تو پھر علم و مال پیدا کرے
تو بھوکے سے بھوکا بھی ہو مالدار
بچے دس سے اور پانچ سے کام لے
یہ راز نہاں بھی عیاں کر دیا
کہ ہے نیک چلنی سے رضی خدا

ضمیمہ سوم ترجمۂ نصایح لارڈ ہرلی صاحب بہادر

یہ لارڈ ہیرلی کا ہے فسانہ
وزیر خاص تھے ایلزبتھ کے
یہ تھی خوش قسمتی یا قابلیت
کہ انگلستاں سا ملک اور یہ حکومت
تعجب ہے یہ عہدہ ہو میسّر
وزارت میں نہ تھی صرف اُنکی شہرت

جو تھے دنیا میں مشہور زمانہ
حکومت کے جمائے خوب سکّے
عیاں جس سے ہوئی اُنکی فضیلت
یہ حکمت اور ایسی شان و شوکت
رہیں پنجاہ سال اُسپر مقرر
ہر اک فن میں وہ رکھتے تھے مہارت

گہے اخلاق پر دیتے تھے لکچر
غرض ہر علم سے وہ بہرہ ور تھے
بوقتِ مرگ وہی باتیں بتائیں
نہ تھی وہ پند۔ تھے حکمت کے احکام
۱ پسے شادی ہے پہلے یہ نصیحت
جوانی میں ہمیشہ بیاہ کیجے
اسی پر اہلِ دنیا کی ہے بنیاد
جو اس موقع پہ کچھ غفلت کریگا
اگر مہمان نوازی پر تم آؤ
نہو سامان ہرگز بیش قیمت
کرو چوتھائی آمد کی پس انداز
۲ سکھا اولاد کو علم و اطاعت
بھلی چنگی بنا دے انکی پوشاک
وگرنہ تلخ تیری زندگی ہو
۳ ہر اک شے فصل پر ہوتی ہے سستی
ملازم تو نہ رکھ حاجت سے بڑھتی
جو نوکر خوش ہے تجھپر جان دیگا
۴ عزیزوں دوستوں پر کر عنایت
[illegible] کے ساتھ شادی [illegible] ہو ونراتا

کبھی ناصح کبھی بنتے تھے شیخ[۱]
بیابان فضیلت کے خضر[۲] تھے
بطرزِ پند بیٹے کو سنائیں:
عمل کر دیکھ۔ ہوگا تو خوش انجام
کہ اکثر اس میں پڑ جاتی ہی دقت
بدی نیکی کو پہلے سوچ لیجے
اسی سے ہوتے ہیں آباد و برباد
تو بیشک وہ مصیبت میں پڑیگا
تو اپنی حیثیت سے بڑہ نہ جاؤ
مگر جائز نہیں اوسط میں قلت
اڑی مشکل میں تا ہو جائے سستا نہ
نکر ہر ایک کے آگے نصیحت
بقدرِ وسعت دے تو انکو خوراک
ترے مرنے کے بعد انکو خوشی ہو
سنا ہے کہ بھر لے سال بھر کی
مگر معقول ہو تنخواہ سب کی
وگرنہ مال لیگا جان لیگا
اور انکے نیک کاموں میں اعانت
مصیبت میں بتانے دور سے بات

بیوی بیٹے، سولہ یا ۱۲۱ ... مقدور ۳

مناسب ہے کہ اُس پر بھیج لعنت	کہ ہوگی دشمن جاں اُسکی صحبت
۵ ضمانت دوست کی بھی ہو تو بد ہے	گرہ سے دے اگر فکر مدد ہے
جو لینا قرض تو غیروں سے لینا	نہ یاروں سے نہ ہمسایونسے لینا
کرو تم قرض سے پہلے ذرا غور	کہ دوگے کونسے رستے سے کس طور
۶ جہانتک ہوسکے تو مفلسوں پر	نہ کر نالش کہ ہوجائیں گے مسر
جو لیکر قرض سیدھی طرح دیدے	تو دولت غیر کی وہ اپنی سمجھے
۷ ہمیشہ چاہیئے اِک یار سردار	مگر تکلیف اُسکو دے نہ ہر بار
وہ چند اشیا جو قیمت میں ہوں کمتر	ہمیشہ تحفتاً اُس کو دیا کر
کہ جب اُسکی نظر اُن پر پڑیگی	تو آئیگی سقرر یاد تیری
۸ بڑوں کا کر ادب چھوٹونکو کر پیار	رہے اخلاق ہم عمرونسے ہر بار
نہیں دولت کی کچھ اسمیں ضرورت	مگر لازم ہے قدر آدمیت
۹ جہانتک ہوسکے جان و زر و مال	کسی کے ہاتھ میں مطلق نہ ڈیدال
خدا جانے وہ کب دشمن ہو تیرا	کہیں منجدھار میں ڈوبے نہ بیڑا
۱۰ نکر سختی سے ہرگز ہم کلامی	نہیں ہے ہجو میں کچھ نیکنامی
جو ایسا کرتے ہیں جاتی ہے عزت	بُری کہلاتی ہے ایسوں کی صحبت

ضمیمہ چہارم ترجمہ نصایح مسٹر سٹیفن ایلن می ار صاحب

ایلن مے ار ہوتے مسٹر سٹیفن	بڑے مشہور فاضل امریکن
سفر کرتے تھے دریا کا برابر	خدا کی شان ہے ڈوبے وہ جلکر

اِک اُنکی نوٹ بُک کی ہے یہ تحریر
نصایح ذیل میں جو کچھ ہیں تسطیر

۱ مناسب ہے بھلے لوگوں سے صحبت
وگرنہ ہے ضروری کنجِ وحدت

۲ تو ایک اِک لمحہ اپنی زندگی کا
نہ کھو بیکار اگر ہے مرد دانا

۳ نکمے کام سے پڑھنا ہے بہتر
کہ عقل افزا ہے یہ اور روح پرور

۴ ہمیشہ راست گوئی کا ہو پابند
کہ سچوں سے خدا رہتا ہے خورسند

۵ تامل غیر سے وعدہ میں کیجے
کوئی تدبیرِ ایفا سوچ لیجے

بہت بہتر ہے اِس سے صاف انکار
کہ لوگوں سے ترا جھوٹا ہوا اقرار

۶ ملازم ہو گے گر چاہو کہ ہو نام
صداقت اور دیانت سے کرو کام

۷ کوئی گر بھید ہو اخفا کے قابل
نہ کہہ مُنہ سے تو اُسکو رکھ تہِ دل

۸ بوقتِ گفتگو ہر اِک بشر سے
ملائے رکھ نظر اُسکی نظر سے

۹ ملو نیکوں سے اور اچھی کرو بات
لگے تا نقدِ نیکی آپ کے ہات

کوئی اِنساں اگر ہے نیک خصلت
جہاں میں اُسکی سب کرتے ہیں عزت

۱۰ چلن پھر کس طرح بگڑے تمہارا
بُرے کاموں سے کر لو گر کنارا

۱۱ کہے تجکو بُرا گر کوئی اِنساں
بُرا مت مان ہرگز بنکے ناداں

تو اپنی زندگی بھر نیک کر کام
کہ آخر کو وہ ہو جائیگا بدنام

۱۲ مُنشّی چیز تو مت کھا کہ یہ شے
عدوئے جان و مال و آبرو ہے

۱۳ ہمیشہ خرچ کر آمد سے کمتر
کہ زائد سے ضرر ہوگا سراسر

اگر پس ماندہ تو کچھ رکھ سکیگا
تو شادی یا غمی میں کام دیگا

۱۴ [illegible] بشر کو [illegible]
بدی نیکی جو دن میں تُمنے کی ہو

۱۵ اگر چاہے کہ ہو تو اہلِ ثروت ۔ غنی ہونے میں کیوں کرتا ہے عجلت[1]
جو تھوڑا فائدہ بھی مستقل ہو ۔ تو مضبوطی اماں کیساتھ سمجھو

۱۶ جُوا ہر نوع کا اِک فعلِ بد ہے ۔ کہ اِسمیں جانؔ و مالؔ و دیں پہ زد ہے

۱۷ نکر تو حرص ہرگز اے برادر ۔ طمع کے حرف ہیں خالی سراسر

۱۸ نہ ہرگز ہات پس ماندہ پہ ڈالو ۔ کماکر جی میں جو آجائے کھالو

۱۹ نہ ہو جبتک ادا کرنیکی صورت ۔ نہ کھو تو قرض لیکر اپنی عزت

۲۰ بُرا ہرگز کسی کو مت کہو تُم ۔ کہ تا ظلِ[2] اماں میں خوش رہو تُم

۲۱ نہ مانگو عاریت ہرگز کوئی شے ۔ کہ اپنی شے گزارے کو بہت ہے

۲۲ کرو انصاف پہلے پھر سخاوت ۔ وگرنہ خود سخاوت ہے عداوت

۲۳ اگر منظور ہے تُم کو مسرت[3] ۔ تو چھوڑو جو گنا ہونکی ہے عادت

۲۴ جوانی میں کماؤ جمع رکھو ۔ پھر اُس سرمایہ کو پیری میں چکھو

۲۵ نصایح کا کیا ہے ہمنے اظہار ۔ پڑہے اِنساں اِنہیں ہفتہ میں اکبار

۲۶ اگر رغبت عمل کے ساتھ ہو گی ۔ تو بہبودی بھی ہاتھوں ہاتھ ہو گی

ضمیمہ پنجم محبّت زر

محبت زر کی باطرزِ مناسب ۔ رکھے ہر وقت اپنے دل پہ غالب
کوئی رکھتا ہے گر زر سے محبّت ۔ تو دیتا ہے خدا اُسکو فراغت
اُڑاتا ہے جو بیجا زر کو اِنساں ۔ وہ ناداں ہے وہ ناداں ہے وہ ناداں
کرو اکثر خدا کی راہ کے کام ۔ ادا ہوں کُل حقوقِ اہلِ ارحام[4]

[1] جلدی ۱۲
[2] سایہ ۱۲
[3] خوشی ۱۲
[4] رشتہ داران ۱۲

مسافر پروری مُفلس نوازی
عزیزوں کیلئے کچھ چارہ سازی

مثل مشہور ہے زر ہے تو نر ہے
جو مُفلس ہے جہاں میں مادہ خر ہے

مگر میں نے یہ دیکھا ہے بکثرت
ملے ہے بے کمائے جسکو دولت

وہ اُسکی قدر سے ناآشنا ہے
بڑا مُسرف ہے پابندِ ہوا ہے

پیسا نہو تو باغ کوئے پھر کہاں سے ہوں
عیش و طرب کے رنگ دُوبے پھر کہاں سے ہوں

کھانیکو پوری اور پُوئے پھر کہاں سے ہوں
حلوا کچوری مال پُوئے پھر کہاں سے ہوں

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

کتنے تو زر کو نقشِ طلسمات گنتے ہیں
اور کتنے زر کو کشف و کرامات گنتے ہیں

کتنے خدا کی عین عنایات گنتے ہیں
اور کتنے اُسکو قاضیِ حاجات گنتے ہیں

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مُبتلائے زر
ہر ایک یہی پکارتے ہے ذرات ہائے زر

ضمیمۂ ششم دولتِ علم

اگر طالب ہو تُم علم و ہنر کے
کرو حاصل بہت ہی سعی کر کے

بہت جلدی سے حاصل اُسکو کر لو
خزانہ علم کا سینہ میں بھر لو

فقط پڑھنے سے اپنا کار رکھو
اسی کی فکر برخوردار رکھو

بغیر از علم مُشکل ہے رسائی
بدرگاہِ جنابِ کبریائی

اگر گھر میں نہ ملتی ہو یہ دولت
کرو طے ہو سکے جتنی مسافت

[illegible]

[illegible]

یا مالک

دوسرا چمن صداقت نامہ

نظم

ہرگز نہ شک کو دخل تو دیجو مزاج میں	اُف کیجیو نہ رب کے کسی کام کاج میں
حکمت میں نکتہ چینیاں کرتے کہاں بنے	ایسا نہ ہو زبان بشکل زیاں بنے

تاریخ ہند میں لکھا ہے کہ سلطنت مغلیہ کا خاتمہ ۱۷۳۹ء سے شروع ہوا اس سال نادرشاہ نے بمقام پانی پت محمد شاہ بادشاہ دہلی پر فتح حاصل کی اور ذراسی غلطی سے نادرشاہ نے اکثر باشندگان شاہجہاں آباد کو قتل کرڈالا اس غلطی کی تفصیل یہ ہے -

۲ کسی بہروپئے نے بوقت شب نادرشاہ اور محمد شاہ کو قلعہ میں تماشہ دکھانا شروع کیا محمد شاہ نے حکم دیا کہ حقہ حاضر کیا جائے خدمتگار (جس کا نام قیام الدین تھا) بہت گھبرایا کہ اگر محمد شاہ کے روبرو رکھتا ہوں تو نادرشاہ اپنا ہتک سمجھیگا اور اگر نادرشاہ کو دیتا ہوں تو محمد شاہ اپنی بےعزتی پر محمول کریگا قمرالدینخاں وزیر نے اس راز کو سمجھکر خدمتگار سے کہا کہ تو حقہ لے آ میں جسکے سامنے مناسب سمجھونگا پیشکش کر دونگا غرض حقہ آیا وزیر نے محمد شاہ کے سامنے رکھکر عرض کیا جہاں پناہ غلام کا یہ رتبہ نہیں کہ شاہونکی تواضع کرسکے "بلکہ شاہاں پیشاہاں ہیں" ہمیشہ غرض محمد شاہ نے سٹک کا رخ نادرشاہ کیطرف کردیا نادرشاہ اس رمز کو تاڑ گیا اور یہ کہہ اٹھا کہ قمرالدینخاں جیسا عقلمند وزیر اور قیام الدین جیسا سلیقہ شعار خدمتگار آپکے دربار میں موجود پھر نادرشاہ تھوڑی سی جمعیت کیساتھ ہند میں کسطرح داخل ہونے پایا -

لہ نقصان
لہ بیعزتی
سہ کمان

محمد شاہ "نااتفاقی اور عیش پرستی کے باعث" نادر شاہ "بہت درست"

۳ تماشے میں بہروپیے نے انگریزوں کا سوانگ بھرا اور گوروں کی مصنوعی پلٹن بناکر بندوقوں کے فیر کئے اُن آوازوں سے شہر میں خبر اُڑ گئی کہ محمد شاہ نے نادر شاہ کو قتل کرڈالا اُسوقت اہالیان شہر اور چند ناقص العقل اُمیروں نے افواج نادر شاہ میں لوٹ مار شروع کردی نادر شاہ کو اُسکے مشیروں نے خبر دی کہ جہاں پناہ آپ تو تماشا ملاحظہ کررہے ہیں اور آپکی فوج میں باشندگان شہر اور چند بیوقوف عہدہ داران شاہ ہند نے اِس خیال سے کہ آپکے دشمنوں کو محمد شاہ نے ہلاک کردیا ہے لوٹ مار مچا رکھی ہے حکم ہوا کہ شب بھر کیلئے جسطرح ممکن ہو اپنا بچاؤ کرو علی الصباح اِسکا تدارک ہوجائیگا چنانچہ صبح ہوتے ہی باشندگان شاہجہان آباد پر جسکو اُن دنوں شہر جدید کے نام سے پکارا کرتے تھے قیامت برپا ہوگئی

۴ اُس زمانہ میں اِس چار دیواری کے اندر کی آبادی کو شاہجہان آباد کہتے تھے اور دہلی اِس سے پرے آباد تھی جسکا کابلی دروازہ متصل جیلخانہ سرکاری بیرون دہلی دروازہ بطور نمونہ ابتک موجود ہے تغلق آباد کسی زمانہ میں نصف شہر میں تھا دہلی بیس کوس کے گھیرے میں آباد تھی بیشمار بازار بیحساب چوک بے تعداد منڈیاں غرض بڑے بڑے شہروں کی سب باتیں موجود تھیں اب اُسکے پورے پورے کھنڈر بھی قایم نہیں رہے آبادی کا تو کیا ذکر ہے البتہ چند آبادیاں جو بطور یادگار باقی رہگئی ہیں علیحدہ علیحدہ دیہات یا بستیاں گنی جاتی ہیں مثلاً پرانا قلعہ عرب سرائے چراغ دہلی درگاہ مہرولی قطب صاحب کی لاٹ جو اب غیر آبادی میں میخ جمائے کھڑی ہے جسے پور کی اشیر لاٹ عرف

+ نوٹ تغلق آباد کا نہایت مستحکم قلعہ ۷۰۰ برس کا بنا ہوا ہے غیاث الدین تغلق بادشاہ نے تعمیر کرایا تھا اب دہلی سے چھ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے

+ نوٹ کسی زمانہ میں اِس لاٹ کے سات درجے تھے اب صرف پانچ کھنڈر باقی ہیں اور اُن پانچوں کی اونچائی ۲۴۲ گز کے قریب ہے سنگ سرخ کے بنے ہوئے ہیں اور قرآن شریف کی آیتیں اُبھری ہوئی کندہ ہیں ٹھیک ٹھیک پتا نہیں لگا کہ کس زمانہ میں اور کسنے بنائی تھی گو سید احمد خانصاحب نے اپنی کتاب آثار الصنادید میں اِسے مسجد قوت الاسلام کا مینار قرار دیا ہے

سرگاسولی کیطرح عین آبادی میں تھی القصہ ایسا عالیشان شہر رفتہ رفتہ برباد ہوگیا - یہ بات ہمیشہ زیر نظر رکھنی چاہئے کہ انسان کتنا ہی زبردست دولتمند اور تندرست کیوں نہو آخر فنا آخر فنا نظم

ایک عالم ہے تہ و بالا فلک کے ہاتھ سے
یہ ہنڈولا بھی کبھی زیر و زبر ہو جائیگا

یوں نہیں رہنے کے گردش میں ہمیشہ مہر و ماہ
ختم اک دن دورۂ شمس و قمر ہو جائیگا

۵ نادر شاہ صبح ہوتے ہی سرخ پوشاک پہنکر سنہری مسجد[1] میں جو اب کوتوالی کے متصل ہے آبیٹھا اور قمر الدینخاں وزیر کو حکم دیا کہ تم اپنے خویش کو جو ایرانی فیلخانہ پر حملہ کرکے چند زنجیر فیل لیگیا ہے حاضر کردو قمر الدینخاں نے فوراً اُس حکم کی تعمیل کی اور نادر شاہ نے خود قمر الدینخاں کے ہاتھ سے اُسکا پیٹ چاک کرایا واہ رے بزدلی قمر الدین کو چاہئیے تھا اُسوقت نادر شاہ سے عرض کرتا حضور تعلق بہت نازک ہے میری تلوار کام نہ دیگی اپنی شمشیر عنایت فرمائیے اگر نادر شاہ دیدیتا تو پہلا وار اُسی پر کرنا تھا اور اگر نہ دیتا تو اپنی تلوار سے دشمن کا کام تمام کردینا کوئی مشکل بات نہ تھی مگر اسمیں قضا و قدر نے چند مصلحتیں پنہاں کر رکھی تھیں

(۱) نادر شاہ کا ڈیرہ کی طناب سے اٹک کر گرنا!!

۱؎ نوٹ یہ مسجد نواب روشن الدولہ ظفر خاں نے بعہد محمد شاہ بادشاہ ۱۱۳۴ہجری میں سر بازار بنائی تھی بڑی خوشنما اور خوش قطع ہے اسکے برج سنہری ہیں اسلئے سُنہری مسجد کہلاتی ہے جب قلعہ کے مثمن برج سے سونے (تانبے کے پتر زیر طلائی ملمع) کے پترے اُکھڑوائے گئے تو اِس مسجد کیلئے بھی یہی حکم ہوا مگر لالہ مہیش داس مرحوم نے حکام سے عرض کیا کہ اِس سے شہر کی خوبصورتی میں فرق آجائیگا چنانچہ سرکار نے یہ رائے منظور فرمائی در اِس مسجد کے برج کا سونا بدستور قایم رکھا گیا اُسکی پیشانی پر یہ اشعار کندہ ہیں

بعہد بادشاہِ ہفت کشور
سلیمان فر محمد شاہ داور

بہ نذر شاہ بھیکہ آں قطب آفاق
شد ایں مسجد بہ زینت در جہاں طاق

خدایا نیست لیکن از روئے احساں
بنام روشن الدولہ ظفر خاں

بتاریخش ز ہجرت تا شمار است
ہزار و یکصد و سی و چہار است

(۲) ۱۱۶۰ھ میں بیرون ہندوستان قتل ہونا۔

(۳) قمرالدین کا بہمراہی فوج ہند بمقابلۂ احمد شاہ دُرّانی جانا اور پیش از جنگ زیر کا خیمہ میں نماز پڑھتے مرنا خطِ تقدیر میں لکھا ہوا تھا۔

الغرض قمرالدینخان نے اپنے داماد کو نادرشاہ کے روبرو قتل کر ڈالا اسکے بعد نادرشاہ نے تمام باشندگان شہر کے متعلق ہزن بولدیا اسیوقت اُسکی فوج کے ہزاروں سپاہی کوچہ و بازار پر ٹوٹ پڑے مرد عورت بچہ جو سامنے آیا سب کو تہ تیغ کر دیا لیکن گھروں میں نہیں گھسے یہ نادری حکم دو پہر تک رہا اور اِسمیں تقریباً بیس ہزار جانیں تلف ہوئیں آخر محمد شاہ خود نادر کے سامنے آکر رو دئے اور یہ کہا کہ "دگر کس نماند کہ بتیغ ناز کشی مگر آنکہ زندہ کنی خلق را و باز کشی" اِس پر نادر نے امن کی منادی کرادی فوراً چاروں طرف صدائے امن گونجنے لگی اور سپاہیوں کی تلواریں فی الفور میانوں میں سما گئیں۔

۶ ہندوستانیوں کی لاپروائی تو دیکھئے کہ شہر جدید قتل ہو رہا ہے اور شہر کہنہ میں جو کچھ باقی تھا پتنگ اُڑ رہے ہیں نادرشاہ دو ماہ تک دِلّی میں رہا مگر چونکہ ظالم تھا اِسلئے اِسکی سلطنت کم از کم دو پشت تک بھی قایم نہ رہ سکی اِس ظُلم کی کیا انتہا ہے کہ ایک ادنےٰ سے شُبہ میں اپنے بیٹے کی آنکھیں نکلوا ڈالیں انجام کار خود بھی قتل ہوا ؎

ظُلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں		ناؤ کاغذ کی سدا چلتی نہیں

۷ دہلی میں نادرشاہ کی واپسی کے بعد سلطنت مُغلیہ میں کھلبلی مچگئی تمام صوبے رفتہ رفتہ خود سر ہوگئے دکھن میں مرہٹوں اور پنڈاروں کا دخل ہوگیا بنگالہ میں اللہ وردی خان نے اپنے آقا یعنے صوبہ دار بنگالہ کو شکست دیکر دو کروڑ کی ضبطی بادشاہ ہند کے پاس بھیجدی بادشاہ کو چاہئے تھا کہ اُسے اِس گستاخی اور سرکشی کی سزا دیتا مگر اُسکی جگہ اُسکے نام صوبہ داری بنگال کا خلعت بھیجدیا اب بادشاہ کے تصرف میں صرف دہلی اور آگرہ کا صوبہ رہگیا۔ اِسکے بعد بنگالہ میں انگریزوں نے نواب سراج الدولہ کو ج

چھپنے سے [illegible]
یکبار غفلت کی
غفلت کوان
۱۲

اللہ وردی خاں کا نواسہ جو اسوقت بنگالہ کا صوبہ دار تھا ۱۷۵۷ء میں بمقام پلاسی شکست دی اور پنجاب میں سکھوں نے اپنا سکہ بٹھانا شروع کر دیا

۸ چونکہ سکھوں کے گروؤنکو اپنی قوم کے قتل ہو جانیکے باعث خصوصًا خاندان تیموریہ اور عمومًا تمام مسلمانوں سے دلی عناد تھا اسلیئے اوّل اوّل یہ لوگ بطور غارتگری سلطنت تیموریہ پر حملے کرتے رہے آخر جب سلطنت اور بھی کمزور ہو گئی تو احمد شاہ دُرّانی نے ہندوستان پر چڑھائی کی اُسوقت سکھ منتشر ہو گئے اور جب وہ واپس چلا گیا تو از سر نو جمع ہو کر پھر وہی کاروبار کرنے لگے جو اس سے پہلے کر رہے تھے

۹ احمد شاہ کی واپسی کے بعد پنجاب میں اُسکا قبضہ برائے نام رہگیا تھا افغانوں کی طرف سے ایک گورنر کا تسلط جو ۱۷۶۲ء میں مقرر ہوا تھا صرف لاہور پر تھا سکھ ہر سال امرتسر میں جمع ہوا کرتے تھے اور افغانی گورنر انکا کچھ نہیں کر سکتا تھا احمد شاہ نے یہ سُنکر پھر ہندوستان کی طرف رُخ کیا اور بمقام برنالہ جو لدہیانہ کے پاس ہے سکھوں کو شکست دی اس لڑائی میں ہزاروں سکھ کام آئے

۱۰ جب احمد شاہ کابل چلا گیا تو سکھوں نے پھر جمع ہو کر مسلمانوں پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا چنانچہ امرتسر میں پنچایت ہوئی اور چالیس ہزار سکھوں نے سرہند پر حملہ کر کے زین خاں گورنر سرہند کو ماہ دسمبر ۱۷۶۳ء میں شکست دیکر مار ڈالا اور شہر سرہند کو اُجاڑ دیا یہ واقعہ سکھوں کی سلطنت کی بنیاد ہے کیونکہ سکھ اِسوقت اپنا سکہ چلانے اور اپنی سلطنت کو خود سمجھنے لگے تھے۔

۱۱ ۱۷۹۳ء میں زمان شاہ کابل کی گدی پر بیٹھا اور پنجاب میں سکھوں سے لڑکر لاہور پر قابض ہو گیا مگر جب اُسنے سُنا کہ شاہ ایران ہرات کی چڑھائی کا ارادہ رکھتا ہے تو اُلٹا کابل چلا گیا واپسی کیوقت دریائے جہلم بہت طغیانی پر تھا زمان شاہ اپنی توپونکو پار نہ پہنچا سکا چونکہ اُسے کابل جانا ضرور تھا توپیں وہیں چھوڑ دیں اور کابل پہونچکر رنجیت سنگھ نوجوان سردار گوجرانوالہ کو نامہ تحریر کیا کہ افغانی توپخانہ کو صوبہ دار پشاور کے پاس بھیجدو۔

۱۲ سردار رنجیت سنگھ نے جو نہایت دانا آدمی تھا اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیا اور زمان شاہ پر احسان رکھکر توپخانہ کو پشاور روانہ کردیا اسکے صلہ میں زمان شاہ نے سردار رنجیت سنگھ کو گورنر لاہور مقرر کیا اور سردار رنجیت سنگھ اپنی حکومت کو رفتہ رفتہ مضبوط کرتا رہا۔

۱۳ جسونت راؤ ہلکر انگریزوں سے شکست کھاکر اسلئے امرتسر پہونچا کہ سکھوں کی مدد حاصل کرکے انگریزوں سے لڑے مگر رنجیت سنگھ معلوم کرچکا تھا کہ انگریز بڑا قتور ہیں اور بڑا قتور سے لڑنے کا نتیجہ شکست ہوتا ہے اسکے علاوہ مرہٹے اپنی خلقی عادت (یعنے لوٹ مار کی۔ لڑے اور چلتے بنے یہاں لوٹا اور پھر پچاس کوس آگے جا چھاپا مارا۔ چنانچہ اسیطرح کی لڑائیوں کے باعث خاندان تیموریہ نے دق ہوکر چوتھ لکھدی تھی) چھوڑکر شاہانہ لڑائی لڑے آخر شکست کھائی اسلئے ہلکر کو ٹال بتاکر انگریزوں سے عہدنامہ کرلیا۔

۱۴ اس زمانہ میں لوٹر بند امل کھتری امرتسر میں آٹے دال کی دکان کیا کرتا تھا اور بہت دنوں سے اسکا ارادہ تھا کہ کوئی اچھا ساتھ ملجائے تو گڈھ مکتیسر جاکر گنگا اشنان کر آؤں کیونکہ اس زمانہ میں نہ ریل تھی نہ سڑک اور نہ مسافروں کیلئے امن۔ جسونت راؤ ہلکر جب امرتسر سے بے نیل مرام اُلٹا پھرا لوٹر بند امل آٹے دال کی دوکان لیکر اسکے لشکر کے ساتھ چلدیا۔

۱۵ جسونت راؤ ہلکر کمپنی کی عملداری کو بچاتا ہوا دکھن پہونچا آخر کمپنی سے صلح ہوگئی اور اندور رہنے کو ملا انگریزوں نے حسب عہدنامہ ہلکر کے چند سرداروں کو مصلحتاً اس سے علیحدہ کرکے اپنی پناہ میں لے لیا اور انکو دہلی لے آئے چنانچہ بخشی بھوانی شنکر صاحب انہیں سرداروں میں سے تھے اور یہ بھی ذات کے کھتری تھے لوٹر بند امل انسے ملا اور انکی ہمراہ دہلی چلا آیا اور بخشی صاحب کو اپنے ارادہ سے مطلع کیا بخشی جی نے اسے گنگا جانیکی اجازت دی اور یہ کہا کہ سواری کیلئے ایک گھوڑا لیجاؤ مگر اسنے پیدل جانا منظور کیا اور چلدیا۔

۱۶ چلتے چلتے موضع ملکھوہ پہونچکر دیکھا کہ گانوں کے باہر ایک چمار جوتیاں گانٹھ رہا ہی چونکہ انکا جوتا مرمت طلب ہوگیا تھا منصوری دو پیسے دیکر مستدعی ہوئے کہ اسے گانٹھ دے "

چمار " لالہ جی کہاں کا ارادہ ہے "

لالہ " گنگا اشنان کو جاتا ہوں گڈہ میں غوطہ لگاؤنگا "

چمار " ایک کام ہمارا بھی کرتے آنا "

لالہ " لڑکے بالوں کیلئے کنگھی یا زنجیرہ منگاتے ہوگے اچھا لیتا آؤنگا "

چمار " نہیں لالہ جی اور کام ہے پھر منصوری ٹکہ نکالکر لوٹرینداس کے حوالہ کیا کہ رائیصاحب یہ ٹکہ گنگا جی کی نذر کر دینا مگر شرط یہ ہے کہ جب اشنان کر چکو اور دھوتی بدل لو تو گنگا جی سے کہنا کہ یہ تنوا چمار ملکھوہ والے کی بھیٹ ہے گنگا جی جل سے ہات نکالکر لے لینگی اگر ہات نہ نکالیں تو کہنا کہ نہ معلوم اسکا کیا قصور ہے جو آپ بھیٹ نہیں لیتیں اسکی بھیٹ الٹی لئے جاتا ہوں پر اتنا کریں کہ اسکو خواب میں نامنظوری کا سبب بتائیں اور اس ٹکہ کو بجنسہٖ واپس لیتے آنا یہ نہ کرنا کہ کسی اور کام میں خرچ کر ڈالو اور یہ سمجھو کہ اپنے پاس سے اور ٹکہ دیدینگے ایسا کروگے تو خطا پاؤگے لوٹرینداس نے اس ٹکہ کو علیحدہ باندہ لیا اور دل میں کہا کہ لو چمار کا ٹکہ لینے کو گنگا جی ہات پسارینگی برہمن مہاجن راجا بابو ہزار روپیونکی بھیٹ چڑھاتے ہیں انکے واسطے تو ہات پسارتی ہی نہیں چمار نے ہنسی کی ہے مگر چونکہ مینے وعدہ کر لیا ہے اسلئے جیسا اسنے کہا ہے ویسا ہی کرونگا "

۱۷ غرض رائیصاحب گنگا جی پہونچے اور اشنان کے بعد جس طرح چمار نے ہدایت کی تھی ویسا ہی کیا اور اسوقت نہایت متعجب ہوئے جبکہ گنگا جی نے اپنا ہات نکالا اور لالہ صاحب نے ٹکہ رکھدیا۔

؎ نوٹ روایت ہے گیا جی میں جب ہندو سرادہ کرتے اور پنڈ بھرتے تو دریا سے ہات نکلتا عام کو کامل یقین تھا کہ یہ ہات بزرگوں کے پنڈ لینے کو نکلتے ہیں چنانچہ بعہد عالمگیر ثانی راجہ سرفی گیا جی میں آیا اور پنڈ بھرے جب ہات نکلا تو راجہ نے پکڑ لیا معلوم ہوا

۱۸ واپسی کے وقت پھر اُس چمار سے ملاقات ہوئی پوچھا لالہ جی تم ہمارا کام بھی کر آئے؟

لالہ جی:۔ ہاں بھائی کر آیا مگر یہ تو بتا تو نے کیا بیٹھا کیا کرتا ہے کہ خود گنگا جی تیری نذر اپنے ہات میں لیتی ہیں؟

چمار:۔ لالہ جی تم کو اس سے کیا؟

لالہ جی:۔ ہم تو پوچھ کر رہینگے؟

راوی:۔ خیر جب لالہ جی نے بہت اصرار کیا تو چمار نے کبیر جی کے یہ دوہرے سنائے؟

گنگا جاؤں نہ جمنا جاؤں نا کوئی تیرتھ جاؤں
جوگی ہوؤں نہ جٹا بڑھاؤں نہ انگ بھبوت لگاؤں
ڈالی چھیڑوں نہ پتہ چھیڑوں نا کوئی جیو ستاؤں
دیرا پوجوں نہ دیول پوجوں نہ دیو سد یو مناؤں

اٹھ سٹھ تیرتھ ہا گھٹ بھیتر تا میں مل مل نہاؤں
بھانت بھانت کے پنچھی بنے ہیں کس ملِ کس بھلاؤں
پات پات میں پربھو بست ہیں تاں کو ہی سیس نواؤں
کہت کبیر سنو بھئی سادھو پرم جوت ملجاؤں

۱۹ بعدہٗ یہ کہا کہ جب سے مینے ہوش سنبھالا ہے اپنی یاد میں کبھی جھوٹ نہیں بولا جب ہم قصور (قصوری) میں رہتے تھے تو ایک فقیر ہمارے گھر آیا میں اُسوقت کوئی پانچ برس کا ہونگا اُسنے گود میں لیکر مجھے پیار کیا اور یہ کہا کہ جو تیرے دل میں آئے کرنا مگر جھوٹ کبھی نہ بولنا اور اپنی جھولی سے ذراسی بھبوت نکالکر مجھے چٹادی میری ماں اُس سے بہت لڑی کہ تو نے میرے بچہ کو کیا کھلادیا فقیر بھیک لئے بغیر چلا گیا اُسکے بعد میرے ماں باپ کو وہم ہو گیا کہ کہیں فقیر لڑکے کو نہ لیجائے اسلئے اُس گانوں سے اُٹھکر یہاں بلکھوہ میں آرہے لیکن فقیر پھر کبھی نہیں آیا اور نہ مینے اُسکو کبھی دیکھا؟

۲۰ ایکدفعہ جب میں سولہ سترہ برس کا تھا اتفاقاً بیگار میں پکڑا گیا تھانہ دار نے مجھے جھوٹی گواہی کیلئے مجبور کیا مگر مینے انکار کر دیا اُسنے مجھکو بہت مارا جب میں ادھ موا ہو گیا سپاہیوں نے گھسیٹکر شہر کے

بقیہ صفحہ

کہ پنڈ دو نکیں سے ایک شخص نے چھپکر بات لگالا تھا پنڈ ونکو راجہ نے ہدایت کی کہ آئندہ ایسی جھوٹی کرامات نہ دِکھانا ورنہ سزایاب ہوگے برہمنوں نے اسکی تردید یوں کر رکھی ہے کہ اب کلجگ آگیا ہے ایمان کا ٹھکانا نہیں رہا لوگ ہات پکڑنے لگے اس سبب سے ہات نہیں نکلتا

ڈالدیا تین گھنٹہ کے بعد ہوش آیا مہینوں تک جگہ جگہ سے بدن دُکھتا رہا لیکن مینے جھوٹ نہیں بولا"

۲۱ ایکدفعہ ہمارے گانوں کے زمیندار نے اپنی بہو کی ناک کاٹ ڈالی عدالت نے مقدمہ کا حصر میری گواہی پر رکھا زمیندار نے مجھے اور میرے باپ کو بُلا کر یہ کہا کہ میری عزّت تیرے بیٹے کے ہات ہے وہ عدالت میں یہ کہدے کہ اِس عورت کی ناک لچھمن سنگھہ زمیندار نے نہیں کاٹی بلکہ اُسکے خدمتگار ہر بجن نے یہ فعل کیا ہے میں چُپ کھڑا رہا لیکن میرے باپ نے ٹھاکر صاحب سے کہا کہ حضور یہ لڑکا جھوٹی گواہی نہیں دیگا۔ کہو تو اسکی عوض میں دے آؤں کیونکہ میں تمہاری رعیّت ہوں ٹھاکر نے کہا یہ مشہور بات ہے کہ تیرا لڑکا جھوٹ نہیں بولتا اِسکی گواہی کارگر ہوگی ہمنے اسی کا نام لکھوا دیا ہے تیری گواہی سے کام نہیں چلیگا کیونکہ تو گانوں میں جھوٹا مشہور ہے اور تیرا جھوٹ کئی بار ثابت بھی ہو چکا ہے اِسپر زمیندار نے مجکو الگ کوٹھری میں لیجا کر ایک گانوں دینا منظور کیا مینے صاف اِنکار کر دیا اور یہ کہا کہ اگر آپ دِلّی کی سلطنت بھی دیڈالینگے تو میں جھوٹ نہ بولونگا زمیندار نے مجکو بہت مارا اور جب میں تھانہ میں فریادی گیا تو وہی پاپی تھانہ دار تھا اُسنے مجکو اُلٹا کاٹھ میں ٹھوک دیا اور یہ کہا کہ اگر تو ٹھاکر کی مرضی کے موافق گواہی نہ دیگا تو جان سے مار ڈالونگا اِسکے بعد جھوٹا اظہار لکھکر میرے ٹھہ میں مقدمہ کا چالان کر دیا جب میں عدالت میں حاضر ہوا اور صاحب کلکٹر نے یہ کہا کہ تُم اپنے اِن اظہاروں پر دستخط یا نشانی کر دو تب مینے اوّل سے آخر تک سارا حال سُنا دیا اُسپر میرا باپ چھہ ماہ کی قید۔ ٹھاکر صاحب چھہ ماہ کی قید اور پانسو روپیہ جُرمانہ۔ خدمتگار ایک برس کی قید سو روپیہ جُرمانہ۔ تھانہ دار صاحب دو برس کی قید دو سو روپیہ جُرمانہ کے سزایاب ہوئے میرے لئے ٹھاکر صاحب کے جُرمانہ میں سے سو روپیہ کا اِنعام لکھا گیا۔

۲۲ میرا باپ اور تھانہ دار تو قید ہی میں مر گئے البتّہ ٹھاکر صاحب اور اُنکا خدمتگار سزا بھگت کر رہا ہوئے پھر ٹھاکر صاحب اِس واقعے کے دو برس بعد مر گئے اور سات گانوں میرے نام ہبہ کر گئے۔ اب میں اپنا خرچ اپنی مزدوری سے نکالتا ہوں اور گانوں کی آمدنی میری اولاد کھاتی ہے۔

۲۳ لوڑیندامل نے یہ کہانی سنکر دل میں کہا کہ یہ کونسی بڑی بات ہے میں بھی آج سے جھوٹ نہیں بولونگا چنانچہ لالہ جی جو نہایت غریب آدمی تھے امرتسر پہونچکر پھر آٹے دال کی دکان کھول بیٹھے اور سچ کی برکت سے نفع ہونے لگا تو لاہور دکان لیگئے

ایکدن مہاراج رنجیت سنگھ کو سواری میں پیاس لگی لوڑیندامل کویں سے پانی کا لوٹہ لئے دکان پر چڑہنا چاہتا تھا کہ حکم ہوا اِس سے کہو پانی پلاجائے لالہ جی نے پانی کا لوٹہ فوراً حاضر کردیا مہاراج نے اوک سے پانی پینا چاہا لوڑیندامل نے ہات جوڑکر عرض کیا کہ سرمہاراج مُنہ لگاکر پی لیں لوٹہ مانجھ لیا جائیگا۔ پانی بہت ٹھنڈا تھا مہاراج نے نہایت خوش ہوکر حکم دیا کہ یہ آج سے سرکار کے مودی مقرر ہوں اب جہاں دیکھو لالہ صاحب کی دکانیں چھپے سُنئے لالہ صاحب کا مقروض باغ باغیچے۔ زر زیور۔ ہاتھی گھوڑے۔ املاک جایداد۔ ایک بیٹا دو پوتے ایک لڑکی چار نواسے دو نواسیاں غرض کسی چیز کی کمی نرہی پھر رفتہ رفتہ سرکار میں اتنا اعتبار بڑہا کہ مودی خانہ کے علاوہ لالہ صاحب توشہ خانہ کے داروغہ بنائے گئے اور مہاراج کو لوڑیندامل سے ایسی محبت ہوگئی کہ انکی دکان کے سامنے سے نکلتے وقت سواری ٹھیراکر لالہ جی سے دو چار باتیں ضرور کرلیتے تھے

۲۴ لالہ لوڑیندامل باوجود اتنی ثروت کے فطرتاً تنگدل تھے ایکبار یہ صلاح ٹھیری کہ سدابرت دروازہ پر تقسیم ہوا کرے۔ چنانچہ کارندہ کو حکم دیا کہ اسکے خرچ کا تخمینہ پیش کرے فرد پیش ہوئی لالہ صاحب کے خیال میں رقم بہت بچی گھبراکر بول اٹھے منیب جی سدابرت میں تو بکھیڑا اور خرچ بہت ہے اسلئے مصلحت یہ ہے کہ ایک ایک مٹھی بھُنے ہوئے چنے تقسیم ہوا کریں منیب جی نے بہت دیر تک اُلٹی سیدہی پٹی پڑہائی مگر لوڑیندامل نے ایک نہ مانی اب بھُنے ہوئے چنے تقسیم ہونے لگے

۲۵ ایکدن کا ذکر ہے کہ لالہ لوڑیندامل خود مونڈھے پر تشریف رکھتے تھے ایک فقیر آیا اور اسکو حسب معمول ایک مٹھی چنے ملے چونکہ فقیر قوی ہیکل تھا اُسکے لئے مٹھی بھر چنے ایسے ہوگئے جیسے

اُونٹ کے مُنہ میں زیرا۔ اُسپر یہ طُرّہ کہ اِس سال کال پڑا ہوا تھا قحط میں یوں بھی لوگوں کی بھوک زیادہ ہو جایا کرتی ہے فقیر نے کہا سیٹھ بابا ایک مُٹھی چنے سے کیا ہوگا ایکدن کا گزارہ تو کرادے لوٹر نیدامل نے جواب دیا یہاں تو یہی ملینگے تو جانتا نہیں کہ کال پڑا ہوا ہے ارے یہ چنے نہیں ہیں بادام کے نُقل ہیں اور یہاں کیا چنوں کا ڈھیر پڑا ہوا ہے جو تو غپا غپ پھانک جائے چل چخ اور جگہہ مانگ کھا فقیر یہ سُنکر چنے لئے بغیر (اچھا بابا بھلا ہو کہکر) چلدیا۔

۲۶ تھوڑی دیر کے بعد لوٹرنیدامل کو خیال آیا کہ میرے مُنہ سے جھُوٹ بات نکل گئی بڑا غضب ہوا لالہ اِس سوچ ہی تھے کہ اُنکے گھوڑے کا سائیس دوڑا آیا اور یہ کہا کہ مہاراج رنجیت سنگہہ کا انتقال ہوگیا ہے آپکا صاحبزادہ جھنڈامل گھوڑے پر چڑھکر آپکو خبر دینے آرہا تھا گھوڑے نے ٹھوکر کھائی گھوڑا اور سوار دونوں دنیا سے چل بسے لالہ جی یہ سُنکر بیہوش ہوگئے اُدھر گھر والی نے مرگ مفاجات سے دم دیدیا گھر میں کُہرام مچگیا خیر جب لوٹرنیدامل کو ہوش آیا تو لوگوں نے کہا لالہ جی صبر کرو اور لاشوں کو اوّل منزل پہنچاؤ چنانچہ لڑکے اور جورو کو راوی کے کنارے پھُونکدیا اور بڑے پوتے کھوتامل نے دونوں کو داغا۔

۲۷ لوٹرنیدامل مہاراج کا بہُت مُنہ چڑھا ملازم تھا حاسدوں نے چین نہ لینے دیا چنانچہ اُس سے توشہ خانہ اور سودی خانہ چھین لیا گیا اُدھر برسات بہُت ہوئی بھرتی کا اناج کوٹھوں کے بیٹھ جانے سے دیوی کے نوراترہ کے جوکیطرح اُگ آیا اور ایک گانوں جو شاہدرہ کے پاس مہاراج کا عطیہ تھا ضبط ہوگیا۔ دوسرا زرخرید گانوں جو راوی کے کنارہ واقع تھا طُغیانی کے باعث دریا بُرد ہوا چونکہ بعد وفات مہاراج رنجیت سنگہہ لاہور میں ہلچل ہوگئی تھی لینے والے لالہ جی سے اپنا سب روپیہ لیگئے اور دینے والوں سے ایک حبہ وصول نہو سکا الغرض چند روز میں لالہ لوٹرنیدامل جیسے کے تیسے رہگئے اور اسی رنج میں دو برس کے بعد نہایت ردی حالت میں

جہان سے رحلت کر گئے۔ دوہرہ

سائیں انکھیاں بھیر ہاں بیری ملک تمام ٹک ایک جھولا مہر کا تو لاکھوں کریں سلام

صاحبو اس سچی داستان کے نتیجہ پر غور کرنا چاہیئے کہ سچ بولنے میں کسقدر فائدے ہیں اور جھوٹ میں کتنے نقصان العاقل تکفیہ الاشارۃ۔

ضمیمہ اوّل مثنوی

عجب سیدھا ہے رستہ راستی کا
یہ رستہ نیک بندوں میں سبھی کا

خدا راضی ہے سچّے آدمی سے
خدائی ساری راضی ہے اُسی سے

خدا نے راست بازی جسکو بخشی
ملی دولت اُسے دُنیا و دیں کی

خدا نے کر دیا جس کو سر افراز
ملا ہے راستی کا اُس کو اعزاز

وہی سچ بولنے والے کا ہی دوست
کہ جس کا راستی ہے مغز اور پوست

قبولِ حضرتِ خلاق سچ ہے
پسندِ خاطرِ آفاق سچ ہے

خدا نے سچ کو دی ہے وہ بڑائی
کہ جس سے دلکو ملتی ہے صفائی

ملی ہے راستی جِس کو خدا سے
تو گویا مخلصی ہے ہر بلا سے

عطا جسکو ہوا سچ کا خزانہ
اُسی کے زیر فرماں ہے زمانہ

عنایت جسکو حق سے ایک سچ ہو
نہیں دُنیا میں کچھہ اندیشہ اُسکو

کبھی گر بھول کر سچ کہنے والا
دروغ اپنی زباں سے بول دیگا

کریگا کوئی بھی اُس سے نہ اِنکار
کہ سب کرتے ہیں اُسکے سچ کا اِقرار

خدا بھی خوش ہے اُس مردِ خدا سے
تعلق سچ سے جو ہر وقت رکھے

جو قیدِ غم سے دیتی ہے رہائی — سچائی ہے سچائی ہے سچائی

بھلائی کا وسیلہ راستی ہے — نکو نامی کا حیلہ راستی ہے

جِسے سچّا بنایا ہے خدا نے — اُسے رستہ دکھایا ہے خدا نے

اگر سچ بھی کبھی جھوٹا کہے گا — نہ سمجھیگا کوئی سچ اُس کو اصلا

قسم کھائے اگر کذّاب[1] سو بار — نہ جانیگا کوئی سچ اُسکو زنہار

خلافِ واقعہ جو بر زباں لائے — گنوائے آبرو بے عزّتی پائے

جِسے ہو جھوٹ کی ہر وقت عادت — ہے بند اُسکے لئے بابِ[2] سعادت

وہ بے عزت ہے اور بے آبرو ہے — وہ بیہودہ ہے مردِ یاوہ گو ہے

عزیزو مُنہ نہ موڑو راستی سے — غرض رکھو زمانہ میں اسی سے

نہ چھوڑو راست بازی کا طریقہ — کہ ہے سب سے یہی اچھا سلیقہ

بلا سے تیغ اگر گردن پہ چل جائے — بلا سے جان اگر تن سے نکل جائے

بغیر از حق نہ لاؤ کچھ زباں پر — نہ لو یہ صدمہ ہرگز اپنی جاں پر

کِسی کے واسطے مت جھوٹ بولو — جو ہوں سچّے گُہر میزاں میں تولو

کرو برپا نہ تم طوفاں کسی پر — زباں نہ ہو جھوٹ کا بہتاں کسی پر

نہ ہو تم جھوٹ سے دنیا میں بدنام — کہ جھوٹے کا بُرا ہوتا ہے انجام

زباں سے اپنی سچ بولو ہمیشہ — کہ سچ ہے طالبانِ حق کا پیشہ

کہو سچ گر شرافت چاہیئے ہے — بھلے لوگوں میں عزّت چاہیئے ہے

اگر سچ کی طرف رکھوگے رغبت — کرینگے اہلِ حق تم سے محبّت

عزیزو جیتے جی سچ کو نہ چھوڑو — ہے جبتک زیست اُس سے مُنہ نہ موڑو

[1] جھوٹا ۱۲
[2] دروازہ ۱۲

کرو سچ کو طلب و تیاودیں میں ؛ کہ پاؤ منزلت اہل یقیں میں
بنا لو راستی کو اپنا محبوب کہ یہ مطلب ہے ہر طالب کا مطلوب
کہو مانند ہتندی سچ زباں سے کہ مستغنی ہو تم اہل جہاں سے

ضمیمہ دویم مسدس

راستی وہ چیز ہے جسکا ہے نام آفاق میں ہیں مقرب اسکے دل سے خاص و عام آفاق میں
ہے کلام معرفت سچا کلام آفاق میں اہل دانش راستی کے ہیں غلام آفاق میں
راستی ہے قول میں جسکے وہ اہل قول ہے
جو کہ جھوٹا ہے اسی کے نام پر لاحول ہے

راستی وہ چیز ہے جسپر فدا ہیں اہل ہوش یہ وہ دریا ہے نہیں گھٹتا ہی ہرگز جسکا جوش
جھوٹ بولا کرتے ہیں جو لوگ ہیں خانہ بدوش ہو نہ گھر نیکی کا ویراں گر ہو انساں نیک کوش
راستی سے قدر انسان گرامی کی بڑھے
شان و عزت اس جہاں میں نیکنامی کی بڑھے

راستی سے بڑھ کے دنیا میں عبادت کون ہے جو کھری دولت ہے بہتر اس سے دولت کون ہے
راستی کا گھر ہے جس میں وہ طبیعت کون ہے دل میں سوچو تو ذرا سچی محبت کون ہے
راستی پر جو فدا ہے۔ ہے وہی مقبول عام
راست بازان جہاں کا دین دنیا میں ہے نام

راست گفتاری بہار گلشن اعزاز ہے راست گو جو ہے۔ وہی آفاق میں ممتاز ہے
کان کو بھاتی نہیں جھوٹی اگر آواز ہے نغمہ آرائی ہو کیا۔ بگڑا ہوا گر ساز ہے

خوش بیانی کو مٹا دیتی ہے تاثیرِ دروغ
خواب میں بھی جھوٹ کو ہوتا نہیں ہرگز فروغ

جتنے جھوٹے ہیں ذلیل و بے وقار و خوار ہیں
بے خبر بے عقل بے تدبیر ہیں بے کار ہیں

بد دماغ و بدروش بدوضع بدکردار ہیں
گلشنِ ہستی میں بس سوچو کہ مثلِ خار ہیں

آدمی تو ہیں مگر بدتر ہیں حیوانوں سے بھی
شک ہے اسمیں بھی کہ وہ پیدا ہیں انسانوں سے بھی

جھوٹ سے بڑھکر نہیں دنیا میں کوئی بھی عذاب
جتنے جھوٹے آدمی ہیں سب ہیں وقفِ اضطراب

پاپ یہ سب سے بڑا ہے اِس سے ہو حالت خراب
سوزِ رنج و فکر سے جلتے ہیں وہ مثلِ کباب

جن دماغوں سے ہوئی باہر ہوائے راستی
پھر خیالِ خواب ہے اُنسے ادائے راستی

راستی جبتک نہو چلتا نہیں خوبی سے کام
ہو نہ سچائی کی گر خواہش تو بگڑے انتظام

اتفاقِ باہمی کا ہے عدو جھوٹا کلام
جھوٹ سے ہوگا نہ کوئی کارخانہ نیکنام

اعتبارِ آدمی ہے راست بازی سے فقط
سر پہ نازل ہو قیامت فتنہ سازی سے فقط

راست بازانِ زمانہ سے ہے دُنیا کا قیام
باغِ دل میں کیوں نہو نخلِ تمنا کا قیام

راستی سے ہے کلامِ دانش آرا کا قیام
ہے دلِ اہلِ جہاں میں مردِ یکتا کا قیام

راستی سے حق شناسی کی فضیلت ہو نصیب
فیض سے اُسکے نہ آئے گردِ بدبختی قریب

راستبازوں کا مخالف سے نہ بیکا بال ہو

جھوٹ آخر کو کُھلے انجام میں جنجال ہو

بدچلن کہلائے وہ بیہودہ جس کی چال ہو
جانتے ہیں اُسکو سب جھوٹوں کا یہ دلّال ہو

خلق میں بدنام ہوتا ہے دروغ بے فروغ
ذائقہ پوچھو زباں سے اپنی کھٹّی ہے یہ دوغ

جو ہے سچّائی پہ عاشق عشق اُسکا ٹھیک ہے
جو بدی سے دُور ہے نیکی کے وہ نزدیک ہے
رات دن جھُوٹے خیالوں کی اگر تحریک ہے
کچھ نہیں شک ایکدم میں لاکھ کا گھر لیک ہے

راستی آموز تا آساں شود ہر مُشکلات
از صداقت میشود آزاد کُلفت از ذلت

جھُوٹ اگر ہوتا نہ دُنیا میں نہ گھٹتی آبرو
کُلفتِ اِفلاس کا ہوتا نہ ماتم کو بکو
اختلافِ بے سبب ہے جو خونِ آرزو
مُفت میں جھُوٹے فسانے مشتہر ہیں چارسو

ہو اگر ہر شخص سچّائی پہ قربان و نثار
شکل ہمدردی نظر آئے مٹے دِل کا غُبار

رُباعی

کیا خوئے بد ہے جھُوٹ انسان میں دیکھ
مُنہ ڈال کے ٹک اپنے گریبان میں دیکھ
اے وعدہ فراموش بس اِتنا بھی خلاف
کذّاب کو کیا لکھا ہے قرآن میں دیکھ

یا مالک

تیسرا چمن راج نیت یعنی حکومت نامہ

شعر

قناعت بہرحال اولیٰ تر است	قناعت کند ہر کہ نیک اختر است

۱ کہتے ہیں بمقام بمبئی ایک شخص عادل بیگ چشتی رہا کرتے تھے انکی بیوی کا نام بی عدالت تھا مرزا جی نے ایک دُنبہ زرنگار نام اور دو کتے پال رکھے تھے ایک ولایتی کا نام قانع تھا دوسرے دیسی کا طامع۔ اور ایک چھڑی (چوب انصاف) جو کسی فقیر صاحب نے عنایت کی تھی ہر وقت اپنے دستِ مبارک میں رکھا کرتے تھے

۲ اتفاقاً مرزا جی نے مکہ جانے کی تیاری کی اور چلنے سے پہلے ایک ہنڈیا میں مچھلیاں بھر کر اُسکا نام لعنت رکھا دوسری میں قلاقند رکھکر اُسکا نام نعمت قرار دیا اور ہنڈیاں چھینکوں پر لٹکا دیں

۳ چونکہ اُس مبارک زمانہ میں انسان و حیوان آپسمیں بات چیت کر لیا کرتے تھے مرزا صاحب جب مکہ چلنے لگے تو دونوں کتوں سے کہا میں مکہ جاتا ہوں گھر تمہارے حوالے ہے ان ہنڈیوں پر نظر نہ ڈالنا میں واپس آکر دونوں کا حصہ دیدونگا جہانتک ممکن ہو ہمسایوں سے ٹکڑے مانگ کے گزارہ کرنا بیرون محلہ ہرگز نہ جانا ورنہ گولی سے مارے جاؤ گے اور جب پاس پڑوس سے ٹکڑے ملنے موقوف ہو جائیں تو اس زرنگار کو ذبح کر کے آدھوں آدھ بانٹ لینا اور بکفایت گزارہ کرنا کیونکہ کفایت شعاری ہی مدارِ روزگار ہے۔

۴ طامع نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور میں بدن کا موٹا قد کا اونچا اور قانع قد کا چھوٹا بدن کا دُبلا اُسکی خوراک مجھسے کم ہے اسلئے آدھا دُنبہ میرے لئے بہت کم اور اُسکے لئے بہت

زیادہ ہوگا میں چاہتا ہوں کہ میری خواہش کے مطابق میرا حصہ مقرر ہو یہ سُنکر مرزاجی تو کچھ نہ بولے مگر بی عدالت نے کہا کہ تیری خواہش کے مطابق تجکو حصہ ملا تو پیٹ پھٹ جائیگا عدالت ہرگز ایسا نہیں کرسکتی۔ بایں لحاظ دونوں کو برابر ملنا چاہئے طامع دم بخود ہورہا۔

۵ روانگی کا وقت آگیا تھا مرزاجی اپنی گھروالی سمیت بمبئی سے جہاز میں سوار ہونیکو روانہ ہوگئے اور تاریخ مقرّرہ پر جہاز میں بیٹھکر مکّہ شریف چلدیئے۔

۶ مرزاجی کے بعد طامع خیالی پلاؤ پکانے لگا کہ اگر مرزاجی جہاز سے گرکر سمندر میں ڈوب جائیں تو مزا آجائے زرنگار کو فوراً مارڈالوں اور قانع کو کسی بہانہ سے خانہ بدر کرکے اکیلا جشن مناؤں

۷ قانع مرزاجی کی مفارقت[۱] میں نہایت غمگین رہتا اور دعا مانگتا کہ الٰہی مرزاجی اور اُنکی بیگم صاحبہ کو صحیح سلامت حج نصیب ہو اور تندرستی کیساتھ واپس آئیں وہ دن کسقدر مبارک ہوگا کہ مرزاجی تشریف لائیں اور میں اُنکے قدموں میں لوٹوں اور دل ہی دلمیں یہ بھی کہتا کہ عجب نہیں مرزاجی مکّہ جدّہ یا طایف وغیرہ سے ایک آدھ لونڈی غلام خرید لائیں جس سے ہمارے ٹکڑوں میں ترقی ہو یا راتب دوچند ہوجائے۔

۸ مرزاجی کے بعد قانع پڑوس میں جاتا اور دُم ہلا ہلا کر الگ کھڑا ہوجاتا کسی نے ٹکڑا دیا کھالیا ورنہ دوسرے گھر جا مانگا اور جب بقدرِ سدّ رمق[۲] کھانا ملگیا اپنی جگہ پر آبیٹھا لہٰذا اِسقدر دُبلا ہوگیا کہ اُسکے بدن کی ایک ایک ہڈّی الگ الگ نظر آنے لگی۔

۹ طامع سارے دن غائب رہتا ایک روز شام کو لنگڑاتا ہوا گھر میں آیا قانع نے اُسکا سبب پوچھا طامع نے کہا بھائی پدّھی حلوائی کی دُکان پر ایک آدمی گرم گرم کچوریاں اُتار کر ٹوکری میں رکھتا جاتا تھا میں دو کچوریاں مُنہ میں لے بھاگا اِدھر مُنہ جلگیا اُدھر حلوائی کے نوکر نے اِس بیدردی سے پتھر مارا کہ ابتک ٹانگ دُکھ رہی ہے۔

۱۰ ایک روز طامع کُوں کُوں کرتا گھر میں گھسا قانع نے پوچھا کیوں بھائی یہ کُوں کُوں کیسی؟

طامع: ایک آدمی دُونہ رکھکر پیشاب کر رہا تھا میں دُونہ لے بھاگا اُسنے دوڑکر اِس زور سے پتھر مارا کہ اگر زندگی نہوتی تو دم نکلجاتا!!

قانع: بھائی جان مرزا جی کہہ گئے تھے کہ تُم محلہ کے باہر نہ جانا ورنہ پچتاؤگے پھر تو کیوں کچوریاں کھاکر مُنہ جلاتا اور دونہ اُٹھاکر پتھر کھاتا ہے؟

طامع: میں اپنے نام کا طامع ہوں جو ایسی نکوروکوں تو اصلیت میں فرق آجائے طبیعت لالچ کو ترک کرنا نہیں چاہتی؟

۱۱ غرض طامع پٹ پٹاکر خوب پیٹ بھر لیا کرتا تھا اِتنا ہے کہ پٹاپے کے باعث اُسکی آنکھیں کھوپری میں دھنسگئیں

۱۲ اس عرصہ میں قحط پڑا ٹکڑے بہت کم ملنے لگے قانع پر اُنھیں کا صرف ایک ٹکڑا (جو جیرنجی لال رام بلاس کی دُکان کا کوئی کارندہ دریا جاتے ہوئے دے جاتا تھا) کھاکر پڑا رہتا اور جب باہر جاتا تو طامع بہت کُودپھاند کرتا اور دیواروں کو پنجے سے کُریدکر یہ چاہتا کہ کسیطرح ہنڈیا تک پہونچ جاؤں مگر اس ارادہ میں ناکامیاب رہتا!!

۱۳ اب ٹھیری کہ زرنگار دُنبہ کو حلال کرکے آپسمیں بانٹ لیں چنانچہ طامع نے پوچھا بھائی قانع کیا صلاح؟

قانع: جو تیری صلاح وہ میری!!

طامع: میری صلاح تو یہ ہے کہ دُنبہ کو ذبح کرڈالیں اور نصفا نصف بانٹ لیں؟

قانع: بہت خوب!!

طامع نے دل میں یہ منصوبہ گانٹھا کہ قانع کی غیر حاضری میں اپنا کام بناؤں اور اُسکو دہوکہ دیکر مال خود اُڑاؤں اور صرف ہڈیاں اُسکے حوالے کردوں تو بات ہے؟

۱۴ صبح کو طامع نے قانع سے کہا کہ بھائی آج سنکرانت ہے لالہ گلاب رائے کی کوٹھی میں پکوڑے تقسیم ہوا کرتے ہیں تُم ابھی چلے جاؤ مگر میرے واسطے بھی کھڑے رہنے کی جگہ روک رکھنا وہاں

بھیڑ بہت ہو جایا کرتی ہے میں بھی تھوڑی دیر بعد آجاؤنگا"

۱۵ چنانچہ قانع چلا گیا طامع نے اُسیوقت زرنگار کو ذبح کر ڈالا اور صاف کر نیکے بعد گوشت کی ڈھیری الگ لگائی ہڈیونکی الگ اور دونوں ڈھیریونکو ایک کپڑے سے ڈھانک کر خود ایکطرف جا بیٹھا"

۱۶ جب قانع واپس آیا تو طامع سے کہا یار تُم تو خوب آئے میں عرصہ تک منتظر رہا بھائی میرا تو پیٹ بھر گیا دو چار پکوڑے تمہارے لئے لیتا آیا ہوں" -

طامع :- بھائی ایک تو گھر خالی تھا میں آتا تو چوکسی کون کرتا اور پھر دُنبہ ذبح کرنا تھا میں نے سمجھا کہ تُم کو کیوں تکلیف دوں فرصت میں خود ہی کر ڈالوں کپڑے کے نیچے دونوں حصّے رکھے ہیں - تُو میری طرف والا لیگا یا اپنی طرف والا - قانع نے بدیں خیال کہ بہر صورت ایکطرف دُنبہ کی سری ہوگی دوسری طرف چکتی - کوئی سا حصّہ ملجائے مجھے کفایت کریگا (لیکن اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ طامع نے بے ایمانی سے دوسری طرف صرف ہڈیاں رکھ چھوڑی ہیں) یہ کہا کہ بھائی جو تجکو اچھا معلوم ہو خود لے لے اور جو ناپسند ہو مجھے دیدے"

۱۷ طامع نے گوشت کا پارچہ اُٹھا کر کہا کہ یہ ڈھیری میری طرف ہے میں لونگا اور ہڈیونکی ڈھیری تیری طرف ہے وہ تجھے ملیگی - قانع یہ دیکھکر سناٹے میں آگیا مگر ساتھ ہی دل میں سوچا کہ اگر اب کوئی عذر پیش کیا تو عہد شکنی ہوگی اقرار پورا کرنے کیلئے راجہ حسرت وائی احودھیا نے اپنی جان اور دونوں بیٹے یا گئے تھے وہ م

پران چُھٹے سے او ہک سُتر پران سَم جان	حسرت سنے دونوں تجے بچن نہ دینا جان

قطعہ

اس چمن میں رُخ بدلتا ہے ہوا کا دمبدم	کب تلک الزام پھر سر پر یہ دھرنا چاہیئے
ہے زمین و آسماں کا فرق قول و فعل میں	احمدی جو مُنہ سے کہتے ہو وہ کرنا چاہیئے

قانع یہ بات سوچ ہی رہا تھا کہ طامع نے کہا دیکھ بھائی گو ظاہر میں گوشت والی ڈھیری

قابلِ غذا معلوم ہوتی ہے مگر بعد تناول نجاست ہوجایا کرتی ہے تیرا حصہ گو اِسوقت ہڈیونکا ڈھیر ہے مگر اوّل تو ہڈیاں تُل تُل کر فروخت ہورہی ہیں بیچڈالنا ورنہ برسات میں ٹھٹھریونکی طرح چبالینا"

۱۸ قانع نے جوابدیا تو خاطر جمع رکھ میں آج کل کے لوگونکی طرح نہیں ہوں کہ اقرار کرکے منحرف ہوجاؤں بلکہ میں اِس شعر کے مطابق کاربند رہتا ہوں ؎

کہتے ہیں صاحبانِ صدق و صفا		اچھے کرتے ہیں کرکے وعدہ وفا	

تو اپنا ڈھیر اُٹھا لیجا میں اپنا حصہ لئے جاتا ہوں معاملہ فیصل ہوا"

۱۹ طامع نے رات کو گوشت کھایا تو بے مزہ تھا باورچی سے سبب بدمزگی دریافت کیا اُسنے کہا کہ بے ہڈی کا گوشت ذائقہ دار نہیں ہوتا اس سے اُسکی طمع اور بڑھ گئی کیونکہ لالچی آدمی کے پاس جتنی دولت زیادہ ہوتی ہے اُتنی ہی خواہش بڑھجاتی ہے ؎

دُونی ہوتی ہے آگ طامع کی		جسقدر مال اُس کو ملتا ہے	

۲۰ طامع نے صبح اُٹھکر قانع سے کہا بھائی سلام مزاج مبارک رات کو تو خوب ٹھٹھریاں سی چبائی ہونگی۔ قانع کو غصہ آگیا مگر اُسنے بزرگوں سے سُن رکھا تھا کہ غصہ کیوقت آدمی خاموش ہوجائے تو بہت مناسب ہے اسلیئے چُپ ہورہا۔ طامع نے کہا بھائی رات کو گوشت پکوایا تھا نہایت بدمزہ نکلا رات بیکار گیا چونکہ بے ہڈی کا گوشت بدمزہ ہوا کرتا ہے اِسلیئے چبنی ہڈیاں مجکو دیڈالے تو میں تیرا بڑا شکر گزار ہونگا۔

قانع "تو اِسکے بدلے کیا دینا چاہتا ہے"

طامع "بھائی جان تہِ دل سے دعا (نامعقول نے یہ نہ کہا کہ دُنبہ کا گوشت) اِس سے بڑھکر اور کیا چاہیئے ؏ برگِ سبز است تحفۂ درویش"

۲۱ قاعدہ کی بات ہے کہ انسان کیسا ہی قانع یا بُردبار کیوں نہو مگر ناحق بات پر غصہ آہی

جاتا ہے قانع غصہ کو ضبط نہ کر سکا گو قامت میں دیسی سے بہت کم تھا مگر ولایتی ہونیکے باعث جرات بہت زیادہ رکھتا تھا دونوں میں ہاتھا پائی شروع ہو گئی چونکہ قانع دبلا کمزور اور بھوکوں کا مارا تھا اسلیئے کچھ عجب نہ تھا کہ طامع اسکو چیر ڈالتا لیکن پروردگار کمزور کا محافظ ہے مرزاجی اسیوقت جہاز سے اتر کر گھر آگئے اور اپنے مکان واقع بھنڈی بازار کے متصل پہونچکر کتوں کا شور غل سنا اور یہ خیال کیا کہ شاید غیر کتا گھر میں گھس آیا ہوگا میرے کتے اس سے لڑ رہے ہیں گھر پہونچے تو دیکھتے کیا ہیں کہ "اپنے ہی سگوں میں خانہ جنگی ہو رہی ہے" دیسی ولایتی پر غالب ہے اور ولایتی کے بدن سے خون ٹپک رہا ہے مرزاجی نے عصائے انصاف سے دونوں کو علیحدہ کیا طامع کونے میں کھڑا ہوا غرّا رہا اور قانع ادب سے ایک جانب ایستادہ ہو کر اپنے زخموں کو چاٹنے لگا۔

۲۲ مرزاجی نے واقعی حال معلوم کرنیکے بعد مندرجۂ ذیل اسپیچ دی۔ کمبخت کتو! سنو تمہاری ذات صبر میں یکتا تمہاری نسل وفا میں بےمثل تمہاری قوم جان نثاری میں یگانہ جرات میں فرد۔ تمہاری سی وصف اور خصلتیں انسان میں ہوں تو اسکو فرشتہ کے لقب سے مخاطب کرنا زیبا ہے۔ افسوس تم دنیاداروں کی طرح ذرا سے لالچ کے باعث ناحق لڑتے ہو۔

۲۳ میاں قانع تمسے تو یہ امید نہ تھی کہ آج کل کے لوگوں کی طرح اپنے بزرگوں سے غوجداری کرنے پر مستعد ہو جاتے آخر طامع تمسے پہلے پالا گیا ہے اور اس ملک کا رہنے والا ہے قد میں اونچا بدن میں فربہ عمر میں بڈھا پہلے تم ہی بتاؤ کہ یہ کیا ماجرا ہے قانع نے اوّل سے آخر تک سارا حال مرزاجی کو کہہ سنایا اور پھر یہ کہا مرزاجی ہر شخص لڑنے جھگڑنے یا حق تلفی کرنے والا عموماً اپنے آپکو سچا سمجھا کرتا ہے آپ ہی انصاف فرمائیں کہ قصور کسکا ہے طامع نے جو کچھ کہا مینے تسلیم کیا جو مانگا انکو دیدیا ذرا سی چلنی ہڈیاں رہ گئیں تھیں ظالم ان پر بھی دانت رکھکر دانوں چلانے لگا پھر میں کیا کرتا؟"

۲۴ مرزاجی نے فرمایا طامع اب تو اپنی بریت کی بابت کیا کہنا چاہتا ہے عرض کر یہ سب جانتے

ہیں کہ لالچی آدمی کو جھوٹ اور فریب سے وہ نسبت ہے جو وجود کو اپنے سایہ سے۔ طامع نے بات بنائی اور یہ کہا کہ قانع نے جو کچھ عرض کیا ہے وہ سب غلط نااتفاقی کا سبب میں گوش گزار کئے دیتا ہوں"

۲۵ ایک روز میں بچشم خود کیا دیکھتا ہوں کہ قانع ضیافت کے جھوٹے ٹکڑے کھا رہا ہے اور محلّہ کے کُتّے اُسے دیکھ دیکھکر ہنس رہے ہیں اور افسوس کر رہے ہیں مجکو تعجب ہوا اور اُنسے اِس ہنسی اور افسوس کا سبب پوچھا سب نے ایک زبان ہوکر کہا کہ نواب چاند خانصاحب کی ایک حلالخوری سے دوستی تھی چنانچہ مہترانی کو حمل رہا بچّہ پیدا ہونیکے بعد لال بیگی جمع ہوکر نوابصاحب کا ٹھٹھک[۱۵] کرنے لگے چونکہ نوابصاحب مالدار تھے کچھ دے دلا سب کو رضامند کر لیا اور بچّہ کو پرورش کیلئے دائی کے حوالے کر دیا نوابصاحب نے رفع غبار بدنامی کی غرض سے برادری کی دعوت قرار دی جسمیں مولوی مُلّا چودھری مقدّم سب شامل ہوئے اور اُنکے شمول ہونیکے سبب ایک نے بھی چوں نہ کی کھا کھا کر مونچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے چلدیئے اُس ضیافت کی اُولش[۱۶] قانع نے کھائی یہ دیکھکر مجکو غصّہ آگیا اور چونکہ اُس روز سے قانع کا میل جول برادری میں بند ہوگیا تھا مینے بھی اُس سے علیحدگی اختیار کی لڑائی کا اصل باعث یہ ہے قانع جو چاہے سو کہے بی عدالت نے فرمایا طامع تمہارا گواہ کون ہے"

طامع " آپ کس بات کا گواہ طلب فرماتی ہیں نوابصاحب اور مہترانی کے تعلق کا یا اسکے جھوٹے ٹکڑے کھانیکا"

مرزاجی " دونوں باتونکا۔ مگر چونکہ آج ہم تھکے ہوئے ہیں پرسوں دس بجے دونوں اپنے اپنے گواہ پیش کریں اِس عرصہ میں مرزاجی نے اپنے طور پر واقعی حال دریافت کر لیا اور تاریخ مقرّرہ پر دونوں فریق مع ثبوت حاضر ہوئے"

۲۶ طامع کی جانب اشارہ ہوا کہ اپنے بیان کا ثبوت پیش کرے اُس نے تھانہ کی ایک شہادت جسمیں مفصلہ ذیل بیان مندرج تھا پیش کی۔

(اکسٹراکٹ) خلاصہ رپورٹ لال بیگ عرف جھبّو مہتر جمعدار حلقہ فلاں نواب چاند خاں

[۱۵] بیوقوفی

[۱۶] جھوٹن

نجاست جان مہترانی پر عاشق ہوئے چند روز کے بعد حمل رہگیا بچہ پیدا ہوا۔ اِسپر تمام مہتر در دولت پر جمع ہوئے اور نوابصاحب سے معاوضہ چاہا نوابصاحب نے کچھہ روپے دیکر گلو گزاری حاصل کی۔ بچہ جسکا نام تحفۂ علّت رکھا گیا تھا خفیہ جان دائی ساکن بھنڈی بازار کے سپرد کیا گیا تیسری حب کو نوابصاحب نے اپنی کوٹھی پر جسکا نام نوبہار عشرت ہے اہل برادری کی دعوت کی تمام برادری کے لوگ و اکثر مولوی ملّا مشائخ چودھری اور اہلکار وغیرہ دعوت میں شامل ہوئے کھانا تناول کیا اور ناچ دیکھا غرض بہت دہوم سے ضیافت ہوئی مگر جھوٹن حلال خوروں نے تو کیا کتّوں تک نے بھی نہیں کھائی آخر اہلکاران صفائی نے کرانچیوں میں لدوا کر قبرستان کے میدان میں پھکوادی چیل کوّے تک پاس نہیں آئے ابتک پڑی سڑ رہی ہے"

۲۷ مزراجی نے یہ سُنکر طامع سے کہا کہ اِس بیان سے قانع کا جھوٹن کھانا ثابت نہیں ہوتا"

۲۸ جب آدمی ایک جھوٹ بولتا ہے تو اُسکے لئے بہت سے جھوٹ بولنے پڑتے ہیں اور جھوٹ پھر جھوٹ ہی رہتا ہے طامع بولا کہ حضرت جن مخلوق کے کتّوں نے قانع کو جھوٹن کھاتے دیکھا تھا وہ اِس بنا پر گواہی دینے سے انکار کرتے ہیں کہ یہ فرقہ بنی آدم ہی کی خاصیت ہے کہ اپنے فرقہ کے مقابل گواہی دینے کو مستعد ہو جاتے ہیں ہماری قوم سگِ اصحاب کہف کی صحبت کا اثر رکھتی ہے ہمکو معاف کیا جائے"

۲۹ مزراجی نے فرمایا اچھا اپنے گواہوں کے نام درج کرادو تھانہ کی معرفت طلب ہو جائینگے اگر وہ اپنے آپکو سگِ اصحاب کہف کی ملّت میں بتاتے ہیں تو ضرور ہے کہ سچ بولینگے طامع نے گھبرا کر کہا حضور آپ میرے برادری والونکو دق نکریں میں اپنے دعوے سے دست بردار ہوتا ہوں مقدمہ خارج فرمایئے۔ اُسپر بی عدالت بولیں کہ اِسمیں سرکار مدعی ہے تیری رضامندی پر مقدمہ خارج نہیں ہو سکتا تو اگر سچا ہے اپنے گواہوں کے نام لکھوا۔ ناچار طامع کو چار کتّوں کا نام لکھوانا پڑا۔ ٹیپو۔ غضنفر۔ رستم اور جھبرا۔

۴۰ بی عدالت نے تاریخ پیشی مقرر کرکے تھانہ کے نام حکم جاری کیا کہ فلاں تاریخ اِن گواہوں کو عدالت میں پیش کرے چنانچہ تاریخ مقررہ پر دونوں فریق اور چاروں گواہ حاضر عدالت ہوگئے۔
ٹیپو نے اظہار و نمیں لکھوایا کہ حضور میں اس ضیافت کے موقع پر شہر میں نہیں تھا اپنے مالک کیساتھ ہردوار گیا ہوا تھا لہذا اس مقدمہ میں کچھ نہیں جانتا۔
غضنفر آیا مرزا جی نے پوچھا انکو طامع نے اِس بات کا گواہ لکھوایا ہے کہ نواب چاند خاں کی ضیافت کی جھوٹن قانع نے تمہارے سامنے کھائی غضنفر نے کہا طامع ایک ہفتہ ہوا میرے مکان پر آیا تھا اور یہ کہتا تھا کہ ذرا سے کام کیواسطے تمہارے پاس آیا ہوں مہربانی کرکے مرزا جی سے یہ کہہ آؤ کہ قانع نے چاند خاں والی ضیافت کی جھوٹن کھائی ہے میں نے کہا کہ مجھ سے جھوٹ نہیں بولا جاسکتا ایسی باتیں انسانوں ہی کے فرقہ کو مبارک ہیں دیکھو چاند خاں مہترانی سے ہم نوالہ وہم پیالہ ہوئے اور چودھری تک انکی ضیافت کھا آئے حضور طامع جھوٹا ہے قانع نے ہمارے سامنے جھوٹن نہیں کھائی۔ چونکہ یہ دونوں کتّے تمام کتّوں کے چودھری تھے انہیں کی گواہی پر مقدمہ ختم ہوگیا۔ مرزا جی نے بی عدالت کی رائے سے طامع کو مجرم قرار دیکر مندرجۂ ذیل حکم نافذ کیا۔

۴۱ طامع لعنت کی ہنڈیا اپنے گلے میں باندھکر یہاں سے چلا جائے اور مرگھٹ میں رہا کرے اگر وہ اب شہر میں آیا تو گوڑے کی گاڑی میں لیٹا نظر آئیگا وہ مرگھٹ کے میدان میں بیٹھا بیٹھا یہ دیکھا کرے کہ جیسے جیسے انسان دُور دراز ملکوں کا سفر کرآئے ہزاروں کا مال مارلائے سینکڑوں روپے بُرے بھلے کاموں میں لگائے مگر ننگے پاؤں خالی ہاتھ اور ونکے کندھے چڑھ کر مرگھٹ پہنچے ایسے حادثات دیکھکر شاید اُسے معلوم ہوجائے کہ طمع سے کسقدر نقصان ہوتا ہے پھر قانع کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ نعمت کی ہنڈیا تم سنبھال لو اِسمیں یہ وصف ہے کہ جتنا آج خرچ کروگے اُتنا

ری کل موجود ہو جائیگا اور تمہارے رہنے کیلئے باغ بہشت بریں ہوا گرد وہاں مقبرۂ تاج محل کے گرد
ہے عطا ہوا اُس باغ میں قناعت کیساتھ یاد الٰہی کیا کرو لیکن چونکہ ہم بھی عنقریب خواجہ صاحب
کی زیارت کیلئے اجمیر جانے والے ہیں تا قیام اینجانب ہمارے ہی پاس رہو۔

۳۲ اب قانع اس ہنڈیا کا مال کھا کر ایسا موٹا ہوا کہ کوئی اُسکو شناخت نہیں کرسکتا تھا ایک روز
مرزا جی کا ایک دوست ملاقات کو آیا اور قانع کو دیکھکر یہ سمجھا کہ مرزا جی نے یہ اور کتا پالا ہے متعجب ہوکر پوچھا
کہ یہ کتا ہے یا دُنبہ کہاں سے لائے ہو مرزا جی نے ہنسکے کہا کہ یہ وہی کتا ہے جسکا نام قانع تھا قانع
کے پاس غم نہیں آسکتا جو کھاتا ہے جزو بدن ہو جاتا ہے اسلئے موٹا ہو گیا ہے طامع ہمیشہ غمگین رہتے
ہیں نہ رات کو نیند نہ دنکو چین۔ مثلاً کسی طامع اہلکار نے خوب روپیہ کمایا بہت سی رشوتیں ہضم
کیں چاندی سونے کے زیور گھڑوائے املاک خریدی باغ لگائے مگر ہمیشہ یہ ڈھڑکا لگا رہا کہ مبادا
کسی سیٹھ ساہوکار کا بہی کھاتہ پکڑا جائے اور اُسمیں ہماری لی ہوئی کوئی رقم نکل آئے۔

۳۳ ایکدن میاں قانع سیر کرتے کرتے مرگھٹ کیطرف جا نکلے طامع سے ملاقات کے بعد پوچھا کہو یار اب کسطرح گذرتی ہے
طامع نے کہا کیا بتاؤں میںنے یہ سمجھا تھا کہ مرزا جی اللہ کے گھر سے جیتے نہ پھرینگے نیز میری نیت میں تھا کہ دنبہ
کا گوشت کھا کر تمہارا مزے اُڑاؤنگا افسوس سب کے بدلے لعنت کی ہنڈیا اور مرگھٹ کا میدان ہات لگا۔
دربان یہ لعنتی تعمہ دیکھکر شہر کے دروازے میں قدم نہیں رکھنے دیتے آنکھ بچا کر کسی لاش کا کوئی جلا بھنا
عضو کھا لیتا ہوں باقی خیریت ہے۔ قانع یہ سنکر رو پڑا اور دلمیں یہ کہتا ہوا گھر آیا کہ طامع باوجود تجربہ
انصاف پسند نہیں ہے آخرکار سارا ماجرا مرزا جی سے کہا انہوں نے نہایت افسوس ظاہر کرکے فرمایا کہ
اُسکو میںنے بہت تربیت دی ماسٹر رکھے بورڈنگ میں بھیجا مگر چونکہ کتا تھا کتا ہی رہا۔

نوٹ یہ باغ اور مقبرہ ۱۶۲۹ء میں شروع ہوکر ۱۹ برس کے عرصہ میں ختم ہوا دو کروڑ روپیہ اسکی تیاری میں صرف ہوئے
آگرہ سے دو میل دریائے جمنا کے کنارہ پر واقع ہے اسمیں ممتاز محل زوجہ شاہجہان دفن ہیں باغ اور مقبرہ کی خوبصورتی تمام دنیا میں بے مثال مانی گئی ہے

گرسنہ کل جہان پر طامع ۔۔۔ سیر ہے ایک نان پر قانع

ضمیمہ اوّل مخمس

جسکو خدائے پاک حکومت عطا کرے ۔۔۔ اجلاس فوجداری کا فرمانروا کرے
کرسی پہ بیٹھکر وہ جو چاہے کیا کرے ۔۔۔ چاہے کسی کو قید کرے یا رہا کرے
پابند کی وہ غیر مہذب سزا کرے

انصاف کو وہ شخص نہ دے ہات سے کبھی ۔۔۔ کوئی حکم دے نہ مراعات سے کبھی
ہو واجبی تو پھر نہ ٹلے بات سے کبھی ۔۔۔ حق پر نہ ہات اٹھائے مکافات سے کبھی
بے لاگ ہر مقدمہ فیصل کیا کرے

تحفہ کی چیز لینے سے ہرگز نہ ہو نہال ۔۔۔ اور لے کبھی نہ اہل غرض سے بھی کوئی مال
عہدے پر اپنے کیوں نہ وہ حاکم رہے بحال ۔۔۔ بے لاگ جسکو ایک زمانہ کرے خیال
اللہ اُس کو اور حکومت عطا کرے

ملزم کرے وہ ضد سے کسیکو نہ بے قصور ۔۔۔ مجرم ہے اصل میں تو سزا دے اُسے ضرور
نزدیک رحم سے رہے ظلم و ستم سے دور ۔۔۔ برپا کرے فساد نہ فتنہ نہ کچھ فتور
بدنامیوں سے دور ہمیشہ رہا کرے

رکھے بہت نہ ناظر و منشی کا اعتبار ۔۔۔ کاغذ پہ دستخط بھی کرے ہو کے ہوشیار
سوچا کرے ہر ایک طرح کا مآل کار ۔۔۔ آرام و عیش میں نہ بسر کر دے روزگار
اظہار و حکم و فیصلہ خود ہی لکھا کرے

وہ کر دے ہو مقدمہ کی جیسی روئداد ۔۔۔ جو حکم دے خیال رکھے اُسکا خود دیاد

ملزم کو چھوڑنا ہو تو اسکو بھی کرئے شاد | بے وجہ ہو نہ دیر یہ کرے اسکا انسداد
یا ہو ثبوتِ جرم تو بیشک سزا کرے

ملزم پہ رحم کر جو ضمانت کسی نے دی | تو بھی نہو بچارہ حوالات سے بری
حاکم بھی حکم دے کہ نکالو اسے ابھی | پھر لالچی ہو منشی تو بنجائے مدعی
دیدے جو کچھ تو چھوٹے نہیں تو مرا کرے

اپنے ہی فائدہ پہ نظر ہے انہیں فقط | حاکم کے حکم کو بھی وہ کر دیتے ہیں غلط
کہئے اگر کہ چھوٹے یہ ملزم کسی نمط | تو کہتے ہیں ہوئے نہیں کاغذ پہ دستخط
حکمِ رہائی گرچہ ہوا ہے - ہوا کرے

انصاف کیجئے تو ہے افسوس کا مقام | حکمِ رہائی صبح کا تھا ہو گئی ہے شام
وہ تو مرا کہ پاس نہیں جسکے اک چھدام | ہاں جس نے دیدیا تو ہوا جلد اسکا کام
ایسا خدا کرے کہ نہ کوئی پھنسا کرے

ناظر کے ظلم پر بھی ذرا کیجئے نظر | مدِ نظر ہے فائدہ اپنا ہی سر بسر
کھانے کو اک ٹکا نہیں اور بیس کوس گھر | دیتا نہیں کوئی اسے تاریخ کی خبر
حاکم کو چاہیئے خبر اسکی لیا کرے

پوچھے کہ اسکے درد کا اب کون ہے طبیب | ٹھہر جائے یا مقیم سرا میں ہے غریب
تاریخ جانتا ہی نہیں دور یا قریب | گر ٹل گئی تو جان لو پھر سو گئے نصیب
سنتا نہیں ہے کوئی وہ کچھ ہی کہا کرے

تحریر ہیں ہماری عجب کیا جو ہو اثر | تا تخت سے رہینگے نہ حکام بے خبر
[illegible] سے بھی سنایا نہ جائے کوئی بشر | بیٹھے ہمیشہ چین کریں لوگ اپنے گھر

حاکم وہی ہے کام جو ایسا کیا کرے

ضمیمہ دویم

اے برادر خصلتیں ایسی ہیں چار
جنسے کم ہو بادشاہوں کا وقار

شاہ جو خنداں ہو اکثر بے محل
اسکی ہیبت میں پڑے بیشک خلل

بیشتر رکھے ملاقات رذیل
خلق کی نظروں میں ہو جائے ذلیل

صحبت نسواں میں گر ہو جائے غرق
شاہ کی ہیبت میں ہاں آجائے فرق

فکر آزار رعایا گر رہا
تو یہ سمجھو جیتے جی بس مر رہا

کب بھلا بادشہ ہو کامیاب
کیا تعجب ملک ہو اسکا خراب

جو کمینوں پر رکھے اکثر کرم
پائیں غلبہ اسپہ دشمن بیش و کم

والیہ نسواں جو ہوگا بادشاہ
اسکی عزّ و سلطنت سب ہو فنا

ظلم پر باندھے کمر گر بادشاہ
نفع کیا بخشے اسے گنج و سپاہ

ہے جو عادل دادگر فرخ لقا
اسکے ملک و سلطنت کو ہے بقا

ضمیمہ سویم

ہوگیا گر کوئی مقرب شاہ
اسکا ہوتا ہے اک جہاں بدخواہ

مل کے دشمن بگاڑ دیتے ہیں
خدمتیں سب اجاڑ دیتے ہیں

عذر مکر و فریب کا گھڑ کر
نقص صبر و شکیب کا گھڑ کر

جاکے تنہائی میں سناتے ہیں
شاہ کے دل میں فرق لاتے ہیں

اسلیئے شاہ کو مناسب ہے	بلکہ لازم ہے اور واجب ہے
نکرے بھول کر اُسے مقبول	کہ ہے اُسکا قبول کرنا بھول
مل نہ اہلِ غرض سے گر ہوں خویش	نوش ظاہر میں ہیں بباطن نیش
پہلے تو نوش دیکھے یار سنے	مار کر نیش پھر وہ مار بنے
ایسے لوگوں سے ہوشیار رہے	ورنہ نقصان کا انتظار رہے

ضمیمۂ چہارم

سلطنت میں جو رکھے امن و اماں	ہے وہی نیک بادشاہِ زماں
جو ہیں کمزور اُن کی یاری کر	بھول مت اپنی زورداری پر
بادشاہی کے ہیں یہی معنی	جاں پناہی کے ہیں یہی معنی
جب رعیت کی یہ رعایت ہو	پھر خدا کی نہ کیوں عنایت ہو

ضمیمہ پنجم

دولت و مُلک و مال فانی ہے	یاں کی ہر چیز آنی جانی ہے
مُلک شاہوں سے ہو گئے ہیں جدا	سب ہیں فانی سوائے مُلکِ خدا
کسکو جاوید رہنے کی ہے امید	خود جہاں رہنے کا نہیں جاوید
کسکا رہتا ہے گنج و دولت و مال	سب یہ مرنیکے بعد ہیں پامال
رہتی ہے جس کسی سے خیر رواں	وہی پاتا ہے رحمتِ یزداں
جس کسی کا کہ نیک نام رہا	سچ تو یہ ہے کہ وہ مدام رہا

ہاں درخت سخا جو پا لیگا — کامرانی کا پھل وہ کھائیگا

ضمیمۂ ششم

رحم ظالم پہ تو نہ کر زنہار — جب بُرا خود کہے اُسے غفار

جو لُٹیروں پہ رحم کھاتا ہے — کارواں اپنا ہی لُٹاتا ہے

درگزر بد کے ساتھ ہو نہ روا — ہو بدی درگزر سے اور سوا

ہووے آزار خلق گھر میں جو — ذبح کر تیغ تیز سے اُس کو

شحنہ کی عام ہو جو خوش خوئی — سونے پائے نہ چوروں سے کوئی

ضمیمۂ ہفتم

ظلم جو بادشاہ کرتا ہے — خود کو خود ہی تباہ کرتا ہے

پس مناسب ہے بادشاہوں کو — کل رعایا کے جاں پناہوں کو

مہربانی رکھیں رعیت پر — نظر اپنی رکھیں شریعت پر

کریں انصاف کو شعار اپنا — اور رعیت کو سمجھیں یار اپنا

دادگر بادشاہ کا لشکر — خود رعیت کو جان لو یکسر

ہوگئی جب رعیت اپنی یار — مفت کی فوج ہوگئی تیار

اپنے دشمن سے کیا اُنہیں کھٹکا — اُنپہ غلبہ ہو کیونکہ دشمن کا

ضمیمۂ ہشتم

کہتے ہیں یوں خردورانِ جہان — اِن چھہو نمیں سے ایک ہو جو عیاں

ملک اور مال کو ضرر پہونچے	جان پر بھی کبھی اثر پہونچے
پہلے ہے بد فہمی کہ جیسے کوئی شاہ	کرے محروم اپنے نیکو خواہ
اور جو ہیں عقیل و تجربہ کار	رکھے اُنکو خراب خستہ و خوار
دوسرے فتنہ یعنے بے باعث	جنگ اور واقعات ہوں حادث
اور تیغ مخالفاں چمکے	بارش خوں میں برق ساں دمکے
تیسرے ہے ہوا کہ شاہ زماں	ہو خریدار ناز ہائے زناں
یا رکھے شوق صید و ذوق شراب	گزرے لہو و لعب میں اُسکا شباب
چوتھے ہے عکس و اختلاف زماں	ہوتا ہے جو کسی زماں میں عیاں
مثل قحط و وبا و حرق و غرق	زلزلہ آئے یا گرے کہیں برق
پانچویں تُندخوئی یعنے غضب	جو سزا کی زیادتی ہے عجب
ہے چھٹے جہل یعنے نادانی	جو ہے تعمیل عکس فرمانی
جیسے ہو صلح جس جگہ درکار	اُس جگہ ہووے جنگ کو تیار
اور ہو جنگ جس جگہ واجب	اُس جگہ ہووے صلح کا طالب
بے محل جنگ و صلح سے کیا کار	گُل کی جا گُل ہو خار کی جا خار

رباعی

سلطان ہے تو عقل وزیر دانا	اخلاق انکو تیرے مشیر اعلے
عادات زبوں کشور تن میں عیار	تو عدل سے کر کام جہاں کا سارا

یا مالک

چوتھا چمن حفظہ اللہ سکر

شعر

شراب ہے یہ سمجھ کے پینا خراب کہتا ہے اِسکو عالم
کہیلینگے جو ہر نشے میں پیاری اِدہر ہمارے اُدہر تمہارے

۱ سرکار کی شمشیر اقبال سے جب غدر فرو ہوا اور ہندوستان میں ان کا تسلط اچھی طرح ہو گیا ایک بھڑ بونجا سمی بھجنا اور اُسکا بیٹا رتنا اور رتنا کی ماں سُکھیا بمقام پالی ٹانا جا رہے بھجنا بھاڑ جھونکتا تھا اور اُسکی جورو نے پاپڑ اور بڑیوں کی دوکان الگ کھول رکھی تھی رتنا غدر سے پہلے مہاراج پالی ٹانا کے ہاں اوّل پہلوانوں میں اور پھر اردل میں بھرتی ہوا اور بعد نوکری چھوڑ کر جے پور چلدیا۔

۲ آپس میں جورو خاوند نے یہ دستور باندھ رکھا تھا کہ شراب ورکٹریکا خرچ خاوند نے اپنے ذمہ رکھا تھا اور اسکے علاوہ معمولی اخراجات کی ذمہ داری سُکھیا کی تھی۔ اُن دنوں شراب کی ایک بوتل پالی ٹانا میں دو آنہ کو بکا کرتی تھی بھجنا روز ایک بوتل لاتا اور دونوں جورو خاوند جبتک اُس بوتل کو ختم نہ کر لیتے

* نوٹ۔ پالی ٹانا کاٹھیاواڑ میں پانچ لاکھ روپیہ سالانہ کی ریاست بھاونگر سے جانب جنوب مائل بہ غروب واقع ہے راجہ صاحب گوہل راجپوت ہیں سترنجہ پہاڑ میں بیشمار مندر جینیوں کے بنے ہوئے ہیں اور ہزاروں جاتری سال بسال وہاں جاتے ہیں اس سبب سے یہ راج بہت مشہور ہے اور تیاری اور بکری شراب ریاست میں حکماً بند ہے اسیطرح ٹونک راجپوتانہ میں ایک ریاست ہے جہاں نواب محمد ابراہیم علیخاں صاحب حکمراں ہیں سُنا ہے یہاں بھی شراب فروشی پتنگ بازی نہیں ہوتی اور کوئی کسبی شہر میں آباد ہونے نہیں پاتی۔ ایسے حاکم بہت کم پیدا ہوتے ہیں کہ بہبودی رعیت پر خیال کر کے راج کے فائدہ کی کچھ پروا نہیں کرتے اگر نواب صاحب آتشبازی بھی مسدود کر دیں تو بہت سے اطفال کی جانیں [illegible]

کھانا نہ کھاتے۔ بڈھے بڑھیا کو شراب پیئے بغیر چین ہی نہیں آتا تھا۔

۳ چونکہ مہاراج پالی تانا اپنی بیدار مغزی کے باعث رعایا کی بہبودی ہمیشہ پیش نظر رکھتے تھے اور شراب ارزاں ہونیسے بہت سی خرابیاں برپا تھیں اسلئے حضور نے راج کی آمدنی کا نقصان گوارا کرکے اعلان دیدیا کہ ایک سال کے بعد میری ریاست میں نہ تو شراب کشید ہونے پائیگی اور نہ کوئی اور جگہ سے لاکر ممالک محروسہ میں بیچنے کا مجاز ہوگا تاوقتیکہ ڈاکٹر یا حکیم بطور دوا کے تجویز نکرے بعد اختتام سال جو شخص خلاف ورزی کریگا مجرم گردانا جائیگا۔

۴ اشتہار سنتے ہی بھجنا کے چھکے چھوٹ گئے جورو سے کہا کہ مہاراج نے اشتہار جاری کیا ہے گو اس سے خلق اللہ کا نفع متصور ہے مگر میرے تیرے حق میں تو یہ حکم قتل سے کم نہیں۔ بڑھیا ایک پکی دنیا دار تھی۔ سمجھی۔ بھلا ایسا کب ہوسکتا ہے کہ راجہ صاحب ہزاروں کی آمدنی پر پانی پھیر دیں کہنے لگی تجھے کسی نے بہکا دیا ہوگا جینی مت میں شراب پینی منع ہے کسی جینی نے یہ خبر اڑادی ہوگی ذرا سا بچہ پیسا مانگنے سے ہات سکوڑ لیتا ہے پھر ہزاروں کی آمدنی سے راج دست برداری اختیار کرے میری سمجھ میں تو آتا نہیں۔

۵۔ بھجنا " یہ بات جھوٹ نہیں اشتہار جا بجا چپکا دیئے گئے ہیں آٹھ روز سے برابر ڈھنڈورا پٹ رہا ہے اوّل تو تو بہری دوسرے دکان کے کاروبار میں مشغول تو نے نہ سنا ہوگا۔ چونکہ ہم شراب بغیر گزر نکر سکینگے۔ اسلئے اب ایسی جگہ جانا چاہیئے جہاں دل کھولکر پینے کو ملے۔ آخر یہ تجویز ٹھیری کہ رتنا کے پاس جو تلنگوں میں نوکر ہے جے پور چلدو۔ اُس سے مل بھی لینگے اور وہیں رہنے لگینگے "

۶ غرض دونوں اپنی اپنی دکانوں کا اثاثہ بیچکر چلدیئے۔ جے پور پہونچکر سُنا کہ رتنا اُس فوج میں کام آگیا جو راج سوائی جے پور کیطرف سے ایّام غدر میں سرکار کی امداد کیلئے گئی تھی اسلئے دونوں رتنا کے دیدار سے تو محروم رہے الّا جے پور میں رہنے لگے بھجنا نے چاندپول دروازہ کے پاس لب سڑک کی

...بمعنی عدو کی ۱۲
...ایمان ۱۲

اور سکھیا نے قریب مندر کلیان رائے آباپڑا اور بڑبو کی دُکان کھول لی رہنے کے لئے الگ ایک مکان تجویز کیا وہی اُدھم ہا بڑبہیا اور وہی شراب کا دَور دورہ - مگر یہاں آکر ایک یہ بات زیادہ ہوگئی کہ آپس میں روز لڑائی جھگڑا رہنے لگا تھوڑے عرصہ میں محلے والونکا دم ناک میں آگیا راج میں عرضی گزری - کہ دونوں میاں بیوی نشے میں لڑتے اور غُل مچاتے رہتے ہیں ہمیں خوف ہے کہ کہیں خون نہ ہوجائے حکم ہوا کہ تم دونوں قطعاً شراب موقوف کردو ورنہ یہاں سے چلے جاؤ چنانچہ یہ بیچارے یہانسے بھی چلدئے

۷ گجیا کھٹر بونجہ بھجنا کا سالا تھا بھجنا نے اُسکے نام خط بھیجا کہ ہمارا ارادہ دہلی آنیکا ہے - چونکہ ہم دونونکی ضعیفی ہے تمہارے ہی پاس دم نکلے تو اچھا ہو نگم بود پہونچادینا - گجیا ایک تو آسودہ حال دوسرے بہن سے ملنے کی آرزو - جواب لکھا کہ تم فوراً چلے آؤ - اُس زمانہ میں ریل نہ تھی - دونوں منزل بمنزل کوئی پندرہ روز میں ٹھیرتے ٹھیراتے دہلی پہونچے -

۸ گجیا نے بہت خاطر کی - لیکن یہ جانکر کہ دونوں شراب کے عادی ہیں خیال کیا کہ یہ بلا علیحدہ رہے تو مناسب ہے اسلئے دونونکے واسطے دو دُکانیں اور ایک مکان تجویز کرکے پہاڑ گنج میں آباد کرادیا - اُسوقت شہر میں شراب کی بوتل آٹھ آنے کو تھی اور پہاڑ گنج میں چار آنے کو -

۹ پہاڑ گنج میں اِنکو ایک صیقلگر اور اُسکی جورو کا پڑوس اچھا ملگیا دونوں اِن دونوں سے زیادہ ضعیف - مگر دونوں بھلے مانس - نہ شراب سے شوق نہ حُقّہ کا ذوق پڑوس میں رہنے سے باہم رسم نشست برخاست قایم ہوگئی - شام کیوقت جب یہ دونوں شراب پیتے تو وہ دونوں اِنکی باتیں سُننے آبیٹھتے چونکہ وہ گنجڑوں سے لین دین رکھتے تھے کبھی کبھی کوئی ترکاری یا پھل بھجنا کے گھر بھی بھیجدیا کرتے تھے - جب ایسا برتاؤ ہونے لگا تو بھجنا کو بھی کسی بہانہ سے کچھ نہ کچھ بھیجنا پڑا -

۱۰ گو صیقلگر اور اُسکی جورو بھجنا اور سکھیا سے زیادہ ضعیف تھے مگر قُدرتاً اُن دونوں کی کاٹھی مضبوط تھی کیونکہ یہ نہ تو نشہ کے عادی نہ غم و فکر کے خوگر - آمدنی خرچ کے مطابق - آل نہ اولاد خضاب کے

سبب بھجنا اور شکھیا سے عمر میں بہت کم نظر آتے تھے شکھیا کو وہم ہوگیا کہ بھجنا صیقلگرنی پر عاشق ہے
اُس بوڑہی عورت کے رشک کو دیکھیے کہ بھجنا کی عمر پینسٹھ[65] سال کی اور صیقلگرنی ستری بہتری۔
کُجا عمر کا یہ حساب کجا اس ضعیفی میں عشق کا ارتکاب۔ شکھیا فی الواقع رشک ہی کی دکھیا نہ تھی
بلکہ شراب نے اُسکی عقل پر بھی پردہ ڈال رکھا تھا۔

۱۱ اب جو چیز گھر میں نظروں سے غائب ہوئی جھٹ کہہ اٹھی کہ پڑوسن کو دے آیا اور اگر بھر ہلگئی
تو کہدیا کہ میرے ڈر سے لا رکھی غرض ایسی باتوں پر لڑائی اور مار پیٹ کی نوبت آنے لگی۔

۱۲ ایک روز بھجنا نے اپنی جورو سے کہا کہ کل میں اپنی دُکان بند رکھونگا مجھے رجو اجھر پونچھے کے
ہاں گوٹ[ھ] میں جانا ہے میرے لئے صبح کا کھانا نہ پکانا شام کو بدستور کھانا کھائیں اور شراب پئیں گے
بھجنا دوسرے روز گوٹ میں چلا گیا واپسی کیوقت شراب کی ایک بوتل خریدی اور نشہ کی ترنگ میں
صیقلگر کی دُکان پر بیٹھ گیا۔ جورو کھانا پکائے شراب کی بوتل آگے رکھے انتظار کر رہی تھی۔
آخر پڑوس کے ایک لڑکے نے خبر دی کہ بڑے بابا (بھجنا کو سب بڑے بابا کہکر پکارتے تھے) تو
صیقلگر کی دُکان پر بیٹھے قہقہے اُڑا رہے ہیں یہ کہنا تھا کہ شکھیا کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھوڑی
دیر کے بعد بھجنا گھر میں گھسا شکھیا نے ٹانگ لی کہ تو تو کہتا تھا میں گوٹ میں جاتا ہوں صیقلگر
کی دُکان کا نام لیکر جاتا تو کیا میں منع کرتی بھجنا نے کہا باولی گوٹ سے واپس آتے ہوئے
صیقلگر کی دُکان پر دم لینے کو بیٹھ گیا تھا شکھیا نے یہ سُنکر شراب کی بوتل بُڈھے کے سر پر ایسی چٹخائی
کہ بیچارہ چٹخکر فوراً مر گیا۔ شکھیا گرفتار ہوئی اظہار میں لکھوایا کہ میں نشہ میں تھی بُڈھے کو میں نے مارا ہے۔
پھانسی کے قابل ہوں عدالت نے پھانسی کی سزا مقرر کی مگر حاکم بالا نے دائم الحبس تجویز کر کے
لال پانی کی علت میں کالے پانی بھیجدیا۔

۱۳ اگر حساب کیا جائے تو جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اکثر حادثے شراب ہی کی بدولت واقع

ہوئے ہیں۔ سمندر، تالاب یا کوئیں میں گر کر اتنے نہ مرے ہونگے جتنے شراب کی دو انچ گہری پیالی میں ڈوب چکے ہیں۔ جہانگیر بادشاہ کو اسی کی بدولت دمہ ہوا۔ مرزا جہانگیر اکبر ثانی کے بیٹے نے شراب ہی کے باعث سیٹن صاحب پر طمنچہ کا فیر کیا اور الہ آباد کے قلعہ میں رہکر کثرت شرابخواری کے باعث جان دی اور ہزاروں جادونسی بمقام گل چہتر اسی خانہ خراب کی بدولت ہلاک ہوئے۔

۱۴ حقیقت تو یہ ہے کہ شراب نہایت خراب چیز ہے گو اس سے نشہ کی حالت میں قدرے خوشی جوانمردی۔ فیاضی اور سیر چشمی پیدا ہو جاتی ہے مگر ساتھ ہی بے شرمی بیہودگی خلاف ورزی عائد حال ہوتی ہے جبتک قلیل مقدار میں بطور دوا پی گئی۔ اشتہا۔ فربہی اور بعض قوتوں میں زیادتی ہوئی مگر جب زیادہ پینے کی عادت ہو گئی تو انجام کار کوئی ایسی بیماری لپٹ پڑی کہ عزیزوں کو جنازہ نکالنا یا ارتھی پر ڈالکر پھونکنا پڑا۔ یہ ممکن نہیں کہ زیادتی نہو۔ سچ ہے ؎

اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منہ لگا	چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

۱۵ نشۂ شراب گدھے پر سوار ہے۔ ادھر ادھر ایک ایک خدمتگار ایک بجانب راست جس کا نام جھوٹ دوسرا بجانب چپ جسکا نام دغا۔ گدھے کا سائیس پیام موت ہے۔

۱۶ اسکی والدہ یعنے بوتل ہر وقت حاملہ رہتی ہے ذرا حمل سے فارغ ہوئی فوراً نیلام گھر کی ہوا کھانے لگی۔ اسکو اتنی فرصت کہاں کہ بچہ کیساتھ ساتھ پھرے اور جب بچہ مر جائے تب رو بیٹھے۔ اسلئے ناداری کو نوکر رکھ کے نشہ کیساتھ کر دیا ہے کہ جہاں یہ جائے وہاں تو جا اور جب یہ مرے تو گریہ کر۔

۱۷ اس سوار کی پگڑی گویا لال نواڑ کی پلنگ کا جھلنگا کھوپری پر دھرا ہوا ہے۔ پان ایسا کھایا ہے گویا زخمی کتے کے منہ سے خون ٹپکتا ہے آنکھیں بہت سرخ گویا لالٹین کے شیشے چمک رہے ہیں گلے میں پرانی جوتیوں کا ہار۔ قبائے بیہوشی زیب تن۔ اور پاجامۂ غفلت مع ازاربند بیوقوفی زیب جسم پر آراستہ ایک ہات میں بجائے تیغ بھنگ گھوٹنے کا سوٹنا دوسرے میں بجائے سپر ٹھیکری

کونڈی۔ ایک خدمتگار کے ہات میں حقّہ مدہوشی دوسرے کے پاس بادکش اقرار فراموشی۔

۱۸ نشہ کی ہولی کا حال کچھ نہ پوچھیئے لوگ طرح طرح کی بیہودگیاں کرتے ہیں دعوتوں میں بجائے قمقمہ پہلے لڈو کچوری پھر آبخورے اور جوتیاں پھینک رہے ہیں ایسی ہولی میں رنگ کہاں۔ اسمیں خون بہا بہا کر رنگ جمائے جاتے ہیں۔ ایسی ہولی میں گلال کہاں۔ موریوں کی کالی کیچڑ لوگوں کے بدن پر لتھیڑی جارہی ہے۔

۱۹ اب نشہ نے خدمتگاران خاص کو طلب فرماکر حکم دیا کہ برات کی تیاری ہو ناچ گانے کے سوا اور تمہاری صلاح کیا ہے دونوں نے عرض کیا پہلے یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ آپکے احباب[۵] میں سے کون لوگ باراتی بنکر چلینگے۔ فرمایا تمام جہان کی بیماریوں سے قرابت ہے سب برات کیساتھ ہونگی۔

۲۰ خدمتگاروں نے دریافت کیا کہ جناب کی شادی کس کے ہاں قرار پائی ہے اور طرف ثانی کے احباب کون لوگ ہیں جواب دیا ہماری شادی گانٹھ کے پورے اور آنکھ کے اندھے کے ہاں ٹھیری ہے اور صحت حشمت[۱] ثروت[۲]۔ دولت[۳] سب اُسکے احباب میں داخل ہیں نوکروں نے عرض کیا کہ جسکو اشارہ ہو خدمت عالی میں اپنی صلاح گوش گزار کرے۔

۲۱ جھوٹ کو حکم ہوا کہ تو عرض کر۔ اُسنے کہا کہ کھوٹے سکے تیار کیجئے اور اسباب خریدیے ردی کاغذ کے کپڑوں پر جھوٹے گوٹے لگائیے بے نمک یا زیادہ نمک کے کھانے پکوائیے بے کھانڈ کے حلوے بنوائیے بلکہ اتنی تکالیف کی ضرورت نہیں صرف اچھے اچھے کھانوں کے نام علیحدہ علیحدہ ایک ایک پرچہ پر لکھوا کر الگ الگ کابیوں میں بہاتوں کے آگے پروس دیئے جائیں کیونکہ نشہ میں کھانا نہیں کھایا جاتا صرف نام چاہیئے اور جو کسی نے کھایا بھی تو شناخت کیا خاک ہوگی۔ اُسپر دوسرے خادم یعنے دغا نے کہا کہ حضرت اگر آپ اسکے کہنے میں آئینگے تو اول تو کھوٹے سکے چلانے میں مجرم گردانے جائینگے دوسرے اسقدر خرچ سے آپکی سرکار کا دیوالہ نکلجائیگا میری رائے تو یہ ہے کہ آپ ٹھیکریوں کی

گٹکا بنوا بنوا کر تھیلیوں میں بھروائیے اور دیوانخانہ میں چنوا دیجئے اور دور سے دکھا دکھا کر بازار سے سودے منگائیے اور کام چلتا کیجئے شادی کے بعد۔ دغا یہ کہکر ذرا ٹھٹکا۔ جھوٹ بول اٹھا بھائی جان تمہاری کارپردازی تو یہاں تک ختم ہو چکی اب ہماری امداد بغیر کام چلتا نظر نہیں آتا دغا نے جواب دیا میرا تیرا چولی دامن کا ساتھ ہے بتا کیا تدبیر کیجائے جھوٹ نے کہا شادی کے بعد بازار والے جب روپیہ مانگنے آئیں تو کہدیا جائے کہ تم پینگی لے چکے ہو نشہ بیہوش ہے مگر اسکے ہم جیسے نوکر ہوش میں ہیں ہمارے میاں کے ہاں تو اتنی دولت ہے کہ رکھنے کو جگہ نہیں دیوانخانہ میں تھیلیاں بھری پڑی ہیں بھلا وہ تمہارے دام مکر جائینگے یہ کوئی بات ہے چلو ہوا کھاؤ۔

۲۲ یہ سنکر نشہ نے حکم دیا کہ آج سے دروازہ پر نفیری بجتی رہے محفل آراستہ ہو مصیبت جان طوایف اور شیخ قرض نقال بلائے جائیں۔

۲۳ آپ کا ایک بچہ زیور کے لالچ سے کسی بدمعاش نے قتل کرڈالا تھا اسلئے شراب کی دھن میں کبھی کبھی اسکا خیال آجاتا تھا۔ ؎

کھل ہی جاتی ہے بناوٹ آدمی کی نشے میں		صاف دکھلا دیتی ہے انسان کا جوہر شراب

لہذا مصیبت جان کو حکم ہوا کہ بچوں کی زیور پوشی کی بابت کچھ سنائے چنانچہ مجرا شروع ہوا اور اور یہ غزل گائی گئی۔ غزل

زیور پنھانا بچوں کو ہرگز روا نہیں		لیکن جو سیم و زر کا نہو تو برا نہیں
ہنسلی پنھا کے سونیکی بچوں کو خوش نہو		پھانسی کا حلقہ سمجھو یہ طوق طلا نہیں
جس ہات میں کڑا ہو وہ ٹوٹے تو کیا عجب		ہنسلی ہو جس گلے میں سمجھ لو گلا نہیں
زیور کے ساتھ چوری گئے بچے سینکڑوں		ماں باپ کو سراغ پھر ان کا لگا نہیں
زیور نے قاتلوں کو بنایا ہے قاتلہ		ایسے مقدموں کا ٹھکانا رہا نہیں

۱۱/۱۰/۲۰۱۳

بچہ کی جان جانے کا جس سے ہو احتمال
وہ فعل والدین کو ہرگز روا نہیں
یوں تو نظر گزر کا بہت خوف ہے مگر
چوروں کی نذر کرنیسے کوئی ڈرا نہیں

نشہ نے حکم دیا کہ کوئی اور غزل اسی مضمون کی ہو مصیبت جان نے دھیمے سروں میں الاپنا شروع کیا

پہن لو یہ گہنے بنائے ہوئے ہیں
سناروں کے نخرے اُٹھائے ہوئے ہیں
پہناؤں گی گہنا نہ مانوں گی کہنا
مرے گھر میں مہمان آئے ہوئے ہیں
ذرا سوچو سمجھو نہ پہناؤ زیور
کہ جاں اسمیں بچے گنوائے ہوئے ہیں
پہنتے ہیں زیور جو خوش ہو کے بچے
وہ چوروں کے صدمے اُٹھائے ہوئے ہیں
یہ گہنا ہی کھوتا ہے اوروں کا ایمان
اِسی گہنے سے سر کٹائے ہوئے ہیں
بہت زک اُٹھائی ہے اِن شیخیوں سے
ہمیں شیخیاں ہی رُلائے ہوئے ہیں
نہیں اُنکے بچوں کو خطرہ کسی کا
جو چھاتی سے اپنی لگائے ہوئے ہیں
اگر جاں بچانی ہے بچوں کی اماں
تو زیور سے کیوں یہ سجائے ہوئے ہیں
اُتارو بھی زیور یہ ہے لاڈ کیسا
کہ بچوں پہ آفت یہ لائے ہوئے ہیں
یہ تم اُنسے پوچھو جو کھا کھا کے چوٹیں
عزیزوں کی جانیں گنوائے ہوئے ہیں

نشہ نے حکم دیا بس بس ہمیں رونا چلا آتا ہے اب کوئی حقانی چیز سُناؤ۔ چنانچہ مندرجۂ ذیل اشعار گائے گئے۔ مثنوی

چھوڑ دے تو مکر کو اے ذی شعور
کان دھر کر سُن نصیحت بالضرور
اے برادر چھوڑ دے یہ سات چیز
تا خدا تجکو کرے سب سے عزیز
شرک و بدعت کذب و غیبت اور حسد
ظلم اور فعل ریا کر دل سے رد
[illegible]
تا نظر آجائے نور کردگار

قطعہ

دکھائیں سینکڑوں نیرنگیاں زمانہ نے　｜　ہنسنے جو آج تو کل غم سے اشکبار ہوئے
طفولیت سے شباب اور شباب سے پیری　｜　کلی سے پھول ہوئے پھول ہو کے خار ہوئے

۲۴ نشہ نے حکم دیا کہ مصیبت جان کو آرام ملے اور بھانڈ کو حکم ہو کہ کوئی نقل سنائے بھانڈوں نے عرض کیا کہ پہلے ایک غزل گالیں پھر نقل سنائینگے۔ **غزل**

ہے زہر نشہ منہ سے لگانا نہیں اچھا　｜　اِسکے لئے عزّت کا گنوانا نہیں اچھا
پیسا جو نہو پاس تو عزّت نہیں رہتی　｜　اے بھائیو دولت کا لٹانا نہیں اچھا
منہ اِسکو لگائے نہ کبھی بھولکے کوئی　｜　بیماریوں سے جسم گھلانا نہیں اچھا
کمبخت نشہ ہے یہ بُرا دُختر رز کا　｜　منہ کیا کہ اِسے لت لگانا نہیں اچھا
کچھہ نشہ میں اِنساں کو سوجھائی نہیں دیتا　｜　وہ کرتا ہے جو دھیان میں لانا نہیں اچھا
اے بھائیو اب ہے یہ گذارش مری سب سے　｜　پینا نہیں اچھا ہے پلانا نہیں اچھا

۲۵ اب نقل شروع ہوئی بھانڈ نے جسکا نام قرض تھا یہ شعر پڑھا ؎

قرض کو کہتے ہیں مقراض محبت ہے یہ شئے　｜　بلکہ عزّت اور مسرّت کے لئے مقراض ہے

حضرت ایک شخص پریشان حال اِس عاصی کو ملا۔ میں نے پوچھا کہ جناب آپ غمگین کیوں ہیں کہا لڑکی کی شادی درپیش ہے اور گھر میں ٹکہ نہیں۔ میں نے عرض کیا قرض لیکر کام چلالو۔ بولا بابا قرض کو کہاں ڈھونڈوں۔ میں نے کہا کہ بندہ حاضر ہے پوچھا کہ تم اکیلے ہو یا کوئی ساتھی بھی ہے کہا حضرت اب تو میں اکیلا ہوں۔ مگر ضرورت کیوقت میری دو بہنیں بھی تشریف لے آتی ہیں۔ ایک کا نام ڈگری ہے دوسری کا قُرقی اور ایک میرے چچا حضرت ہیں وہ سب سے آخر تشریف لایا کرتے ہیں۔ وہ شخص بولا کہ شاید دیوالی کے دیئے چاٹنے آتے ہونگے میں نے عرض کیا حضرت دیوالی

سلہ لڑکپن
سلہ جوانی
سلہ بڑھاپا

ہیں تو انکو قمار خانہ سے ذرا بھی فرصت نہیں ملتی اُسنے پوچھا کہ پھر انکا نام ۔ مینے کہا نیلام ۔ فرمایا اس مرض کا علاج ۔ مینے کہا پڑھے لکھے ہنر سیکھے نوکری کرے سوداگر بنے ۔ لیاقت ہو تو کتابیں تصنیف کر ڈالے ۔ روپیہ اور واقفیت ہو تو بیوپار پھیلائے کفایت شعاری اختیار کرے اور جو گانا بجانا آتا ہو تو میری طرح تالیاں بجاتا پھرے دو شالے انعام میں لے اگر کسی نے اینجانب کی بات مان لی تو ہمیں چند روز کے بعد گھر سے نکال باہر کیا اور جو نہ مانی تو مابدولت خویش بنکر اُسیکے ہاں رہ پڑے ۔

نظم در مذمت قرض

عزیزو قرض کی رغبت زبوں ہے
دلِ انساں اسی سے غرقِ خوں ہے

بڑھایا جسنے اپنا قرض پر ہاتھ
نہ گزرا وقت اُسکا خیر کے ساتھ

اگر نانِ جویں ہو گھر سے حاصل
نہ ہو تو قرض سے گندم کا مائل

پہن لے ٹاٹ اگر ممکن ہو گھر سے
بطرزِ وام کیوں خاصہ خریدے

نہ سوچے یہ کہ قرضہ مختصر ہے
کہ رفتہ رفتہ بڑھ جانیکا ڈر ہے

عیاں ہوتا ہے اکثر حال ایسا
کہ ہو جاتا ہے مشکل ایک پیسا

پڑی ہے ہم پہ یہ افتاد پیہم
مگر گزرے نہ اپنے حال سے ہم

ہر اک صحبت کی کیفیت اُٹھائی
وہی کی بات ۔ تھی جسمیں بھلائی

پھرے ہرگز نہ اپنی چال سے ہم
بچے ہر وقت صرفِ مال سے ہم

کبھی بیجا نہ اِک پیسہ اُٹھایا
ملا جو کچھ وہ کر کے شکر کھایا

تماشا اس کی ہوئی دل کو جو رغبت
زمامِ اسپِ دل کھینچی بہ شدت

وہ ہے اِک فعل لاحاصل سراسر
عبث ہے صرف کرنا جیب سے زر

تماشا گاہ ہے دنیا کا عالم
بھلا ہے صنعتِ حق اس سے کیا کم

خدا کی صنعتوں سے دل اُٹھانا	عبث ہے اُس عبث سے جی لگانا
جو کوئی قرض سے بچتا ہے دایم	اُسی کا عیش ہے دُنیا میں قایم
جتائے قرض سے ہوتا ہے دل سرد	یہی مردوں کو کر دیتا ہے نامرد
اگر کچھہ جان و عزت پر بلا ہے	و یا روزی میں کچھہ دھکا پڑا ہے
جو ایماں پر ہے آئی کچھہ خرابی	تو لے لے شوق سے قرضہ شتابی
ادا کرنے کا ہو دل سے طلبگار	نہو غفلت کبھی زنہار زنہار

۲۶ اُہو ہو اہا ہا ہا۔ نشہ قہقہہ مار کر ہنس پڑا اور حکم دیا کہ شکستہ پیالیاں انعام میں بھانڈ کو ملیں بھانڈ بولا واہ صاحب ٹوٹے بھانڈے بھانڈ کو دلواتے ہو برانڈی کی بھری بوتل دلوائیے نشہ نے فارسی میں کہا او قرمساق تو از ما مادرم مے طلبی۔ بھانڈ نے عرض کیا حکم ہو تو دوسری نقل سناؤں۔ حکم ہوا کہ انچہ داری بیار۔ مگر مادرم نخواہم داد۔

نقل ثانی۔

۲۷ حضور قرض کو اُسکا بیٹا فرض ملگیا۔ پوچھا بیٹا اب کسطرح گزرتی ہے جوابدیا ابا جان کوئی بات نہیں پوچھتا کیونکہ قرآن پُران توریت انجیل سب میں یہی لکھا ہے کہ قرض کا ادا کرنا فرض ہی لیکن کلجگ کے پُران میں یہ درج ہے کہ " لیکر دیا تو بنج کیا کیا " بندہ یہ سُنکر وہانسے چلدیا۔

۲۸ ایک پُرانے دوست سے جو بالفعل منصف ہیں ملاقات ہو گئی منصف صاحب نے فرمایا کہ میں تو مدت سے تمہیں رخصت بلکہ موقوف کر چکا ہوں اب کیوں تشریف لائے اُسکے بعد لمبی چوڑی اسپیچ دینے لگے جسکا خلاصہ مندرجۂ ذیل ہے۔

۲۹ ابتدا میں ہمنے ماسٹری کی راٹری کی اور ایسے روزگار ہات آئے جنمیں رشوت کا موقع ندارد سوکھی تنخواہ پر انند کے تار بجائے مال کا خطرہ نہ چوروں کا اندیشہ۔ جب بہت دن ہو گئے کوئی

بڑا عہدہ نہ ملا ناچار امتحان دیکر منصف بنگئے اُسوقت سے مینے قسم کھائی کہ کبھی فرض کی شکل نہ دیکھونگا کیونکہ جبتک میں اُسکا رفیق رہا تنخواہ کے سوا ایک حبہ نہ ملا اسلئے صاف کہتا ہوں کہ یہانسے چلدیجئے ورنہ پھر اسیوقت سے ٹہوا کر نکلوا دونگا اباجان مجکو بھی غصہ آگیا اور یہ مثنوی اور رباعی پڑھتا ہوا وہانسے چلدیا

مثنوی

نہیں اہلِ رشوت کو خوفِ خدا — نہ خوفِ قیامت نہ خوفِ جزا
نہ کچھ خوفِ حاکم نہ بیمِ عسس — نہ زنجیر کا ڈر نہ خوفِ قفس
جو رشوت ستانی کا افشا کرے — اُسے حاکمِ وقت اُلٹا دھرے
نہیں ایسے قانون پر دسترس — کہ ملزم رہا مدعی در قفس
نہ مظلوم ہی کی دل آزار ہے — یہ ظالم کے حق میں بھی تلوار ہے
جو بگڑا ہو وہ کام فوراً بنائے — جو سیدھا ہو اُلٹا اُسے کر دکھائے
یہ ڈاین ہے وہ جسکا جنتر نہیں — یہ ناگن ہے وہ جسکا منتر نہیں
حکومت کا عہدہ کمینہ نہ پائے — تو ہاں نام رشوت کا دنیا سے جائے

رباعی

جو مال بُرا ہات لگے ہات کو کھینچ — عزت کے مقابل میں زر و مال ہے ہیچ
اور موت بھی ہر دم ترے سر پر ہے کھڑی — دُنیا کے بدل میں کبھی ایمان نہ بیچ

۳۰ قرض ” بیٹا ہندوستان کی ایسی حالت ہوگئی ہے کہ تیرا کوئی حامی کار نہیں رہا“

فرض ” اباجان حامی کار کیا معنی کوئی دروازے پر بھی کھڑا نہیں ہونے دیتا“

قرض ” اچھا اب تو یورپ چلا جا وہاں تیری قدر اچھی طرح ہوگی“

۳۱ نشہ چلا اُٹھا کہ او کمبخت کیا جبتک یورپ سے تیرا بیٹا واپس نہ آئیگا اسجانب کو یہیں رہنا پڑیگا نقاہت ہوئی راہ روگ ہوگیا۔ بھانڈ نے عرض کیا حضور یہ سرکاری محل نہیں جو گفتگو میں سیاق کو

منزل مقصود تک پہونچا بلکہ بھاؤ نکی خیالی غلیل ہے جسکا ہر غلہ ایک پلک میں ہزاروں میلوں تک ہو آتا ہے"

۴۲ چند لمحے گزرے ہونگے کہ میاں فرض بغلیں بجاتے آموجود ہوئے"

قرض" بیٹا یورپ ہو آئے"

فرض" جی ہاں ہو آیا۔ ابا جان جب میں عدن پہونچا تو لوگوں سے سُنا کہ شاہنشاہ روس نے مسند نشین ہوکر تمام رعایا پر چند سال کا محصول معاف فرمادیا ہے اور یورپ کی تمام طاقتوں سے استدعا ہے کہ زائد فوج دور کردیجائے کیونکہ بہر فوج رکھنے سے رعیت کو تکلیف ہوتی ہے مینے دلمیں کہا کہ میرا مطلب ہوگیا کیونکہ رعایا کی ہمدردی راجہ کا پہلا فرض ہے عدن سے چلکر سینٹ پیٹرسبرگ دارالخلافہ روس میں جاداخل ہوا وہاں سردی بہت تھی۔ ابا جان بے سامانی کے باعث بڑی تکلیف پائی اگر سردی کا کچھہ انتظام کرجاتا تو تکلیف نہ اُٹھاتا اور اب ع کہ تعجیل کار شیاطین بود۔ کہکر نہ پچھتاتا تو اور کیا کرتا"

۴۳ زار سے ملاقات کی ابا جان وہ تو بڑے عالم و فاضل اور غیر ملکوں کی اکثر زبانوں سے واقف نکلے۔ اُردو میں اسطرح گفتگو کی جسطرح لالڈگی کے قریب پادری ٹامسین صاحب دریا گنج والے کیا کرتے تھے۔ قرض نے پوچھا پھر کیا باتیں ہوئیں"

۴۴ فرض" ایک موقع پر شاہنشاہ ہوا کھانے نکلے میں سلام کرکے ایک جانب جا کھڑا ہوا جب جہاں پناہ کی نظر فدوی پر پڑی تو پوچھا تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور کیا چاہتا ہے میں نے عرض کیا کہ قبلۂ عالم میرا نام فرض ہے چونکہ اکثر ممالک کے باشندوں نے فرض کو مرض سمجھکر چھوڑ دیا ہے

+ نوٹ یہ بہت بڑا مستطیل تالاب سرخ پتھر کا بنا ہوا تھا اور نہر کے پانی سے پُر رہتا تھا پانی کا نکاس موری سے تھا لارڈ امبر گورنر جنرل نے دہلی میں دربار کرکے جملہ راجپوتانہ کے راجگان کو جمع کیا تھا یہ تالاب اُسکی یادگار میں قلعہ اور جامع مسجد کے مابین چندہ سے بنایا گیا تھا جسطرح شاہجی کا باغ مسمار ہوا یہ بھی اسی خیال سے کہ قلعہ کو اس تالاب سے لگاؤ ہے منہدم کرادیا گیا اور پتھر بہت کم قیمت پر نیلام ہوگئے

لہذا تلاش معاش کیلئے یہاں آ نکلا ہوں ؎

۳۵ شاہنشاہ نے فرمایا چونکہ ہم ابھی نو آموز ہیں اسلئے دریافت کیا جاتا ہے کہ راجہ کے کیا کیا فرض ہیں میں نے مفصلۂ ذیل فرائض عرض کئے ؎

فرض اوّل - خس و خاشاک فسادِ سلطنت کی جاروب کشی - رعیت کیلئے امن و فارغ البالی کا اجتماع ؎

فرض دوم - رعیت کا دُکھہ درد معلوم کرکے اسکے دفعیہ کی تدبیر اور تخفیف ٹکس کی کوشش اور جدید ٹکس سے احتراز ؎

فرض سوم - ملک کیلئے یکساں قوانین کا اجرا اور سلف کا یہ قاعدہ القط کہ برہمنوں کیلئے کچھہ اور اور عوام الناس کیواسطے کچھہ اور - بلکہ قانون کو بارانِ رحمت کا نمونہ ہونا چاہئے کہ سب جگہ برابر برستا ہے ؎

فرض چہارم - رعیت کے حالات معلوم کرنے کیلئے بھیس بدلکر کوچہ گردی اور مطالعۂ اخبارات ؎

فرض پنجم - ازدیاد دولتِ رعایا کیلئے صیغۂ تجارت کی امداد کیجائے قسم قسم کے پتلی گھر بنانے اور بنوانے کی ترغیب و بجائے آسانی اور امن کی کوشش ہو موٹرکیں اور ریلیں وغیرہ تیار ہوں تجارتی منڈیاں کھلوائی جائیں میلے اور نمائشیں قایم ہوں گھوڑوں اور مویشی کی اچھی نسلیں بڑھائی جائیں مدرسہ علمی و صنعتی قایم ہوں ایسے امور سے رعایا کی مرفہ حالی متصور ہیں ؎

۳۶ بندہ یہ پانچوں فرض عرض کرکے خاموش ہو رہا اور سلام کرکے رخصت ہو گیا نشہ یہ نقل سُنکر بہت

+ نوٹ - سلف میں خلیفہ ہارون رشید بھیس بدل کے کوچہ کوچہ اور گلی گلی پھر کر رعیت کے حالات دریافت کیا کرتا تھا - زمانۂ حال میں لارڈ لارنس جو دہلی میں تھے ظاہر میں تیز مزاج ترش رُو معلوم ہوتے تھے مگر باطن میں جتنی خوبیاں راجہ کو رعیت پروری کیلئے چاہیں اُنمیں کوٹ کوٹ کے بھری تھیں سچ پوچھو تو غدر میں اُنھوں ہی نے انگلش راج کا جہاز ڈوبنے سے بچایا راتوں کو شہر میں بھیس بدلکر نکلا کرتے تھے ایک اور عادت اُنمیں تھی کہ رئیسوں کے ہاں ملاقات کو اُنکے گھر جایا کرتے اور شادی غمی میں شامل ہوا کرتے تھے - یہ عادت پُرسعادت سیٹن صاحب رزیڈنٹ دہلی میں بھی تھی انکو بخشی بھوانی شنکر مقتول کی ارتھی کیساتھ پاپیادہ لوگوں نے دیکھا تھا حکام جبتک اِسطرح میل جول نہ کریں رعیت کا دُکھہ درد کس طرح معلوم ہو سکتا ہے

محفوظ ہوا اور یہ کہا بھائی نقل کیا ہے خاصا لُچ نیت کا قانونچہ ہے پھر مشاعرہ کی نقل کا حکم ملا بھانڈوں نے کہا لیجئے سُنیئے!!

۳۷ شہر کے نازکخیال اور نامی شعرا کے نام رقعے بھیجے گئے مشاعرہ کیلئے ایک عالیشان مکان تجویز ہوا۔ ٹھیک نو بجے شب کے شاعروں کی آمد ہونے لگی۔ میر مشاعرہ نے شمع اُٹھالی اور مشاعرہ شروع ہوگیا!!

۱ حافظ

حافظا گر وصل خواہی صلح کُن با خاص و عام	با مسلماں اللہ اللہ با ہنوداں رام رام

۲ سودا

اچھوں کو بُرا جو کہے بیشک وہ بُرا ہے	ہووے گی بُروں کی نہ کبھو اچھوں میں توقیر
جو خاک کوئی پھینکے ہے خورشید کے اوپر	سودا ہے خاک اپنی ہی آنکھوں میں وہ بے پیر
بدطینت و بدنفس جو کوئی ہے جہاں میں	شان اپنی بڑھاتا ہے وہ کر غیر کی تحقیر
پاک اپنے تئیں جانے جو انسان خطا سے	بے شبہ و بے شک جُرم و خطا کا ہے وہ تسخیر
آفاق میں جو عقل سے معذور ہیں اُن کی	اوروں کی خطا جوئی میں مصروف ہے تدبیر
جانے گا بُرا اپنے تئیں سب سے۔ جب اچھا	ہوویگا وہ اور پائیگا تب اچھوں میں توقیر

۳ راضی

نہیں مرتا ہے نیک نام کہیں	ہے وہ مُردہ جو نیک نام نہیں
چشم عبرت جو کوئی کرکے وا	دیکھے پاداشِ نیک و بد ہے کیا
بغض اور بیر کی کرے خواہش	کینہ و قہر کی کرے کاہش

ملا اے حافظ اگر کا میابی چاہتا ہے تو سب سے صلح رکھ
مسلمانوں سے اللہ اللہ اور ہندوؤں سے رام رام

روکے ایذا سے اپنی دست و زبان — اور نہ پہونچائے پھر کسیکو زیاں
بد جو کرتا ہے بد ہی پاتا ہے — بد کے بدلے میں بد ہی آتا ہے

راضی

جسقدر دوستوں کی کثرت ہے — اُسقدر آفتوں کی قلت ہے
دوستی کو ہزار بھی کہیں کم — دشمنی کو ہے ایک بھی نہیں کم
جو رکھے یار باوفا کیا غم — جو ہے بے یار غم اُسے کیا کم
کہ عدو دیکھکر صلاحِ خویش — کرتا ہے چاپلوسی حد سے بیش
کذب کو صدق سا دکھاتا ہے — اچھے اچھے فریب لاتا ہے
پس خردمند کو یہی ہے بجا — کہ ہو جتنا تلطف اُسکا سوا
اُتنا ہی اُس سے احتیاط رکھے — اور کم اُس سے اختلاط رکھے
راضیا ہو نہ یک زماں بے یار — کہ ہے بے یار جاوداں بیزار

۴ شوق

وہ عجب طرح کا زمانہ تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو — نہ تھا رنج و غم کسی طرح کا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
نہ بلائے مفلس تھی در جہاں نہ کشمکش اور نہ یہ تنگیاں — نہ کسی سے چندہ لیا دیا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
نہ ذلیل تھا کوئی نہ ایف اے نہ تھا شرف نہ ایم اے — تھا ہر اک کو عہدہ ملا ہوا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
نہ گرانی غلہ کی اِسقدر نہ بحالِ زار کوئی بشر — نہ کسی کا قرض کسی پہ تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
جو کمایا کرتا تھا ایک بھی اُسے بیٹھے کھاتے دس آدمی — نہ تھا فکر ایسا معاش کا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ہر اک اتفاق میں طاق تھا نہ فراق تھا نہ نفاق تھا	نہ تھی انتظار کی چشم وا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
نہ شریف گرگ تھی اسقدر نہ رذیل پروری اوج تھی	وہی عہد عدل و سخا کا تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
جو عدالتیں تھیں وہ خوب تھیں جو حکومتیں تھیں وہ خوب تھیں	نہ تھا راشیوں کا کہیں پتا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کوئی اپنی کھال میں مست تھا کوئی اپنی مال میں مست تھا	وہ فقیر کیا وہ امیر کیا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
نہ یہ حسرتیں تھیں نہ شوق تھا نہ یہ ولولے نہ یہ ذوق تھا	مجھے یاد سب ہے ذرا ذرا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

۵ ذوق

تو بھلا ہے تو برا ہو نہیں سکتا اے ذوق	ہے برا وہ ہی کہ جو تجکو برا جانتا ہے
اور اگر تو ہی برا ہے تو وہ سچ کہتا ہے	کیوں برا کہنے سے تو اسکے برا مانتا ہے

۶ مضطر

دیکھنا دل میں حسد اپنے نہ لانا ہرگز	کہیں لگتا نہیں حاسد کا ٹھکانا ہرگز
تم نہ بے فائدہ جی اپنا جلانا ہرگز	بیٹھے بٹھلائے نہ یہ روگ لگانا ہرگز

گھر حسد کا نہ کہیں دل میں بنانا ہرگز
ایسے دشمن کو نہ پہلو میں بسانا ہرگز

کبھی جلنا نہیں تم دیکھ کے اسکی عظمت[1]	شاید اسکو نہ ملی ہو جو تمہیں ہے راحت[2]
وہ بھی کرتا ہو حسد دیکھ تمہاری حالت	گو تمول میں اسے تم سے نہ ہو کچھ سبقت[3]

اسکی عزت کو نہ تم دیکھ کے کرنا نفرت
اسکی عظمت کی نہ تم شان گھٹانا ہرگز

۱ بزرگی ۱۲
۲ آرام ۱۲
۳ برتری ۱۲

لوگ کرتے تو ہیں ہر چند زمانہ سے حسد
گر کہوں اُنسے بدل ڈالو کہ یہ چال ہے بد
اُنکو زیبا نہیں بے فائدہ یوں کینہ و کد
دیکھ سکے اور کو کیوں کرتے ہو غصہ بے حد
مشفقانہ ہے نصیحت نہ کرو اِسکو رد
اُس کو خوش پاؤ تو تُم مُنہ نہ بنانا ہرگز

اور تدبیر ہے اِک دفع حسد کی جو سُنو
جسکے وہ پاس ہے حال اُس سے یہ معلوم کرو
تُم کو جو چیز ہے مرغوب اُسے دیکھو تو
کتنی قیمت پہ میسّر وہ ہوئی ہے اُس کو
مول شاید اُسے لے سکتے ہو تُم بھی لیلو
پھر تو اُسکے لئے تُم دل نہ کُڑھانا ہرگز

تُم سے بڑھکر جو کسی شخص میں ہو علم و ہنر
تُم کو لازم ہے کرو غور و تامل سے نظر
دیکھ کر پھر تمہیں آیا ہو حسد گر اُس پر
کیسی محنت میں وہ مصروف رہا شام و سحر
صحت و وقت کئے صرف ہیں اُسنے کیونکر
تُم بھی حاصل کرو - پھر رشک نہ کھانا ہرگز

اُسکی دولت پہ اگر تُم کو ہے رشک و ارماں
خدمتیں اِسکے لئے اُسنے ادا کیں شایاں
اِسکی نسبت بھی کہے دیتے ہیں ہم تُمسے عیاں
اور مشقت بھی ہر اِک کام میں کی اُسنے ہاں
اِسکو پیدا ہے کیا اُسنے کھپا کر دل و جاں
تُمسے کچھ ہو نہ سکا - جی نہ جلانا ہرگز

کرکے تُم ایسے خیالات حسد کو چھوڑو
پڑوسی سے نہ جل کر کبھی مُنہ کو موڑو
یہ تو دُشمن ہے سر و دیدۂ دُشمن پھوڑو
اِس سے توڑو نہ کبھی رشتۂ اُلفت جوڑو
جال پھیلا ہے حسد کا اسے توڑو توڑو

توڑ کر اسکے نہ پھر دام میں آنا ہرگز

ہو عدالت کا اگر کوئی وکیل اعلےٰ
گر عدالت میں پڑے تم کو ضروری جانا

تمہیں اُس سے بھی حسد ہو یہ نہیں ہے زیبا
کام اُنکا ہوا اُسکے ہو ذریعہ سے روا

تو خوشی کا ہے سبب اس سے ہے جلنا کیسا
روکنا دل کی جلن کو نہ بڑھانا ہرگز

لوگ جلتے ہوں اگر پاکے کوئی تم میں ہنر
خوبیاں اُنکو جلاتی ہیں جو آتش بن کر

تم نہ جلنا جو کرو اُن کی لیاقت پہ نظر
دھوپ کی طرح رکھینگے وہ تمہیں گرم مگر

کبھی کرنا نہ حسد ماننا پندِ مضطر
یاد رکھنا اسے تم بھول نہ جانا ہرگز

۷ گُل

عبث دنیائے فانی سے مریجاں دل لگانا ہے
ذرا تو سوچ اے غافل کہ کیا دم کا ٹھکانا ہے
مسافر تو ہے اور دنیا سرا ہے بھول مت غافل
نہ بھائی بند ہے کوئی نہ کوئی آشنا اپنا
لگا رہ یاد میں اُسکی اگر اپنی شفا چاہے

نہیں لیجائیگا کچھ ساتھ یہاں سب چھوڑ جانا ہے
نکل جائیگا یہ جسدم تو سب اپنا بگانا ہے
سفر ملکِ عدم کا کوئی دم میں پیش آنا ہے
جو ہمنے غور سے دیکھا تو مطلب کا زمانا ہے
عبث دنیا کے دہندوں میں تو اے گل کیوں دوانا ہے

۸ فیض

دیجئے کس شئے سے دنیا کی مثال
ہے یہ دنیا صورتِ خوابِ خیال

خواب میں جو چیز آتی ہے نظر
بس تو یہ سمجھو کہ دُنیا ہیچ ہے

بعد خواب اُسکا نہیں رہتا اثر
سر بسر فانی سراپا ہیچ ہے

۹ نظیر اکبر آبادی

ہیں مرد اب وہی کہ جنہوں کا ہے تن درست
رہتا نہیں کسی کا سدا مال و دھن درست

حُرمت ہے اُنکے واسطے جن کا چلن درست
دولت رہے کسی کی نہ باغ و چمن درست

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تن درست

دنیا میں اب اُنہوں کے تئیں کہئے بادشاہ
جن پاس تندرستی و حرمت کی ہو سپاہ

جن کے بدن درست ہیں دن رات سال و ماہ
پھر ایسی کون سی دولت ہے واہ واہ

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تن درست

دہر میں جو اپنے بیٹھی و حشمت پناہی ہے
پر تندرستی یارو بڑی بادشاہی ہے

بن تندرستی سب وہ خرابی تباہی ہے
سچ پوچھئے تو عین یہ فضل الٰہی ہے

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تن درست

گر دولتوں سے پُر ہے کسی کا تمام گھر
اور تندرست گرچہ یہ مفلس ہے سر بسر

بیمار ہے تو خاک سے بدتر ہے سب وہ زر
پھر ہے کسی کا خوف نہ ہرگز کسی کا ڈر

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست

الله آبرو سے رکھے اور تن درست

عاجز ہو یا فقیر ہو پر تن درست ہو — بے زر ہو یا امیر ہو پر تن درست ہو
قیدی ہو یا اسیر ہو پر تن درست ہو — مفلس ہو یا حقیر ہو پر تن درست ہو

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
الله آبرو سے رکھے اور تن درست

اس میں تمام ختم ہیں عالم کی خوبیاں — ہو تندرستی اور ملے حرمت سے آب و ناں
قسمت سے جب یہ دونوں میسر ہوں پھر تو ہاں — وہ ایسی اور کونسی دولت ہے مہرباں

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
الله آبرو سے رکھے اور تن درست

پروا نہیں اگرچہ لکھا یا پڑھا نہ ہو — محتاج حق سوا یہ کسی اور کا نہ ہو
حسن و جمال و علم و ہنر گو ملا نہ ہو — اک تندرستی چاہیئے کچھ ہو دے یا نہ ہو

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
الله آبرو سے رکھے اور تن درست

بیمار گو لاکھ فرح سے ہو بادشاہ — تو اسکو جانیئے یہ گدا سے بھی ہے تباہ
ہم تو اسی کو شاہ کہیں اور جہاں پناہ — اچھا جسکا تن درست ہو حرمت سے ہو نباہ

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
الله آبرو سے رکھے اور تن درست

ہوں گرچہ لاکھ دولتیں بیمار کے کنے — اور نعمتوں کے ڈھیر لگے ہوں بنے ٹھنے
بہتر ہیں مفلسی کے میاں چابنے چنے — جو تندرست ہیں وہی دولہا ہیں اور بنے

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تن درست

جب تندرستیوں کی رہیں دل میں بستیاں
کھانیکو نعمتیں ہوں کہ ہوں فاقہ مستیاں
پھر سو طرح کے عیش ہیں اور مے پرستیاں
سب عیش اور مزے ہیں جو ہوں تندرستیاں

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تن درست

قدرت سے یہ جو تن کی بنی ہے ہر ایک کل
گر ہو خدانخواستہ اک کل بھی چل بچل
جبتک یہ کل بنی ہے جبھی تک پڑے ہے کل
پھر تو خوشی نہ عیش نہ کچھ زندگی کا پھل

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تن درست

ادنیٰ ہو یا غریب تونگر ہو یا فقیر
ہے سب کو تندرستی و حرمت ہی دلپذیر
یا بادشاہ شہر کا یا ملک کا وزیر
جو تو نے اب کہا سو یہی سچ ہے اے نظیر

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تن درست

۱۰ امیر حسن

جو کوئی دشمن ہو احساں اسپہ کر
تا کہ اس احسان سے ہو دوست تر

جو نہ ہو وہ دوست کینہ کم ہوا
یہ ترا احساں اسے مرہم ہوا

ساتھ سب کے کر مروت اختیار
خواہ پیدل ہو کوئی یا ہو سوار

الغرض ہو دوستدارِ انجمن — پیش آ ہر اک سے باخلقِ حسن

۱۱ اُلفت

دلوںمیں کہنے سُننے سے علاوت آہی جاتی ہے — صفائی لاکھ ہو لیکن کدورت آہی جاتی ہے
برابر دوستی نبھتے کہیں دیکھی نہ دنیا میں — کسی ڈھب سے کہیں رنجش کی نوبت آہی جاتی ہے
جو عاقل ہیں نہیں آتے کسیکے کہنے سُننے میں — محبت اُنمیں ہوتی ہے مروّت آہی جاتی ہے
چُھپانیسے نہیں چُھپتا ہے ایجاں نشہ اُلفت کا — ضرور آنکھوںمیں کچھ اُس مے کی رنگت آہی جاتی ہے

۱۲ مفلس

خداوندا زمانہ کی یہ کیا تبدیل حالت ہے — نہ یاروںمیں مروّت ہے نہ اپنوںمیں محبّت ہے
نمازی کا ٹکہ پاجاؤگے دیکھو کہا مانو — مذاق ہر اِک سے کرنا بندہ پرور سخت ذلّت ہے
بزرگوں کا مقولہ ہے ذرا بھی شک نہیں اسمیں — قسم ہر بات پر کھانا یہ جُھوٹے کی علامت ہے
ملا کرتے تھے وہ اپنی غرض سے دوستی کیسی — نہ وہ اب آنا جانا ہے نہ وہ ملّت محبّت ہے
کماتے ہو جو اک پیسہ تو دو پیسے اُڑاتے ہو — بڑے نادان ہو مفلس ہے اَر یہ کیسی غفلت ہے

۱۳ معتبر

ایک عالم کو آزما دیکھا — جسکو دیکھا سو بے وفا دیکھا
حالِ بد کا شریک دُنیا میں — نہ برادر نہ آشنا دیکھا
جو کوئی معتبر ہے مالک کا — مال اُس کو بھی تاکتا دیکھا

۱۴ رنگین

چار چیزوں کو نہ تھوڑا جاننا — عرض یہ میری ہے اِسکو ماننا
ایک تو ڈرنا بہت تم آگ سے — خوف کرنا دل میں اِسکی لاگ سے
کیونکہ اِک دم میں یہ کافر ناگہاں — پھونک دیتی ہے جہاں سے تا جہاں
دوسرے دکھ گرچہ ہو ہر چند کم — دُور دل سے کیجیو اُس کا نہ غم
گو مرض کم ہو مگر اچھا نہیں — اُسکو بڑھتے عرصہ کچھ لگتا نہیں
تیسرے پھر قرض سے ڈرنا ضرور — یہ مرض ہے اِس سے رہنا دُور دُور
ایک دمڑی قرض ہو یا لاکھ ہو — دہر میں مقروض کی کیا ساکھ ہو
چوتھے گو عاجز سہی اپنا عدو — ہو جیو ایمن نہ اُس سے ایک ہو
جی میں اُسکو جانیو سب سے بڑا — ہے وہ سارے پہلوانوں سے کڑا

مثنوی ثانی

ایک سے پوچھا کسی نے برملا — دوست تیرے کتنے ہیں سچ سچ بتا
بولا وہ اب تو فراغت ہے مجھے — سب مہیا ناز و نعمت ہے مجھے
پوچھ یہ مت کون تیرا دوست ہے — آج تو دشمن بھی میرا دوست ہے
جب خدا ناکردہ تنگی آئے گی — بات یہ تب امتحاں ہو جائیگی
گو ں پر اپنے دوست ہو جاتے ہیں سب — جو کہے تو وہ بجا لاتے ہیں سب
خود غرض جو دوست ہے، وہ ہے عدو — بھولیو مت دوستی پر اُسکی تو
اُس سے کچھ حاصل نہو گا جز ضرر — ہے یہ لازم تو کرے اُس سے حذر

اپنا گر چاہے بھلا کوئی بشر — صحبتِ یار سے بچے شام و سحر

اِس نصیحت کو ذرا رکھ گوش میں — بیٹھ تا مقدور اہلِ ہوش میں

دوست جو ناداں ہو اُس سے لاکھ چند — دشمنِ دانا ہے خوب اے ہوشمند

دشمنِ دانا کو بھائی جاننا — یار ناداں کا نہ کہنا ماننا

دوست ہے تیرا جو جانی دوست ہو — ہے وہ دشمن جو کہ نانی دوست ہو

آشنائی دیکھ چھوٹوں سے نکر — آخرِ کار اِس میں ہے تیرا ضرر

دوستی کر تو بڑے لوگوں کے ساتھ — تاکہ حاصل تجکو ہو کچھ ہاتوں ہاتھ

سُن بڑے چھوٹوں کا اب مجھسے بیاں — تاکہ یہ نکتہ رہے تجھ پر عیاں

یعنے محفل میں کمینوں کی نہ بیٹھ — صحبتوں میں بدقرینوں کی نہ بیٹھ

۱۵ فریدالدین عطار کے کلام کا اُردو نظم میں ترجمہ

جبکہ فارغ دل ہو تُو اور تندرست — فکر میں دُنیائے دُوں کے ہو نہ چُست

صبح کو ہرگز نہ سو تو اے عزیز — نفسِ بد کو کر نہ بد خو اے عزیز

وقت سونے کا نہیں ہے وقتِ شام — کیونکہ ہے اِسوقت کا سونا حرام

بے رِیائی سے تو نیکی کر سدا — تاکہ پائے عمر عالم میں سوا

دھیان کر قولِ حکیماں پر ذرا — دُھوپ اور سایہ میں سونا ہے بُرا

کر نہ تو ہر چوب سے ہرگز خلال — تا نہ پڑ جائے کہیں تجھپر وبال

پاک ہاتوں کو نہ کر تو خاک سے — ڈھونڈ پانی ہات دھونے کیلئے

ہات اپنا چُولہ میں در کی نار سے — ہات پس جائے اگر ایسا کرے

جسم پر اپنے کہیں کپڑا نہ سی | سیکھ کر طرز ادب بن آدمی
پونچھ دامن سے نہ اپنا منہ کبھی | رزق گھٹ جائیگا اس سے اے اخی
سیر کو بازار کی جایا نہ کر | ہو نہ جبتک فائدہ مدِّنظر
منہ سے اپنے گل نکر ہرگز چراغ | تا دھوئیں سے پُر نہو تیرا دماغ
اپنی ڈاڑہی میں کبھی دن اے پسر | بھول کر تو غیر کی کنگھی نہ کر

۱۶ ناسخ

سیکڑوں ہمیں دیکھتے ہیں اپنی ان آنکھوں سے روز
توبھی رعنائی سے ٹھوکر مار کر چلتے ہیں یار

یہ برادر یہ پدر یہ خویش یہ فرزند ہیں
سوجتا اتنا نہیں یہ خاک کے پیوند ہیں

۱۷ خورسند

سرکشی پامال کردیتی ہے ہر مغرور کو
کسقدر اے منعمو غفلت ہے آؤ ہوش میں

ناک رگڑائیگی تجھسے خودپرستی ایک دن
سب اتر جائیگی یہ دولت کی مستی ایکدن

۱۸ عاشق

دنیا ہے چند روزہ نہ اسپر اچھلکے چل
دنیا سے ایک روز سفر تجکو ہے ضرور

عبرتکدہ ہے اسمیں تو غافل سنبھلکے چل
سیدہی طرح سے چاہے تو چاہ سے بچلکے چل

۱۹ ظفر

یہ دنیا ہے اوگھٹ گھاٹی پگ بہت پھیلاؤ جی
اتنے ہی پھیلاؤ کہ جسکے سکھ سے دکھ نہ پاؤ جی

اس دنیا کے جتنے دھندے سگرے گورکھ دھندے ہیں — ان کے پھندے جانے پر تم یا میں نہ من الجھاؤ جی

یہ منوا ہے مورکھ لوبھی سب ہی پر للچائے ہے — چاتر ہو تو اس مورکھ کو جیسے بنے سمجھاؤ جی

جس کال کا ہونا کٹھن تم من اپنے میں جانتے ہو — اسکی دیا سے سہج وہ سمجھو اتنا نا گھبراؤ جی

عمر اکارت تُنے کھوئی کچھہ تو ادھر کا دھیان کرو — بہت گئی اور تھوڑی رہی ہے یہ بھی نہ یوں گنواؤ جی

سُدھ بُدھ دی کرتار نے تمکو سوچ سمجھکر کرنا کچھہ — ایسی کرنی مت کرنا جو کرکے پیچھے پچھتاؤ جی

کہئے نہ بھولا اسکو ظفر جو صبح کا بھولا سانجھہ کو آئے — چھوڑ کے سگرے جھگڑے اپنا رب سے دھیان لگاؤ جی

ظفر

جو عرش سے ہے فرش تلک آدمی میں ہے
کیا کیا نہیں ہے اسمیں کہ سب کچھہ اسی میں ہے
دل اپنا پہلے زنگِ کدورت سے صاف کر
پھر تو بغور دیکھہ کہ اس آرسی میں ہے
کیوں کعبہ و کنشت میں سر مارتا ہے تو
تو جسکو ڈھونڈتا ہے چھپا وہ تجھی میں ہے
ہے دورِ جام و صحبتِ یارانِ زندہ دل
کچھہ ہے اگر مزہ تو یہی زندگی میں ہے
افشائے رازِ عشق نہ کر کہہ سکے جی کی بات
جی ہی میں اپنے رہنے دے جو کچھہ کہ جی میں ہے

دیکھہ آنکھہ کھولکر
پرچاہیئے نظر
مانندِ آئینہ
کیا حُسن جلوہ گر
سرگرمِ جستجو
پر تو ہے بے خبر
کیفیتِ حیات
باقی ہے در بسر
پردہ ہی خوب ہے
خاموش اے ظفر

ظفر

جتنی جتنی لوگ جتاتے اپنی یاری مُنہ سے ہیں
اُتنی ہی اُنکی ہم بھی کرتے خاطرداری مُنہ سے ہیں

مُنہ کے میٹھے دل کے کڑوے اہلِ دُنیا دیکھے ہیں
جھوٹی جھوٹی کرتے خوشامد آکے ہماری مُنہ سے ہیں

دل میں شرابِ مکر و دغا سے رہتے ہیں بدمست مدام
کیسی کیسی کرتے پھرتے یاں ہشیاری مُنہ سے ہیں

کہتے کچھ ہیں کرتے کچھ ہیں ڈرتے رہیے اِن سے ظفر
دشمنِ جاں ہیں وہ سب کرتے ظاہرداری مُنہ سے ہیں

۲۰ ضبط

زمانۂ حال کا سچّا فوٹو

گردشِ چرخ نے کھایا ہے یہ پلٹا کیسا
طرفۃ العین میں بدلا ہے زمانا کیسا
دیکھتے دیکھتے دیکھا ہے تماشا کیسا
آریہ ورت کا بگڑا ہے یہ نقشا کیسا
رات دن بغض و عداوت کا ہے چرچا کیسا

نہ وہ محنت نہ مشقت نہ وہ ہمت کا نشاں
نہ وہ عادت نہ طبیعت نہ وہ سیرت کا نشاں
نہ وہ اُلفت نہ محبت نہ صداقت کا نشاں
نہ وہ رفعت نہ وہ دولت نہ وہ ثروت کا نشاں
کاہلی اور فلاکت نے ہے گھیرا کیسا

نہ وہ عزت کا خیال اور نہ دولت سے غرض
نہ وہ اب علم کا دھیان اور نہ صنعت سے غرض
نہ وہ کوشش کا ارادہ نہ وہ محنت سے غرض
نہ وہ پرواے ترقی نہ تجارت سے غرض
شیوۂ علم و عمل دل سے بھلایا کیسا

نہ وہ پہلے سے ارادے نہ وہ جوشِ ہمت
نہ وہ پہلے سے خیال اور نہ پہلی عادت
دنیوی کام کی پروا ہے نہ دیں کی رغبت
دھرم سے سخت تنفر ہے دیا سے نفرت
نام جاتا ہی رہا دھرم و دیا کا کیسا

نہ وہ اب لطف و مروت کا ٹھکانا باقی
اور نہ وہ پہلی صداقت کا ٹھکانا باقی

نہ وہ اب مہر و محبت کا ٹھکانا باقی — نہ وہ اخلاق و رعایت کا ٹھکانا باقی
بد سلوکی نے یہ ہنگامہ اُٹھایا کیسا

نہ وہ مذہب کی ہے عظمت نہ وہ شانِ ایمان — نہ طریقہ کی ہے پروا نہ اصولوں کا گمان
نہ تپسّیا کا پتہ ہے نہ پرستش کا نشان — نہ وہ پوجا کا خیال اور نہ ایشر کا دھیان
گیان اور دھیان کو ہے جی سے بھلایا کیسا

نیک کاموں میں سمجھے ہوئے جی کا جنجال — کام جو اچھے ہیں آتے ہیں نظر سب کو وبال
بادہ خواری ہے حلال اور ہے چوری میں کمال — عزّت و دولت و ناموس ہوئے سب پامال
عقل پر سب کی پڑا دیکھئے پردہ کیسا

ہے دعا ضبط کی ہر لحظہ یہی ایشور سے — کہ نئے سر سے وہ رنگ اگلی ستر ت کا جمے
دلمیں ہر شخص کے پھر جوش ترقی آئے — نیک کاموں میں ہمیشہ ہوں ارادے سب کے
اور پھر دیکھیں کہ ہے اس کا نتیجہ کیسا

۲۴ چھبیری لال

دل میں ہے حسبِ حال زمانہ رقم کروں — اس واقعی بیاں کو سر مو نہ کم کروں
اوصاف نیک و بد کے سپردِ قلم کروں — مضمون راست لکھنے سے ہرگز نہ رم کروں
جب تک یہ حال سب کو سُنایا نہ جائیگا
اپنا جو مدعا ہے وہ پایا نہ جائے گا

ہیہات کیا بُرا یہ زمانہ کا حال ہے — نیکی کے بدلے آج بدی کا خیال ہے
جھوٹ اور زنا میں لوگوں کو حاصل کمال ہے — غیبت ہو عیب جوئی ہو سب کچھ حلال ہے

بد بینی و غرور میں ہر خود پسند ہے
چانڈو و شراب نوشی کا چرچا و چند ہے

بغض و حسد سے کینہ سے انسان ہے بھرا — منہ موڑتے نہیں کبھی بہتان سے ذرا
رشوت کلمہ اسوں کا اک باغ ہے ہرا — کہئے قمار بازی جسے کھیل ہے کھرا

زر لیکے لڑکیوں پہ یہ شادی رچاتے ہیں
پھر شاہ بنکے بھائیو نہیں منہ دکھاتے ہیں

برعکس ہوتے جاتے ہیں دنیا کے کاروبار — کرتے حلف دروغی ہیں سچ مچ ہزار بار
کیسی بدی ہو۔ دل کو نہیں ہوتی ناگوار — اور نیک بات ہو تو سمجھتے ہیں مثل خار

دل ایسے بدشعار و نکے گلخن سے کم نہیں
جنمیں بدی کے شعلے ہیں نیکی کی نم نہیں

دنیا کی شرم۔ دین کا کچھ انکو غم نہیں — صورت میں آدمی ہیں مگر جن سے کم نہیں
خالی ہوا و حرص سے یہ ایک دم نہیں — اس زندگی پہ حیف ندیم ندم نہیں

بیٹھے ہیں چار یار اڑاتے ہیں قہقہے
بوتل بغل میں اور ہیں گلشن میں چہچہے

بغض و نفاق و حرص کا ہر سو رواج ہے — جو پہلے لکھ گئے ہیں وہ سب ظاہر آج ہے
گمراہ جو زیادہ ہے وہ سر کا تاج ہے — دیں کی خبر انہیں ہے نہ دنیا کی لاج ہے

نخوت کی مے کا سر میں بہت کچھ خمار ہے
ان کو نشہ چڑھا ہے کہ شیطاں سوار ہے

خیرات کا تو نام ہی معدوم ہوگیا — دروازوں سے فقیر ہی محروم ہوگیا

بخشش کا گھر بخیلی میں موسوم ہو گیا	ایک اک کے لوح دل پہ یہ مرقوم ہو گیا

خیرات جسکو کہتے ہیں فعل حرام ہے
زر ہو تو رنڈی بھڑووں کے دینے سے نام ہے

غرضیکہ سب بدل گئی دنیا کی رسم وراہ	اُلٹی تمام باتیں ہیں گر کیجئے نگاہ
کیا دور آگیا ہے یہ اللہ کی پناہ	ہے شغل بادہ نوشی کا ہر شام ہر پگاہ

اُلٹی ہی بات کرتے ہیں اُلٹی ہی چال ہے
حیران دیکھ دیکھ کے یہ چھیدی لال ہے

۴۸ نشہ نے گھڑی دیکھی تو معلوم ہوا کہ ایک بجنے کو ہے چلا کر بولا ہماری شادی کا مہورت ساڑھے پانچ بجے کا ہے اور ابھی بعض خاص امور سے فارغ ہونا ہے مہترانیوں کا گانا سُننا برات کا سجنا وغیرہ چند ضروری باتیں درپیش ہیں مشاعرہ ختم کرو ایسا نہو کہ وقت ٹل جائے اور شادی بیچل جائے بھانڈوں نے کہا حضور یہ سب شاعران ذیشان کی روحیں تھیں کہ بھانڈوں کے جسموں میں حلول کر کے اپنی اپنی نصیحت انگیز تصنیفات سُنا گئیں جناب کی بڑی قسمت کہ امیر الشعرا میاں واہیؔ درنیولا بتقریب سیر گلفروشاں حیدر آباد سے دہلی تشریف لائے ہیں مگر مشاعرہ میں شریک نہو سکے رقعہ بھیجا گیا تھا کہ آپ بذات خود تشریف لاکر محفل کو زینت بخشیں جواب آیا کہ بھائی نشہ سے جتنا دُور رہوں اُتنا ہی بہتر ہے خیر اُنکا شہر آشوب پڑھکر مشاعرہ ختم کیا جاتا ہے

شہر آشوب

فلک زمین وملا یک جناب تھی دلّی	بہشت وخلد میں بھی انتخاب تھی دلّی
جواب کا ہیکو تھا لاجواب تھی دلّی	مگر خیال سے دیکھا تو خواب تھی دلّی

پڑی ہیں آنکھیں وہاں جو جگہ تھی نرگس کی

خبر نہیں کہ اُسے کھا گئی نظر کس کی

خدا پرستوں کا شیوہ جفا پرستی ہے
بجائے ابر کرم مفلسی برستی ہے
جو مال مست تھے اب اُنکو فاقہ مستی ہے
تنگ جینے سے ہیں ایسی تنگدستی ہے

غضب میں آئی رعیت بلا میں شہر آیا
یہ پوربیے نہیں آئے خدا کا قہر آیا

زباں سے کہتے ہوئے آئے دین دین لعین
وہ جانتے ہی نہ تھے چیز کیا ہے دین مبین
جو ماتا دین کوئی تھا تو کوئی گنگا دین
کئے ہیں قتل زن اور بچے کیسے کیسے حسین

روا نہ تھا کسی مذہب میں جو وہ کام کیا
غرض وہ کام کیا کام ہی تمام کیا

زمیں کی چال پہ اب آسمان روتا ہے
گدا و شاہ ضعیف اور جوان روتا ہے
ہر اک فراق مکیں میں مکان روتا ہے
غرض یہاں کیلئے اِک جہان روتا ہے

جو کہیئے جوشش طوفاں نہیں کہی جاتی
یہاں تو نوح کی کشتی بھی ڈوب ہی جاتی

یہ وہ جگہ ہے کہ عبرت پہ عبرت آتی ہے
یہ وہ جگہ ہے کہ آفت پہ آفت آتی ہے
یہ وہ جگہ ہے کہ حسرت پہ حسرت آتی ہے
یہ وہ جگہ ہے کہ شامت پہ شامت آتی ہے

یہ وہ جگہ ہے جہاں بیکسی بھی ڈر ڈر جائے

حاشیہ: اگر شہر دہلی کو نشانۂ تیر غضب الٰہی کہا جاوے تو جھوٹ نہیں ہندوؤں کی سلطنت یہاں غارت ہوئی تیمور نے اسکو تاراج کیا نادر نے اسکو قتل کیا احمد شاہ نے اسکو لوٹا سورج مل جاٹ والی بھرتپور محل شاہی کی چھتوں کی چاندی اُکھڑوا کر لیگیا۔ غلام قادر نے شاہ عالم کو نابینا کیا غدر سب فتنوں کا قبلہ گاہ ہوا اب پروردگار سے یہ دعا ہے کہ یہ آفت خاتم الآفات رہے۔"

یہ وہ جگہ ہے اجل خوف کھا کے مر جائے

جہاز ایسا تباہی میں آگیا اپنا — ملا نہ تحتِ ثریٰ تک کہیں پتا اپنا
رہا نہ آہ زمانہ میں آشنا اپنا — بجز خدا کے نہیں کوئی ناخدا اپنا

کسی سے ڈوبے ہوئے ایسے کب نکلتے ہیں
یہاں سے حضرتِ الیاسؑ بچکے چلتے ہیں

پئے محاسبہ پرسش ہے نکتہ دانوں کی — تلاش بہر سیاست ہے خوش زبانوں کی
جو نوکری ہے تو اب یہ ہے نوجوانوں کی — کہ حکم عام ہے بھرتی ہو ڈل خوانوں کی

یہ اہلِ سیف و قلم کا ہو جبکہ حال تباہ
کمال کیوں نہ پھرے دربدر کمال تباہ

کہاں تک آہ لکھوں اس کا حالِ بربادی — کہاں تک آہ لکھوں آسماں کی جلادی
کسی کو قیدِ محن سے نہیں ہے آزادی — کہ داغ داغ ہے دل ہر کوئی ہے فریادی

الٰہی پھر اسے آباد شاد دیکھیں ہم
الٰہی پھر اسے حسبِ مراد دیکھیں ہم

۲۹ یہ پڑھکر بھانڈوں نے عرض کیا لیجئے حضور مشاعرہ برخاست اور انعام کی درخواست ایسا ملے کہ جو ہمیشہ نام رہے چونکہ نشہ رنڈی اور بھانڈوں سے نہایت خوش تھا حکم دیا کہ پاجامۂ غفلت بھانڈوں کو مرحمت ہو اور ازار بندِ بیوقوفی مصیبت جان کو ملے اور انسے کہدو کہ تمہارے لئے اس سے بہتر کوئی انعام تجویز نہیں ہو سکتا۔ یہ چیزیں تمہاری کمائی کا وسیلہ ہیں کیونکہ ناچ رنگ اور ناٹک وغیرہ میں وہی حضرات دولت پھونکتے ہیں جو غافل اور عقل سے خارج ہیں غرض بھانڈ وغیرہ نہایت خوش ہوکر دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہو گئے۔

۴۰ اب نشہ کی اجابت کا وقت آیا۔ مہترانیاں طلب کی گئیں شہر میں دھوم مچ رہی تھی کہ نشہ کی شادی ہے آس پاس کی کل مہترانیاں ڈھولکی لیکر درِ دولت پر حاضر ہوگئیں حاجتِ ضروری اور نشہ سے فراغت پاکر ارشاد فرمایا ہمنے سُنا ہے دہلی کی مہترانیاں گانے والیونکو مات کرتی ہیں اچھا کچھ سُنائیں۔ مہترانیوں نے ڈھولکی پر تھاپ دی اور یہ غزل شروع کی۔

کہانتک ستمگر ستاتا رہیگا	ترا زور اِک روز جاتا رہیگا
دُکھائیگا کوئی کسی کو تو مُسن لے	کہ اُسکو بھی کوئی دُکھاتا رہیگا
جلائیگا گر تو کسی کو تو بے شک	دُھواں اُسکا تجکو رُلاتا رہیگا
اگر تو کسی کو کھلائے گا کھانا	تو داتا تجھے بھی کھلاتا رہیگا
خُدا اُس سے راضی رہیگا ہمیشہ	جو بھنگی کو دیتا دلاتا رہیگا
جو تنخواہ بھی اُسکو معقول دیگا	جو روٹی بھی سوٹی کھلاتا رہیگا
اگر ہلکا ہو گا کبھی اُسکا پھلکا	تو گھر گھر وہ اُسکو دکھاتا رہیگا
نہ ہو ایسا ہلکا کہ لیجائے کوّا	کہانتک وہ کوّے اُڑاتا رہیگا
جو حق اُسکا دیگا کسی مستحق کو	تو حق اُسکو بیشک ہنساتا رہیگا
اگر پائیگا بھنگی حق اپنا پورا	صفائی سے تُم کو رجھاتا رہیگا

۴۱ نشہ نے فرمایا یہ روٹیونکا گیت تمہارے مطلب کا ہے کوئی ایسی چیز گاؤ جو ہمارے مذاق کے مطابق ہو۔ لہذا مفصلۂ ذیل غزل سُنائی گئی۔

ڈبونا اپنا تو دین وایماں شراب خانہ خراب پیکر	بنے گا بیشک اشر سے حیوان شراب خانہ خراب پیکر
یہ سلطنت کو اُجاڑتی ہے یہ بیخ دولت اُکھاڑتی ہے	فقیر بنتی ہے نسل شاہاں شراب خانہ خراب پیکر
بنے ہوئے کو بگاڑتی ہے یہ بیخ افلاس گاڑتی ہے	نہیں ہے حاصل سوائے نقصان شراب خانہ خراب پیکر

کوئی تو رعشہ میں مبتلا ہے کسیکو سرسام ہوگیا ہے　　کسی کو آثارِ دق نمایاں شراب خانہ خراب پیکر

اگرچہ ظاہر میں ہے یہ پانی پہ ہر خرابی کا ہے یہ بانی　　اگر ہو دانا بنے نہ ناداں شراب خانہ خراب پیکر

یہ روزمرہ کا تجربہ ہے یہ بادہ خواروں کا واقعہ ہے　　کہ کھینچے جاتے ہیں سوئے زنداں شراب خانہ خراب پیکر

یہ ہے دعائے غلام خستہ کہ شیشہ مے کا رہے شکستہ　　کوئی نہ ہووے خراب و حیراں شراب خانہ خراب پیکر

۴۲ مہترانیوں کا گانا ہو چکا سب کی سب مستدعی انعام ہوئیں نشہ جو تھیو انکا ہار اپنے گلے سے اُتار کر مہترانیوں کے گلے میں ڈالنے لگا۔ انہوں نے عرض کیا حضور یہ تو آپ ہی کو مبارک رہے ۔ اسپر حکم ہوا کہ سارے شہر کی سوریونکی پلائی اور کالی کچھڑی انکو عطا ہو۔ کھات کیواسطے باغبان خرید لینگے۔ مہترانیاں یہ کہتی ہوئی چلدیں کہ جو کچھ دوگے وہ پاؤگے۔

۴۳ اِسوقت نشہ نے خدمتگاروں کو طلب فرما کر حکم دیا کہ اب برات کی تیاری ہو۔ چنانچہ برات چلنے کو تھی کہ ناداری نے حاضر ہو کر سلام کے بعد عرض کیا حضور دعوت میں بندی کو ایک پتّل بھی عطا نہیں ہوئی نشہ نے کہا کہ تھوڑے عرصہ میں سب اپنا اپنا کام کر کے چلے جائینگے۔ پھر سارے مزے تیرے ہی لئے ہیں یہاں کیا خاک رہیگا جہاں دیکھو ناداری ہی ناداری نظر آئیگی۔ جو بچیگا سب تیری ہی مِلک ہے جلدی کیوں کرتی ہے۔

۴۴ لیجئے برات چلکر رفتہ رفتہ سمدھی کے دروازہ پر جا پہونچی۔ بیماری صحت سے۔ تہمت عزّت سے دولت مصیبت سے۔ یہ دونوں طرف کے احباب ایک دوسرے سے خوب گلے ملے۔ اِتنے میں یکایک ملک الموت (جسطرح لڑتی ہوئی دو چڑیونکو بلی کھا جاتی ہے) ایک ایک کو چٹ کر گیا یہانتک کہ نشہ بھی قبر میں جا اُترا۔ دم کے دم میں چراغ گُل اور محفل غائب

انتہا عیش جہاں کی جو دیکھا چاہے　　بزمِ مستاں پہ ذرا ڈال نظر آخر شب

ضمیمہ اوّل شریفوں کی اولاد

شریفوں کی اولاد بے تربیت ہے — خراب اُنکی حالت بُری اُنکی گت ہے
کسی کو کبوتر اُڑانے کی لت ہے — کسی کو بٹیریں لڑانے کی دھت ہے
چرس اور گانجے پہ شیدا کوئی ہے
مدک اور چنڈو کا رسیا کوئی ہے

سدا گرم انفار سے اُن کی صحبت — ہر اک رندو اوباش سے اُنکی ملت
پڑھنے لکھنے سے ہے اُنہیں دلسے نفرت — مدارس کی تعلیم سے اُن کو وحشت
کمینوں کے جرگہ میں عمریں گنوائیں
اُنہیں گالیاں دیں اور وہی آپ کھائیں

نہ علمی مدارس میں ہیں اُن کو پاتے — نہ شایستہ جلسوں میں ہیں آتے جاتے
نہ میلوں کی رونق ہیں جاکر بڑھاتے — پڑے پھرتے ہیں دیکھتے اور دکھاتے
کتاب اور معلم سے پھرتے ہیں بھاگے
مگر ناچ گانے میں ہیں سب سے آگے

اگر کیجے اُن پاک شہدوں کی گنتی — ہوا جن کے پہلو سے بچکر ہے چلتی
ملی خاک میں جن سے عزت بڑوں کی — مٹی خاندانوں کی جس سے بزرگی
تو یہ جس قدر خانہ برباد ہونگے
وہ سب ان شریفوں کی اولاد ہونگے

ہوئی ان کی بچپن میں یوں پاسبانی — کہ قیدی کی جیسے کٹے زندگانی

لگی ان کو جب کچھ سمجھ بوجھ آنی ‏ — چڑھی بھوت کی طرح سر پر جوانی

بس اب گھر میں دشوار تھمنا ہے انکا
اکھاڑوں میں بے کار رہنا ہے انکا

نشہ میں سدا عشق کے چور ہیں وہ ‏ — صف فوج مژگاں میں محصور ہیں وہ
غم چشم و ابرو میں رنجور ہیں وہ ‏ — بہت ہاتھ سے دل کے مجبور ہیں وہ

جنہوں نے لگائی ہو لو دلربا سے
غرض پھر انہیں کیا رہے ماسوا سے

نہ گالی سے دشنام سے جی چرائیں ‏ — نہ جوتی سے پیزار سے ہچکچائیں
جو میلوں میں جائیں تو لچہ پن دکھائیں ‏ — جو محفل میں بیٹھیں تو فتنے اٹھائیں

لرزتے ہیں اوباش انکی ہنسی سے
گریزاں ہیں عیاش انکی ہنسی سے

کپوتوں کو اپنے اگر بیاہ دیجے ‏ — تو بہوؤں کا بوجھ اپنی گردن پہ لیجے
جو بیٹی کے پیوند کی فکر کیجے ‏ — تو بدراہ ہیں بھانجے اور بھتیجے

یہی جھینکنا کو بہ کو گھر بہ گھر ہے
بہو کا ٹھکانا نہ بیٹی کا بر ہے

ضمیمۂ دویم مذمت شراب

کیا کہوں کیا کیا ستم اے یار کرتی ہے شراب ‏ — رفتہ رفتہ آدمی کو خوار کرتی ہے شراب
میکشی کا ہے نتیجہ شور و شر جنگ و جدال ‏ — سوتے فتنے سینکڑوں بیدار کرتی ہے شراب

آج آفت مال پر توکل ہے صدمہ جان پہ
زندگی اِنسان کی دشوار کرتی ہے شراب

ناشئیں ہیں گریاں ہیں بک ہی ہے جائداد
گھر کے گھر برباد لاکھوں بار کرتی ہی شراب

اہلِ عزت میکشی سے ہوتے ہیں خوار و ذلیل
سچ ہے یہ اقبال کو ادبار کرتی ہے شراب

قلقلِ مینا نہیں بیوجہ لے غافل سمجھ
جڑ ہوں سب عیبوں کی یہ اقرار کرتی ہے شراب

دیتی ہے تکلیف میکش کو جو یہ وقتِ خمار
اپنے بد انجام کا اظہار کرتی ہے شراب

ٹھوکریں کھاکر سنبھل جائیں یہ غفلت چھوڑ دیں
میکشوں کو اسلئے سرشار کرتی ہے شراب

پر نہیں چھٹتی ہے یہ ظالم جہاں منہ سے لگی
توڑیئے توبہ بھی اصرار کرتی ہے شراب

اعتدال اسمیں کہاں بڑھتی ہے افیوں کیطرح
گو دوا بھی ہو مگر بیمار کرتی ہے شراب

فالج و سل لقوہ اور ضعفِ جگر ضعفِ دماغ
جسم میں پیدا بہت آزار کرتی ہے شراب

سڑ چلا ہے پھیپھڑا گو دیکھنے میں ہیں قوی
تندرستوں کو نحیف و زار کرتی ہے شراب

عیب دنیا بھر کے آجاتے ہیں اسکے شغل سے
آدمیت سے مگر بیزار کرتی ہے شراب

آبرو و تندرستی دین و ایماں جان و مال
چھوڑتی کچھ بھی نہیں جب وار کرتی ہی شراب

لطف اسکا ذلت و آزار سے خالی نہیں
جان سے جاتا ہے جسکو پیار کرتی ہے شراب

تھیں ابھی اخلاص کی باتیں کہ جوتا چل گیا
دم کے دم میں یار کو اغیار کرتی ہے شراب

ماں بہن۔ چھوٹے بڑے کا کچھ نہیں رہتا لحاظ
نا سزا نا اہل ناہنجار کرتی ہے شراب

ننگے ہوکر ناچتے ہیں کس مزہ سے بادہ کش
بیحیا بے شرم۔ بد اطوار کرتی ہے شراب

گرتے ہیں اُٹھ اُٹھ کے لڑکے ہیں بجاتے تالیاں
ہائے کیا رسوا سرِ بازار کرتی ہے شراب

دھم سے کیچڑ میں گرے کتّے نے چاٹا آکے منہ
آدمی کی کیسی مٹی خوار کرتی ہے شراب

بے خبر ہونیسے حضرت غم غلط ہوتا نہیں
فکر بڑھ جاتی ہے جب ہشیار کرتی ہے شراب

نام دھرواتی ہے سنواتی ہے لاکھوں پھبتیاں
پاک لوگوں کے یہ کافر سنہ کبھی لگتی نہیں
چھوڑتی جاتی ہیں سب قومیں مگر افسوس ہے
موت جب آتی ہے تب چھٹتے ہیں اپنے حال پر
شوق بیچین آپکو اس ذائقہ سے کیا خبر

کیسے کیسے من چلوں پر وار کرتی ہے شراب
معصیت کار و نکو دل سے پیار کرتی ہے شراب
مومنوں کو آجکل میخوار کرتی ہے شراب
سیکڑوں کو نزع میں ہشیار کرتی ہے شراب
بیخبر دارین سے لے یار کرتی ہے شراب

ضمیمہ سوم ہفت دشمن

سات ہیں یہاں دشمن اپنے آپ کے
ایک تو جو شخص ہو بسیار خوار
دوسرے سست تکبر جو ہوا
تیسرے جو دل چلا نادان ہے
چوتھے ہو جو شاہ دایم محو عیش
پانچویں ہو دوست جو نادان کا
ہے چھٹا وہ جو سدا کھیلے جوا
ساتواں وہ جو شرابی ہو گیا

دوست یہ اپنے نہ بھائی باپ کے
وہ کبھی جینے کا بنجائے شکار
اپنے بیگانوں کے آگے ہے برا
آج زندہ ہے تو کل بیجان ہے
اُسکا دشمن ایکدن ہو اُسکا جیش
وہ کبھی نقصان اُٹھائے جاں کا
بال ہارا اپنا اور رسوا ہوا
اپنے گھر کی خود خرابی ہو گیا

دیکھکر تو بروں کو سیکھہ عبرت
ورنہ تو ہو بروں کی خود صورت

یا مالکُ

پانچواں چمن لاڈ کا بگاڑ

مثنوی

پاسے کی بدی ہے آشکارا	راجہ نل سلطنت سے ہارا
دانا تو کرے کب اسطرف میل	ہارا ہے جوئے کے نام سے بیل

۱ شہر دہلی میں عزیزالنسا بیگم نامی ایک شریف زادی اور اسکی والدہ شرف النسا کاغذی محلہ میں رہتی تھیں۔ دونوں نہایت ناعاقبت اندیش اور پرلے درجہ کی بیوقوف تھیں عزیزالنسا بیگم کا شوہر عرصہ سے شہر دہلی میں املاک چھوڑ کر مرگیا تھا اسکی آمدنی قریب سو روپے ماہوار کے تھی بفراغت گزران ہوتی تھی۔

۲ پڑوس میں ایک مومن خاں پٹھان رہتے تھے اُنکی عمر چالیس سال کی ہوگی۔ مگر حسین تندرست اور زہد تقوے میں بہت درست۔ قلت روزگار کے سبب ایک مکتب میں لڑکے پڑھا کر گزر اوقات کرتے تھے کبھی کبھی حسب ضرورت عزیزالنسا بیگم کی ڈیوڑھی پر کچھہ لکھنے کیلئے بلائے جاتے تھے۔

۳ ایکدفعہ عزیزالنسا بیگم نے ایک مکان پانسو روپے کو بیچنا چاہا۔ خریدار نے یہ ٹھیرایا کہ قبالہ ایک ہزار کا ہو اور اگر حق شفعہ کا دعوے ہو تو مکان کی قیمت ایک ہزار اُس سے وصول کر کے قبالہ اُسکے نام بنوا دیا جائے اور نفع کے پانسو روپے آدھے آدھے بانٹ لئے جائیں چنانچہ مومن خاں صاحب تحریر قبالہ کیلئے طلب ہوئے اور اُنپر پوشیدہ راز ظاہر کیا گیا مومن خان نے

کہا کہ یہ کام مجھ سے نہ ہوگا کسی اور کاتب کو بلا لیجئے میں جھوٹی دستاویز تحریر نہ کرونگا بیگم صاحب تھوڑے سے
سو روپے کیلئے دہوکہ دیکر ایمان کھوتی ہیں اور مالدار ہوکر ایسا کیا چاہتی ہیں تو غریب لوگوں کا
خدا حافظ۔ اس سے بیگم اور اُنکی والدہ از حد لگیں اور خریدار کو بلاکر کہدیا کہ ہم جھوٹا قبالہ نہیں
لکھوائینگے اگر تم کو پانسو روپے دیکر پانسو کا قبالہ لکھوانا ہے تو مکان لیلو ورنہ چپکے ہوجاؤ۔
اور جو تمکو خیال ہے کہ مکان کا اور کوئی خریدار زیادہ قیمت پر ہوگا یہ خیال سراسر خام ہے دیکھتے
نہیں ہو کہ مکان کے بہت قریب بول گاہ ہے اور حویلی کے زیر دیوار کوڑے کی گاڑی کھڑی
ہوتی ہے جسمیں مری ہوئی بلیاں کتے چوہے اور گھونس ڈالے جاتے ہیں اور مہترانیاں انکو بچاکر
نجاست بھی گاڑی میں ڈال جایا کرتی ہیں اس سے مکان میں از حد تعفن رہتا ہے حکام سے بارہا
عرض بھی کیا مگر شنوائی نہیں ہوئی لہذا میں نے مضر صحت سمجھ کر مکان کو علیحدہ کرنا چاہا اور یہ سب تم
سے پہلے پوشیدہ نہیں رکھا پس میرا خیال ہے کہ اور کوئی خریدار پیدا ہونا امر محال ہے اور تمہاری
طرح اگر پیدا بھی ہو تو بھی ہمکو جھوٹی تحریر لکھنی منظور نہیں ۔

۴ شرف النسا اور عزیز النسا بیگم کے دلوں میں مومن خاں کی جگہ ہوگئی کیونکہ شرف النسا نے یہ بھی
کہا تھا کہ آپکو تحریر کا حق دوچند ملیگا مگر قبول نہ کیا۔

۵ اس واقعہ کے چند ماہ بعد مومن خاں کی گھروالی مرگئی۔ شرف النسا کو خیال ہوا کہ عزیز النسا بیگم
مالدار ہے اگر مومن خاں کیساتھ نکاح ہوجائے تو بہت خوب ہو مومن خاں غریب اور شریف ہے اور
عزیز النسا بیگم بے اولاد۔ خدا نے چاہا تو بال بچے والی ہوجائیگی۔ مومن خاں کے پاس پیام بھیجا۔

نوٹ عموماً شہر میں ایسی کارروائیاں ہوا کرتی ہیں اور اس سے اکثر اشخاص دہوکہ کھا جاتے ہیں اور بدمعاش مزے اڑاتے
ہیں۔ علاوہ اسکے شہروں میں اور بڑی چالاکیاں ہوتی ہیں مثلاً مکان گرو رکھا یا بیع کیا پھر نابالغ بچے کی طرف سے نالش کرادی یا زوجہ سے
دعویٰ مہر دائر عدالت کروادیا اور روپیہ بیٹھے لئے اہل معاملہ کو ان امور کا معاملہ سے پہلے خیال رکھنا ضرور ہے۔

چونکہ مومن خاں عقلمند تھے جو ابدیا کہ میں مفلس چار پانچ روپے ماہوار کی آمدنی پر گزارا کسی غریب کی بیٹی کیساتھ نکاح کرونگا۔ عزیز النسا بیگم امیر ہیں میرے ساتھ اُنکا نباہ دشوار۔ لیکن مقدر سے کئی مہینے بعد مومن خاں راضی ہو گئے اور نکاح ہو کر دونوں میاں بیوی بہت خوشی کیساتھ رہنے سہنے لگے

۶ ایک برس کے بعد مومن خاں کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اُسکا نام سلطان خاں رکھا۔ دوسرے سال لڑکی ہوئی اُسکا نام کریم النسا۔

۷ لڑکی کیوقت عزیز النسا بیگم کو دائی دودھ پلائی کی ضرورت ہوئی۔

۸ مومن خاں کی بہن عمدۃ النسا اپنے خاوند پنشن خوار رفعدار کیساتھ فرخ نگر میں رہتی تھی اور اُسکی ایک لڑکی انہی دنوں میں مر چکی تھی۔ مومن خاں نے اُسے طلب کر لیا۔

۹ عمدۃ النسا تشریف تو لے آئیں مگر رہنا قبول نہ کیا اور یہ کہا مومن خاں تو میرا چھوٹا بھائی ہے میں تیرے گھر دودھ پلانے پر رہ نہیں سکتی اگر لڑکی مجکو دیدو اور میں گھر لیجا کر اُسکی پرورش کر لوں تو مضایقہ نہیں غرض بعد قیل وقال کریم النسا عمدۃ النسا کے حوالہ ہوئی اور وہ اُسکو فرخ نگر لیگئی ؎

۱۰ لڑکا عزیز النسا کے پاس لاڈ میں بگڑ تا رہا اور لڑکی عمدۃ النسا کے ہاں ادب قاعدے سے تربیت پاتی رہی

۱۱ یہاں سلطان خاں کیواسطے ایک ٹٹو خریدا گیا اور دو لڑکے ہم عمر ایک خدمت کیواسطے دوسرا گھوڑے کی سائیسی کیلئے نوکر رکھا گیا اور کریم النسا پڑھنا اور سینا پرونا سیکھتی رہی۔ سلطان خاں اس سے لڑا اُس سے بھڑا نہ پڑھنا نہ لکھنا۔ ٹٹو پر سوار اور کوچہ و بازار میں پھرنے سے سروکار

۱۲ مومن خاں نے عزیز النسا بیگم سے کہا کہ اب لڑکا بڑا ہو گیا ہے اسکو تعلیم و تربیت ہونی چاہیے۔ تاکہ اور بڑا ہو کر شریفوں میں گنا جائے اور کچھ معاش بھی پیدا کر سکے جواب ملا ابھی لڑکے کی عمر ہی کیا ہے کھانے کو بہت کچھ موجود ہے کھایا بھی نہیں جائیگا شرف النسا کہنے لگی کہ خانصاحب آپ دخیل نہوں لڑکی آپکی بہن کے سپرد کر دی اُسکا تمکو اختیار ہے جیسی مرضی ہو تربیت دو سلطان خاں تو

آکہر سپاہی بنے گا۔ شہر و نیکے بچّوں نے کبھی تعلیم پائی ہے۔ یہ گانے کے ہی بچھیڑے ہیں کہ گاڑی میں جوت لو ہل میں چلاؤ۔ مومن خاں یہ کہکر اُٹھ گیا کہ قربان تمہارے منطق پڑھے پدر آفرین ایسے خیالات پہ

۱۳ سلطان خاں شرارت کے کھیلوں میں دن دُگنا رات چوگنا ہوتا چلا اور کریم النسا قریب نصف قرآن شریف کے حفظ کر چکی۔

۱۴ ایکدن شب برات کے موقع پر عمدۃ النسا مع کریم النسا بھائی کے ہاں مہمان آئیں اور دیکھا کہ سلطان خاں بات بات میں ہٹ کر رہا ہے اور ماں نانی اُسکی ہٹوں کو پورا کر رہی ہیں۔ عمدۃ النسا کو یہ بہت بُرا معلوم ہوا اُسوقت کریم النسا قریب بارہ برس کے ہوگی سلطان خاں تو اُس سے بڑا ہی تھا پھپھی کو نہ سلام کیا نہ خیریت پوچھی اور جو عزیز النسا نے کہا پھپھی کو سلام تو کر لے بولا سلام کرے میری بلا تم کو غرض ہو تو تم اُسکے پیر دھو پیو لیکن کریم النسا گھر میں داخل ہوتے ہی عزیز النسا بیگم اور شرف النسا سے بلکہ ماما تک سے جھکا کر آداب بجا لائی اور سلطان بھائی سے کہا بھیا سلام اچھے ہو مگر سلطان کچھ نہ بولا باہر جا سکو کسوا باز جلدیا

۱۵ عمدۃ النسا نے مومن خاں سے کہا کہ بھیا لڑکا تو خوب بیت پا رہا ہے کیا تمہاری کچھ نہیں چلتی۔ ابھی تو صغیرسن ہے بڑا ہوگا تو پھر سنبھالا نہ سنبھلیگا کیا عجب کبھی خون کر ڈالے بھائی جان ابھی تو درست ہو سکتا ہے ؏

شاخ تر جھکتی ہے جھکانے سے	پر نہیں جھکتی سوکھ جانے سے
خوردی میں جو کوئی نہ پائے صلاح	کیا بزرگی میں اُس سے آئے فلاح

مومن خاں نے کہا کہ بہن کیا کہوں میری تو کوئی سُنتا نہیں نانی نواسہ کو بگاڑ رہی ہے اور اُسکی بیٹی اُسکی راہ پر ہے۔ تم کچھ اپنے طور پر سمجھا سکو تو بہتر ہے ورنہ لڑکا تو بگڑ ہی چکا ہے۔

۱۶ عمدۃ النسا نے خیال کیا کہ اگر کریم النسا یہاں رہی تو بگڑ کر بھائی کے ڈھنگ سیکھیگی ارادہ کیا کہ سلطان کی تربیت کے باب میں کچھ کہہ سنکر کریم النسا کو ساتھ لے شب برات سے پہلے فرخ نگر چلی جاؤں

۱۷ عمدۃ النسا نے شرف النسا سے کہا کہ تمہارا نواسہ تو نہایت ہی ابتر ہے کیا تمنے ایسا ہی ادب اپنے

والدین سے سیکھا تھا۔ اِسپر شرف النسا جھنجلا کر بولی کہ بی آتے دیر نہیں ہوئی کل تشریف لائی ہو ابھی سے بھائی کیطرح لڑکے کی شکایت کرنے لگیں تم مہربانی کرو ہمارے سر ماتھے پر مگر لڑکے کی خوشی کے حارج مت ہو عمدۃ النسا کو یہ گفتگو بری معلوم ہوئی لیکن کچھہ کہہ نہ سکی دم بخود رہ گئی۔

۱۸ دوسرے دن سہ پہر کیوقت شرف النسا نے پاس پڑوس کے لڑکوں سے کہا کہ آج سلطان آتشبازی چھوڑیگا تم سب آکر تماشہ دیکھنا اور آمامی واحد لعین سے جو سب لڑکوں میں بڑا تھا یہ کہا کہ بدہو دھوبی کا گدہا جو کھلا پھرتا ہے تم اسکو باندہ رکھنا ہمارا نواسہ نیا تماشہ دکھلائیگا۔

۱۹ آمامی نے کہا بہت اچھا بی گدہے کو پکڑ کر باندہ رکھونگا۔ چراغ جلے سلطان نے آتشبازی چھوڑنی شروع کی آخر میں ایک لمبی قلم لوہے کے تار میں باندہکر گدہے کی دُم سے جکڑ دی اور فلیتہ لگا دیا گدہا پھوں پھوں کرتا دولتیاں جھاڑتا ہوا مکان کے صحن میں چکر کھانے لگا اور پانی کے مٹکے توڑ ڈالے اور پھر باہر نکلکر کوڑیا پُل کی راہ لی محلہ کے تمام لڑکے ساتھ ہو گئے اُسطرف سے ایک کرانی بگی پر سوار آرہا تھا گھوڑا بدکا منہ کے بل صاحب گرے اور لڑکوں کی اچھی طرح خبر لی مگر لڑکے بھاگ کر اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے

۲۰ عمدۃ النسا یہ حال دیکھکر دنگ رہ گئی اور مومن خاں سے کہا کہ بھائی مجھے رخصت دلوا دو گدہے نے معلوم نہیں اور کیا کیا فتور کئے ہونگے۔ مومن خاں نے کہا کہ میری رائے میں تمہارا واپس جانا ضرور ہے مگر بدون اجازت عزیز النسا مناسب معلوم نہیں ہوتا سو سنگ آمد و سخت آمد کا معاملہ ہے اگر اجازت دیں چلی جانا۔

۲۱ عمدۃ النسا نے عزیز النسا بیگم اور انکی والدہ سے رخصت مانگی دونوں سُنکر بہت بگڑیں اور آخر میں بولیں

شرف النسا: بی عمدۃ النسا تم بدون تہوار منائے فرخ نگر جانے کیواسطے کیوں رخصت چاہتی ہو۔

عمدۃ النسا: بی خدا جانے گدھے نے کیا آفت مچائی ہوگی نہ معلوم کس کس کی ڈولی تھانہ والے عدالت میں لیجائیں ؟!

شرف النسا: بی عمدۃ النسا تم تو بڑی ڈرپوک ہو ہمارے شہر میں تو ہر سال دس بیس ایسے

حادثے ہوجایا کرتے ہیں کوئی شہر چھوڑ کر چلا نہیں جاتا پچھلے ہی سال سید حسن رسول نما کے میلہ پر کئی آدمی زخمی ہوئے مگر تہوار بند نہیں ہوا ابی اس شہر کا یہ برا دستور پڑگیا ہے کہ لڑکا چاہے بگڑے چاہے سنورے اسکا کہا ٹالنا روا نہیں رکھتے اور اپنی رسم نہیں چھوڑتے اس شہر میں آئے دن میلے ٹھیلے ہوتے ہیں

رباعی

گو ہند نصیب سے مصیبت جھیلے	ہوں قحط کے مفلسی کے ہم پہ ریلے
لیکن یہ غضب ہے ہر مہینے کے یاں	ہوتے ہیں جو تیس دن تو چونسٹھ میلے

عمدۃ النساء اب میں دونوں کی خدمت میں ہاتھ جوڑ کر عرض کرتی ہوں کہ آپ اب تو مجکو رخصت فرمائیں پھر کبھی بندی بسر و چشم حاضر ہو جائیگی!!

شرف النساء میں تو رخصت دیتی نہیں ہوں ہمکو ناراض کر کے جانا چاہو تو چلی جاؤ تم کو اختیار ہے!!

چونکہ عمدۃ النساء غریب مہذب اور خوداندار تھی شرف النساء سے یوں مخاطب ہوئی اپنے شہر کی جو حالت تمنے بیان کی اسپر مجکو ہنسی آتی ہے اگر اس شہر کے سارے آدمی اور عورتیں اپنے بچوں کی پرورش اسی طرح کرتے ہیں جسطرح تم کر رہی ہو اور انکی تعلیم و تربیت کا بھی یہی طریق ہے جو تمنے اختیار کیا ہے تو اس سے ہم گنوار بھلے کہ ہماری خواہشیں اور حتیاجیں سب محدود ہیں اور ان شرارتوں کے کھیلوں سے جن میں آدمیوں اور جانوروں کی جانیں تلف ہونیکا احتمال ہے بالکل ناواقف ہیں بھلا میں تم سے دریافت کرتی ہوں کہ شب برات کے روز آتشبازی چھوڑنے کا قرآن میں کہاں ذکر آیا ہے جو لوگوں نے یہ دستور تہوار منانے کا اختیار کر لیا ہے رسول نے کہاں حکم دیا ہے کہ اس روز آتشبازی چھوڑی جائے اور مسلمان اپنی جانوں کو خطرے میں ڈالیں تو بیٹر یا ہیال ہے اس سے تنفر بہتر ہے اور آتشبازی کا چھوڑنا تو الگ رہا یہ کس کا حکم ہے کہ گدھے کی دم میں قلم باندھی جائے اور وہ بیچارا بھاگتا پھرے اور لڑکے اسکی ان حرکتوں سے خوش ہوں ہمارے ہاں تو بچوں نے دو چار پٹاخے اور ایک آدھ پھلجھڑی چھوڑ دی خدا ان کھیلوں سے محفوظ

سکے جہاں تمہارے شہر کا سا دستور ہو وہاں عقلمند کو تو اپنے بچونکو کبھی نہ چھوڑنا چاہیئے۔ تمکو
چاہیئے کہ سلطان کو ان کھیلوں سے باز رکھو اور اُسکی طبیعت کو پڑھنے لکھنے کی طرف
راغب کرو کیا سپاہی پیشہ آدمیوں کے واسطے پڑھنے لکھنے کی ممانعت ہے مسلمان کسی
پیشہ کا آدمی ہو اُسکے واسطے فرض ہے کہ اپنے مذہب کے ارکان جانے اور روزہ نماز کا
پابند ہو۔ مذہب کی یہ ساری باتیں پڑھے لکھے بغیر کیونکر آسکتی ہیں اور جو بدعتیں پھیل
گئی ہیں اُنسے کیونکر بچیں۔

۲۲ یہ باتیں ختم نہونے پائی تھیں کہ دروازہ پر بدّہو دھوبی نے غُل مچایا معلوم ہوا
کہ جب اُسنے لڑکونسے گدھے کا سُراغ پوچھا تھا تو آمامی کو ہنسی آگئی اُسپر بدّہو آمامی
کے سر ہو گیا۔ آمامی نے گدھے کا حال مفصل طور پر دھوبی کو کہہ سُنایا وہ یہ سُنکر سیدھا
ڈیوڑہی پر آکر شور مچانے لگا۔

۲۳ مومن خاں نے گھر سے نکلکر چپکے سے پانچ روپے بدّہو کے ہاتھ میں رکھے اور منت سماجت
کرکے پیچھا چھوڑا لیا۔

۲۴ چار روز کے بعد اُردو اخبار میں چھپا کہ ایک گدھے کی دُم میں کسی نے آتشبازی کی قلم باندھ
کر چھوڑ دیا تھا جس سے ایک کرانی کی ٹنڈم اُلٹی اور وہ پائے والونمیں جاکر ایک آتشباز
کی دُکان میں گھُس گیا آگ لگی گدھے اور دُکان کا شعلہ ہو گیا اُس اخبار میں کوتوالی کا
اشتہار اس مضمون کا چھپا کہ جو یہ ثابت کر دے کہ گدھے کی دُم میں آتشبازی باندہکر
کسنے چھوڑا تھا تو اُسکو پندرہ روپے انعام ملینگے۔

۲۵ محلہ والے اس امر سے خوب واقف تھے اور اکثر محلہ والونکے ملاحظہ سے اخبار بھی
گزرا مگر واہ رے زمانے ایک نے بھی رپورٹ نہ کی اور کوئی بھی مستغیث نہ ہوا۔ آج کل کا

زمانہ ہوتا تو مومن خاں کے رشتہ داروں میں سے کوئی نہ کوئی مخبری کر کے سارے گھر کو پھنسوا دیتا

۲۶ مومن خاں نے عزیز النسا بیگم سے کہا کہ اب تہوار ہو چکا بہتر ہے کہ بہن کو مع کریم النسا رخصت دیدو کہ فرخ نگر چلی جاویں۔ غرض عزیز النسا بیگم نے مومن خاں کا کہا منظور کر کے اُنکو رخصت کر دیا۔

۲۷ عمارۃ النسا نے ایک ہفتہ بعد فرخ نگر سے خط بھیجا اُسکا یہ مضمون تھا۔ بھائی مومن خاں بعد دعا کے معلوم کرنا میں خیریت سے فرخ نگر پہونچی اور سب کو آرام سے پایا سُلطان کی واہیات حرکتوں سے دل ایسا متوحش رہا کہ جس خاص مطلب کے لئے میں گئی تھی اُسکا تمسے مطلق ذکر نہ کیا وہ امر تھا کہ وفعدار صاحب کا منشا ہے کہ کریم النسا محسن خاں کے ساتھ منسوب ہو جائے۔ تمنے تو اُسے دیکھا ہے چھہ برس ہوئے کہ جب میں دہلی آئی تھی وہ ساتھ تھا جسکی عمر اُسوقت چودہ سال کی تھی اور تمکو یاد ہوگا کہ میں نے ذکر بھی کیا تھا کہ یہ وفعدار صاحب کے چھوٹے بھائی کا لڑکا ہے اور اُسکے والدین کے مرجانے کے بعد اُسکی پرورش اور تعلیم ہمارے ذمہ ہوگئی تھی۔ یقین ہے کہ یہ باتیں تمکو یاد ہونگی۔ ماشا اللہ خوبصورت اور باعلم ہے وفعدار صاحب نے اپنے رسالہ کے اجیٹن صاحب سے ملاقات کرا کر رسالہ میں بھرتی کرا دیا ہے صاحب ممدوح نے اُسکو رسالہ میں بزمرۂ منشی گری مقرر کر لیا ہے وفعدار صاحب کی یہ رائے ہے کہ اُنکی شادی شرعی ہو سو تم اپنی زوجہ سے صلاح کر کے جیسی اُنکی رائے ہو اُس سے مجکو مطلع کرنا۔ مومن خاں نے یہ خط عزیز النسا بیگم کو دکھلایا اور کہا کہ اس سے بہتر رشتہ اور سمجھ میں نہیں آتا۔ محسن خاں کو میں نے دیکھا تھا اور میں نے سُنا بھی ہے کہ لڑکا چال چلن کا نیک ہے اور درباب شرعی بیاہ کے میں سمجھتا ہوں کہ باجے گاجے میں خرچ کرنا فضول ہے عزیز النسا بیگم اور اُنکی والدہ نے کہا کہ ہمنے ساری عمر لوگوں کے ہاں کے جتنے

کھائے اور ہمارے بچہ نے ناچ تماشے دیکھے پھر کریم النسا کی شادی میں اگر عوض نہ دیا جائے تو نکٹی ہوگی اسپر تومن خاں نے کہا کہ یہ سب درست سلطان خاں کی شادی میں سب کچھ کر لینا مگر کریم النسا کی شادی تو عمدۃ النسا کی مرضی کے موافق ہونے دو اور جو تم رواجی بیاہ میں خرچ کرنا چاہتی ہو وہ کریم النسا کو نقد دیکر جائداد خرید وادینا القصہ عزیز النسا راضی ہوگئی۔ مگر یہ کہا کہ ایک ہزار روپے میں نقد دونگی لیکن شادی دہلی میں نہو فرخ نگر میں ہو ہم سب وہیں جاکر شادی کرائینگے۔ اب خط کا جواب لکھدیا گیا چند ماہ کے بعد کریم النسا کی شادی محسن خاں کے ساتھ فرخ نگر میں شرعی طور سے ہوگئی صرف دوسو روپے خرچ ہوئے اور دفعدار صاحب نے اپنے پاس سے دو ہزار روپے ملاکر گانو کے بسوہ خرید دئے۔ اس سے معقول آمدنی کا صیغہ ہوگیا

۲۸ اس واقعہ کے کئی برس بعد غدر ہوگیا کاغذی محلہ کے مکانات مسمار ہوگئے آمدنی کم ہوگئی کچھ تھوڑی املاک کلاں مسجد کے قریب میں بچ رہی وہاں ہی جا رہے اور وہیں تومن خاں نے بخار کی بیماری میں انتقال کیا سلطان خاں کو جو کچھ ڈر خوف تھا وہ بھی جاتا رہا کرایہ جو کچھ باقی رہگیا تھا وہ سلطان خود وصول کرنے لگا۔

۲۹ اب مردانہ میں کھلم کھلا بھنگ گھٹنے لگی اور چرس کے سلفے اڑنے لگے سلطان نے قماربازی شروع کردی جو چیز ملی گرو رکھدی اور ہار آئے اور جو روپیہ ہتے چڑھا جوئے کی بھینٹ ہوا ماسے نانی سے کوئی دن لڑائی بھڑائی دنگہ فساد گالی گلوج مار پیٹ ہوئے بغیر خالی نہ جاتا تھا اسمیں ایک سال گزر گیا اور لڑکے کے ہاتھ سے دونو کا دم ناک میں آگیا۔

۳۰ ایکدن عزیز النسا بیگم نے سلطان خاں سے کہا کہ بیٹا جیسا جینے کیا ویسا پایا خانصاحب کا کہنا مانتی تو تجکو پڑھاتی لکھاتی شعور سکھاتی آج تو روزگار کے سر ہو جاتا تجکو لاڈ میں پالا اپنی جان کو وبال میں ڈالا۔ ارے اب تو تو بالغ ہے تجکو اپنی عقل چاہیئے تجھے اپنی بہن کریم النسا

تو دیکھکر شرم نہیں آتی دیکھہ وہ لکھی پڑہی ہے موّدب ہے اپنی سُسرال میں سب کی پیاری ہے
تو اپنے چہرہ کو آئینہ میں تو دیکھہ تجکو دیکھکر کون اشراف کہیگا۔ چل میرے گھر سے نکل خبردار جو
پھر آیا ورنہ تو اپنے بہنوئی کے آگرہ چلا جا تجکو سوار ونہیں رکھوا دیگا مگر شرط یہ ہے کہ تو یکلخت
قمار بازی بھنگ چرس ترک کر دے تیرا تجکو اعتبار نہیں تو تجکو دوں مبادا جوئے میں جھونکدے
ایک آدمی تیرے ساتھہ کر دونگی وہ تجکو کھلا پلا کر آگرہ پہونچا آئیگا۔ لیکن میں اب تجکو اس گھر
میں گھسنے نہیں دونگی چل باہر ہو آگرہ جانا منظور ہو تو کہلا بھیجنا بندوبست کرا دونگی۔
سُلطان خاں نے یہ سُنکر سارا حال اپنے یار غارونکو کہہ سُنایا۔

۳۱ کسی یار نے کہا کہ بھائی تیری والدہ تیرے بھلے کی کہتی ہے ہم لوگونکی صحبت میں رکہا ہی
کیا ہے چھوڑ کر چال چلن درست کر اور آگرہ چلدے اچھا موقع تیری بھلائی کا ہے بعض نے کہا
واہ رے الّو عورتونکی دھمکی میں آگیا ارے ایک دو دھولوں سے عورتیں درست ہو جایا کرتی ہیں
ایک نے کہا وہ گھر تیرے باپ کا ہے اور تجکو چڑیلوں نے نکالدیا اچھے پٹھان کا بیٹا ہے جو
عورتونکی دھمکی میں آگیا۔ الغرض سُلطان بھر سے پہ چڑھکر اپنے گھر آیا۔

۳۲ شام کا وقت تھا سُلطان خاں چرس کا دم لگائے گھر میں آ گھسا عزیز النسا نے کہا کیا تو
اب آگرہ جانے پر راضی ہوگیا جو گھر کا رُخ کیا۔ سلطان خاں بڑی بے ادبی سے بولا کہ یہ میرے باپ کا
گھر مجکو آگرہ بھیجنے والا یا اس گھر سے نکالنے والا کون ہے اسپر عزیز النسا نے اُٹھکر سُلطان خاں کے
سر پر ایک دھول ماری اور کہا تیرے باپ کا گھر درست۔ مگر تو بد چلن جواری گھر کا مال تیر کرنے والا
میں جبتک زندہ ہوں میں مالک ہوں بعد میری وفات کے البتّہ تو مالک ہے چل نکل اسپر
سُلطان نے مگدر اُٹھاکر والدہ کے سر پر مارا اُسکا بھیجا نکل پڑا۔ نانی نے دروازہ کے باہر آکر
غُل مچایا۔ محلّہ والے اکٹھے ہوگئے اور سُلطان کو بہ مشکل گرفتار کر کے کوتوالی کو بھیجا۔

بھول مت مال پر جو ہے حاصل — کیا عجب ایک دن وہ ہو زائل
کیسۂ سیم و زر ہو سب خالی — کیسۂ پیشہ ور ہو کب خالی
کیا خبر ہے کہ گردشِ گیہاں — کبھی پردیس میں کرے حیراں
پیشہ پر دسترس جو ہے پاتا — دستِ حاجت نہیں ہے پھیلاتا
مار کھا کر بڑوں کی بچپن میں — دولتیں ہوں وصول ہر فن میں
جورِ اُستاد جو نہیں سہتا — دستِ دوراں سے خوش نہیں رہتا
رکھ تو اچھی طرح سے اپنا پسر — تا نہ ہو وہ کسی کا دست نگر
جو نہیں اپنے طفل کا غمخوار — لوگ غمخوار بنکے کرتے ہیں خوار
رکھ اُسے ہمنشین پڑھے لکھاو — تا کہ ملکر اُسے کرے نہ تباہ
جبکہ رندوں کے ساتھ بیٹھے پسر — چاہیئے ہاتھ دھو لے اُس سے پدر

ضمیمۂ دوم اشراف

رہو جاہل اگر قصور معاف — کوئی سمجھے نہ آپ کو اشراف
بہتر اشراف سے ہے وہ کم ذات — جو کہ ہو اہل علم و نیک صفات
جو کہ ہے پاک اصل و بے جوہر — وہ کمینے سے ہو گیا بدتر
پڑھنے لکھنے سے ساری عزت ہے — مال سے بڑھ کے ہاں یہ دولت ہے
کام سیکھو اسی میں عزت ہے — کچھ ہنر آئے بس غنیمت ہے
ہاتھ کا بھی کوئی ہنر سیکھو — گو نہ ہو احتیاج پر سیکھو
گر رہا بے ہنر تو کچھ نہ کیا — ہو سکے نکما جیا تو خاک جیا

یا مالک

دوسرا حصہ

چھٹا چمن دھرما بائی کی فلاسفی

غزل

اِسقدر نااتفاقی کی ہے کثرت آجکل
قوم کی کرنے لگی ہے قوم غیبت[1] آجکل

حوصلہ جاتا رہا۔ ہے پست ہمت آجکل
لایقِ عبرت ہے بیشک اپنی حالت آجکل

ہو رہی ہے نوکری عنقا[3] کیصورت آجکل
وائے حسرت۔ ہے شریفوں پر مصیبت آجکل

دُور کر دو لوحِ دل سے ہمدمو۔ حرفِ نفاق
دیکھ لو کیا بیشتر تھی۔ کیا ہے عزت آجکل

وہ بھی دن ہیں یاد۔ ہم بھی تھے کبھی اقبالمند
یہ بھی دن آئے رہا کرتی ہے غیبت[5] آجکل

متفق ہوجائے رائے اہلِ دنیا اے خدا
ہے بہت نااتفاقی کی شکایت آجکل

۱ دہلی میں ایک مہاجن رئیس رائے بہادر گلاب سنگھ صاحب کا خاندان نہایت مشہور تھا۔ رائے صاحب کے بیکنٹھ باشی ہونیکے بعد اُنکی گھروالی دھرما بائی زندہ رہی۔ یہ عورت بڑی پنڈتائن اور عقیلہ تھی۔ اسکی بیٹی کا نام رُکما بائی تھا اور بیٹے کا رتن چند۔ جوتی سروپ۔ رُکما بائی کا دوازدہ سالہ بیٹا لاہور بورڈنگ سکول میں زیرِ تعلیم تھا۔ رتن چند کے دو بیٹے تھے ایک راجہ جو نو سال کا اور دوسرا باسدیو پانچ برس کا۔ یہ دونوں گھر کی مکتب میں تعلیم پاتے تھے۔ دھرما بائی کو کوئی اماجی کہا کرتا تھا کوئی نانی جی۔

۲ رتن چند کی گھروالی نانک دیبی (عرف نانکی) نہایت بدخلق بیوقوف تُرشرو اور ناعاقبت اندیش تھی

[1] چغلی ۱۲ [2] خوف ۱۲ [3] کمیاب ۱۲ [4] [illegible] ۱۲ [5] چغلی ۱۲ [6] [illegible] [7] [illegible] [8] [illegible] [9] [illegible]

۳ اِس خاندان میں بھاگرام مشٹر رسوئیہ کھانا پکانے کیلئے اور دو کہار دیا رام اور سیا رام اور ایک کہاری مسماۃ شرو خدمت کیلئے مامور تھے۔ مگر ان نیک نیت نمک حلال اور ایماندار ملازموں کے علاوہ بسنتا پنہیارہ ٹبراہیم دھوبی اور رہٹ گو آدمی تھا سندری کہاری اور ببرجو کہاری جسکی دکان سے برتن آتے تھے دھرمابائی کے پاس اکثر آیا کرتی تھیں گو یہ دونوں نوکر نہ تھیں مگر انعام اکرام میں اچھی رقم حاصل کر لیتی تھیں عشرت اور برکت نھنّھی خاکروبن کی دو بیٹیاں یہاں کی حلالخوریاں مقرر تھیں

۴ دھرمابائی کا قاعدہ تھا کہ منہ اندھیرے ضروریات سے فارغ ہوئی اور نوکروں کو آواز دیکر اپنے اپنے کام میں مصروف ہونیکی تاکید کی اور آپ ٹھاکر جی والی کوٹھری میں مالا ہاتھ میں لیکر رام نام جپنے لگی۔

۵ اگر موسم سرما ہوا تو ایک نوکر نے پہلے انگیٹھی لاکر سامنے رکھدی دوسرا چائے کی پیالی لے آیا۔ اور گرمی کی فصل ہوئی تو برف سے ٹھنڈا کیا ہوا شربت حاضر کیا گیا۔ بڑھیا نے نہایت نرمی کیساتھ سب سے رات کی خیر و عافیت دریافت کی اور اپنے کام میں مشغول ہو گئی۔

۶ ایکدن سیا رام سے کہا کہ بیٹیا تو رات کو بہت کھانستا رہا۔ خبردار جو کھٹائی مٹھائی یا دودھ دہی کو ہاتھ لگایا۔ ارے تھوڑی سی گاوزبان اور مصری رات کو سوتے وقت پی جائیو۔ ترشی کا پرہیز رکھا تو تیری کھانسی تین روز میں جاتی رہیگی۔ پھر رسوئیہ کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ بھاگرام جی دیکھنا یہ دوا یاد کر کے پلوا دینا ایسا نہو کہ تم کام کاج میں بھول جاؤ۔

رسوئیہ مشٹر جی "میں خود دوا بنا کر پلا دونگا۔ اس میں بھولنے کی بات ہی کیا ہے ہم تو نوکر ہیں نوکروں کی پشتک میں بھول کا بول ہی نہونا چاہیئے"

بڑھیا "بھاگرام جی یہ تم مجھکو کانٹوں میں گھسیٹتے ہو مہاراج تم تو برہمن دیوتا ہو۔ یہ اور بات ہے کہ روٹی پکاتے ہو کھانا اور تنخواہ پاتے ہو۔ ایشور تمہارا رزق ہمارے ہاتھ سے دلواتا ہے اسپر کوئی گھمنڈ نہ کرے کہ میں کسی کو کچھ دیتا ہوں بھاگرام جی آج کل کے زمانہ میں مالک یہ سمجھا کرتے ہیں کہ نوکروں

ہم موقوف کر دینگے تو بھوکوں کے مارے مر جائیگا یہ نہیں جانتے کہ جسنے اُسے اتنے دنوں رزق دیا ہے وہی اب بھی دیگا یا کسی کی معرفت دلوادیگا۔ اِسیطرح نوکر کا یہ خیال غلط ہے کہ میرے نوکری چھوڑ دینے سے مالک کو تکلیف کا سامنا ہوگا کیونکہ مالک نے گزشتہ حصۂ عمر میں حسبِ ضرورت کوئی نہ کوئی نوکر ضرور رکھا ہوگا۔ مگر یہ بات مانی ہوئی ہے کہ جو آدمی لگا لگایا روزگار بے سبب چھوڑ دیتا ہے اُسے بہت دنوں تک بے روزگاری کی تکلیف بھگتنی پڑتی ہے اور مالک اچھے نوکر کو خفیف علت[۵۱] میں موقوف کر دینے کے باعث نقصان اُٹھاتا ہے اِس سے ثابت ہوا کہ نوکر اور مالک دونوں کی یہ حرکتیں ایشور کو پسند نہیں ہیں اِسی لئے مشکل کشائی[۵۲] میں تاخیر[۵۳] ہوتی ہے"

۸ بھاگ رام:- آباجی میرا بھائی لال سنگھ گھنشام داس پنساری کے یہاں نوکر ہے گھنشام داس کی گھر والی ایسی لڑاکو ہے کہ نوکروں سے ہر دم جھگڑے ٹنٹے رکھتی ہے لال سنگھ مجھسے کہتا تھا کہ بھائی کوئی جگہ ہو تو بتاؤ۔ میں نے کہا کہ کیا تو اُس نوکری سے اُکتا گیا کیونکہ ماجی میں تو سب سرکاروں کو اپنی سرکار کیطرح خیال کرتا ہوں کہ دن عید رات شب برات نہ کسی نوکر کی طرفداری نہ کسی سے پرخاش۔ لیکن آباجی ایشور آپکی عمر میں برکت دے اور رہیں عزت کیساتھ آپ سے پہلے جہان سے اُٹھا لے جب نانکی کی عملداری ہوگی تو ضرور طوفان برپا ہوگا اور اِس خاندان کے ہرے بھرے گلشن میں خزاں اپنا ڈیرہ ڈالدیگی بڑھیا وہ ارے نہیں جب میں مر جاؤنگی سارا بوجھ نانکی پر آپڑیگا آپ سید ہی ہوجائیگی اب تو بچھڑا کھونٹے کے بل کو د رہا ہے۔ ہاں یہ تو کہو کہ پھر لال سنگھ نے کیا جواب دیا"

بھاگ رام:- اُس نے یہ کہا کہ اجتنک تو جسطرح ہو سکا گزر کرتا رہا مگر اب معاملہ حد کو پہونچگیا ہے اگر کہیں اور نوکری نہ ملی تو ہم گھر چلے جائینگے کھیتی کر کھائینگے میں نے کہا کچھ وہاں کا حال تو بتا اُسنے جواب دیا کہ بھائی بھاگ رام جی مالکوں کی بدگوئی نوکروں کا دھرم نہیں ہے میں جبتک اُنکا نوکر ہوں وہ میرے مالک ہیں گو کیسے ہی بدمزاج اور بدخلق ہوں اُس سے مجکو کچھ سروکار

ہیں میں تو اِس شعر پر چلتا ہوں اور نوکری چھوڑے دیتا ہوں ؎

عدمتی کا قدرداں آقا کو ہونا چاہیئے		جو شجر ہو بار ور ہاں اُسکو ہونا چاہیئے

الہ گہنشام داس کی خوش مزاجی اور شرافت میں شک نہیں لیکن اُسکی جورو کی بدمزاجی ہرگز نہیں سہی جاتی ؎

دولت کونین حاصل ہو تو اُٹھے لات مار		پھر نہیں لگتا ہے جی جس جا سے ہوتا ہے اُچاٹ

اتاجی لال سنگھہ اتنی کہہ کر چلا گیا - اب آپ فرمائیں کہ میں اُسکو کہاں چپکا دوں ؟

بڑھیا " لال سنگھہ کو نوکریاں بہت اُسکا ضامن کون ہوگا "

بھاگرام " وہ میرا ماموں زاد بھائی اور بڑا معتبر آدمی ہے جیسا میں ویسا وہ "

بڑھیا " اِس زمانہ کے لوگ اکثر ایسا کیا کرتے ہیں کہ جہاں کسی کا اچھا نوکر دیکھا بہکا سکھا کر جھٹ

پ رکھہ لیا مگر انسان کو اِس گناہ سے پرہیز کرنا چاہیئے تم لال سنگھہ سے کہدو کہ گہنشام داس کو

سکی جورو کی بدمزاجی کے باعث نوکری چھوڑنے کی بابت اطلاع کرے اور ایک ماہ کے بعد نوکری

چھوڑ دے پھر ایک ماہ بیکار رہکر میرے پاس چلا آئے - جوتی سروکے پاس لاہور بھیجدونگی اگر لال سنگھہ

ی لوکنا تمہ جیسا آدمی نکلا (جو لکھنا پڑھنا سیکھکر دوسری جگہ منشیو نہیں ہوگیا) تو بہت اچھا ہوگا "

بھاگرام " اتاجی جو تمہارے گھر نوکر رہکر آدمی نہ بنے تو اُسکو آدمی نہ جاننا شوقین ہو تو آدمی بنجانا

ی مشکل بات نہیں - یہ میرا ذمہ کہ جیسا میں کام کرتا ہوں ویسا ہی لال سنگھہ کریگا اور جسطرح

ب مجھسے رضامند ہیں اُسیطرح وہ آپکو رضامند رکھیگا "

بڑھیا " بھاگرام مُنہ پر تعریف کرنا خوشامد سمجھی جاتی ہے مگر حسب ضرورت کوئی سچ بات کہدیجائے

یک ترغیب میں داخل ہے کیونکہ خوشامد جھوٹی تعریف کو کہتے ہیں یہ بالکل سچ ہے اِس دن

میں نہ میں تم سے ناراض ہوئی نہ تم مجھسے ؎

ہے خوشامد واقعی جھوٹی ثنا		جھوٹی باتو نسے ہے تجکو کام کیا

اب بڑہیا نے یہ دیکھکر کہ سُندری کہاری آرہی ہے بھاگرام سے کہا منشی جی جب لال سنگھہ نوکری چھوڑ دے تو مجھسے کہنا شاید جوتی عنقریب تعطیلوں میں دہلی آویگا لال سنگھہ کو دیکھہ لیگا۔ بھاگرام یہ سُنکر چلدیا۔

۱۰ بڑھیا سُندری سے "کہو بہن لڑکا رات کو کیسا رہا"

سُندری "اماجی تُمنے جو چورن دیا تھا لڑکے کو دیا گیا آدہ گہنٹہ کے بعد خوب کُھل کر دست آیا اب تو مینڈک کی طرح اُچھل کود رہا ہے اُسکے باپنے آپکو ہزاروں دُعائیں دیں اور یہ کہا کہ ڈاکٹر چمن لال فیس الگ رکھوا لیتا اور کڑوی دوائیں الگ پلواتا"

بڑھیا "اری تھوڑا سا چورن اور لیجائیو۔ دیا رام جی ایک شیشی میں جسکو پہلے دہوکر خشک کرلیا ہو تھوڑا سا چورن ڈالکر سُندری کو دیدو پاس پڑوس کے بچّونکو ایک ایک چُٹکی دیدیا کریگی"

سُندری "ماجی چورن کیا ہے یہ تو بچّوں کیلئے اکسیر ہے"

۱۱ بڑھیا "ہماری کوٹھی میں یہ چورن اور پسلی کی دوا ہر وقت تیار رہتی ہے ہزاروں آدمی لیجاتے ہیں اِس پن کے پرتاپ سے ہمارے بچّونکو نہ کبھی چورن کی ضرورت ہوئی اور نہ پسلی کی دوا کی حاجت پڑی"

سُندری "اماجی صدقہ دیا رد بلا سُنتے چلے آئے ہیں بڑونکی بات حکمت سے خالی نہیں ہوتی"

اِتنے میں دیا رام چورن کی شیشی لے آیا اور سُندری رام رام کہکے رخصت ہوئی۔

۱۲ اِسکے بعد پرجو کمہاری آگئی بڑہیا نے کہا بھاگرام جی کوئی صُراحی یا مٹکا درکار ہو تو پرجو آئی ہے اِس سے کہدو اور ہاں پرجو رانی تم سو شکینے اور پچاس سکورے تو اپنے پوتے چھیتر کے ہات شام کو بھجوا ہی دینا میں اُسے ایک کمری دونگی۔ اِسوقت بھاگرام سے اپنا پچھلا حساب کرکے دام لیجاؤ یہ سُنکر نانکی جو ایک کونہ میں بیٹھی تھی بول اُٹھی اماجی تمہیں شکینوں اور سکورونکی ضرورت ہی کیا ہے اور کمری جو چھیتر کو دیتی ہو کیا تمہارے آگے پوتے نہیں ہیں۔

بڑھیا "بہو تو تو بڑی نادان ہے۔ اوّل تو یہ سمجھ کہ اِن لوگوں سے سبب بے سبب برتن نہ لئے جائیں تو یہ کھائیں کیا دوسرے یہ کہ تمہارے گھر آئے دن شکینوں کی ضرورت رہا کرتی ہے کل ہی کی بات ہے کہ ہرمز خاں چابک سوار آیا تھا جب اُسکو پانی پلانیکی ضرورت ہوئی تو شکینے کی پکار پڑی آخر دہی دودہ کے شکینے اندر سے آئے مگر ہرمز نے شکینے کو چکنا دیکھکر اوک سے پانی پیا۔ رتن چند نہایت شرمندہ ہوا اور اُسیوقت بازار سے شکینے منگائے۔ رہی کمری کی بات۔ تیرے بچّوں کے واسطے کپڑونکی کچھہ کمی ہے آج رتن چند سے کہدونگی۔ جیسی تو کہے دو دو کمریاں تیار ہو جائینگی لے بہو اب تو خوش ہوئی "

نائلی بہت آہستہ سے "خوش ہوئی خاک۔ آخر تم کمری تو جھیتری کو دوگی "

۱۴ ایکدن بڑھیا مالا جپ رہی تھی کہ بسنتا کہار آیا (اُس نے اپنی زبان سے رام رام کہنے کی چڑ مقرر کر رکھی تھی) اور جے گوپال جی کی۔ کہکر پانی کی ہنگی صحن میں رکھدی "

بڑھیا "نگوڑے رام رام نہیں کہتا "

بسنتا "باجی میں ہاتھ جوڑ کر آپ سے التجا کرتا ہوں۔ پھر اُسکا نام نہ لینا۔ رادھا کشن کہو جے گوپال کہو جوتی سروپ کہو انترگیانی کہو۔ دیالی کہو دُکھ بھنجن کہو۔ تم خود جانتی ہو کہ اُسکے سہنسر نام ہیں جو نام تمنے لیا تھا وہ ایسا بدشگون ہے کہ ارتھی کیساتھ لیا جاتا ہے اسلئے میں مُردوں کیساتھ شب ہری شب ہری پکارا کرتا ہوں "

۱۴ بڑھیا "ارے بسنتا صبح ہی صبح اُدھرمی پن کی باتیں کیوں کر رہا ہے بشن بشن کہہ "

بسنتا "جی بشن بشن سو دفعہ۔ اب تم راہ پر آئیں "

بڑھیا "خیر یہ جھگڑا تو نمٹ گیا۔ اب میں یہ پوچھتی ہوں کہ تو دس بارہ روز سے کہاں تھا "

بسنتا "باجی تمہارے غلام کے یہاں پوتا ہوا ہے "

بڑھیا "یہ پہلا پوتا ہے "

بسنتا "ہاں ماجی"

بڑھیا "نام کیا رکھا"

بسنتا "شیام بلاس پنڈت نے پترہ دیکھکر اُسکا نام گیانی بتایا ہے"

۵ا بڑھیا "شیام بلاس پنڈت وہی تو نہیں جو رام کے نام سے تیری طرح چڑتا ہے"

بسنتا "ہاں وہی"

بڑھیا "پنڈت جی نے دہوکہ کھایا۔ لوگ اس خیال سے رام نام کی چڑ مقرر کر لیتے ہیں کہ یہ نام ہر کسی کی زبان سے نکلے لیکن یہ خیال کی غلطی ہے کیونکہ ثواب اُسی نام میں ہے جو پریم یعنے عشق اور صدق دل سے لیا جاتا ہے۔ چڑ مقرر کرکے مُنہ سے بکتے پھرنے میں خاک ثواب نہیں ہوتا یہ ایسا ہے جیسا بعضے لوگ کریلہ کی چڑ مقرر کر لیتے ہیں میںنے لڑکونکی زبانی سُنا ہے کہ پنڈت جی رام نام سے بہت چڑتے ہیں اسلیئے دولینڈی کے روز لڑکے جو تیو نسے اُنکی خوب گت بناتے ہیں مگر اُنہوں نے اس چڑ کو ابتک نہیں چھوڑا۔ بسنتا تو بھی یہ مسخرہ پن چھوڑ دے ارے اسمیں ثواب نہیں بلکہ عذاب ہے آگے تو جان۔ یہ تو بتا کبھی تیرے بھی جُوتے لگے ہیں کہ نہیں کیونکہ ایسی چڑ کا پھل تو یہی ہے اور ہاں یہ تو کہہ کہ بچہ کیلیئے کُرتے سنسلی کُرتا ٹوپی کب بھیجوں تمہارے ہاں چولہ کی رسم کب اور کہاں ہوگی"

بسنتا "جب چھ مہینے کا ہو جائیگا تو کوئی اچھا مہورت تجویز ہو کر بمقام کالکاجی چولہ پڑیگا آپکو اطلاع دیدونگا کیا جلدی ہے۔ بسنتا یہ کہکر چلدیا"

۱۷ ایکدن سُندری کہاری آئی بڑھیا نے کہا سُندری کہو کیا خبر خیریت ہے"

سُندری "ماجی خیریت تو ضرور ہے مگر زمانہ اچھا نہیں کیونکہ بھلے مانس کمین لوگونکی نظر میں بے ایمان جچنے لگے"

بڑھیا "یہ کیونکر"

سُندری "اماجی میرے سُچھے ۵۵ دن ہیں ایک اردہ سکے ہاں بیاہ تھا برادری کی دعوت ہوئی لوگ

جب کھا کر اٹھ گئے تو اروڑہ صاحب نے اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ پتّل کی ثابت ثابت چیزیں علیحدہ کر کے
توکروں میں رکھ لیں اور بعض مہمانوں کے ملازموں کو ہی بچا کچا کھانا دیا جائے اور اسی سے کمینوں کا
بھگتان ہو اروڑہ صاحب کے کہاروں نے اپنے بھائی بندوں کو اشارہ کر دیا کہ تم کو جھوٹے لڈو کچوڑی
ملینگے ہرگز نہ لینا۔ لالہ جی جس ٹھیلے میں شروع سے کلیش ہوتا ہے آخر تک کلیش ہی رہتا ہے جس روز
کڑاہا چڑھا ایک حلوائی لوٹہ ہات میں لیکر پاخانے گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک اور حلوائی لوٹہ لیکر چلا
دربان نے شبہہ کے باعث روکنا چاہا۔ حلوائی آگے بڑھا دربان پیچھے دوڑا وہ ٹھوکر کھا کر گرا۔ اسنے
فوراً جا پکڑا دیکھا تو لوٹے میں گھی بھرا ہوا ہے خوب گت بنائی پھر صاحب خانہ نے اُن سب حلوائیوں کو
نکالکر دوسروں کو بلوایا اُنہوں نے یہ غضب کیا کہ اپنے پینے کے چار فرشی حقّوں میں پانی کی جگہ گھی بھر لیا۔
لالہ جی کا چھوٹا لڑکا جو بڑا چالاک اور شریر تھا حلوائیوں کے حقّے گرانے لگا ایک حلوائی نے منع کیا۔
لڑکے نے خفا ہو کر حقّہ لڑکا دیا اندر گھی بھرا ہوا تھا اسپر دیگر حقّوں کا ملاحظہ ہوا تو سب گھی سے لبریز
آخر یہ حلوائی بھی نکالے گئے ؎

بڑھیا۔ سُندری کیا تو بھول گئی پچھلے جاڑوں میں حلوائی انگوچھے میں گھی باندھکر لیچلا تھا لیکن
پکڑا گیا ذلیل ہوا اب عموماً حلوائیوں نے ایک اور چالاکی شروع کر دی ہے کہ بیچنے کی پوریاں کچوریاں
اِدہر کڑاہی میں چھوڑیں اُدہر پونی میں انکو تھوڑی دیر رکھکر کڑاہی میں چھوڑ کر پکنے دیتے ہیں بظاہر میں تو
پھول پھول کر لال ہو جاتی ہیں مگر اندر سے جگر کچا رہجاتا ہے جو مضر صحت ہے ؎

سُندری۔ غرض پہلے لالہ جی کے ہاں حلوائیوں کی چالاکی سے جھگڑا ہوا اور دعوت پر لالہ جی
کے لالچ اور بے عقلی سے۔ سچ ہے ؎

	در آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند		بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند	

۱۷ دوسرے دن شہر کے کہاروں بھاٹوں نائیوں کمہاروں نے پنچایت کی اور یہ قرار پایا

کہ آئندہ کسی ججمان کے گھر سے لڈو کچوری نہ لئے جائیں"

بڑھیا "میں نے سنا ہے کہ اکثر گھروں میں یہ بے ایمانی برتی جاتی ہے لیکن اس سے دینے والے کا ایمان جاتا ہے لینے والے کا کچھ دوش نہیں۔ دیکھو سندری بری بات کا اتنا اثر ہوا کہ ایک کیساتھ سب ججمان بے ایمان گردانے گئے ذرا سے فائدہ کیلئے اول بھنگن کا حق تلف کر کے اپنا ایمان کھویا دوسروں کو جھوٹن کھلائی پھر اب اگر مقدمہ عدالت میں گیا تو میں یقین کرتی ہوں کہ بہت معقول سزا ملیگی"

۸ سندری "اماں جی کیا بتاؤں اپنے ٹکہ کیلئے لوگ اور رونکی اشرفیوں کو راکھ کر دیتے ہیں میرے پڑوس میں ایک شخص لالہ دولت رام رہتے ہیں انکے والد بزرگوں کی پیدا کی ہوئی املاک پانسو روپیہ ماہوار کرایہ کی دولت رام کیواسطے چھوڑ کر مر گئے چار پانچ بدمعاشوں نے آپس میں منصوبہ کر کے دولت رام کو جا پھانسا اور بڑی دوستی اور خیر خواہی جتا کر اُسے یہ پٹی پڑھائی کہ بھائی صاحب دوستوں کا حق ہے کہ دوست کی دولت جہانتک بنے زیادہ کرنیکی تدبیر بتائیں اسلئے ہمنے یہ تجویز کی کہ آپ پچاس ہزار روپیہ لگا کر ایک تہی اٹر کمپنی قایم کریں ایک نے کہا بمبی میں پارسی لوگ اسی کی بدولت کروڑ پتی ہو گئے ہیں دوسرا بولا ایک کمپنی پچاس ہزار روپیہ اسی شہر سے لیگئی چونکہ دولت رام بھولا اور لالچی آدمی تھا پھندہ میں پھنس گیا اور اُنسے پوچھا کہ اس کام میں کسقدر ماہوار کی آمدنی ہو سکتی ہے"

دوست "اسکی آمدنی کا کیا ٹھیک ہے آپ ہاتھی باندہ لیں اور کیا چاہتے ہیں"

دولت رام "اچھا روپیہ کتنا چاہیئے"

دوست "پچاس ہزار"

دولت رام "نقد روپیہ کہاں سے لاؤں"

دوست "مہاجن جی جایداد رہن رکھدو۔ ایک برس کے بعد چھٹا کر دوگنی خرید لینا دولت رام

+ نوٹ اسکے انسداد کیواسطے مہاجنوں میں اب عہد ہو گیا ہے کہ ثابت لڈو کچوری پتل میں چھوڑ کر نہیں آتے جو نہ کھایا اُسکا چور کر کر

وہم میں آگیا کل املاک گروی رکھکر کمپنی کھڑی کر لی - پچاس ہزار روپیہ خرچ ہوا مگر کافی نہونے کے باعث پھر پچیس ہزار اور قرض لیا - اب روز بروز خرچ زیادہ اور آمدنی کم تجربہ ندارد - ناچار کمپنی نیلام ہوئی اور قرضداروں نے نالشیں کر دیں - نتیجہ یہ ہوا کہ سب جائداد نیلام ہو گئی اب وہ دولت اور ہم پشیمانی سے ہات ملتے اور بازاری دوستونکو بددعا سے یاد کرتے ہیں

مثنوی

نئے کاموں کا کوئی رہنما ہو — کر دست اسکو تم جبتک نہ سمجھو
اور اسکے بعد ہمت پر کرو غور — جو ہمت ہو تو فرصت پر کرو غور
بہت اہل غرض کا مقصد دل — نہیں کھلتا ہے پھر باقی ہے مشکل
تو اب انسان کو لازم ہے کہ زنہار — کرے ہر گز نہ بے سوچے کوئی کار

بڑھیا ” کیسا کھوٹا زمانہ آگیا ہے “

سندری ” ہاں اماجی اب تو ٹھیک ٹھیک کلجگ ہے جسکو دیکھو پاپی جہاں نظر ڈالو بے ایمانی اور لوبھی - ایشور اپنی پناہ میں رکھے اماجی میں اب رخصت ہوتی ہوں پھر کبھی درشن کو آؤنگی “

۱۹ رتن چند کھانا کھا کر بڑھیا کے پاس آبیٹھے بڑھیا بولی کہ کل تو ماسٹر جی بہت چلا چلا کے باتیں کر رہے تھے کس معاملہ کا ذکر تھا “

رتن چند ” انکی عادت ہی ایسی ہے کہ بات بات میں چلاتے اور بلا سبب قہقہے اڑایا کرتے ہیں - دوسرا ناواقف سنے تو یہ جانے کہ لڑ رہے ہیں یا کسی کی ہجو کر رہے ہیں ماسٹر جی ایک شخص کا ذکر کر رہے تھے جسکا وتیرہ یہ ہے کہ احسان کرنے والیکو نقصان پہونچایا کرتا ہے گمنام عرضیاں بھیجنا اسکا ایک کھیل ہو گیا ہے پہلے زمانہ میں تین طرح کے دوست ہوا کرتے تھے لیکن کلجگ نے چوتھا دوست اور بھرتی کر دیا ہے

اوّل - جانی دوست جو جان و مال سے ہر وقت حاضر رہے -

دوئم - زبانی دوست جو صرف زبان سے حاضر ہو مگر مال و جان کی ضرورت کے موقع پر صاف الگ ہو جاوے

سوئم ۔ نانی دوست جو جبتک تمہارے پاس روٹی ہے مہربان رہے ورنہ رفوچکر ہوجائے۔
چہارم ۔ نقصانی دوست جو دوست بنکر فائدہ اٹھائے اور آخر میں نقصان پہونچائے سہ

چھیدے اسے جس ہانڈی سے کمبخت بلا ہے ۔۔۔ بے شرم ہے بیدھرم ہے آفت ہے بلا ہے

بڑھیا " ماسٹر جی نے شعر نہایت موزوں کہا واقعی یہی حالت ہے اچھا ماسٹر جی اور کیا کہتے تھے "
رتن چند " ماسٹر جی کہتے تھے کہ رام داس اگروالے اور مہتاب رائے کایستھ دونوں ولایت گئے
تھے ۔ ایک نے ڈاکٹری کا پاس حاصل کیا دوسرے نے بیرسٹری کا ۔ واپسی کیوقت دونوں کے برادری
والے برسم استقبال پلیٹ فارم پر موجود تھے اتنے میں ریل آگئی لوگوں نے دونوں کے گلے میں
پھولوں کے ہار ڈالے پھر بڑی تزک سے گھر تک پہونچایا ۔ اب یہ تجویز ہے کہ انکو اہل برادری
کی طرف سے کوئی معقول انعام ملنا چاہیئے تاکہ اوروں کو ولایت جانے اور قیمتی فائدہ اٹھانیکا
حوصلہ پیدا ہو ۔ دہلی کے کھتریوں کا یہ قاعدہ ہوگیا ہے کہ ولایت جانے والیکو اسکے خاندان سمیت
برادری سے خارج کردیتے ہیں اور کھتریوں کے چودھری اس سخت سزا کا سبب یہ بیان کرتے ہیں
کہ ولایت جانے والے وہیں کے لوگوں کے ہاتھ کا کھانا کھاتے پیتے ہیں گو پنجاب میں (جہاں
سے ان لوگوں کا نکاس ہے) ایسا نہیں ہوتا مگر ع ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند ۔
بڑھیا " اوروں کو کسی کی ذات صفات کی بابت بحث کرنی لاحاصل بات ہے ۔ مگر میرے نزدیک
ایمان دل کے بگاڑ سے جاتا ہے بابا نانک صاحب جو مکہ شریف تک پھر آئے آخر کھتری ہی تھے انکو تو
برادری سے کسی نے نہیں نکالا یہ تو کوئی بتائے جب ہم لوگوں نے انگریزی دوا پی لی تو کس چیز کا
پرہیز رہا ۔ ولایت کی بنی ہوئی دوا کا حال کسکو معلوم ہے کہ بنانے والا کون تھا اور اسکے اجزا کیا
کیا ہیں ہم سب ہسپتال میں سب قوم کے آدمیوں کے ہاتھ سے دوا میں پانی ڈالتے دیکھتے ہیں
اور پی لیتے ہیں پھر کیا اس سے ایمان جاتا رہتا ہے ہرگز نہیں اس مرض کی دوا پرہیز ہے

ولایت جانے میں بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے میںنے سُنا ہے کھتریوں کے چودھری اب ولایت جانیکی ضرورت کو سمجھ گئے ہیں صبح کا بھولا شام کو آجائے تو اُسکو بھولا نہیں کہتے"

۲۰ اس عرصہ میں بسنتا پانی کی بہنگی لیکر آگیا"

بڑھیا" بسنتا یہ بے وقت کا پانی کیسا"

بسنتا" ماجی کیا کہوں آج مجھے تمہارا ہی کہنا پیش آگیا خوب جوتے کھائے سر گنجا ہوگیا"

بڑھیا" کس بات پر"

بسنتا" میں ایک جگہ پانی کا کلسہ اُٹھا کر اندر لیجانا چاہتا تھا رستے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک پستہ قد آدمی ہاتھ میں ٹوپی لئے بھاگا آرہا ہے اور ایک ٹڈ ہا جوتا لئے اُسکے پیچھے پیچھے چلا آرہا ہے اُسوقت تماشائیوں نے یہ خیال کیا کہ میں اُس پستہ قد آدمی کے پانی بھرتا ہوں سب نے ملکر خوب جوتے مارے آخر میں کلسہ چھوڑ کر بھاگا اور گھر میں آکر چھپ گیا ذرا سی دیر کے بعد کلسہ اور بہنگی کیلئے لڑکے کو بھیجا۔ اُسنے واپس آکر کہا کہ ایک کھتری ولایت گیا تھا اُسکو برادری سے نکالتے ہیں ایک ضعیف العمر چودھری چاہتا تھا کہ ولایت جانے والا نکالدیا جائے اور دوسرا چودھری زادہ یہ کہتا تھا کہ نکالنے کی ضرورت نہیں۔ اسپر پہلے تو تُو تو میں میں ہوئی پھر جوتی چلی یہ بھاگا اُس نے تعاقب کیا اور تم مفت میں پٹ گئے۔ رتن چند ہنسکر کہنے لگے کیا خوب دونوں فریق چودھری اور یہ کرتوت

نظم

بُرائی اپنے سر دھرتے ہیں احمق
بھلا روکے سے کب رُکتے ہیں جاہل
اگر در ہر دو جانب جا ہلانند

جہالت سے کٹے مرتے ہیں احمق
بہت سچ ہے یہ قولِ مردِ عاقل
اگر زنجیر باشد بگسلانند

دانا آدمی ایسا موقع کبھی نہیں آنے دیتا کہ اُسکو کسی سے فوجداری کرنی پڑے

نظم

ہیں جو دانا وہ کب جھگڑتے ہیں	اور کب جاہلوں سے لڑتے ہیں
سخت ناداں کہے جو گرمی سے	ہے وہ دانا۔ سنے جو نرمی سے

خدانخواستہ کبھی ایسا موقع آگیا تو مروعزت کیواسطے جان دیدیتے ہیں یہ کتوں کی لڑائی نہیں کہ پہلے بھونکتے رہے اور پھر دُم دبا کر اپنے اپنے گھر جا گھسے دو شیروں کی لڑائی جبتک ایک مر نہ جائے ہرگز موقوف نہیں ہوتی پھر لطف یہ کہ ہم تم کوئی بات کر بیٹھیں تو عذر بھی ہو سکتا ہے چودہریوں نے یہ کیا غضب کیا۔ ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔

بڑھیا ”بسنتا صبر کرو پہلے یہ مثل مشہور تھی کہ ناحق چوٹ جولاہا کھائے آج سے یہ ہو جائیگی ناحق چوٹ بسنتا کھائے لے اب تو رام نام کی چڑ چھوڑ دے بسنتا یہ سنکر چلدیا“

۱۴ رتن چند کی عمر گو قریب پچاس برس کے ہوگی مگر اُسکا وتیرہ تھا کہ خوابگاہ سے اُٹھا مُنہ ہاتھ دھو کر کپڑے پہنے اور سب سے پہلے بڑھیا مائی کے پاس آکر آداب عرض کیا اور ادب سے ایکطرف کرسی یا مونڈھے پر بیٹھکر ایک آدہ گھڑی بات چیت کرتا رہا پھر اپنے ضروری کام میں مشغول ہوگیا اتنی عمر ہونیکو آئی ابتک والدہ کے سامنے نہ کبھی حقہ پیا نہ اپنے بچوں کو گود میں لیا ایکدن بڑھیا نے کہا کہ کل راجدیو مولویصاحب کا قول نقل کرتا تھا کہ ولایت میں ایک بڑا نیک راجہ قتل ہو گیا ہے کیا یہ بات سچ ہے“

رتن چند ”اماجی بڑا غضب ہو گیا شاہ مقتول کی تصویر چھپی ہے کل آپکو دکھلاؤنگا“

بڑھیا ”تمنے اخبار وں میں جو کچھ پڑھا ہے وہ آج سُنا دو تصویر کل دکھا دینا“

رتن چند ”یورپ کے دکھن کی جانب ایک ملک اِٹلی ہے کسی زمانہ میں یہاں رومیوں کی بہت بڑی سلطنت تھی۔ گو اٹلی بالفعل اتنی بڑی سلطنت نہیں ہے شاید بمشکل بمبئی کے برابر ہو مگر بڑی بڑی عمارتیں اور کھنڈر ابتک موجود ہیں مقتول کا نام شاہ ہمبرٹ تھا بادشاہ ایکدن قصبۂ موزا

سلہ جو کچھ ہیں بیدم مئی ہو رہے دھوم کس جگہ [illegible]

ہیں جو ملن شہر سے بارہ میل پر واقع ہے تقسیم انعام کیلئے گیا واپسی کیوقت جب گاڑی میں سوار ہوا تو ایک بدمعاش نے طپنچہ کا فیر کیا بمبرٹ مارا گیا یہ نہایت رحم دل۔ دلاور منصف اور عقلمند تھا مشہور ہے کہ جب بادشاہ کے بال سفید ہونے لگے تو بیگم نے کہا کہ آپ خضاب لگائیں جو لبدیا کہ یہ فریب میں داخل ہے۔ بعد چندے بیگم نے خضاب کی شیشی لاکر بہت اصرار کیا بادشاہ نے بیگم صاحبہ کے کتے کو رنگدیا اور یہ کہا کہ چونکہ تم اسکو باعث زینت سمجھتی ہو اسلئے تمہارے کتے کو مزین کردیا ہے ایکدفعہ اس سے پہلے بھی بادشاہ کی جان پر حملہ ہوا تھا مگر اسوقت موت نہ تھی بال بال بچگیا اور اپنی خلقی بہادری کے باعث یہ کہتا ہوا ہنسے چلدیا کہ ایسے وقوعات تو ہمارے منصب کا حصہ ہیں۔

بڑھیا۔ بیٹا تم کہتے ہو کہ یہ بادشاہ بہت اچھا تھا پھر اچھے کو بروں نے قتل کیوں کرڈالا۔

رتن چند۔ اسکا سبب جہالت کے سوا اور کیا کہا جائے ورنہ بادشاہ تو ایسا اچھا تھا کہ جس کی عمر کا کوئی لمحہ نیکی اور رعایا کی بھلائی کے سوا اور کسی کام میں صرف ہی نہیں ہوا یہ تو کسیطرح قابل قتل نہ تھا لیکن کسی نے سچ کہا ہے رباعی

آیا ہے نظر عجب طرح کا یہ باغ	ہر پھول اسیر رنج۔ کانٹوں کو فراغ
دیکھی ہے عجب ہوا یہاں کی الٹی	بلبل ہے قفس میں بند۔ آزاد ہے زاغ

یہ تذکرہ ہو ہی رہا تھا کہ لجیدیو مولوی صاحب سے اخبار لیکر باپ کے کمرہ میں گیا رتن چند وہاں موجود تھا اسلئے بڑھیا کے پاس آیا چونکہ لڑکے کو حکم تھا کہ بڑھیا کے سامنے باپ سے گفتگو نہ کرے لہذا سیدھا دادی کی گود میں آبیٹھا اور کہا کہ دادی اُس راجہ کے قتل کا حال اسی اخبار میں شایع ہوا ہے آپ لالہ جی سے پڑھوا کر مضمون سن لیں۔ چنانچہ رتن چند نے سارا واقعہ سنادیا۔

نوٹ۔ درباب خضاب حضرت ذوق کا خیال ہی اور تھا سه

نہیں خضاب سے مطلب۔ ہمیں یہ موئے سفید	سیاہ پوش ہوئے ماتم جوانی میں

بڑھیا۔" لاؤ میں اُس بادشاہ کی تصویر تو دیکھوں۔ رتن چند نے تصویر کا صفحہ سامنے کر دیا بڑھیا نے بہت غور کیساتھ دیکھکر کہا بیٹا اسکی مونچھیں بہت بڑی ہیں شہر میں تو عموماً لڑکو نکی مونچھیں نیچی رہتی ہیں ایسی بھی کیا کاہلی ہے کہ مونچھیں مُنہ میں گھسیں تھوک میں سنیں۔"

راجہ بو۔" اماں جی قطعہ کلامی کی جرأت معاف ہو تو ایک بات کہوں۔"

بڑھیا۔" اچھا۔"

راجہ بو۔" ہمارے مولوی صاحب نے ایسی مونچھونکی بابت ایک نظم لکھی ہے حکم ہو تو سُنا دوں۔"

بڑھیا۔" ہاں بیٹا ضرور سُنا۔"

راجہ بو نے مندرجہ ذیل مثنوی سُنائی۔

ہیں جہاں میں بہت سے ایسے بشر	مونچھیں رہتی ہیں جن کی تھوک میں تر
مُنہ میں ہر وقت مونچھیں جاتی ہیں	تھوک میں ہر گھڑی نہاتی ہیں
ایک تھوڑی سی کاہلی کے سبب	اُن کی حالت گھناؤنی ہے عجب

رتن چند کو اِس نظم سے ہنسی آئی مگر ضبط کر کے مُنہ پر رومال رکھ لیا اور یہ کہا کہ اماں جی اکثر اِس شہر والونکی مونچھیں اِسی ترکیب کی ہوتی ہیں سکھونکی مونچھیں تو اِسقدر بڑی ہوتی ہیں کہ مُنہ تک نہیں دکھائی دیتا۔ لکھنؤ والے نواب آصف الدولہ کی مونچھیں البتہ قابلِ تعریف تھیں۔"

۴۳ اِتنے میں بسنتا پانی لیکر آگیا۔

بڑھیا۔" ارے بسنتا اُس جھگڑے کا کیا فیصلہ ہوا۔"

بسنتا۔" کونسے جھگڑے کا۔"

بڑھیا۔" مجکو تو یاد دلاتے شرم آتی ہے تو اتنی جلدی بھول گیا ارے جسمیں جوتوں سے تیری پوجا ہوئی تھی"

بسنتا۔" ہونا ہی کیا تھا میں جب پٹ پٹا کر بھاگا تو لوگ اُس پستہ قد چودھری زادہ کے مکان

پڑ گئیے اُسنے دروازہ بند کر لیا کواڑ توڑ کر اندر داخل ہونیکی جرات کسیکو نہ ہوئی بندر کی سی بھبکی دیکر چلدئیے ناچار فریقین نے پولیس میں جا کر جوتیاں کھانیکی رپورٹ لکھوادی اب کیلو نکے گھر ہیں جبتک طرفین کے دو سو چار سو روپے خرچ نہ ہو جائینگے جو تونکی خمار شکنی ممکن نہیں اس مقدمہ میں راضی نامہ نہوا تو مثلیونمیں نام درج ہو جائیگا"

بڑھیا" واہ رے شہر دہلی اور سبحان اللہ اس شہر کے چودھری"

رتن چند" ابھی کی ہولی کا ذکر ہے کہ مہاجنوں کے ایک چودھری نے جوتیوں سے ہولی کھیلی اور ذرا بھی شرم نہ آئی۔ اب ادہر رتن چند رخصت ہوا اُدہر بسنتا چلتا بنا"

۴ بڑھیا نے راجدیو سے کہا کہ بتا میں تیری کیا خاطر کروں۔ تیری ماں نانگی تجکو زیادہ پیار کرتی ہے یا تیرے چھوٹے بھائی باسدیو کو"

راجدیو" دادی میں کیا کہوں وہ تو ہر دم خفا رہتی ہیں اور جو کوئی چھوٹی بہو جی کہدیتا ہے تو جھلا کر جواب دیتی ہیں میں کسی کی چھوٹی نہ بڑی مجکو کچھ نہ کہا کرو"

بڑھیا" پھر تو اُسکو سمجھانا نہیں۔ اتنے میں نانگی آنکلی اور دیکھا کہ راجدیو اپنی دادی کی گود میں بیٹھا ہے نہایت خفا ہو کر بولی کہ میں نے سب سُن لیا ہے تو چغلی کھا رہا ہے"

راجدیو" بھابی (یہ اپنی ماں کو بھابی کہا کرتا تھا) مولویصاحب نے ہمکو پڑھایا ہے کہ چغلی جھوٹی خبر کو کہتے ہیں اور خوشامد جھوٹی تعریف کو۔ مینے کوئی جھوٹ بولا ہو تو دادی سے پوچھہ لو تم بلا وجہ ہر دم ناراض رہتی ہو۔ نوکروں سے بلا قصور لڑا کرتی ہو نانگی یہ سُنکر بڑبڑاتی اور یہ کہتی چلی گئی کہ بڑھیا لڑکے کو گود میں بٹھا کر گستاخ بنا رہی ہے آپ تو چند روز میں مر جائیگی تمہیں اسکو بھگتنا پڑیگا"

بڑھیا راجدیو سے" آج تیری ماں ضرور تجھکو ماریگی"

[illegible]

بڑھیا:"ارے انگور کی پٹاری لیتا جا آدہی تم لینا اور آدہی باسدیو کو دینا۔ راجدیو پٹاری لیکر چلدیا"

۴۲ پرجو کمہاری کئی روز کے بعد آئی اور یہ نئی خبر لائی کہ اماجی دھرم سالہ میں ایک کھتری صاحب کانپور سے بیاہ کرنے آئے تھے اُنھوں نے دہلوی اور مارواڑی برہمنوں کو نوتہ دیا۔ دہلی والے پتّل کا تین چوتھائی مال انگوچھے میں باندہنے لگے البتہ مارواڑی برہمنوں نے یہ حرکت نہیں کی کھتری صاحب نے یہ سمجھکر کہ شاید مجکو دہلی والے برہمن چکمہ دینا چاہتے ہیں عرض کیا کہ دیوتا لوگ جتنا تم کھا سکو کھالو پوٹ کیوں باندھتے ہو۔ جوابدیا گیا کہ دہلی کے برہمنوں کا یہی دستور ہے آپ دریافت فرمالیں اسپر بہت قیل وقال ہوئی۔ آخر کھتری صاحب نے کہا خیر جہاں سو وہاں سوئے لیجاؤ۔ اب دلی والے برہمن کھانا کھانے بیٹھے اور اُٹھایا ہوا مال لیکر چلتے بنے۔ ایک براتی نے اسکا گیت جوڑ لیا لڑکے گلی گلی گاتے پھر رہے ہیں کیا راجدیو نے آپکو نہیں سُنایا"

بڑھیا:"ہمارے لڑکے اور ونکے لڑکونکی طرح گلی گلی کب پھرتے ہیں اُنکو تو بلا محافظ دروازہ سے باہر جانا ہی نہیں ملتا۔ میا رام جی ذرا راجدیو کو بُلانا۔ چنانچہ آواز دیتے ہی راجدیو جھٹ آموجود ہوا"

بڑھیا:"ارے راجدیو وہ گیت جو برہمنوں کی بابت شہر کے لڑکے گاتے پھرتے ہیں تجکو یاد ہے"

راجدیو:"اماجی کل مولوی صاحب نے ایک لڑکے کی زبانی سُنکر تختی پر لکھ لیا ہے آج لڑکوں کو یاد کرادینگے کہو تو مکتب سے تختی اُٹھالاؤں"

بڑھیا:"اچھا لے آ۔ راجدیو تختی اُٹھالایا۔ اسپر یہ نظم لکھی ہوئی تھی"

نظم

رسم دلی کی کیا کمینی ہے	قابل حیف و نکتہ چینی ہے
کھانا سب برہمن اُٹھاتے ہیں	حیلہ بیالو کا لب پہ لاتے ہیں
اور مُلکوں میں یوں نہیں کرتے	یعنے کھانے پہ یوں نہیں مرتے
دلّی کے برہمن یہ کرتے ہیں	کھانا آدہا اُٹھا کے دھرتے ہیں

کوئی پتّل سنبھال لیتا ہے	ایک پوری کوئی چھوڑ دیتا ہے
کھانا لیتے ہیں بے دھڑک وہ اور	امتحاں میزباں کا لیں بے طور
غیر سُن سُن کے یہ نیا آئیں	دلّی والونپہ کرتے ہیں نفریں

بُڑھیا گیت سُنکر بہت ہنسی اور یہ کہا حقیقت میں یہ رسم اچھی نہیں - یہاں کے برہمنوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ بال بچّوں اور عورتوں کو اس طرح سے کچھ ملجائے - پر جو ہمارے یہاں ایکدفعہ برہمن نوتے گئے اتفاق سے جے پوری برہمن زیادہ تھے اور دہلی والے بہت کم - جے پور والونکی شرم سے دہلی والے بھی کھانا نہ اُٹھا سکے میں نے بھاگرام سے کہا کہ اُنسے پوچھنا تُم تو ہمیشہ کھانا اُٹھایا کرتے تھے آج کیا تھا کہ چال چوک گئے اُنہوں نے جوابدیا - بھائی نکٹو نمیں نکٹے بیٹھیں تو شرم نہیں آتی البتہ ناک والونمیں بیٹھیں گے تو ضرور شرمائینگے - جے پور والونے پروسا نہیں اُٹھایا ہم اُٹھاتے تو مطعون ہوتے "

پر جوٹ یہ رسم اسی شہر میں نکلی ہے اور شہر والے تو برتتے نہیں - اسکے بعد پرچو رخصت ہوگئی "

۲۵ چونکہ گرمیونمیں بُڑھیا اکثر کوٹھری میں بیٹھتی تھی - بسنتا نے بُڑھیا کو نہ دیکھا دالان میں بہنگی رکھکر لیٹ رہا نیند آگئی آدہ گھنٹہ کے بعد بُڑھیا کوٹھری سے باہر آئی دیکھا کہ سامنے کے دالان میں بسنتا چت پڑا سو رہا ہے اور بہنگی صحن میں رکھی ہے شرو ہا کہاری سے کہا کہ اسکو جگا دے اگر اسیطرح پڑا رہیگا تو ٹھکانو نہیں وقت پر پانی نہ پہونچا سکیگا شرو ہانے آواز دی بسنتا نے اُٹھکر دیکھا کہ بُڑھیا سامنے کے برسے دالان میں تخت پر بیٹھی ہے کہنے لگا اماجی کہاں چلی گئیں تھیں لو میں سلام جاتا ہوں "

بُڑھیا " بسنتا آج تجکو بہت دیر ہوگئی ٹھکانے والے تیری جان کو روتے ہونگے "

بسنتا " اماجی تمہارا غلام زادہ میری بہت مدد کرتا ہے "

بُڑھیا " اچھا تجکو بھی اب تیری مدد کرنے لگا "

بسنتا "ماجی بہت ہی نیک لڑکا ہے"

بڑھیا "اُس کی عمر کیا ہے"

بسنتا "گو ابھی اٹھارویں سال میں ہے مگر اُسنے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ اوّل اپنے ٹھکانوں میں پانی بھرا پھر میرے ٹھکانوں کی خبر لی اور جہاں جہاں ضرورت ہوئی پانی بھر دیا اور پنہیارے اپنی محنت بچانے کیلئے میٹھے پانی کی جگہ نل یا نہر کا بھر دیتے ہیں یہ عادت مجھہ میں نہ تھی بیٹے میں اسلئے ہر مہینے ایک آدہ نیا ٹھکانا ہات لگ جاتا ہے لڑکا اپنے ٹھکانوں سے جو کچھہ لاتا ہے کوڑی کوڑی اپنی والدہ کو دیدیتا ہے آج کل کے لڑکے بالوں کی طرح نہیں کہ جو کمایا شراب خواری یا اور خراب کاموں میں خرچ کر دیا میںنے ایکدن بھجنو سے کہا کہ بیٹا کچھہ تو بھی اپنی کمائی میں سے رکھہ لیا کر گھر کا خرچ تو میں اُٹھاتا ہوں اُسنے جواب دیا کہ اوّل تو ہم غریب آدمی جو گھر میں پکا کھا لیا۔ بازار کے دونے چاٹنے سے ہاضمہ بگڑ جاتا ہے اسی لئے امیروں کے لڑکے غریبوں کے لڑکوں سے کمزور ہوتے ہیں دوسرے یہ کہ تم میلہ میں جاکر جو کچھہ آپ کھاتے ہو وہی مجھے کھلاتے ہو پھر مجھے روپے پیسے کی کیا ضرورت اماجی پڑوس میں ایک استھان ہے وہاں ایک باواجی پرسو تم داس رہتے ہیں بھجنو دوپہر کے وقت گھنٹہ بھر کیلئے اُنکے پاس جا بیٹھتا ہے اور چندروز میں حرف شناس ہو کر ناگری کی پریم ساگر وغیرہ اچھی طرح سے پڑھنے لگا ہے مجھے ڈر ہے کہ اُسے نظر نہ لگ جائے"

بڑھیا "ارے نگوڑے تو بھی نظر گزر کو مانتا ہے رنو کے لالا نے جو بھوت پریت نظر گزر اور دساسول وغیرہ کے قائل نہ تھے بہت سی کتابوں سے مختلف لوگوں کے خیالات جمع کئے تھے اور مجھکو بھی یاد کرا دیئے تھے کسی روز فرصت میں آئیگا تو تجکو سنا دونگی یہ سب دہوکے کی باتیں ہیں جو ٹھگ بدیا والوں نے اپنے فائدہ کیلئے ایجاد کر لی ہیں"

۲۶ کئی روز کے بعد بسنتا کہار بولا کہ ماجی حسب وعدہ بھوت پریت کا حال سناؤ۔ بڑھیا نے کہا اچھا سن لے

خیالات غریب بھوت پریت کے باب میں

نہو عقل میں جس بشر کے فتور
مگر خام عقلوں کا یہ حال ہے
بیاں کرتے ہیں طاقتیں بھوت کی
خدا نے اگر دی ہے کچھ تم کو عقل

غلط سمجھے گا بھوت کو بالضرور
سمجھنے لگے بھوت کچھ مال ہے
خرابی جتاتے ہیں وہ اُوت کی
تو بیشک یہ ٹھگ بدّیا کی ہے نقل

درباب وساسول

وساسول رسمی نہ مانو کہیں
وساسول جتنے ہیں بے کیف وکم
نہ جاؤ نہیں آندھی میں برسات میں
شب تار نا ایمنی بے زری
نہ تنہا سفر تم کرو اختیار

یہ مصنوعی باتیں یقینی نہیں
تمہیں اُنسے آگاہ کرتے ہیں ہم
بُرے کی رفاقت سے آفات میں
اگر ہوں۔ نہ جا گھر سے باہر ذری
وبائی جگہ سے رہو برکنار

پنڈت جو پترہ دیکھکر بتاتے ہیں سراسر دہوکا ہے سفر میں کسیطرح کے ہرج واقع ہونے کا احتمال صرف متذکرہ بالا حالتوں میں ہو سکتا ہے۔ دیکھہ لو ہر روز ریل چلتی ہے اور مسافر روانہ ہوتے ہیں مگر عین وساسول کے سامنے کسی کو وساسول کی نذر ہوتے نہیں دیکھا۔

قطعہ بھوت اور سیانے کے باب میں

بھوت کہتے ہیں کسے صورت نہیں دکھلائے تو
ہیں بہت سیانے جو ٹھگ بازی سے لیجاتے ہیں مال

ورنہ اندھا ہے وہی جو بھوت کو بتلائے ہے
پوجے چوراہے کوئی میاں کوئی کھلوائے ہے

درباب جادو

کسی کے پاس اگر ہوتی کوئی تلوار جادو کی
نہ دولت رہتی خلقت کی نہ رہتی جان قابو کی

دنیا کے لوگ کسی کو نہ چھوڑتے ایک دوسرے کو جادو سے مار ڈالتا۔ جادو صرف بات ہی بات ہے

درباب شگون و فال و استخارہ و نظر گزر و تعویذ گنڈہ

خیالات دادوجی

دوہرہ

دادو دنیا باوری پھر پھر مانگے سون
لکھن ہارا لکھ گیا میٹن ہارا کون

اشعار خیالات ظفر

پیش آئے گا وہی جو مقدر میں ہے ضرور
قائل نہ میں شگون کا ہوں اور نہ فال کا

جو سرنوشت میں ہے اے ظفر بجز اس کے
نہ استخارہ میں معلوم ہے نہ فال میں ہے

خیالات رند

خدا بچائے تمہیں چشم بد کے صدمہ سے
نظر گزر کے لئے رکھو ڈنڈ پر تعویذ

نہیں ہے ایک میں تاثیر دیکھا لکھ پڑھ کر
تمام گنڈے ہیں بے کار بے اثر تعویذ

مسدس خیالات بریان باب ضعیف الاعتقادی

ہلائے کان کتے نے زغن نے دی صدا آکر
ستم ہے قہر ہے اندھیر ہے اب کام ہو کیونکر

کفن جاتے ہوئے دیکھا یہ موت آئی ہے کیا سر پر
کھلے سر کون یہ مردود گھر سے آگیا باہر

سلہ شگون ۱۲
سلہ چیل ۱۲

پھڑکتی ہے جو بائیں آنکھ کیا آفت کا ساماں ہے
ہتھیلی آج کھجلاتی ہے کیا شامت نمایاں ہے

ضعیف الاعتقادی ہو ترا سب خانماں ویراں
طلب میں تیری کھو بیٹھے دماغ و عقل کے ساماں
نہیں ہے تیرے باعث آج کوئی صاحب ایماں
عجب ہے جلوۂ حیرت فزا تیرا کہ ہیں حیراں

نہیں ہوتی ہے اب تک ہند سے تو کس لئے باہر
نشانِ راحتِ دل تیرے ہاتھوں سے گیا یکسر

یہ سرگردانیوں نے تیری اب در در پھرایا ہے
ذلیل و خوار و رسوا ایک عالم کو بنایا ہے
ہر اک دردِ تمنا تیرے صدموں نے اٹھایا ہے
نیا ہر روز تو نے شعبدہ کافر دکھایا ہے

کئے برباد تو نے ہائے اسبابِ عمل کیسے
کرائے کام او بدکیش تو نے بے محل کیسے

پریشاں خستہ و برباد ہیں جو تیرے قائل ہیں
خراباتِ جہاں کے رہنے والے تجھ پہ مائل ہیں
خدا جو سمجھے ہیں شاید زمانہ بھر کے جاہل ہیں
مگر وہ تجھ سے کھنچ بیٹھے ہیں جو دنیا کے عاقل ہیں

خدا سمجھے تجھے چل دور ہو پیغامِ رخصت ہے
عقیدے ایسے ہیں جو ہند کی نمدیدہ حالت ہے

خدا کیواسطے عقل و خرد سے کام اپنا لو
بلندیِ خیالِ طبع پر و نزاکت تم دل دو
نہ تم پھوٹی ہوئی نظروں سے اس منحوس کو دیکھو
سنبھلکر دفترِ آداب کے شیرازے کو باندھو

ذرا سوچو ذرا سوچو زمانہ کیا بتاتا ہے
قسم ہے حق کی راہِ صاف یہ تمکو دکھاتا ہے

زمانہ میں تباہی اس سے بڑھکے ہوگی کیا یزداں
ضعیف الاعتقادی نے کیا ہے خلق کو حیراں

مرض مہلک ہے یہ اس سے نہیں صحت کا کچھ امکاں
نہ دنیا میں نہ دیں میں اس سے راحت کا کوئی ساماں

رہا کر دے خدا اس قید بیجا سے پیاروں کو
چھڑا دے اے مرے رب تو کہیں آفت کے ماروں کو

خیالات نظیر اکبر آبادی

جہاں میں کیا کیا خرد کے اپنے ہر اک بجا تا ہی شادیانے
کوئی حکیم اور کوئی مہندس کوئی ہو پنڈت کتھا کہانے
کوئی ہے عاقل کوئی ہے فاضل کوئی نجومی لگا کہانے
جو چاہو کوئی کہ بھید کھولے یہ سب ہیں حیلے یہ سب بہانے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

خیالات ضامن

عجب ہیں قدرت کے کارخانے خدا کی قدرت خدا ہی جانے
وہ شان اپنی لگا دکھانے خدا کی قدرت خدا ہی جانے
کھلا نہ بھید ان کا یہ وہ یارو خدا ہی جانے کہ کل کو کیا ہو
ہوئے ہیں عاجز ہزاروں سیانے خدا کی قدرت خدا ہی جانے
کسی کے سر پر ہے تاج شاہی کسی کی قسمت میں ہے گدائی
کوئی ہے صحرا میں خاک چھانے خدا کی قدرت خدا ہی جانے
بہت نجومی نجوم والے کسی نے قرعے رمل کے ڈالے
کوئی نہ قدرت کا بھید جانے خدا کی قدرت خدا ہی جانے
نہ فکر کر تو خوشی و غم کا خدا ہی مالک ہے بیش و کم کا
ہمارا کہنا یہ کون مانے خدا کی قدرت خدا ہی جانے
کسی پہ رحمت کسی پہ ذلت کسی پہ غصہ کسی پہ رحمت
خدا کی حکمت خدا ہی جانے خدا کی قدرت خدا ہی جانے
سمجھ لے دل میں یہ خوب ضامن سوا خدا کے نہیں ہے ممکن
کہ کوئی تنکا لگے ہلانے خدا کی قدرت خدا ہی جانے

خیالات اسد مراد آبادی چڑیل وغیرہ کے باب میں

مثنوی

اگر جن یا پری عورت پر آئے — اور اس سے جھوم کر وہ سر ہلائے
یہ سمجھو تم کہ پنہاں ہے شرارت — ہوا ناموس کو کوئی دن میں غارت
شراب شوق سے ہو ہو کے مخمور — کیا کرتی ہے عورت فعل مسطور
نشاط عمر اور خوشبو کی کثرت — بڑھاتی ہے یہانتک لگی رغبت
گذر جاتی ہے وہ آپے سے فی الحال — ریاض عقل ہو جاتا ہے پامال
پڑے جب کان میں نغمہ کی آواز — تو سر جنبش سے پھر کیونکر رہے باز
ہوا کرتے ہیں شوہر انکے ناداں — بلائے الفت زوجہ سے بیحال
نہیں اتنا سمجھ سکتے وہ زنہار — کہ ہے یہ بے حیا مکار و غدار
صدا دیتی ہے یہ بیداری دل — حلول جسم ہے جسمونمیں مشکل
ذرا دل میں کرے یہ فکر انساں — کہ خاتونان انگلستان ذیشاں
نہایت خوبصورت اور حسیں ہیں — لطافت میں وہ لعبتہائے چیں ہیں
کسی سے بھی کبھی ایسا سنا ہے — پری جن کا خلل انکو ہوا ہے
تو کہہ سکتا ہے کیونکر ذہن تیرا — چڑیلوں کو پری نے آکے گھیرا
یہ ہے بیشک سراسر مکر اور ریو — کہاں جن و پری آسیب اور دیو
دماغی عارضے ہوتے ہیں اکثر — کہ انسے عقل ہو جاتی ہے ابتر
اگر ہے کچھ مرض پہچان لیجے — وگرنہ مکر خالص مان لیجے
اب آگے عاملونکا حال سن لو — بعین امتحاں ثابت ہے ہم کو
کہ ہیں اکثر زباں زوری میں کامل — جو اپنے آپ کو کہتے ہیں عامل

معیشت کا نکالا ہے طریقہ
دغابازی میں حاصل ہے سلیقہ

کہا کرتے ہیں لوگوں سے یہ ہر دم
بڑے پہنچے ہوئے درویش ہیں ہم

کیا کرتے ہیں ظاہر سب پہ ذرات
مطیع حکم ہیں سب اپنے جنات

پڑھیں جس وقت ہم منتر وضو سے
مریں ستر چڑیلیں ایک چھو سے

وہ حُبّ و بغض کے تعویذ لکھکر
کیا کرتے ہیں حاصل دولت و زر

عقیمہ عورتوں کی دیکھکر فال
کریں تولید کے گنڈے سے خوشحال

ہوا جب عاملو نسے کوئی سائل
موکل ہیں نہایت تم پہ مائل

دکھاؤ تم ہمیں اتنی تو تاثیر
کہ ہم کچھہ فاصلہ پہ پھینکیں اک تیر

وہ خود اڑ کر ہمارے پاس آجائے
موکل آپ کا دم بھر میں لے آئے

کسیکی بھی کیا اس کو نہ مقبول
بجائی جان با تقریر مجہول

کہو پھر ہم کو کس صورت یقیں ہو
کہ حل مشکلات آتا ہے ان کو

کہی یہ بات اک عامل نے ہم سے
مرض کھوتے ہیں ہم نقش رقم سے

کیا یہ عرض اُنسے ہوکے مجبور
کہ ہے گر آپ کا یہ حد مقدور

مرض جانے کی حد کیجے مقرر
کہ ہو بد اعتقادی دل سے باہر

وگرنہ اس یہاں سے جملہ حالات
بدلتے ہیں ہمیشہ حسب عادات

لگے کہنے بعین چشم پوشی
جواب جاہلاں باشد خموشی

بسنتا۔ اماں جی مجھو سے کہونگا کہ آپکے پاس آکر یہ سب باتیں لکھہ لیجائے ہمارے یہاں کا یہ حال ہے کہ کوئی رومال دوپٹہ کوٹ وغیرہ ہمیشہ کچھہ نہ کچھہ عورتو نسے ٹھگ لیجایا کرتے ہیں اب میں کہدونگا کہ کوئی کسیکے دہوکے میں نہ آئے
بڑھیا۔ تو اپنے بیٹے کو ضرور بھیجدیجو میں بہت خوشی سے نقل کرا دونگی تیری بڑی خوش نصیبی ہے کہ

یسے نیک اور سعادتمند بیٹے کا باپ سعادتمند لڑکا باپ سے زیادہ کر دکھاتا ہے اور نالایق باپ
ن دولت خاک میں ملاکر پھر اپنے سر پر خاک ڈال لیتا ہے نظم

زنان بار دار اے مرد ہشیار	اگر وقت ولادت مار زایند
ازاں بہتر بہ نزدیک خردمند	کہ فرزندان ناہموار زایند

۲۷ اتنے میں بڑھیا نے بھگت رام کو آواز دیکر کہا کہ کل نانکی کیلئے جو دو روپے کے پوسیرے چانول آئے تھے انمیں سے آدہ سیر چانول اور سیر بھر کھانڈ بسنتا کو دیدو۔ اسنے آج اپنا بہت عمر خالی کیا ہے بسنتا جب چانول لیکر چلنے لگا تو نانکی نے شرو لے کھاری سے شکایت کی کہ تونے دیکھا ابھی کسینے چانول کا ایک دانہ نہیں کھایا مگر بڑھیا نے آدہ سیر چانول سے بسنتا کا منہ جھلس دیا۔ شرو لے ؛ بیٹی چپ رہ کہیں اتاجی نہ سن لیں اور بسنتا نہ تاڑ جائے یہ موا سنکر پاس پڑوس میں کہہ بیٹھے گا تو تو ہی بدنام ہوگی۔ بہو کھانے میں وہ مزا نہیں جو بھوکوں کمینوں۔ نوکروں اور محتاجوں کے کھلانے میں ہے۔ کسی نے تکرار کے بعد لینے والیکو ہیچ دیکر کچھ دیا تو دینے والیکو پھل نہیں ملتا۔ تیری تو وہی مثل ہے کہ تیلی کا تیل جلے پاپی کا دل پھٹے۔ اُدھر شرو لے یہ کہکر چلتی بنی ادھر نانکی بڑبڑاتی رہی کہ سارا گھر ایکطرف اور میں ایکطرف افسوس اس رانڈ بڑھیا کے سوا کوئی کسی کی نہیں سنتا آخر میں بھی تو لالاجی کے بیٹے کی گھر والی ہوں دیکھئے کب بڑھیا مرے اور کب میرا جھنڈا اگڑے۔"

۲۸ ایکدن دوپہر کیوقت بسنتا اپنے لڑکے سمیت بڑھیا کے پاس آیا اور کہا اتاجی اِسکو وہ باتیں ہندی میں اترو ادو"

بڑھیا۔ "ذرا دم لے ٹھیرجا۔ ادھر اُدھر کی کوئی بات کر۔ وہ بھی لکھوادونگی"

بسنتا۔ "اچھا اتاجی آج تو تم ہی کچھ سناؤ"

بڑھیا۔ "رتن چند کے باپ کہا کرتے تھے کہ پنڈتوں کے قول پر اعتبار کرنے والا بڑا نادان ہے جوتش کے سچ ہونے میں شک نہیں مگر اسکا پورا ماہر کہیں نظر نہیں آتا۔ میں نے کہا اسکا ثبوت۔

جوابدیا اگر پنڈت جوتش کے پورے ماہر ہوتے تو کبھی کسی آفت میں نہ پھنستے موٹی سی بات ہے کہ وہ اپنی لڑکیونکو پتریوں سے ملاکر بیاہتے ہیں تاہم اکثر لڑکیاں رانڈ ہو جاتی ہیں لیسے پنڈت اگر قسمت کے سُپرد کرتے ہیں تو اونکو پتریاں ملاکر شادی کرنیکی ترغیب کیوں دیتے ہیں جو کچھ قسمت میں ہے ہو رہیگا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے اکثر پنڈتوں سے مذکورہ بالا سوال کیا مگر صاف جواب کسی نے نہیں دیا ایکدفعہ کسی منشی نے ایک پنڈت سے ملاقات کی پنڈت جی اسامی بنانیکی غرض سے بولے کہ منشی جی تم اپنی جنم پتری دکھلا دو۔ انہوں نے آگے رکھدی۔"

پنڈت "گرہ بہت ناقص آئی ہے اِس سال کی فلاں تتی میں تمہاری موت ہونی چاہیئے۔ حساب کیا گیا تو اُس تتی میں ساڑھے سات مہینے باقی تھے۔"

منشی جی "اگر یہ حساب پتری کی رو سے معلوم ہوا ہے تو موت کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔"

پنڈت جی "نہیں صاحب دان سے سوئی کا کانٹا ہو جاتا ہے کیونکہ دان کو بڑی سامرتھ ہے منشی صاحب نے پنڈت جی کو ایک سیدھا اور ایک ٹکہ نقد دیکر رخصت کر دیا۔ منشی جی کے ہاں ایک لڑکا تھا اور ایک لڑکی۔ اندازہ سے تاریخ وفات تک کا خرچ پاس رکھکر تمام اثاثہ لڑکی اور لڑکے کو آدھو آدھ دیدیا اور آپ جمنا کے کنارہ گھاٹو میں جا رہے شان ایزدی سے پنڈت جی کی بتائی ہوئی ستی ٹل گئی مگر منشی جی اعتقاد کے ایسے پورے تھے کہ دوسرے دن کیلئے ایک پیسا بھی پاس نہ رکھا ناچار جمنا سے ڈیرہ ڈنڈا اُکھاڑ کر اپنے لڑکے کے مکان میں آ گئے۔ چار پانچ ماہ کے بعد بہو نے کہا کہ لالہ جی نے برابر کا حصہ لڑکی کو بھی دیا ہے اب کوئی دن وہاں بسرام کریں مگر بڈھے نے ایک نہ سُنی۔ بہو کھانے پینے میں کوتاہی کرنے لگی۔ بیٹی نے یہ واقعہ معلوم کر کے اپنے خاوند سے کہا اُسنے جوابدیا کہ لالا جی کا دیا ہوا روپیہ میں نے علیحدہ بیوپار میں لگا دیا تھا لالہ جی کو اُسکا نفع کفایت کریگا تم اُنکو بلا لو۔ اب کرایہ کا مکان تجویز ہو جائیگا اور بعد میں خرید لیا جاویگا۔ لڑکی اپنے

پ کو لینے آئی اُسنے کہا بیٹی پہلے ایک مکان خرید لے تب چلونگا۔ چنانچہ ایک چھوٹا سا مکان
بدا گیا اور داماد نے سسرے کی بہت خاطر کی۔ منشی جی اسیطرح چار برس رہے اس عرصہ میں لڑکی
ول کی دادی ہوگئی بیٹا بے اولاد رہا اور جو روپیہ باپنے دیا تھا وہ سب بنج بیوپار میں جاتا رہا۔ باپنے
دیکھکر لڑکی سے صلاح کی۔ اُسنے کہا کہ لڑکا ناخلف ہوتا ہے مگر باپ بے درد نہیں ہوتا۔ لہذا باپ
کے اور بہو کو اُسی مکان میں لے آیا۔ جسمیں خود رہتا تھا۔ منشی جی دس برس جیکر بیکنٹھ باشی ہوئے
رجو کچھ بچا تھا لڑکی نے اپنا حصّہ چھوڑ کر بھائی کو دیدیا۔ بسنتا ہونے والی کو کوئی نہیں بتا سکتا
ہے بسنتا جہان میں تین طرح کے اِنسان ہیں ایک وہ جو دراصل دانا ہے مگر اپنے آپ کو محض نادان
نتا ہے ایسا آدمی واقعی دانا سمجھا جاتا ہے۔ دوسرا وہ جو حقیقت میں دانا ہو کر اپنی دانائی کا قائل
اسکو بھی عقلمند کہتے ہیں تیسرا جو محض نادان ہو کر اپنی دانائی کا یقین رکھتا ہے اُسکو محض جاہل
ماچاہیئے سو ایسے پنڈت تیسرے درجہ کے انسان ہیں۔ **نظم**

آں کس کہ بداند و بداند کہ نداند — اسپ طرب خویش بافلاک رساند
وآں کس کہ بداند و بداند کہ بداند — آں ہم خرک لنگ بمنزل برساند
وآں کس کہ نداند و بداند کہ بداند — در جہل مرکب ابدالدھر بماند

بڑھیا نے بھجنو کو بھوت پریت کی بابت تمام کلمات حکمت لکھوائے اور وہ دونوں باپ بیٹے سلام کر کے رخصت ہوگئے

۱ جوتھی سروپ "نانی جی آداب"
بھیا "ایک مہینا ہوا تو قطب کے میلہ پر آیا تھا اب کس تقریب سے آیا ہے"
فی "ماجی اگروالوں کی پنچایت (کنفرنس) ہے اِسلئے مدرسہ میں چھٹی ہوگئی"
بھیا "پنچایت کی نئی تجویزیں اور ترمیمیں مجھے ضرور سُنانا"
فی "بہت اچھا"

بُڑھیا:۔ ارے جوتی اِس شہر کی عورتیں کہا کرتی ہیں کہ بورڈنگ سکول میں داخل کرنا گویا بچہ کو قید میں بھیجنا ہے۔ کیا یہ قول درست ہے "

جوتی:۔ سراسر غلط۔ میں تو وہاں جاکر یہاں سے زیادہ تندرست رہتا ہوں وہاں تیل کی پکوڑیاں وغیرہ جو معدہ کیلئے مُضر ہیں لڑکوں کو ہرگز نہیں ملتیں۔ جاڑوں میں علی الصباح چائے گرمیوں میں شربت۔ کھانا ٹھیک وقت پر۔ صبح کو دال روٹی شب کو پوری ترکاری سہ پہر کو ٹھنڈی سڑک کی ہوا۔ ہمارا وقت ضایع نہیں ہونے پاتا۔ خراب صحبت کا نام نہیں اگر اس انتظام پر بھی کوئی لڑکا نہ پڑھے تو اُسکی قسمت۔ لو اب رخصت ہوتا ہوں کیونکہ کنفرنس کا مہمان ہوں۔ ختم ہو جانیکے بعد ایک دن یہاں رہکر لاہور چلا جاؤنگا۔ آداب عرض کرتا ہوں "

۳۰ جب گھر میں کوئی بیمار پڑتا تو حکیم یا ڈاکٹر کو بلانا دوا پلوانا اور ٹھیک وقت پر پرہیزی کھانا تیار کرانا گویا بُڑھیا کے روزمرہ کے کاموں میں داخل تھا لیکن ایکدفعہ بُڑھیا بیمار پڑی تو نانکی اُسکی تیمارداری میں حارج ہوئی۔ چنانچہ ایکدن بُڑھیا کیلئے بید جی بُلائے گئے اُنہوں نے نبض دیکھکر دوا تجویز کی اور بھاگ رام کو گولیوں کیواسطے اپنے ہمراہ لیگئے نانکی نے غُل مچا دیا کہ رسوئیہ تو دوا لینے چلا گیا اب بچوں کیلئے روٹی کون پکائیگا بچے بغیر کھائے مکتب چلے جائینگے بُڑھیا سُنتی رہی اِتنے میں بھاگ رام آ گئے گولیاں بُڑھیا کے حوالہ کیں اور دیا رام کو دوا دیکر کہا کہ بنا کر ماتاجی کو پلا دے دیا رام دوا پیسنے لگا اور بھاگ رام رسوئی میں مشغول ہوا۔ نانکی دیا رام کے آگے بیٹھ گئی اور کہنے لگی کہ پہلے کھچڑی کیواسطے بازار سے دہی لے آ۔ دوا پھر پیس لیجو "

دیا رام:۔ دوا میں کتنی دیر لگ جائیگی ابھی تو کھچڑی تیار بھی نہیں ہوئی "

نانکی:۔ تمام ملازم بُڑھیا کی آؤ بھگت میں رہتے ہیں میری کوئی نہیں سُنتا "

بُڑھیا:۔ ابھی تو کھچڑی تیار نہیں ہوئی کہ دیا رام دوا چھوڑ کر دہی لینے چلا جائے اِتنے میں رتن چند نشستگاہ سے اُٹھکر محلسرائے میں آئے۔ نانکی رتن چند کو دیکھکر اندر کے کمرہ میں گُھس گئی "

رتن چند۔ اماجی آپ کس بات پر خفا ہو گئیں جو چلا چلا کے باتیں کر رہی ہو؟

بڑھیا۔ بیٹا میں کیا بتاؤں بھگوان کی دیا سے تمہارے گھر میں کسی بات کی کمی نہیں نوکر چاکر املاک سواری۔ باغ باغیچہ۔ مگر یہ تیری جورو ہماری زندگانی اور اپنے آرام کو مکدر کر رہی ہے ایکدم چین نہیں لینے دیتی بری بات سے جہان برا مانا کرتا ہے مگر اسکو اچھی بات پر برا مانتے دیکھتی ہوں دن بھر نوکروں سے بلا سبب تکرار رکھتی ہے۔ بیٹا بات بات پر نوکر کے پیچھے پڑے رہنے سے مندرجہ ذیل خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں!!

۱ سنتے سنتے کچھ نہ کچھ نوکر کے منہ سے بھی نکل ہی جاتا ہے!!

۲ رفتہ رفتہ گستاخ ہو جاتا ہے

۳ کام میں ڈھیلا پن کرنے لگتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہاں کرنے اور نکرنے والا دونوں برابر ہیں!!

۴ دوسرے گھر کی تلاش میں بیدلی سے کام کرنے لگتا ہے اور بیدل چاکر دشمن برابر کا معاملہ ہو جاتا ہے

۵ آخر کار وہ خود نوکری چھوڑ جاتا ہے یا مالک دق ہو کر موقوف کر دیتا ہے!!

۶ جب وہ دوسری جگہ چلا جاتا ہے اور مالک کو فوراً کوئی دوسرا نوکر نہیں ملتا تو بہت تکلیف اٹھانی پڑتی ہے بیٹا اس زمانہ میں منشی بابو بنیب ڈھونڈو تو بہت ملجائینگے مگر دیانت دار اور ذیشعور خدمتگار ہرگز دستیاب نہیں ہوتے جب اچھا نوکر چلا جاتا ہے تو مندرجہ ذیل دقتیں پیدا ہوتی ہیں!!

۱ کوئی چالاک آدمی رکھا گیا اور کچھ مال لیکر چلتا بنا!!

۲ جبتک دوسرا نوکر نہ ملا بے حد تکلیف اٹھانی پڑی!!

۳ نئے نوکر کو سب باتیں سکھانے اور حساب وغیرہ کے گھر دکھانیکی دقت اپنے ذمہ رہی۔ نائکی کو بہت سمجھاتی رہتی ہوں کہ تو نوکروں کو نہ ستایا کر مگر مانتی ہی نہیں جسقدر سمجھاتی ہوں دوگنی شوخ ہوتی جاتی ہے دو ماہ کا ذکر ہے کہ چار روز کیلئے بھاگرام کو بخار آگیا تھا میں نے بید کو بلا کر علاج کرایا

اُسپر نانکی نے کہا کہ نوکر رونکے علاج میں بُڑھیا دل سے مصروف ہو جاتی ہے گھر میں کوئی بیمار پڑا ہے
تو گھبرے نباشد۔ بیٹا تو ہی بتا نوکر و نکی خبر مالک نہ لے تو کون لے تم آج کل کے لڑکوں کیطرح یہ
نکرنا کہ اِدھر والدہ نے کچھ کہا اُدھر لکڑی لیکر جورو کو دھن ڈالا یا جورو نے ساس کے خلاف فریاد کی تو روئی
کیطرح بُڑھیا ماں کے گالے بنا دیئے شریف گھروں میں ایسا نہیں ہوتا بلکہ یہ دعا کر کہ اے پروردگار تو
میری جورو کو راہ راست دکھا اور اسکا مزاج بدلدے اسکے سوا اور کوئی دوا نہیں اتنے میں بھاگرام نے
آواز دی کہ کھانا تیار ہے۔"

بُڑھیا "رتن چند جاؤ کھانا کھاؤ۔ لڑکونکو بلا لو میرے کہنے کا کچھ خیال نکرنا"

۳۲ عشرت حلالخوری آئی بُڑھیا نے کہا آج تو بہت دنوں کے بعد صورت دکھائی۔ تیری
چھوٹی بہن برکت آیا کرتی تھی۔"

عشرت " ماجی سلام۔ میں سا سرے گئی ہوئی تھی اب برکت گئی ہے"

بُڑھیا " اری عشرت آج تو کوئی گیت سنا"

عشرت " بہت اچھا۔ لو ماجی سنو۔ گیت

بھائی مارے جو لیتے دیتے اُسکا ٹھکانا نہیں اچھا	بھری سبھا میں بیٹھکے ہرگز چغلی کھانا نہیں اچھا
اپنے گھر کو چھوڑ کے ہر دم پر گھر جانا نہیں اچھا	مات پتا کی سیوہ ہے میوہ اُنکا ستانا نہیں اچھا
سوتا فتنہ شیر ہے بن کا۔ اُسکا جگانا نہیں اچھا	لاکھ ہوشیاری دل سے ناری بھید بتانا نہیں اچھا
گنگا جمنا چھوڑ کے تیرتھ کوئے پہ نہانا نہیں اچھا	اپنے شرن جو آن پڑے پھر اُسکو ستانا نہیں اچھا
کالا ناگ جو نکلے بن سے اُسے کھلانا نہیں اچھا	پرتریا سے پریت لگا کر مان گھٹانا نہیں اچھا
بھرا جگ سنسار ہے سارا اور زمانا نہیں اچھا	سب سے بھلا ہی گم صُم رہنا گیان سُنانا نہیں اچھا

بُڑھیا " واہ ری عشرت خوب بھجن گایا بھاگرام جی آج عشرت کو ڈبل کھانا ملے معمول سے دوگنا"

عشرت:۔ اماجی کو خدا سلامت رکھے ذراسی آم کی لونجی کی بھی پروانگی ہوجائے۔
بُڑھیا:۔ بھاگرام اچار رکھے دو ثابت آم اور تھوڑی سی لونجی بھی عشرت کو دیدو۔ چنانچہ عشرت اچار اور لونجی لیکر دعائیں دیتی ہوئی رخصت ہوگئی۔

۴۲۔ ایکدن نائکی نے دیارام کہار کو ترکاری کیلئے بھیجا۔ مگر اُسے ذراسی دیر لگ گئی نائکی نے غل مچایا کہ نہیں کے کٹرہ ترکاری بکتی ہے اس بیچارے کو ابتک نہیں ملی۔ بھابوجی نے نوکرونکو سر پر چڑھا رکھا ہے۔ دیارام آدھ گھنٹہ کے بعد ترکاری لیکر آیا پہلے تو نائکی نے خبر لی پھر دھرابائی نے کہار سے کہا کہ دیارام جی آج تو تمنے بڑی دیر لگائی۔ کیا بھائی برادری میں کہیں حقہ پیتے رہگئے تھے۔
دیارام:۔ بائی جی میری یہ عادت نہیں۔ کبھی برادری میں جانا پڑتا ہے تو آپسے اجازت لے لیتا ہوں اور جو سودا لینے جاتا ہوں تو سیدھا چلا گیا سیدھا چلا آیا رستہ میں کوئی جان پہچان ملگیا تو چلتے چلتے رام رام شام شام ہوگئی البتہ آج دیر ہوگئی ہے سو اسکا سبب بتائے دیتا ہوں۔
نائکی:۔ بتایگا اپنی ماں کا چونڈا۔ کوئی ادھر اُدھر کی بات بنا کر سنا دیگا چلو چھٹی ہوئی۔
دیارام:۔ اماجی بدلو کنجڑے کی دُکان پر پہونچکر دیکھتا کیا ہوں کہ ایک پنجابی برہمن کسی بابو کا نوکر اور بدلو دونوں آپسمیں پہلوانوں کیطرح لڑرہے ہیں ایک کہتا ہے تو جھوٹا۔ دوسرا کہتا ہے تو جھوٹا تیرا باپ جھوٹا۔ مشر کا زردھپیٹا ایکطرف گرا پڑا ہے اور بدلو کی لال پگڑی ایک جانب کیچڑ میں آلودہ ہے میںنے دونوں کو الگ کرکے اس لڑائی کا سبب پوچھا۔ برہمن بولا کہ میں روپیہ دیکر دو آنے کے آلو مانگ رہا تھا۔ بدلو اپنے خریدارونکو سودا دیتا رہا پھر جب اُنسے فارغ ہوا تو مجھکو آلو دیکر کہنے لگا کہ لاؤ دو آنے۔ بھلا میں اب کہاں سے لاؤں۔ بدلو نے کہا کہ یہ جھوٹا ہے مجکو روپیہ نہیں دیا دیارام تو بھی اتنی مدت سے ترکاری لیتا ہے کبھی مینے تیرے ساتھ بے ایمانی کی ہو تو بتادے میں نے کہا بھگت جی تُم نے میرے ساتھ کبھی بے ایمانی نہیں کی مگر بھول چوک انسان کے ساتھ

لگی ہوئی ہے ذرا اپنا غلّہ تو دیکھ لو شاید تم لیکر بھول گئے ہو۔ بدلو نے کہا میرے غلّہ میں اور روپیہ ہی نہیں اگر میں نے لیا ہے تو اسی میں ڈالا ہوگا ملگیا تو یہ سچّا اور نہ نکلا تو میں سچّا میں نے کہا کہ اچھا اسوقت تو تجھے معلوم ہے کہ غلّہ میں اور روپیہ نہیں لیکن جب غلّہ بے حساب ہو تو ایسے وقتوں کا فیصلہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ بدلو نے کہا کہ مجھے تو کوئی حکمت یاد نہیں میں نے جواب دیا اوّل تو اپنا غلّہ دیکھکر اس جھگڑے کو تو مٹا اسکا علاج پھر بتا دونگا۔ چنانچہ اُس نے غلّہ دیکھا تو روپیہ موجود تھا بدلو بولا کہ او بھائی روپیہ تو ملگیا مگر آئندہ کیلئے کوئی ترکیب بتاتے جاؤ۔ میں نے کہا شرمّا جی اوّل تو تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ آئندہ بغیر سودا لئے دام دو گے تو اسیطرح خوار ہوگے۔ شرمّا میرا بڑا شکر گزار ہوا اور آلوؤں کیساتھ چو وہ آنے نقد لیکر چلدیا پھر میں نے بدلو سے کہا کہ بھگت جی جب تم کسی سے پیسہ یا روپیہ لے لو تو پہلے اُسکو سودا دیکر رخصت کر دو پھر دوسرے گاہک سے بات کرو۔ یہ اچھا نہیں کہ ایک کے پیسے تھام لئے دوسرے کو سودا دیا اور تیسرے سے کہا کہ بڑے بڑے آلو چُن لے۔ ایسے برتاؤ سے پھر کسی دن اپنی پگڑی کیچڑ میں لتھڑی پاؤ گے۔ بدلو نے کان پکڑا اور یہ کہا کہ دیا رام تُو میرا گرو ہے اب ایسا نہ کرونگا“

بڑھیا ” شاباش دیا رام جی شاباش یہ فیصلہ تمنے خوب کیا “

۴۳ بہت عرصہ کے بعد برکت حلالخوری آئی “

بڑھیا ” تُو سُسرال ہو آئی “

برکت ” ہاں ماجی آداب عرض کرتی ہوں۔ اب ایک دو مہینے بندی خدمت میں حاضر رہیگی “

بڑھیا ” بیٹی کوئی گیت سُنا۔ تیری دادی للّو تو بہت سے گیت سُنا جایا کرتی تھی “

برکت ” اماجی مجھکو کیا عذر ہے۔ تو سُنو کتنے گیت سُنتی ہو نیا سناؤں کہ پُرانا “

بڑھیا ” اری باولی کوئی ایسا گیت سُنا جسمیں گیان ہو “

برکت ۔ بہت خوب ۔ گیت

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنے خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر ۔ پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

ظفر آدمی اسکو نجانیئے گا وہ ہو کیسا ہی صاحب فہم و ذکا ۔ جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

غزل

کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا ۔ جو آپہی مر رہا اُس کو اگر مارا تو کیا مارا

نہ مارا آپ کو جو خاک ہو اکسیر بن جاتا ۔ اگر پارے کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا ۔ نہنگ واژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

دل بدخواہ میں تھا مارنا یا چشم بدبیں میں ۔ فلک پر ذوق تیرِ آہ گر مارا تو کیا مارا

غزل

سُنو اے جانِ من تمکو یہاں سے جلد جانا ہے ۔ رہو تم یادِ حق میں جب تلک یاں آب و دانا ہے

ارے غافل تو کیوں بھولا ہے اِن دنیا کے لالچ میں ۔ رہے کچھ خوف حق کا بھی اگر جنت میں جانا ہے

کرو کچھ غور اب دل میں کہ تم نادان ہو کیسے ۔ کیا تھا حکم جو حق نے اُسے کب تم نے مانا ہے

پڑے سوتے ہو غفلت میں ذرا تو آنکھ کھولو تم ۔ ہوئی ہے شام اُٹھ بیٹھو تمہیں منزل پہ جانا ہے

فرشتہ جبکہ آئیگا تمہیں دنیا سے لینے کو ۔ بہانا کیا کروگے تم وہ تمسے بھی سیانا ہے

خدا جب تجھسے پوچھیگا تو کیا لایا ہے دنیا سے ۔ جواب اُسکو تو کیا دیگا تجھے لیکھا چکانا ہے

اگر غافل رہے حق سے تمہیں دوزخ میں ڈالیگا ۔ رہے گر یاد میں اُسکی تو پھر جنت ٹھکانا ہے

علم و تواضع و ہنر و داد و یادِ حق ۔ جس شخص میں یہ صف نہیں وہ بشر نہیں

ایماں کا نور جسمیں ہو۔ روشن ضمیر ہے ‏ ‏ اندہا ہے جس کی چشم نہاں میں بصر نہیں

انساں گہر ہے علم و فن جسمیں ہے آب و تاب ‏ ‏ بے آبرو ہے آدمی جس میں ہنر نہیں

عالم خریدتا ہے دُرِ آب دار کو ‏ ‏ بے آب جو گہر ہے وہ ہرگز گہر نہیں

دہرما بائی :: بس بیٹی تو نے بہت مغز خالی کیا ہے۔ میارام تاگڑی والی دھوتی ٹھاکروں والی کوٹھری میں ہے برکت کو دیدو اور کچھہ پکوان بھاگرام سے لیکر اسکے حوالہ کرو "

۴۴ برکت آج تو نے گیت اور غزلیں تو بہت سُنائیں کوئی خبر بھی سُنا "

برکت :: اماجی کل میں ہر جناتھ کے کوچہ گئی تھی وہاں ایک جوگی بیل کے اوپر جھول ڈالے ہاتھ میں لوٹا لئے کھڑا تھا میں بھی کھڑی ہوگئی۔ معلوم ہوا کہ بیل† ایسا سدہا ہوا ہے کہ جسکے پاس بھیجے چلا جاتا ہے ایک نے کہا باواجی تماشہ دکھاؤ اور یہ کہکر ایک پیسہ پھینکدیا جوگی نے کہا شمبھوناتھ (بیل کا نام) جاؤ تو بیٹا جسکی بغل میں لال دوپٹہ ہے اُسکو نمسکار کر آؤ۔ ایک شخص لال دوپٹہ لئے بھیڑ میں کھڑا تھا بیل اُسکے پاس آکر سر ہلانے لگا اُسپر ایک شخص بولا کہ ہم میں ایک شخص کایستھہ ہے تُم اپنا بیل اُسکے پاس بھیجو تو جانیں جوگی نے کہا کہ بیٹا شمبھوناتھ کایستھہ کو ڈھونڈوت کر آ۔ بیل کایستھہ کے پاس آکر سر ہلانے لگا تماشائی دہنگ رہ گئے اور بہت سے پیسے جوگی کیطرف پھینکے کسی نے کہا جادو کا کھیل ہے کوئی بولا آدمی کو بیل بنا رکھا ہے کوئی کہتا تھا کہ جن مسخّر ہے بھلا اماجی تمہاری سمجھہ میں کیا آیا "

† نوٹ پیرس ملک فرانس میں اپنے ہمراہ باغ میں کُتے لیجانیکا حکم نہیں تھا اور ایک شخص کے پاس کتا تھا اُسنے دروازۂ باغ پیدربان کے حوالہ کیا اور آپ باغ میں چلا گیا جب واپس آیا تو دیکھا کہ جیب سے گھڑی غائب ہے دربان سے کہا کہ میری گھڑی باغمیں چوری گئی ہے اگر میرے کُتے کو جانے دو تو چور گرفتار ہو سکتا ہے غرض اجازت کے بعد کُتے کو ساتھ لیجا کر اشارہ کیا کہ وہ اِدہر اُدہر پھر کے اور تھوتھنی کو اوپر کر کر سونگہنے لگا آخر ایک شخص کے کوٹ کا دامن مُنہ میں پکڑ کے کھڑا ہو گیا اسکی تلاشی لیگئی تو آٹھہ دس گھڑیاں نکلیں طرفہ یہ کہ جو کُتے کے مالک کی گھڑی تھی کُتے نے مُنہ میں لیکر مالک کے حوالہ کر دی پھر پولس نے سارق کو گرفتار کر لیا "

بڑھیا:۔ میں جادو کے قائل نہیں ہوں یہ آدمی کی تربیت کا اثر ہے مگر تعجب کی بات یہ ہے کہ آدمی باوجود عقل بھیڑ میں صورت دیکھکر اکثر کسی کی ذات نہیں پہچان سکتا پھر جانور نے کسطرح جان لیا کہ فلاں شخص کایستھ ہے مگر میں پھر بھی کہونگی کہ جوگی نے بیل کو ذات پہچاننے کی تربیت دی ہے۔ گزشتہ زمانہ میں ایک سائیں رق الخیال سید فیروز کے بنگلے تکیہ میں رہتا تھا اُسنے ایک بکرا پال رکھا تھا اور ایسے ہی کرشمے دکھایا کرتا تھا اِس سے صاف ظاہر ہے کہ خاص لوگونکو جانوروں کے پڑھانیکی کوئی ترکیب یاد ہے ورنہ جادو ٹونا اثر چیز ہوتی تو دنیا ہرگز آباد نہ رہتی ایک دوسرے کو مار ڈالتا۔"

برکت:۔ باجی اگر اجازت ہو تو رخصت ہو جاؤں بڑھیا نے اسیس دیکر رخصت کر دیا۔"

۲۵ جوتی سروپ آئے اور آداب بجالا کر اپنی نانی کے پاس جا بیٹھے۔"

بڑھیا:۔ بیٹا جوتی کیا کنفرنس ہو چکی۔"

جوتی:۔ ابھی نہیں ہوئی آج کنفرنس میں تعطیل تھی میں آداب عرض کرنے کیلئے حاضر خدمت ہوا ہوں نیز میں نے سُنا ہے کہ میر شہامت علی جو پہلے ہمارے مدرس تھے اور اب ریاست رتلام میں بہت معزز علاقہ پر ہیں یہاں آئے ہوئے ہیں آپکی قدم بوسی کے بعد اُنسے نیاز حاصل کرنا ہے۔"

+ نوٹ۔ شہر دہلی میں ایک اور فرشتہ طینت انسان گزر چکے ہیں اُنکا نام ماسٹر رامچند تھا ذات کے کایستھ تھے جب اُنکے دوست ڈاکٹر چمن لال عیسائی ہوئے تو اُنہوں نے بھی عیسائی دھرم اختیار کر لیا لیکن مجسم غربت سادگی اور سراپا خُلق تھے اُنکو دہلی کالج میں ایکسو پچاس روپے ماہوار ملتے تھے مگر وہ سادی سیدھی وضع تھی وہی اُسوقت رہی کہ جب آٹھ سو روپے ماہوار پٹیالہ سے ملنے لگے جب یہ عیسائی ہو گئے تو اُنکے پڑوسی نے دق کرنا شروع کیا مگر اُنہوں نے نہ کسی سے شکایت کی اور نہ عدالت چڑھے جب غدر ہوا تو اُس پڑوسی کا تمام مال اسباب لُٹ گیا۔ اتفاقاً ماسٹر جی پٹیالہ سے دہلی آئے ہوئے تھے اُسکو خستہ حال دیکھکر رو دئے اور یہ کہا کہ تم میرے ساتھ پٹیالہ چلو مہاراج سے کہکر تمہاری پرورش کرا دونگا۔ انسان جیسا خود ہوتا ہے ویسا ہی دوسرے کو جانتا ہے یہ ڈرا کہ ماسٹر جی چکمہ دیتے ہیں مجھے وہاں قید کرا کر بدلا انکا لینگے نہ گیا آخر ماسٹر جی نے کہا کہ

بڑھیا۔ یہ وہی شہامت علی تو نہیں جو پہلے کشمیری دروازہ کنجنیونکی گلی میں رہتے تھے میں نے رتن چند سے سُنا تھا کہ گو وہ مسلمان ہیں مگر ہندوؤں کو اپنے بھائیوں کے برابر سمجھتے ہیں اور بڑے سادہ مزاج ہیں ذرا تمکنت نہیں جب سے رتلام میں چھ سو روپیہ ماہوار کے ملازم ہو گئے ہیں اُنہیں اور زیادہ عزت آگئی ہے اور مہاراج چندو لال سابق دیوان حیدر آباد و منشی امتول جان سابق دیوان ریاست الور کی طرح دہلی سے جانے والونکی (خواہ مسلمان ہوں یا ہندو) بہت خاطر داری کرتے ہیں ۔

جوتی۔ ہاں ماجی وہی ہیں ۔

بڑھیا۔ بیٹا جوتی مجھسے پوچھو تو آدمیت انہیں عادتوں میں ہے یعنے ثروت پاکر اپنی ذات کا ہو جاوے غیر ذات کا سب کی پرورش کرتا رہے غرور اُسکے پاس نہ پھٹکے خُلق سے پیش آوے اور اپنی وضع نہ بدلے۔ آج کل کے نو دولت لوگوں سے خدا بچائے۔ جہاں ذرا مرفہ حال ہو گئے چاہے انگریزی نہ آتی ہو مگر کوٹ پتلون زیب تن اور منہ میں چرٹ ہوٹلوں میں کُرسی پر بیٹھے بے حجابانہ چھُری کانٹے سے سب طرح کا کھانا کھا رہے ہیں۔ بیٹا تم بھی اپنی ایسی ہی عادت رکھنا کہ جب ملو اُس سے ملو جو تم سے علم میں زیادہ اور رتبہ میں اعلےٰ اور عقل میں تیز اور چال چلن میں نیک ہو ۔

جوتی۔ ہاں ماجی جو آپ فرماتی ہیں سب درست ہے اور جہانتک ہو سکتا ہے میں ایسے ہی لوگوں

نوٹ بقیہ صفحہ ۳۶ - اچھا تمہیں خوف ہے تو نہ جاؤ اس مضمون کی ایک عرضی مہاراج کے نام مجھکو دیدو تمہاری پرورش گھر بیٹھے ہوتی رہیگی چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا اور ریٹپالہ کی اُس جائداد کا جو دہلی میں واقع ہے محرر ہو کر باقی عمر بافراغت بسر کی

نظم

بد بدی سے گر نہ اپنی باز آئے
بد کو ہوتا ہے غرض نیکی سے بیر
جسطرح بد کی بدی جاتی نہیں
گفتہ پہونچا ہے یہ حق آگاہ سے

نیک کیوں نیکی سے اپنی ہاتھ اُٹھائے
نیک سے کب ہوگا کچھ نیکی بغیر
نیک کے جی میں بدی آتی نہیں
کر بدی ہرگز نہ خلق اللہ سے

سے ملتا ہوں ورنہ دُور کی صاحب سلامت سب سے بھلی اگر حکم ہو تو میں رخصت ہو جاؤں ۔ بڑھیا نے پوچھا بیٹا خدا تمکو جیتا رکھے مگر میاں اسد کی مثنوی سنتے جاؤ اس مضمون کے متعلق نہایت سوزوں ہے

مثنوی

ملے دنیا میں گر جاہ و حکومت
بڑھائے حد سے افزوں طرزِ اخلاق
اذیت پر کسی کی ہو نہ مائل
کہ ہے شانِ ریاست کی یہ پہچان
وگرنہ ہر کسی کو دل نشیں ہے
جو انسانوں میں عالی خانداں ہے
ہو سنتے کہ کوئی آجائے گھر پر
یہاں حکامِ انگلش ہیں جو ذیشاں
نہیں رکھتے وہ جائز کسِ نپرسی
اصالت کا یہ سارا مقتضا ہے

معیشت میں ہو وسعت یا ہو دولت
رکھے طاق دُوروں کو کبر سے طاق
تعصب کو کرے خاطر سے زائل
بلا شک خاندانی ہے وہ انسان
کہ یہ ناکس حکومت کے قریں ہے
تکبر سے ہمیشہ برگراں ہے
کرے عزت بٹھائے اُس کو سر پر
ملے گر اُن سے کوئی نیک انساں
رہ اشفاق سے دیتے ہیں کرسی
کسی سے ورنہ اُنکو کام کیا ہے

۳۳ باسدیو جسکی عمر قریب چھہ سال کے ہوگی ایکدن دیارام کہار کیساتھ کچوریاں لینے بازار گیا تھا ہنستا ہوا کہار کی گود میں گھر آیا۔ بڑھیا نے یہ سمجھکر کہ لڑکا کوئی نئی بات دیکھہ آیا ہے اسلئے ہنس رہا ہے باسدیو سے کہا کہ بیٹا تمنے ایسا کیا دیکھا ہے کہ بے تحاشا ہنس رہے ہو لڑکا بڑھیا کی گود میں آ بیٹھا مگر ہنسی کے مارے کچھہ کہہ نہ سکا آخر بڑھیا نے کہار سے پوچھا دیارام بولا ماجی میں نیل کے کٹرہ ایک حلوائی کی دُکان پر باسو مہاراج کیواسطے کچوریاں لے رہا تھا کہ ایک دیہاتی نوجوان مہاجن کوئی بیس بائیس برس کی عمر کا ریواڑی کے ضلع کا باشندہ لٹھ لیکر

چلاچیل نے جھپٹا مارا۔ دونہ زمین پر گرا۔ اور لالہ کی پگڑی چیل کے پنجوں میں اُلجھکر اُدھر اُڑ گئی اب بنیا ننگے سر رہگیا اور چلّانے لگا کہ ہائے اشرفی ہائے اشرفی۔ لوگوں نے پوچھا ارے اشرفی کیسی۔ جواب دیا پگڑی میں بندھی ہوئی تھی۔ بنیا چیل کی رفتار کیساتھ وحشیونکی طرح اِدھر اُدھر دوڑنے لگا خلقت کا اژدحام ہوگیا اور میں بھی باسدیو کو گود میں لیکر ساتھ ہولیا چیل تھوڑی دور کونچہ کے سامنے پیپل کے درخت پر جا بیٹھی۔ لڑکے پیپل پر چڑھے۔ بنئے نے کہا کہ اشرفی سمیت پگڑی لانے والیکو ایک روپیہ دونگا اِسپر لڑکے دھینگا مُشتی کرنے لگے ایک پر ایک گرا پڑتا تھا۔ ہائے چوٹ لگ گئی کی آواز آرہی تھی چیل تو اُڑ گئی مگر پگڑی درخت کی ایک ٹہنی میں اُلجھی رہ گئی آخر ایک کانسٹبل نے بھیڑ کو ہٹا کر ایک لڑکے کو چڑھایا اُسنے ٹہنی ہلائی پگڑی زمین پر گر پڑی۔ بنیا پسینہ پسینہ ہوگیا۔ اور ایک جگہ تھک کر بیٹھگیا اور اپنی اشرفی موجود پا کر کہنے لگا کہ دہلی ماتا تجھے ڈنڈوت۔ کانسٹبل نے پوچھا کہ تو اپنا حال تو کہہ جواب دیا مجھکو دہلی آئے چار روز ہوئے لیکن ہر روز ایک نیا واقعہ پیش آیا ایسا جانتا تو کبھی نہ آتا میں یہ سُنا کرتا تھا کہ دہلی میں کنچن برس رہا ہے اور وہاں کے باشندے بڑے دیوتا ہیں چلو میں بھی دیکھ آؤں چنانچہ دسہرے کے میلہ پر جمنا نہانے چلا آیا تھا۔

پہلے دن جمنا نہانے گیا کپڑے گھاٹ والے برہمن کے حوالے کئے اور جوتا کنارہ پر رکھدیا غوطہ لگا کر جو باہر نکلا جوتا ندارد۔ اب جس سے پوچھا اُسنے اُلٹا پاگل بنایا ناچار کپڑے پہنکر بازار سے نیا جوتا خریدا یارو میرا یہ خیال کہ تیرتھ میں لوگ گناہ دھونیکی نیت سے آتے ہیں بالکل غلط نکلا کیونکہ جمنا نہانیسے جب پُرانا گناہ دُھلجاتا ہے تو چور و نکے نئے گناہ کا دُھلنا کونسی مشکل بات ہے اِدھر گناہ کیا اُدھر اشنان کر لئے۔

دوسرے روز پھر جمنا گیا اور جوتیوں سمیت کپڑے گھاٹ والے مشٹر کے سپرد کر کے اشنان کرنے لگا سب طرح خیریت رہی رستہ میں پانچ آنے کے سرولی آم لیکر انکو چھپہ میں باندھے اور چھتری لگا کر شہر کیطرف چلا قلعہ کے پاس پہونچکر دیکھا خلقت آیا گنگا دہر کے شوالہ میں جا رہی ہے

میں بھی درشن کو چلا گیا اور مندر کے دروازہ پر جاکر یہ خیال کیا کہ جوتے کس کے حوالے کروں ایک
سفید پوش آدمی سے پوچھا کہ بھائی صاحب یہاں جوتیوں کی حفاظت کا کیا انتظام ہے وہ بولا یہاں
تو یہ ہوتا ہے کہ میں نے تمہاری جوتیوں کی رکھوالی کی تم میری جوتیوں کو دیکھتے رہے آپ بلا خوف
جوتے اور زائد اسباب یہاں چھوڑ کر مندر میں چلے جائیں اور درشن کر آئیں میں بھی ایک دوست
کا منتظر ہوں مندر سے واپس آنے پر تمہارے ساتھ شہر کی طرف چلونگا غرض میں نے آموں کا
رومال، چھتری اور جوتیاں اُسکے حوالہ کرکے یہ کہا کہ ذرا ہشیار رہنا بڑی مہربانی ہوگی اُسنے
کہا اِسمیں مہربانی کی کونسی بات ہے کل تم میری جوتیوں کو دیکھتے رہنا میں نے دل میں کہا کہ دلّی کے
آدمی بہت نیک اور ملنسار ہیں ریواڑی والے تو دوسرے کی جوتیوں کی رکھوالی قبول نہیں کرتے
غرض مندر میں درشن کرنے اور بھجن سُننے میں ایک گھنٹہ لگ گیا اب باہر آکر دیکھا تو نہ جوتی تھی نہ
چھتری نہ آموں کی گٹھری اور نہ وہ آدمی ناچار رو پیٹ کر شہر میں آیا ایک چھتری اور ایک جوتی اور خریدی نظم

باطناً ابلیس ظاہر پاکباز	ہیں بہت دنیا میں ایسے حیلہ ساز
دل میں بدذاتی مگر پر رو حیا	روئے خنداں دل پُر از مکر و دغا

تیسرے دن شہر میں آیا چھوٹے دریبہ کے سامنے پانی کی (پو) سبیل لگی دیکھی اور آواز
لگتی سُنی ٹھنڈا شربت پیتا جا ورنہ پچھتائیگا شربت پیکر پٹڑی پر جا بیٹھا اتنے میں ایک عورت
جو گود میں ایک بچہ لئے ہوئے تھی دودھ پلانے کیلئے اُسی پٹڑی پر بیٹھ گئی ایک آدمی پانی کا
کلسہ پو کی ناند میں چھوڑنا چاہتا تھا کہ اُس عورت نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور چلّا کر کہنے لگی کہ
ہتھیارے تو شیرخوار بچے کو چھوڑ کر بھاگ آیا ایسے ستم کیوں ہمیشہ کر رہا ہے چل - میں نے پوچھا
کہ تو کون ہے اور اِس آدمی سے تیرا کیا تعلق ہے جواب دیا مائی باپ یہ میرا خاوند ہے گھر میں
لڑائی ہوئی تھی سال بھر ہوا کہ تب سے بھاگ آیا ہے میں نے کہا تیری ذات کیا ہے وہ بولی

ذات کے چھپانے اور اورونکا دھرم لینے کی ہمارے گوگا پیر نے سخت ممانعت کی ہے تم سارے جہان کی جھوٹ کھاؤ مگر جھوٹ بولنے سے بچو۔ اپنے آپ کو سب سے کہتر سمجھو تم کو سب بہتر کہینگے اب میں سمجھہ گیا کہ یہ حلالخوری ہے اِتنے میں اُسکے خاوند نے جوابدیا اری ہتہیاری بھانڈا کیوں پھوڑتی ہے کمائی اچھی ہے۔ عورت نے کہا کہ اُس کمائی کو چولہے میں ڈال جس سے دوسرونکا ایمان غارت ہو۔ اب اُس آدمی پر جسکا نام چھجو تھا خوب جوتے پڑے اور پوکے مٹکے پھوڑے گئے میں وہاں سے چلدیا اور دلمیں کہا کہ ریواڑی چلکر پراچھت کرنا ہوگا۔ بھائیوں دلی والونے بڑی غلطی کی کہ بغیر جانے پوچھے چھجو کو رکھہ لیا۔ نوکر رکھتے وقت کسیکی ضمانت یا شناخت کی شہادت ضرور لینی تھی

چوتھا روز آج کا ہے جب سے دہلی آیا ہوں لوگونکو دیکھتا ہوں کہ بازار سے سودا لیا اور رستہ میں کھانے لگے میں نے سمجھا کہ اسمیں کچھہ نرالا مزہ آتا ہوگا لڈو خرید کر رستہ میں کھانے شروع کئے آخر یہ پھل ملا کہ ایک روپیہ خرچا تب گرہ کی اشرفی ہاتھ لگی اور آدہ سیر لڈوؤں کا تاوان الگ دینا پڑا اب اِس دلی ماتا کو ڈنڈوت نہ کروں تو تم ہی بتاؤ کیا کروں "

دیارام "آناجی باسدیو اسکو لیٹ لیٹ کے ڈنڈوت کرتے اور گھڑی گھڑی دلی ماتا تجھکو ڈنڈوت کہتے سُنکر بہت ہنستے تھے اِتنے میں راجدیو بھی آگیا اور یہ واقعہ سُنکر کہنے لگا کہ ہمارے مولویصاحب نے جو دہلی کے باشندونکو رستہ چلتے ہوئے کھانا کھاتے دیکھا تو بہت معیوب سمجھا۔ اور لڑکونکو نصیحت کی کہ یہ عادت نہایت ممنوع ہے اور اُسکے متعلق ایک نظم ہم سب کو یاد کرادی ہے اگر حکم ہو تو سُنادوں بڑھیا نے کہا اچھا بیٹا سُنادے۔ راجدیو نے یہ نظم سُنائی

نظم

دلی والوں کی خاص عادت ہے	بدتمیزی کی جو شہادت ہے
یعنے رستہ میں جب وہ چلتے ہیں	لیکے دونے میں کچھہ نگلتے ہیں
غیر ملکوں کے لوگ سب ان کو	کہتے ہیں صاف بے ادب ان کو

دیارام "اماجی ہمارے شہر کے کہین لوگ بھی رستہ چلتے نہیں کھاتے ترکاری بیچنے والے کنجڑے جب پٹری پر کھانا کھاتے ہیں تو کپڑے کی اوٹ کر لیتے ہیں"

بڑھیا "یہ عادت ہندوؤں نے مسلمانوں سے سیکھی تھی مگر اب مسلمان اسکو معیوب سمجھنے لگے اور ہندو اسکے عادی ہو گئے"

راجدیو "دلی والے اسلئے رستہ میں کھا لیتے ہیں کہ وہ نہ گھر لیجائیں تو بچوں نکو حصہ دینا پڑے"

بڑھیا "بیٹا تو نے اس مسئلہ کو خوب حل کیا اور بہت درست کہا پروردگار تجھکو جیتا رکھے راجدیو نے سلام کیا"

۳ے بڑھیا باسدیو کو گود میں لیکر بولی - آج تو تمنے اچھے اچھے تماشے دیکھے"

لڑکا "اماجی کیا وہ ابتک ڈنڈوت ہی کر رہا ہوگا"

بڑھیا "نہیں بیٹا چلا گیا ہوگا - اچھا بیٹا تو سلامت رہے پڑھے لکھے بیاہ ہو پھر روزگار لگے"

باسدیو "کیا پڑھنا بیاہ سے پہلے ہوگا"

بڑھیا "ہاں بیٹا میں تجھکو تب ہی بیاہونگی جب تو پڑھ جایگا"

لڑکا "آپکے قدموں کی برکت سے اگر میں اسیطرح محنت کرتا رہا تو دو برس میں مڈل اور اُسکے بعد ایک برس میں انٹرنس پاس کر لونگا پھر اسی ترکیب سے چوتھے برس ایف اے اور پانچویں برس بی اے اور چھٹے برس ام اے پھر تم میری منگنی کر دینا"

بڑھیا "ہاں بیٹا انٹرنس میں منگنی ایف اے میں بیاہ بی اے میں مکلاوہ ام اے میں تمہارے ننھے سے بچہ کی کھیر چٹائی"

لڑکا "لو اماجی اب تم پکی ہو گئیں میں بے فکر رہوں"

بڑھیا "بیٹا پکی کیسی کہے تو اسٹامپ لکھہ دوں"

نوٹ بچوں نکو شادی کا بڑا شوق ہوتا ہے کیونکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ بیاہ کے بعد کتنی پابندیاں انسان کے ذمہ عاید ہو جاتی ہیں ۔ وہ ہرہ

پھولے پھولے پھرتے ہیں آج ہمارا بیاہ		تلسی گائے بجائے کے دیو کاٹ میں پاہ

لڑکا:۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ جو آدمی نے کہا پتھر کی لکیر ہو گئی یہ دنیا سازوں کا کام ہے کہ آج مُنہ سے نکالا اور کل پھر گئے مولوی صاحب کہتے تھے پہلے قول مرداں جان دارد ضرب المثل تھی اب اسکی جگہ قول مرداں مطلب باشد مستعمل ہے اُسوقت بُڑھیا نے ایک روپیہ نکالکر باسدیو کے ہاتھ پر رکھا اور یہ کہا کہ اسمیں سے چار آنے تو خرچ کرنے کو لیلو اور بارہ آنے اپنی غُلّک† میں ڈالدو کل باغ سے پیوندی آم آئینگے تمکو اور راجدیو کو کھلاؤنگی۔ لڑکا گود سے اُٹھا اور سلام کرکے اُچھلتا کودتا باہر بھاگ گیا۔!!

۴۸ ایکدن پرجو کمہاری اور سُندری کہاری دونوں ساتھ داخل ہوئیں بُڑھیا نے کہا ہمارے بڑے بھاگ کہ آج ایک چھوڑ دو ستارے اس مندر کے اندر آئے اُسوقت راجدیو جو ایک کونہ میں کھڑا تھا بول اُٹھا کہ اماجی قطع کلامی معاف۔ آپنے بھی پچھلے زمانہ کے لوگونکی طرح قافیہ بندی سے کام لیا۔!!

بُڑھیا:۔ اِس شہر کی زبان نہایت صاف اور لطیف ہے قافیہ بندی اور کنار عموماً نثر میں شعر کے وزن بھی مستعمل ہوتے ہیں راجدیو تُمنے چہڑیونکے میلہ میں جو لاہوری دروازہ کے باہر ہوتا ہے پھول بتاشے والونکو یہ کہتے سُنا ہوگا چڑھاوے جوت بنی منجھڑے میں کنجڑے اکثر آواز لگایا کرتے ہیں۔ مزہ انگور کا ہے سنترے ہیں۔ بیٹا قافیہ بندی تو اِس شہر کی طرزِ گفتگو میں داخل ہے راجدیو سلام کرکے رخصت ہو گیا بُڑھیا نے کہا پرجو کیا خبر ہے !!

پرجو:۔ ملتان خاں بساطی کا لڑکا پتنگ اُڑاتے اُڑاتے کوٹھے سے گرکے بیہوش ہو گیا۔ ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی ڈاکٹر نے پٹی باندہی۔ آٹھ روز کے بعد معلوم ہوا کہ ہاتھ نہیں ٹوٹا۔ دو روپیہ روز ڈاکٹر صاحب کو اور چار آنے روز ڈریسر کو دینے پڑے دوا کے دام الگ رہے ملتان خاں

† نوٹ۔ اِس خاندان میں دستور تھا کہ سب چھوٹے بڑے غُلّک (ایک صندوقچہ یا آلا جسمیں روپیہ پیسہ جمع کرنے کیلئے ایک سوراخ رکھا جاتا ہے) رکھتے تھے اور ایک سال کے بعد ہر شخص اپنی غُلّک کی جانچ کرتا تھا سال تمام پر صفت کی ایک قسم سب کو ملجایا کرتی تھی یہ دستور رتن چند کے والد نے جاری کیا تھا کہ کفایت شعاری کی عادت پڑے !!

تیس چالیس روپے کے پھیر میں آگئے۔ لڑکا دُبلا ہوگیا اور بخار روکن میں آنے لگا"
بُڑھیا" یہ سارا ماں باپ کا قصور ہے بچّہ کو اوّل ہی سے کیوں نہ روکا او پتنگ کیلئے پیسے کیوں دئے
پیر جو" پتنگبازی اور آتشبازی دونوں بہت بُرے کھیل ہیں اکثر لوگونکی جانیں جاتی رہی ہیں
پھر بھی محافظین اطفال کی آنکھیں نہیں کھلتیں"
بُڑھیا" غریبوں کی بڑی مشکل ہے ایک تو بیماری دوسرے ناداری۔ اگر شہر کے رئیس حسب حیثیت غربا کو شامل کرکے چندہ سے ایک ہسپتال قایم کریں تو یہ تکلیف رفع ہو سکتی ہے اِس صورت میں ڈاکٹرونکو ہدایت کرنی چاہئے کہ غریبونسے فیس نہ لیں اور دوا مفت دیا کریں سرکاری ہسپتال اوّل تو کافی نہیں دوسرے ان ہسپتالونکے ڈاکٹرونکو فیس لینے کی ممانعت نہیں کیگئی"
پیر جو" ہاں باجی درست ہے بہت روز ہوئے لالہ حکومت رائے ولد منشی تتھمل مرحوم نے جلبش خاں کے پھاٹک میں اپنے صرف سے ایک چھوٹا سا ہسپتال کھولا تھا مگر نہ تو دیگر رئیسونے اُسکی تقلید کی اور نہ خود انہیں تاحین حیات ہسپتال مذکور رکھنے کی ہمّت رہی آخر کچھ مدت کے بعد بند کرنا پڑا دوہرہ

نیک کمائی سادھ کی جو نیک کام میں آئے		پاپی کا پیسہ نہیں جو ہَنڈ عدالت کھائے

۳۹ بُڑھیا۔ سُندری سے مخاطب ہو کر" بہن تو بھی اپنی خبر سُنا"
سُندری" باجی مانو کہاری کا چھوٹا لڑکا بگھی کے نیچے کچلکر آتا ہو جاتا اگر ہشیار سنگھہ کانسٹبل اُسے جھٹ پٹ گود میں نہ لے لیتا"
بُڑھیا" وہ لوگ بڑے بیوقوف ہوتے ہیں جو اپنے لڑکونکو سڑکوں یا بازاروں میں چھوڑ دیتے ہیں اور جب کوئی حادثہ ہو جاتا ہے تو روتے پیٹتے ہسپتال کیطرف دوڑتے ہیں پھر بھاگرام کو آواز دیکر کہا کہ بچّوں کو یہاں بھیجدو آواز سُنکر دونوں لڑکے حاضر ہو گئے بُڑھیا نے پرجو اور سُندری سے کہا کہ اپنی اپنی خبر انکو بھی سُنادو۔ تاکہ آئندہ کیلئے متنبہ ہوں اور ان کھیلوں سے

حذر کریں۔ چنانچہ دونوں اپنی اپنی حکایت سُنا کر رخصت ہوئیں۔"

۴۰ ایکدن راجدیو نے عیدی لاکر بڑھیا کو دکھلائی اور یہ کہا کہ کل عید ہے۔"

بڑھیا۔" تم مولویصاحب کو عیدی کیا دیا کرتے ہو؟"

لڑکا۔" بھلا میں کیا دونگا۔ مولویصاحب کو کوٹھی سے ایک روپیہ ملا کرتا ہے سواب بھی ملجائیگا۔"

بڑھیا۔" مولویصاحب تمکو کون کونسے سبق حفظ کراتے ہیں۔ شاید آمدنامہ اور پہاڑہ؟"

لڑکا۔" ہاں۔ مگر میں تو سب چیزیں حفظ کر لیتا ہوں تُم ایکدن چوتی بھائی کو سُنا رہی تھیں کہ "بڈّہ با کنٹھ کی مایا گانٹھ کی" لہذا میں جو پڑھتا ہوں حفظ کر لیتا ہوں ایک روپے کچھہ ریزگاری اور پیسے ہردم اپنے بٹوہ میں رکھتا ہوں ایکدن دیوانخانہ میں لالہ جی نے سودا لیا مگر اُسوقت نہ نقد پاس نہ خزانچی موجود۔ لالہ جی اوپر جائیں تب کچھہ لائیں میں نے جھٹ بٹوہ میں سے ایک روپیہ نکالکر اُنکے آگے رکھدیا۔ لالہ جی نہایت خوش ہوئے اور خزانچی سے مجھکو دو روپے دلوا کر یہ کہا کہ ایک اصل کا دوسرا سود کا۔ میں نے لالہ جی کو سلام کر کے دونوں روپے اپنے بٹوہ میں ڈال لئے۔"

بڑھیا۔" شاباش۔ میں تجھکو اس موقع پر اسد مراد آبادی کا قول سُناتی ہوں

مثنوی

بگوشِ دِل سُنیں سب اہلِ عالم　　رکھیں یہ تین چیزیں پاس ہردم
ہمیشہ کوڑی پیسہ ساتھ میں ہو　　اور اِک مضبوط لکڑی ہاتھ میں ہو
اور اِک چاقو رہے زیبِ کمر بند　　روا ہوتی ہیں اِس سے حاجتیں چند
ہوا ہے تجربہ اِس کا بہ کثرت　　ہوئی جب بھوک کی رہرو کو شدت
ہوا پیسہ تو کی حاجت روا ئی　　وگرنہ وہاں بڑی تکلیف پا ئی
ضرورت کی اگر کچھہ چیز پا ئی　　جو پیسہ پاس ہے لی اور کھا ئی
اگر ہے ہاتھ میں لکڑی تو بیشک　　بچو تم لغزشِ پا سے یکا یک

۱۲/۱۲/۸۱

اندھیری رات میں گر ہو قدم سنج
تو ناہموار ی رہ سے نہیں رنج

اُترنا آب سے گر پیش آ ئے
تو اندازہ سے دل تسکین پائے

اگر لاٹھی ہو زیبِ دستِ انسان
ہے موذی جانوروں سے امن ہر آن

بہت چیزوں کو ہے چھیلے بنائے
تصرف میں بشر کس طرح لائے

اگر چاقو ہے اپنے پاس موجود
تو ہو سکتا ہے حاصل جلد مقصود

پڑی تحریر کی گر تم کو حاجت
تو پڑ جاتی ہے چاقو کی ضرورت

اگر دشمن کوئی ہووے گلوگیر
تو ہو سکتی ہے کچھ چاقو سے تدبیر

جو دیسکتا ہے چاقو اُس گھڑی کام
ہو ہتھیار سے اُسکا سرانجام

ز روئے دل نقاب سہو بردار
مشو غافل ازیں سہ چیز زنہار

لڑکا:" اماجی آج سے چاقو اور لکڑی بھی ضرور اپنے پاس رکھونگا۔" بڑھیا نے کہا

از بلیات در اماں باشی
تا جہان است در جہاں باشی

بیٹا راجدیو! اِس شعر کے معنی بتا سکتے ہو؟"

لڑکا:" مشکل ہی کیا ہے"

بڑھیا:" اچھا بتاؤ"

لڑکا:" پہلے مصرع کے تو یہ معنی ہیں کہ تو ہر بلا سے امن میں رہے اور دوسرے مصرع کے دو معنی ہوسکتے ہیں ایک ظاہر مگر بالکل لغو۔ کیونکہ جس دعا میں جھوٹ ہو وہ دعا نہیں خوشامد ہے یعنے شاعر کہتا ہے کہ جبتک جہان باقی ہے تو جہان میں قایم رہے لیکن یہ بات تجربہ کی رو سے بالکل باطل ہے میری رائے میں اسکے یہ معنی ہیں کہ جبتک جہان رہے تیری نیکنامی قایم رہے"

بڑھیا:" یہ پچھلے معنی بہت درست ہیں اور شاعر کا یہی منشا ہوگا"

۴۱ اتنے میں رتن چند آگئے بڑھیا نے کہا رتنو کل تم روٹی کھاکر اسیوقت سوار ہوگئے اور دن بھر غائب رہے ایسا کیا کام تھا؟

رتن چند "اماجی صاحب ضلع کو سلام کئے بہت دن ہوگئے تھے مینے ارادہ کیا کہ اُنسے بھی مل آؤں اور گھڑی ساز کی دکان سے اپنی گھڑی بھی لیتا آؤں چنانچہ میں پہلے گھڑی ساز کی دکان پر اُترا اُس نے ایک صندوقچہ سے گھڑی نکالکر مجھکو دی اُس صندوقچہ میں ایک اور گھڑی رکھی تھی جسکو میں پہلے بھی کبھی دیکھ چکا تھا مینے گھڑی ساز سے کہا کہ یہ بننے کیلئے آئی ہے یا بکنے کیلئے جوابدیا ایک خانساماں یہ کہکر دیگیا ہے کہ اِس گھڑی کو صاف کردو صاحب خود آکر مزدوری ٹھیرالینگے اور اگر نہ آئینگے تو میں مزدوری دیکر لیجاؤنگا مینے کہا کہ تم اُسکا نام جانتے ہو گھڑی ساز بولا نہیں مینے کہا اگر وہ چوری کی چیز تمہاری دکان میں رکھہ گیا ہو تو کیا ہوگا جوابدیا مینے غلطی کی کہ بغیر جانے بوجھے چیز رکھہ لی۔ خیر میں وہاں سے سوار ہوکر سیدھا صاحب ضلع کے بنگلے پہونچا خبر کرائی صاحب نے فوراً بلالیا اور یہ کہا رائے صاحب خوب ہوا تم آگئے تھوڑی دیر بعد ہم تم کو ایک خدارسیدہ مسلمان باکرامت کا تماشہ دکھائینگے جنکو ہمنے مقام شیر شاہ ضلع ملتان سے بلایا ہے یہ شخص چور کا نام بتادیتا ہے اور صاحب لوگونکے سارٹیفکٹوں کا ایک پشتارہ اُسکے پاس موجود ہے ڈیڑہ مہینے سے ہماری گھڑی گم ہے خانساماں کہتا ہے بیرا کے سوا اور کوئی اُس کمرہ میں نہیں جاسکتا یہ اُسی کا کام ہے کیونکہ وہ قدیم ملازم اور حضور کے نزدیک صاحب اعتبار ہے اسلئے اُسے یقین ہے کہ میں جسکا نام لے دونگا صاحب اُسی کو چور سمجھینگے پھر چند روز کے بعد خانساماں یہ خبر لایا کہ ایک سائیں صاحب شیر شاہ میں رہتے ہیں حضور اُنکو طلب فرمائیں وہ ضرور چور کو پکڑ دینگے اور حضور کا شبہ ہماری طرف سے جاتا رہیگا ہمنے ملتان کے ڈپٹی کمشنر کو تار دیا اور اپنے صرف سے سائیں صاحب کو بلایا ہے اب دیکھا جائیگا وہ چور کو کسطرح پکڑتا ہے خانساماں اور بیرے میں

ان بن رہتی ہے بیرا بہت مدت کا نوکر ہے اور اُسکے پانسو روپے ہماری معرفت بنک میں
جمع ہیں علاوہ بریں اِس عرصۂ ملازمت میں بیرے کا کبھی کوئی فریب ظاہر نہیں ہوا البتہ خانساماں
کے قصور کئی بار پکڑے گئے مگر چونکہ انگریزی بول لیتا ہے اور خانسامانی کا کام بہت اچھا جانتا
ہے اسلئے موقوف نہیں کیا اِتنے میں خانساماں آگیا اور سلام کرکے عرض کرنے لگا کہ حضور سب
چیزیں تیار ہیں آپ تشریف لیچلیں غرض میں اور صاحب بہادر خانساماں کیساتھ گئے اور یہ دیکھا
کہ ایک نہایت عمر رسیدہ مسلمان پیر جی دری پر بیٹھے ہیں آگے ایک چھوٹی سی میز پر پیتل کی
کٹوری میں تھوڑا سا پانی ہے اور جھاڑو کی دو چار سینکہیں کٹوری کے پاس رکھی ہیں ایک جانب
لوہے کی انگیٹھی میں کوئلے دہک رہے ہیں پیر جی نے صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ حضور چور آپکے
نوکروں میں موجود ہے آپ اِنسے فرما دیں کہ ہم ایک مٹکے میں چانول بھرتے ہیں جس شخص نے
گھڑی لی ہو چپکے سے چانولوں میں رکھ جاوے ورنہ پردہ فاش ہو جائیگا اور اِسکے لئے
نوکروں کو دو روز کی مہلت دیں چونکہ مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ صاحب ضلع کی گھڑی خانساماں
گھڑی ساز کے پاس رکھ آیا ہے اور بیرا کو چور بنایا چاہتا ہے اِسلئے میں نے صاحب سے انگریزی
میں کہا کہ مہلت دینے کی ضرورت نہیں پیر جی کا کرتب فوراً ہو جانا چاہئے صاحب نے کہا پیر جی
اپنا کام شروع کر دو۔ اُسپر پیر جی کٹوری میں تنکے ڈبو کر پانی سے ایک ایک نوکر کا نام کاغذ
پر لکھا اور اُسے آگ دکھاتے رہے چونکہ آگ پانی کو خشک کر دیتی ہے تمام نام فوراً محو ہو گئے
سب سے آخر بیرا کے نام کا نمبر آیا میں اُسوقت غائب نظر سے پیر جی کی حرکات و سکنات کی
نگرانی کر رہا تھا اُس مکار بڈھے نے اوّل اپنا کان کریدا اور پھر اُسی تنکے کو پانی میں ڈبو کر
بیرا کا نام لکھا اور آگ دکھائی حرف اُبھر آئے اور بیرا کا نام صاف طور پر پڑھا گیا۔ پیر جی نے
کہا کہ آپکا بیرا چور ہے صاحب ضلع نے عتاب کرنا چاہا۔ میں نے انگریزی میں عرض کیا کہ یہ بڈھا مسلمان

مکار معلوم ہوتا ہے آپکو فریب دے رہا ہے بیرا کسیطرح چور نہیں ہو سکتا۔ صاحب نے کہا کہ اسکے پاس
بہت سی چھٹیاں ہیں لہذا یہ ممکن نہیں کہ بہت سے انگریز اسکے فریب میں آجاویں البتہ گھڑی
دوسرے شخص کے پاس سے نکل آئے تو ہم اسکی فریب بازی کا یقین کر سکتے ہیں میں نے
انگریزی میں کہا میں ٹھیک نہیں کہہ سکتا کان کٹر دینے کے بعد بیرے کا نام لکھنا خالی از علت
نہیں گو میں نام ابھرنے کا خاص سبب نہیں بیان کر سکتا مگر اتنا جانتا ہوں کہ گھڑی بیرے
نے نہیں لی۔ بلکہ کسی اور شخص نے چرا کر ایک گھڑی ساز کے پاس رکھدی ہے جب حکم ہو منگا
سکتا ہوں میں حسن اتفاق سے چور کو معلوم کر چکا ہوں لیکن اظہار نام کے متعلق ایک شرط
ہے صاحب نہایت متحیر ہو کر بولے اچھا تم اپنی شرط بیان کرو میں نے عرض کیا کہ حضور
چور کو صرف چڑھی تنخواہ ضبط کر لینے اور بیرے جی کو تمام سارٹیفکٹ چھین کر جلا دینے کی سزا
دیجائے۔ قانونی برتاؤ نہو صاحب ضلع نے میری عرض کو قبول کر لیا غرض دو گھنٹے کے بعد
گھڑی ساز صاحب بہادر کے روبرو حاضر ہو گیا اور خانساماں کو پہچان کر بولا حضور مجھے تو
یہ آدمی گھڑی دیگیا تھا یہ سنکر خانساماں کا منہ فق ہو گیا۔ اسپر صاحب نے خانساماں کو حکم دیا
کہ فوراً ہماری کوٹھی کے احاطہ سے باہر نکل جائے ورنہ کوتوالی بھجوا دیا جائیگا گھڑی ساز سے کہا کہ
تم بے قصور ہو اپنے گھر جاؤ۔ پھر بیرے سے فرمایا کہ تمکو اس خدا کا شکر کرنا چاہیئے جسنے تمہاری عزت
کی نگہبانی کی۔ آج سے تمہاری تنخواہ میں دو روپے ماہوار اضافہ کیا گیا۔ کوئی اچھا سا خانساماں
تلاش کر و اور اس خانساماں کو حکم دیدو کہ اپنا اسباب اسیوقت اٹھا لیجائے اور ان سب نوکروں کو
جنھوں نے تمہارے خلاف شہادت دی تھی پچھلی تنخواہیں دیکر موقوف کر دو۔ البتہ خانساماں کو
طلب نہیں ملیگی اسکے بعد بیرے جی سے کہا تم ملاحظہ کیلئے اپنا کاغذات پیش کرو۔ چنانچہ بیرے جی نے
اپنا بستہ حوالہ کر دیا۔ صاحب بستہ کو صندوق میں مقفل بند کر کے بولے کہ بیرے جی تم اپنی سکاری کے

سبب سنگین سزا کے مستوجب ہو مگر ہم رئیصاحب سے قول ہار گئے ہیں لہذا تمہارے لئے یہی سزا کافی ہے کہ سارے ٹیکٹوں کا بستہ ضبط۔ ہم ڈپٹی کمشنر ملتان کو تحریر کرینگے کہ اگر پیرجی پھر ایسے کرتب کرتے ہوئے پکڑے جائیں تو سزایاب ہوں۔ آغا جی ہیں دلی شاعر کی رباعی صاحب کے روبرو پیرجی کو سنا کر چلا آیا

مکاری سے بن پیر تو دنیا کو نہ موندٖ
محنت سے کما کونے میں کر رب کو یاد
اک پیٹ ہے چھوٹا سا بنا اسکو نہ کونڈ
مرشد تجھے حق کر دے تو خود ہو تری ڈھونڈ

بڑھیا:- ایسے فریب بازوں سے خدا بچائے نہ معلوم کتنے بیگناہ ہونگے ایذا رسانی کا باعث ہوا ہوگا۔ دوزخ ایسے ہی مکاروں کیلئے ہے بے ایمان پیرجی کھلاویں نماز پڑھیں روزہ رکھیں وظیفہ بجائیں تسبیح پھیریں اور ایسی ٹھگ بدیا کرتے پھریں ایسے لوگوں سے ایکدن پورا انتقام لیا جائیگا ؎

بشر جو فعل یاں کرتے ہیں ہوتا ہی حساب اُسکا
پہنچتا ہے مرتب ہو کے جب دفتر میں وہ سیاہا
محاسب ساتھ رہتے ہیں کیا جو کچھ وہی لکھا
ثمر ملتا ہے اُسکا جس شجر کا بیج بویا تھا

+ نوٹ مولوی اصغر حسین صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ کانپور میں ایک مولویصاحب کافور کے پانی میں سیاہی حل کر کے تعویذ لکھا کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ اسکو تکیہ کے نیچے رکھکر سورہا کرو تعویذ کے حرف صبح کیوقت غائب ہو جائیں تو سمجھ لینا کہ تمہاری تمام بلائیں نائل ہو گئیں چنانچہ کافور کی لاگ سے حرف اُڑ جاتے ہیں سے مولویصاحب کامل درویش مشہور ہوگئے دور دور سے لوگ آنے لگے یاوری قسمت سے گھر کی زمینداری ہوگئی غدر میں پاداش گناہ ملنی تھی ناناراؤ صاحب کے مشیر ہوئے اور پھانسی پائی ؎

نشہ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا
سر پہ شیطان کے ایک اور بھی شیطان چڑھا

بہت ہم کو ملے عالم میں مکار
نہیں ہندو مسلماں اس سے خالی
رکھیں کچھ شعبدہ بازی سے نسبت
جو سادہ لوح ہیں عالم میں انساں
لباس پارسائی میں ریاکار
بہت اچھے بہت ہیں بدمآلی
جتائیں نیک عادت اور کرامت
ارادت اُنسے رکھتے ہیں بصد جاں

رتن چند ویجی ہار درست نیکی کا پھل نیک ہے اور بدی کا ثمرہ بد بعدہ ماں بیٹیوں میں خانہ داری کی باتیں ہونے لگیں

۴۴ ایکدن باسدیو بھاگرام کیساتھ آیا اور بڑھیا سے کہنے لگا آج بھاگرام نے ایک جگہ طرح طرح کے کبوتر دکھائے اماجی کبوتروں کی کتنی قسمیں اور کیسے کیسے رنگ ہوتے ہیں اور پالنے والوں کو انسے کیا فائدہ یا نقصان ہوتا ہے

بڑھیا "کبوتروں کی قسمیں گھوڑوں کے رنگ کبوتروں کی ذاتیں لیجا کا مزاج شد فی امر اور دوسرے کے دل کی بات کسی نے بتائی ہے جو میں بتا سکوں سنتی ہوں کہ کبوتر رکھنے سے مکان کی بری ہوا دفع ہوتی ہے ہوتی ہوگی بزرگوں کا کہا خلاف نہیں ہو سکتا مگر ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ جہاں کبوتر رہتے ہیں وہ مکان گندہ رہتا ہے سانپ بلی نیولے کا اندیشہ ہے باسدیو تم تو جب دل چاہا کرے چڑیا خانے جاکر طرح طرح کے جانور دیکھ آیا کرو گھر میں طوطا مینا پالنا اور انکو ہمیشہ پنجرہ میں قید رکھنا مفت کا عذاب ہے کسی نیک پیشے سے کما کھائے اور پڑھ لکھ کر نوکری کرنیکے سوا کھیل اور مشغلے تو جتنے ہیں سب اخلاق کے بگاڑنے والے اور وقت کے برباد کرنے والے ہیں

نظم

کرے کوئی نہ ایسا کام زنہار — اثر جس کا عبث ہو آخر کار
کیا کرتی ہے انسانوں کو ابتر — ہوائے بلبل و مرغ و کبوتر
خیالِ لال و طوطی کا غذا باد — غریبوں کو کیا کرتا ہے برباد
بشر وہاں اپنا سرمایہ لگائے — کہ جس سے فائدہ کچھ ہات آئے

۴۳ پرجو کمہاری آئی۔ دھریا بائی نے کہا، "پرجو آج تو بہت دنوں پیچھے کرپا کی"

پرجو "اماجی ہم جیسے کمینوں کی نسبت یہ لفظ نہ کہا کرو"

بڑھیا "اری باولی میں تو کسی کو کمین نہیں سمجھتی میرے نزدیک سب برابر ہیں اچھا کوئی خبر تو سنا"

+ نوٹ ایک مبصر نے بعد آزمائش اور امتحان کامل کے یہ بات معلوم کی کہ انیلائن رنگ Aniline dye خوراک میں ملا کر کھلانیسے عجیب و غریب رنگ کبوتروں میں پیدا ہو سکتے ہیں

پرجو "میرے پڑوس میں لالہ آفتاب رائے کا مینتھ رہتے تھے اُنکی لڑکی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے داماد اپنی گھروالی اور نوزائیدہ لڑکے کو لیکر چھوچک (چھٹی کے سامان کو کہتے ہیں) لینے فرخ آباد سے آیا ہے کل آفتاب رائے کے سامنے ریل کی تکالیف کا حال بیان کر رہا تھا میں اِن باتوں کے سُننے بیٹھ گئی کہ اماجی کو سُناؤنگی"

بڑھیا "آفتاب رائے کے داماد کا کیا نام ہے"

پرجو "شتاب رائے"

بڑھیا "اچھا شتاب رائے نے کیا کہا"

پرجو "اپنے سُسرے سے کہا کہ لالہ جی آپکو معلوم ہے کہ سورج گرہن ہونے والا ہے لوگ جابجا سے اشنان کو جا رہے ہیں مسافروں کی کثرت ہے اسلئے مخلوق کو بیحد تکلیف اور نقصان پہنچ رہا ہے اوّل تو ٹکٹ بڑی دقت سے دستیاب ہوتا ہے پھر کھڑکی کے سامنے اتنی بھیڑ کہ بیان نہیں ہو سکتا لوگوں کی جیبوں سے گٹھڑیاں اور رقمیں نکل جاتی ہیں اور بعض چالاک لوگ مسافروں کو دھوکا دیکر میرٹھ کی جگہ شاہدرہ کا ٹکٹ لا دیتے ہیں پھر جب ٹکٹ ملا اور گاڑی میں بیٹھنا چاہا تو آدمی پر آدمی گر رہا ہے جس کمرہ میں دس کا حکم تھا جتنے چاہے ٹھیل دئے کوئی پرسان حال نہیں"

آفتاب رائے "بیٹا تم نے غلطی کی جو پھمی (اُسکی بیٹی کا نام) اور اُسکے بچہ کو زنانی گاڑی میں بٹھا دیا ہوتا اور تم خود مردانہ گاڑی میں بیٹھ جاتے"

شتاب رائے "لالہ جی اب اکثر بدمعاشوں نے یہ بات اختیار کر لی ہے کہ زنانے کپڑے پہنکر زنانہ گاڑی میں جا بیٹھے اور چوری کا موقع نکالکر اپنا کام کر لیا اور جو کوئی اکیلی عورت ملگئی اسکی عزت خراب کر دی اس اندیشہ سے بچے اور اُسکی ماں کو زنانہ گاڑی میں نہیں بٹھایا گیا اور گاڑی میں پاخانہ نہونیسے بڑی تکلیف ہوئی کثرت کے باعث مسافروں نے تمام رستے گلخپ

ہوتی رہی اور ہم دونوں نے بچہ کو باری باری گود میں لیکر کھڑے سفر کیا"
بڑھیا" تو یہ سرکار کی عملداری میں مسافرونکو اسقدر تکلیف۔ لاٹ صاحب کیوں نہیں
توجہ فرماتے شاید انکو خبر نہ ملی ہوگی ورنہ انتظام ہوجاتا"
پرچو" یہ تکالیف خاص تیسرے کلاس کے مسافروں کیلئے ہیں حالانکہ اس درجہ کے مسافروں
سے ساڑھے سات کروڑ روپے وصول ہوتے ہیں اور اسکے مقابلہ میں دیگر کلاسوں کی
آمدنی صرف ڈیڑھ کروڑ ہے اسلئے اس کلاس کے مسافرونکی پرداخت بہت زیادہ ہونی
چاہیئے بالفعل ریل کے متعلق مندرجہ ذیل تکلیفیں ہیں"
اوّل تکلیف۔ حصولِ ٹکٹ میں بہت بڑی وقت اُٹھانی پڑتی ہے بڑے بڑے شہروں میں
بھی جہاں مسافرونکی آمدورفت بہت زیادہ ہے ٹکٹ دینے والے تھوڑی دیر پہلے کھڑکی کھولتے
ہیں اُدھر کھڑکی کھلی ادھر آدمی پر آدمی گرنے لگا ایسے بڑے اسٹیشنوں میں دو گھنٹے پیشتر کھڑکی کھلنی
چاہیئے یا بازاروں میں دکانیں اسٹامپ فروشونکی طرح قایم ہوں"
دوسری تکلیف" قیام گاہ (یعنے ویٹنگ روم) نہونیکے باعث تیسرے درجہ کے مسافرونکو
سرد ہوا اور مینہہ گرم ہوا اور دھوپ کی مضرت برداشت کرنی پڑتی ہے نہ معلوم گورنمنٹ ہند
اسطرف توجہ کیوں نہیں کرتی یورپ اور امریکہ میں ہر کلاس کے مسافروں کیلئے آرام کا یکساں لحاظ رکھا گیا ہے"
تیسری تکلیف۔ ریل کی تمام گاڑیوں میں پاخانہ نہونیسے دُور دراز کا سفر کرنے والے مسافر سخت
مصیبت بھگتتے ہیں بعض اوقات مسافر پیشاب کیلئے اُترا اور رہگیا بال بچے ریل میں بیٹھے رو رہے
ہیں اور وہ پیشاب خانہ کے دروازہ پر کھڑا سر پیٹ رہا ہے وکہن کیطرف جو سفر کر آئے ہیں
اُنسے معلوم ہوا کہ حیدرآباد کیطرف ہر ایک گاڑی میں پیشاب خانہ ہے"

سنبھال
تیسری تکلیف
[illegible]

* نوٹ لارڈ کرزن صاحب کی اس تکلیف پر نظر پڑی چنانچہ حکم ہوگیا ہے کہ جملہ گاڑیوں میں پیشاب خانہ کی تکالیف رفع ہو اس حکم سے رعیت کی

چوتھی تکلیف" کسی گاڑی میں اتنے مسافر ہرگز نہ ٹھونسے جائیں جنکی تعداد ریلوی قانون سے زیادہ ہو
پانچویں تکلیف" ٹرین کیساتھ خاکروبوں اور چماروں وغیرہ کیلئے ایک گاڑی الگ ہونی چاہیئے
تاکہ غریب شرفا کے مرتبہ کی حفاظت ہو"
چھٹی تکلیف" خوردونوش کی قابل استعمال چیزیں مناسب قیمت پر ملا کریں"
ساتویں تکلیف" عورتوں کی گاڑی اور زنانہ مسافروں کیلئے عورتیں ٹکٹ کلکٹر مقرر ہوں مردانکی پاس نہ آنے پائیں"
آٹھویں تکلیف" جو گاڑیاں مویشی کیلئے مخصوص ہیں انکو کسی حالت میں مسافروں کیواسطے استعمال نہ
کرنا چاہیئے ورنہ بیماری کا احتمال ہے"
نویں تکلیف" ہر اسٹیشن پر ایک شکایت بکس رکھا جائے تاکہ مسافر کو اپنی شکایتی عرضی پیش
کرنیکا موقع ملے اور جو شکایت قابل توجہ ہو اسپر توجہ کیجائے"
دسویں تکلیف" پاخانے پردہ دار ہوں یہ سب تکلیفیں رفع ہوجائیں تو ریل کی سواری
بہشت ہے ورنہ بھرشٹ۔ مینے شتاب رائے سے یہ داستان سُنی تھی اب سُنا کر رخصت ہوتی ہوں"
بڑھیا" اچھا پر جو رام رام"
۴۴ سندری کہاری بہت دنوں بعد آئی بڑھیا نے پوچھا سندری تو اتنی مدت کہاں رہی"
سُندری" کوئی خبر نہیں ملی تھی۔ اسلئے حاضر نہو سکی"
بڑھیا" اچھا کوئی چھوٹی موٹی بات سُنا دے"
سُندری" میرے پڑوس میں لالہ دلپت رائے رہتے ہیں انکی بہو نے مجھے بلایا جو نہایت بدمزاج ہے کسی کمین کو ایک دو
بات سُنائے بغیر تہواری نہیں دیتی اس روز سویرے کی چپہای تھی میں نے پوچھا کہ بہو جی تم ایسا کڑوا مزاج
کیوں رکھتی ہو اُسنے کہا کہ صبح سے گھر کے دھندے میں لگی رہی اب کمین میری چھاتی پر آ چڑھے بندہ بشر ہے

نوٹ۔ کمینوں کو تہوار کے دن کھانا یا نقدی جو ملتا ہے اُسکو تہواری کہتے ہیں"

آخر غصہ آہی جاتا ہے بیٹے کہا کہ ہمیں تو تمہارا ہی قصور ہے لالہ جی نے تو رسوئیہ رکھدیا تھا تم نے اُسے تنگ کر کے نکالدیا۔

بھوئے لالہ جی کو میری تکلیف کا خیال ہوتا تو اور رسوئیہ نوکر رکھ لیتے برہمنوں کا قحط تو نہیں پڑ گیا۔

میں ۔ بھوجی بُرا نہ مانو تو ایک بات کہوں جب سے تمہاری ساس مری ہیں تم ہی گن لو کہ تمہارے عہد میں کتنے برہمن اور کہار ملازم ہوئے اور تمہاری ہی بدمزاجی یا ناراضی کے باعث نوکری چھوڑ کر چلدیئے

بڑھیا ۔ اری سُندری دلپت رائے تو میں سُنتی ہوں لایق آدمی ہیں کیا اپنی زوجہ کو پڑھایا لکھایا نہیں کہ ہر بات کو سوچتی سمجھتی ۔ اچھا آدمی بہت کم دستیاب ہوتا ہے عالمگیر جیسے بادشاہ کا قول ہے کہ ہمیں اپنے مطلب کا آدمی دستیاب ہی نہیں ہوا ؎

آنچہ بر جستیم و کم دیدیم و بسیار است و نیست	نیست جز آدم دریں عالم کہ بسیار است و نیست

اور پھر اگر آقا اچھا ہو تو نوکر کڑوی بات سُن بھی لیتا ہے ورنہ کون برداشت کرتا ہے۔ مثنوی

آقا جو نوکروں کی کرے قدر و دلبری	تنخواہ کم بھی دے تو کرو اُس کی چاکری
کڑوا اگر زباں کا ہو اور دل کا صاف ہو	ہڑ مربے کی ہے جو ہے نفع سے بھری
شیریں کلام جسکا ہو اور دل ہو کینہ ور	جانو اُسے کہ وہ بھی ہے اک شہد کی چھُری
جو ہو امیر ظاہر و باطن کا پاک و صاف	زیبا ہے اُسکی شان مبارک پہ سروری

سُندری ۔ پھر بیٹے دلپت رائے کی جورو کو یوں سمجھایا کہ بہو چار باتیں جبتک اشد ضرورت نہو سرزد نہیں ہوتیں

۱ کوئی شخص جبتک عزت و آرام سے زندگی بسر کر سکے اپنی جان نہیں کھوتا ۔

۲ جبتک ناقابل برداشت تکلیف نہو کوئی نوکر لگا ہوا روزگار نہیں چھوڑتا ۔

۳ سکونت جبتک مضر صحت و حیات نہو یا کوئی مدعی قانوناً بیدخل نکردے کوئی شخص مکان چھوڑنے پر مجبور نہیں ہوتا ۔

۴ نوکر میں جبتک ناقابل معافی کوئی عیب نہو مالک اُسے ہرگز موقوف نہیں کرتا پھر بیٹے اُس سے

یہ کہا کہ آج سوتی رام کہار کہاں گیا ہے جو تُمنے مجھکو طلب کیا "

بہو " خزانہ گیا ہے اسلئے تجھکو چوکے برتن کے واسطے بُلایا ہے "

سندری " خیر میں چوکہ برتن کرتی رہی اور بہو کو یوں کہتی رہی کہ اچھے نوکر کو نہ نکالا کرو ورنہ کسی دن پشیمان ہو گی "

بہو " سُندری مے اب ان جھگڑوں کو تو جانے دے ۔ سُن اصطبل میں جو بڑھئی کام کر رہے ہیں میں نے کھڑکی میں سے دیکھا ہے کہ اُنہوں نے اچھی اچھی لکڑیوں کی چھپٹیاں کر ڈالی ہیں خیر میں تو کچھ کہہ نہیں سکتی ۔ لالہ جی دفتر سے آکر خود سمجھہ لینگے اتنے میں ولیپت رائے کچہری سے آتے ہی بڑھہیوں کے پاس گئے اور رام رتن نجار سے پوچھا کہ تمنے آج کیا کیا "

نجار " حضور دوپہر تک بڑے کمرے کی چوڑی چڑہائی پھر تخت کیلئے تختے رندے کل سب کام تیار ہو جائیگا "

لالہ جی " آج تو چھپٹیوں کا موقع ہات نہ لگا ہوگا "

نجار " جی ہاں رندہ کرنے اور کواڑ جڑنے میں چھپٹیاں کہاں ۔ لالہ صاحب جب گھر پہونچکر کپڑے اُتارنے لگے تو بہو جی نے بڑھیونکی چالاکیونکا سارا حال بیان کر دیا لالہ جی بہت لال پیلے ہو کر پھر بڑھیونکے پاس گئے اور چھپٹیونکے ڈھیر سے کپڑا اُٹھا کر کہا کہ یہ کیا چیز ہے نجار کہنے لگے ۔ تھوڑی سی چھپٹیاں حُقہ پانی کیلئے الاؤ تاپنا بنائی تھیں ۔ پھر لالہ جی نے بہت بُرا بھلا کہکر بڑھیونکو موقوف کر دیا "

۵ ہم سُندری " ہمارا یہی حال ہے کہ ایشور کو حاضر ناظر جانکر بھی گناہ ترک نہیں کرتے بڑھئی سمجھتے تھے ہمیں کون دیکھتا ہے مگر خبر نہ تھی کہ مالک کی گھر والی دیکھہ رہی ہے یہی حال عمارت بنانے میں مزدوروں کا ہے کہ چنائی میں بہت تھوڑا وقت صرف کرتے ہیں بیٹھے بیٹھے ایک اینٹ کا چورا کیا دوسری کو سنبھال لیا اور حُقہ بازی کرنے رہے "

بُڑھیا " لے میں اس معاملہ میں تجھکو ایک شاعر کی نظم سُناتی ہوں

مثنوی

عمارت کی پڑے گر تجھہ کو حاجت | تو دے ٹھیکے میں سب کارِ عمارت
مگر وہ کام سب پیشِ نظر ہو | کہ تا اُس کی خرابی کا نہ ڈر ہو

جہاں تک ہیں جہاں میں راج مزدور | خدا کے خوف سے رہتے ہیں سب دور
ہوا جب اُن کا روزینہ مقرر | تمہارا گھر اب اُن کا ہو گیا گھر
کریں پورا نمک کا حق وہاں تک | اثر گوڑی کا ہو گھر میں جہاں تک
سحر گزری بڑھا جب دو گھڑی دن | تو آئے کام پر بصورتِ جن
لگی ہے دوپہر میں دو گھڑی کی | کہ پھینکی ہاتھ سے کرنی بسولی
بجے جب تین گھنٹے دوپہر پہ | ہوئے اُس وقت پھر موجود آ کر
کچھ عرصہ پاڑ بندی میں گنوایا | گیا قایم بڑی کوشش سے سایا
تمازت سے ہوا تھا خشک گارا | اُسے پھر ڈالکر پانی سنوارا
ہوئی کچھ انتخابِ خشت میں دیر | کچھ عرصہ اُسکے گھڑنے میں کیا ٹھیر
چُنائی میں کبھی رکھی اُٹھائی | اسی میں ایک دو ساعت گنوائی
کبھی ایسی بسولی اُس پہ ماری | کہ ٹکڑے ہو گئی وہ خشت ساری
ہوا کچھ کام کا مطلق نہ انجام | کہ اتنے میں چھپا سورج ہوئی شام
جو چونہ پیسنے کا کام آیا | تو اک حیلہ کٹائی کا بڑھایا
تقاضے کا گیا سب جی سے جنجال | نہ اب باقی رہی کچھ جانچ پڑتال
پٹاپٹ سے لگیں بجنے گتیں خوب | نہ سُر کی تال کی۔ نے دلکو مرغوب
جہاں خشکی پہ آیا کر لیا تر | نہیں ہے اِسکی اب کچھ حد مقرر
کرو تم صبر کے بستر پہ آرام | کہ اب ہے بیٹھنا موندھے پہ ناکام

۶۴ بڑھیا۔ اب تو ہر بات میں بے ایمانی کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔ راجدیو تین چار برس کا ہو گا۔ ایکدن میا رام کہار اُسے گود میں لیکر روپیہ بھنانے گیا اتنے میں صراف کی دکان پر

ایک فقیر صورت آدمی آیا جسکے ہاتھ میں پنجرہ اور اُسپر ایک سفید کپڑا لپٹا ہوا تھا یہ جس پیسوں کے ڈھیر پر پنجرہ رکھکر صراف سے کہنے لگا کہ لالہ جی ایک روپیہ کے پیسے دیدو چنانچہ پیسے لیکر صراف سے باتیں کرنے لگا۔ راجد یو نے کہا کہ میاں صاحب مجھے اس پنجرہ کا جانور دکھادو اُسنے انکار کیا لوگوں نے کہا بچہ ضد کر رہا ہے جانور دکھا دینے میں کیا ہرج ہے آخر وہ پنجرا چھوڑ بھاگا لوگوں نے پنجرہ سے کپڑا علیحدہ کر کے دیکھا تو ایک دیسی مینا اور پیسوں سے لبریز چار پیالیاں موجود تھیں صراف نے پیالیاں خالی کر کے پنجرہ کو پھر پیسوں کے ڈھیر پر رکھدیا مینا سدہی ہوئی تھی چونچ میں پیسے اُٹھا اُٹھا کر پیالیاں پھر لبریز کرلیں اس سے ظاہر ہو گیا کہ پنجرے والا بے ایمانی کے وسیلہ سے دو چار روپے روز کما لیا کرتا تھا"

۷۴ رتن چند بحالت پریشانی ایک تار لیئے ہوئے بڑھیا کے پاس آئے اور کہا کہ اماجی میرٹھ سے رام لال خلف شام لال کا ایک تار آیا ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ میرے باپ ایک مقدمہ میں حوالات ہو گئے ہیں تم ایک اچھا سا وکیل ساتھ لیکر میرٹھ آجاؤ"

بڑھیا" بیٹا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہیں نمازی کا ٹکہ ملا اور "چاہ کن را چاہ درپیش" کا معاملہ ہو گیا گو شام لال وہ کا وکیر تمہارے والد کے کئی ہزار روپے اُڑا چکے ہیں مگر اسوقت جہانتک ممکن ہو اُنکو مدد دینی چاہیئے مثنوی

ہے بدی کا عوض بدی آساں	مرد بن۔ کر بدی کی جا احساں
تو کسی سے اگر کرے گا جنگ	مت ہو ایمن کریگا وہ بھی تنگ
پھینک پتھر حصار پر نہ کبھی	پتھر آئیگا پھر حصار سے بھی

تم نے کونسا وکیل تجویز کیا"

رتن چند" آج تجویز کرونگا کل چلا جاؤنگا اور رات کو تار دیدونگا"

بیٹے کے مدد الہ کے واسطے مضمون جب کرتا تھا

بڑھیا نے گنگا بشن سے بڑھکر کوئی وکیل نظر نہیں آتا چنانچہ اگلے روز تیس روپے یومیہ گنگا بشن سے معاملہ ہوگیا چلتے وقت بڑھیا نے کہا کہ رتن چند دو چار ہزار کے نوٹ ضرور ساتھ لیجانا مبادا وہاں ضرورت پڑے اور ہنڈی کرتے پھرو یا کسی سے قرض کے طالب ہو۔ دوہرہ

پانی سے پتلا نہیں اور پانی سب کا جی   جو پت چاہے آپنی تو پانی مانگ نہ پی

آدمی کا بھرم اسیوقت تک قایم رہتا ہے کہ جبتک وہ کسی سے اُدھار نہیں مانگتا۔ رتن چند روپے سے جہانتک ممکن ہو شام لال کو مدد دینا مگر جھوٹی گواہی دلوانی چاہے تو ہرگز اُسکے دم میں نہ آنا

۸۴ کئی روز کے بعد جوتی سروپ آئے پوچھا کہ اماجی ہمارے ماماجی کسی وکیل کو لیکر میرٹھ کیوں گئے ہیں خیر تو ہے بڑھیا ابھی جواب نہ دینے پائی تھی کہ شرو ہا نے ایک خط دیا بڑھیا خود بھی پڑھ سکتی تھی مگر اُسنے یہ سمجھا کہ اگر جوتی کو نہ دونگی تو شاید یہ خیال کریگا کہ نانی نواسہ کا اعتبار نہیں کرتی اسلیئے شرو ہا سے خط لیکر جوتی سروپ کو دیدیا کہ بیٹا تو سُنا دے میں کہاں عینک لاتی پھرونگی جوتی سروپ نے خط کھولا جسکا مضمون یہ تھا کہ ابھی مقدمہ پیش نہیں ہوا مزید تحقیقات سے روز بروز سنگین ہو رہا ہے مفصل اطلاع پھر دیجائیگی۔ جوتی سروپ نے کہا اماجی یہ تو معما ہے میں نہیں سمجھا کہ کسکا مقدمہ ہے اور اُس سے ماماجی کو کیا تعلق۔ وہرما بائی بولیں کہ ایک شخص لالہ جوگ دھیان کھتری ساکن آگرہ متھرا کے انگوچھے اور چھپی ہوئی دھوتیاں پھیری میں بیچا کرتے تھے ایکدن نائی کی منڈی کے پاس نیم کے درخت کے نیچے لیٹے ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک زمیندار کے گھوڑے نے نیم کے قریب ٹھوکر کھائی سوار زمین پر گرکر بیہوش ہوگیا اور گھوڑا سوار کو گرا کر بھاگ نکلا۔ اتنے میں سائیس آگیا جوگ دھیان نے بچھونا کرکے سائیس کی مدد سے رئیس کو بستر پر لٹادیا اور دھوتی کا پنکھا بنا کر خادموں کی طرح جھلنے لگا پھر سائیس سے کہا کہ تو پالکی لے آ۔ اُدھر سائیس پالکی لینے گیا اِدھر آدھ گھنٹہ کے بعد رئیس کو ہوش آیا جوگ دھیان سے پوچھا میں کہاں ہوں جوگ دھیان نے کہا آپ گھوڑے سے گرکر بیہوش ہوئے اور گھوڑا بھاگ گیا سائیس کو

پالکی کیلئے بھیجا ہے اسنے یہ سُنکر پھر آنکھیں بند کرلیں ایک گھنٹہ کے بعد چند آدمیوں سمیت پالکی آ موجود ہوئی سوار کرتے وقت رئیس نے جوگ دھیان سے کہا کہ لالہ جی آپکا مجھپر بہت بڑا احسان ہے اگر زندہ رہا تو اسکا بدلا ضرور دونگا۔ پھر ایک نوکر سے کہا کہ تم اپنا پتہ انکو بتا دو اور انکا پتہ خود معلوم کرلو جوگ دھیان نے کہا کہ میں غریب آدمی پھیری پھرا کرتا ہوں اور غریب خانہ سیتلا کی گلی میں ہے نوکر نے جوابدیا کہ ٹھاکر صاحب رائے جوتی پرشاد صاحب بہادر کسمریٹ والے کی کوٹھی میں اُترے ہوئے ہیں کبھی پھیری لگاؤ تو ضرور ہو جانا انجام کار رئیس پالکی میں بیٹھکر کوٹھی کیطرف اور جوگ دھیان اپنے گھر آگئے مگر چونکہ اُس روز بکری نہیں ہوئی تھی خورد و نوش کی طرف سے متفکر تھے ہو اتفاقاً دیوار کی اوٹ میں پیشاب کرنے بیٹھے وہاں ایک روپیہ ملگیا مالک کا شکر ادا کیا اور یہ گیت پڑھا گیت

جب دانت نہ تھے تب دودھ دیو۔ جب دانت دئے کیا ان نہ دے ہے	
	جل میں تھل میں پنچھی پکھہ کی سُدھ لیت سو توری بھی لے ہے
جان کو دیت اجان کو دیت جہان کو دے سو توکو بھی دے ہے	
	کاہے کو سوچ کرے من مورکھہ۔ سوچ کرے کا ہات لگے ہے

میں آٹھ دس آنے روز کماتا تھا آج دو روز کے خرچ کے لایق ایک روپیہ عنایت ہوا لیکن اُس نے گھر آکر دیکھا کہ آپ کا بارہ سالہ لڑکا بدیاد ھر جو دو پیسے روز پر کسی بزاز کے ہاں شاگردی میں بیٹھتا تھا آبدیدہ ہو رہا ہے پوچھنے سے معلوم ہوا کہ اُستاد نے چلم بھروائی تھی دست پناہ موجود نہونیکے باعث ہاتھ جلنے لگا چلم بھرنے میں دیر ہوئی اسلئے اُستاد نے ایک طمانچہ مارا اور بہت چلاکر کہا کہ تجھکو جس کام کیلئے بھیجتا ہوں پہر بھر لگا دیتا ہے لڑکے نے جوابدیا اُستاد جی اتنا جھوٹ نہ بولئے ابھی تو پہر بھر دن بھی نہیں چڑھا۔ اُسنے کہا کہ ایک تو خطا کاری دوسرے زبان درازی چل دُور ہو نکل یہاں سے خبردار جو کل آیا۔ جوگ دھیان نے یہ سُنکر لڑکے کو چھاتی سے لگالیا پھر انگلیوں سے چھالے

پڑے ہوئے دیکھکر اُسکی ماں نے کہا کہ تم اِسیوقت جاؤ اور اُس بے رحم کو آبلے دکھلاؤ جوگ دھیان نے کہا کہ وہ اِتنا بڑا دکاندار میں بیچارہ غریب پھیری پھرنے والا چپکی ہو رہو غریب اور مظلوم کا علاج صبر ہے خدا اِسکا بدلا دیگا تو اِن چھالوں کی دوا کر۔ پروردگار اُس ظالم کا علاج کریگا۔ رباعی

بدکار ہو کوئی یا بد اندیش	پائیگا کبھی نہ نوش جز نیش
جیسا کہ کرے گا کام کوئی	ویسا ہی اُسے بھی آئیگا پیش

عورت عقلمند تھی بات کو سمجھکر خاموش ہو گئی جھٹ آلو کا بھرتا لڑکے کے چھالوں پر لگایا جوگ دھیان بازار جاکر آٹا دال لے آئے اور حسب معمول کھانا کھاکر سو رہے علی الصباح ٹھاکر صاحب کا چوبدار دروازہ پر آکر آواز دینے لگا عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ بدیادھر کے اُستاد کا آدمی آواز دے رہا ہے خبردار لڑکے کو اُسکی دکان پر نہ بھیجنا اپنے ساتھ پھیری پر لیجایا کرنا جوگ دھیان باہر آیا تو دیکھا کہ ایک چوبدار کھڑا ہے متعجب ہوا اُسنے کہا کہ ٹھاکر بلبدھر سنگھ صاحب بہادر نے آپکو یاد فرمایا ہے کوٹھی دور ہے سواری کیلئے گاڑی لایا ہوں آپ جلد تشریف لیچلیں جوگ دھیان نے کہا اچھا میں کپڑے پہنکر آتا ہوں تم گاڑی کے پاس ٹھیرو جوگ دھیان جب کپڑے پہنکر چلنے کو تیار ہوا تو گھر والی نے کہا کہ بدیادھر کو بھی ساتھ لیتے جاؤ یہ بھی ٹھاکر صاحب کو سلام کر آئیگا غرض دونوں باپ بیٹے کپڑے پہنکر باہر نکلے اور عجیب سامان دیکھا دو گھوڑوں کی فٹن موجود ہے کوچ بکس پر چوبدار بیٹھا ہے دو سائیس چاندی کی ڈنڈی کی چوریاں لئے گھوڑوں کے پاس کھڑے ہیں چونکہ جوگ دھیان اپنی عمر میں اوّل دفعہ فٹن میں سوار ہوئے تھے اسلئے لوگوں کو نہایت تعجب ہوا مگر یہ عقدہ کسی سے حل نہو سکا۔ بدیادھر اپنے چھالوں کی تکلیف بالکل بھول گیا اور گھڑی گھڑی باپ سے پوچھتا رہا کہ لالہ یہ کیسی سواری ہے اور تم کہاں جا رہے ہو۔ کیا آج پھیری کو نہیں جاؤگے۔ غرض ٹھاکر صاحب کے فرودگاہ پر پہونچکر دونوں اُتر پڑے اور چوبدار کیساتھ کوٹھی میں جا داخل ہوئے۔ چوبدار نے آواز دی کہ اَن داتا۔ لالہ جوگ دھیان حاضر ہیں ٹھاکر صاحب نے کوچ سے اُٹھکر ہاتھ ملایا اور یہ کہا کہ آپ اِس

۵۱ بدمعاش ۱۲
۵۲ کینہ ور ۱۲
۵۳ کھانا ۱۲
۵۴ زہر ۱۲
۵۵ آگے ۱۲
۵۶ تعجب ۱۲
۵۷ ... ۱۲

کرسی پر تشریف رکھیں پھر بچے کو اپنی کوچ پر بٹھا کر پیار سے کہا کہ اب ہم تمکو یہیں رکھ لینگے۔ لڑکے نے
شرم کے باعث صرف اتنا جواب دیا کہ لالہ جی جو کچھ حکم دینگے میں اسکی تعمیل کرونگا ٹھاکر صاحب کے
اشارے سے آم وغیرہ ترکاریوں کی ایک کشتی ہدیا دھر کے آگے رکھدی گئی اب ٹھاکر صاحب جوگ دھیان کی
طرف مخاطب ہوکر بولے کہ لالہ تمنے فارسی ہندی کہانتک پڑہی ہے۔ جوگ دھیان نے کہا کہ ٹھاکر صاحب
ہم ایسے ہوتے تو دربدر مارے مارے کیوں پھرتے اسپر ٹھاکر صاحب نے ایک نوکر کو حکم دیا کہ پانسو روپے
نقد اور اُس مکان کا قبالہ جو سیتلا کی گلی میں واقع ہے فوراً لے آؤ چنانچہ تھوڑی دیر میں قبالہ اور روپے
آگئے ٹھاکر صاحب نے کہا کہ لالہ جی یہ پانسو روپے بیج بیوپار کیلئے اور یہ مکان آپکے رہنے کیواسطے
نذر کرتا ہوں میرا آدمی اپنا قفل کھولکر اسکی کنجی آپکے حوالہ کر آئیگا۔ اور ایک طرف کرایہ دار رہتا ہے اُس سے
کہہ آئیگا کہ تمہارے نام سرخط لکھدے اُسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اپنے لڑکے کو مکتب میں بٹھا دو جب
لکھ پڑھکر ہوشیار ہوجائیگا تو ہماری سرکار میں دس بیس روپے ماہوار کی اسامی تجویز ہوجائیگی یا میں
کلکٹر صاحب سے ملا کر سرکاری نوکری دلوا دونگا اور لالہ جی اب آپ پھیری نہ پھریں بلکہ دکان
کھول لیں اور نیک نیتی سے بیج کریں اور اس گُر کو ہمیشہ یاد رکھیں کم ناپنا اور جھوٹ بولنا برکت کو بہٹہ
دیتا ہے میں تا زندگی تمکو نہ بھولونگا۔ اچھا اب آپ رخصت ہوجائیں کیونکہ آپکا حرج ہوتا ہے چنانچہ
جوگ دھیان فٹن میں سوار ہوکر گھر پہونچے اور ایک ایک روپیہ سائیسونکو دو روپے کوچوان کو اور ہلا
چوبدار کو دینے لگے مگر انہوں نے یہ کہا کہ لالہ جی ہمیں ٹھاکر صاحب نے انعام لینے سے منع کر دیا ہے
عدول حکمی سے ہمارا روزگار جاتا رہیگا۔ خیر فٹن واپس چلی گئی اور اُسی روز ٹھاکر صاحب کے ایک کارندہ
نے لالہ جی کو سکان کا قبضہ دلوا دیا حُسن اتفاق سے یہ وہی مکان تھا جسمیں جوگ دھیان رہا کرتے
تھے غرض پانچ برس کے عرصہ میں ادہر لالہ جی کی تجارت نے ترقی کی اُدہر بدیا دہر پڑھ لکھکر ہوشیار ہوگیا
اور شادی کے بعد ٹھاکر صاحب کی سفارش سے نوکری بھی مل گئی پھر جوگ دھیان کے ہاں ایک

اور لڑکا پیدا ہوا جسکا نام شام لال رکھا گیا یہ کوئی دو برس کا ہوگا کہ دونوں خاوند جورو بدری ناتھ کی جاترا کو گئے اور وہاں جاکر دونوں کو دست آنے لگے ویسی کیوقت پہلے جوگ ھیان مرا اور پھر اسکی گھروالی چل بسی۔ اب شام لال کی پرورش اور تعلیم بدّیا دہر کے سر پڑی اور بدّیا دہر رفتہ رفتہ شہر متھرا میں فوجداری کا سررشتہ دار ہوکر دیانت داری اور ہوشیاری سے کام کرتا رہا صرف تنخواہ پر صبر کیا رشوت کا کبھی نام نہیں لیا اور سیدہی سادی وضع سے گزران کی۔ اس عرصہ میں ایک کلکٹر صاحب آئے اور یہ خیال کیا کہ سررشتہ دار معمولی کپڑے پہنکر دفتر میں آتا ہے شاید رشوت خوار ہے اور صاحب لوگوں کو دہوکا دینے کیلئے ایسی وضع بنائے رکھتا ہے کسیطرح پھانسنا چاہیئے چنانچہ ایک سیٹھ جی سے کہا کہ آپ سررشتہ دار صاحب سے گھر پر ملیں وہ آپکو کوئی قانون دیکھکر رہائی کا رستہ بتادیں تو تعجب نہیں لیکن گاڑی بے چربی دئے چلا نہیں کرتی اسکا خیال رکھنا سیٹھ جی یہ سمجھکر کہ صاحب سررشتہ دار کی معرفت کچھ کھانا چاہتے ہیں رات کیوقت سررشتہ دار صاحب کے مکان پر پہونچے اور ادہر اُدہر کی باتیں کرکے کہنے لگے کہ منشی جی آپ کوشش کرکے ہمارے مقدمہ کو خارج کیوں نہیں کرا دیتے ہم سب طرح حاضر ہیں یہ کہکر سنو اشرفیاں آگے رکھدیں بدّیا دہر نے کھڑے ہوکر کہا کہ آپ اپنی اشرفیاں فوراً اٹھالیں ورنہ میں ناراض ہونگا مجھکو میری تنخواہ کافی ہے سیٹھ جی بولے کہ یہ اشرفیاں کسی طرح صاحب کلکٹر کی نذر کرادیجئے گا بدّیا دہر نے کہا کہ آپ ہی کیوں نہیں دے آتے سیٹھ جی آپ کام ہا کام ؎

ہر کوئی بیچ اپنا بوتا ہے خوب		کام اپنا آپ ہی سے ہوتا ہے خوب	

چنانچہ سیٹھ جی اشرفیاں اٹھاکر دوسرے روز صاحب کے بنگلہ پہونچے اور صاف کہدیا کہ میں سو اشرفیاں سررشتہ دار کے گھر لیگیا تھا اُسنے نہیں لیں اب صاحب کو یہ خیال ہوا کہ سیٹھ جھوٹ بولتا ہے کیونکہ آپنے گلستاں میں ایک شعر پڑھا تھا جسکا ترجمہ یہ ہے ؎

ہے طمع خلق پر بلا بھاری		اس سے ہوتی ہے سر بسر خواری	

ِسے کہا کہ آج رات کو ہم تم دونوں چلینگے مگر میں بھیس بدل لونگا تمہارا نوکر بنکر چلونگا۔ تم
شرفیاں سررشتہ دار کو دوگے تو میں الگ کھڑا اُسکی اور تمہاری گفتگو سنتا رہونگا کیونکہ مینے
ہار میں مندرجۂ ذیل مضمون پڑھا ہے۔ **کبت**

ن کٹا دیکھے سیس بھاری جٹا دیکھے جوگی کن پھٹا دیکھے چھار لائے تن میں
ان بول دیکھے سیہوڑا سر جھول دیکھے کرت کلول دیکھے بن کھنڈی بن میں
یے مشور دیکھے سب گنی اور گور دیکھے مایا کے بھرپور دیکھے پھول رہے دہن میں
سکھی دیکھے جنم ہی کے دکھی دیکھے پر وے نہ کبھی دیکھے جنکے لوبھ ناہیں من میں

حسب وعدہ رات کو سیٹھ جی اور صاحب بہادر بدّیا دہر کے مکان پر پہونچے مکان بند تھا
دی۔ بدّیا دہر نے کہا کہ سیٹھ جی معاف فرمائیے میں حاضر نہیں ہوسکتا آپکو جو کچھ کہنا ہو وہیں
یجیئے۔ سیٹھ جی بولے کہ منشی جی گھر آئی لچھمی کو پھیرا نہیں کرتے اسمیں بڑا گناہ ہے جواب ملا یہ لچھمی
خ کا سامان ہے لیکن جب سیٹھ اصرار کرتا رہا تو بدّیا دہر کو صاف کہنا پڑا کہ سیٹھ جی یہاں سے

ٹ یہ مشہور بات ہے کہ منشی سدا سکھ رائے دہلوی سررشتہ دار کمشنری پشاور کی بھی جانچ ہوئی تھی سر ہربرٹ ایڈورڈ صاحب کمشنر پشاور
ی صاحب موصوف اُنکے سررشتہ دار تھے صاحب سنا کرتے تھے کہ منشی جی بڑے ایماندار ہیں رشوت نہیں لیتے صاحب ممدوح نے
ا چاہا اُندنوں ایک رئیس کا مقدمہ جانشینی کی بابت دائر تھا صاحب بہادر کی رائے میں جو شخص مستحق ریاست نہ تھا اُسکو خفیہ پیغام
ِیا کہ تم ایک لاکھ روپے منشی سدا سکھ رائے کو دو تو شاید مقدمہ جیت جاؤ چنانچہ مدعی اور صاحب دونوں رات کو منشی جی کے
ر پر پہونچے رئیس گھوڑے پر اور ایڈورڈ صاحب نوکر کے بھیس میں ایک خچر پر سوار رہے آواز دلوائی کہ فلاں سردار آپ سے
آئے ہیں۔ منشی جی نے کھڑکی سے مُنہ نکالکر کہا کہ خالصہ جی آپکا مقدمہ ہمارے صاحب کی پیشی میں ہے اسلئے آپ کو
صاحب مقدمہ میرے مکان پر تشریف نہ لانا چاہیئے آپ اسوقت واپس تشریف لیجاویں تو مجھپر عنایت ہوگی۔ بقیہ صفحہ

چلے جائیے ورنہ میں آپکو ان اشرفیوں سمیت کوتوالی بھجوادونگا یہ کہکر دروازہ بند کرلیا سیٹھ جی باہر کی
کنڈی کھٹکھٹاتے رہے جواب نہ ملا اب کلکٹر صاحب نے یہ سوچکر کہ مبادا پولس آجائے سیٹھ سے کہا کہ
چلو زیادہ قیل و قال اچھی نہیں چنانچہ دونوں چلدئے مگر بدریا دہر کو اسوقت یہ معلوم نہوا کہ صاحب بھی
سیٹھ جی کے ساتھ تھے بلکہ یہ عقدہ بہت دنوں کے بعد خود صاحب نے کھولا۔ اس روز سے صاحب کو
بدریا دہر کا بہت بڑا اعتبار ہوگیا ہمیشہ ترقی میں ساعی رہے اور آخر کار تحصیلدار ہوڈل مقرر کرادیا ہوڈل
کی تحصیل میں چند موضع کی زمینداری کے باعث تمہارے نانا بدریا دہر سے ملے حالانکہ اس سے پہلے
کبھی کی ملاقات نہ تھی اور نہ کسی کی سفارشی چٹھی لیگئے تھے تاہم بدریا دہر نے تمہارے نانا کی بہت خاطر
داری کی اور بعض ضروری کام اچھی طرح انجام کرائے چلتے وقت تمہارے نانا نے انکے بھائی شام لال
کے ہاتھ پر جبکہ وہ قریباً تیرہ چودہ برس کا ہوگا ایک اشرفی رکھکر یہ کہا کہ صاحبزادے اسکی شیرینی
کھالینا بدریا دہر ہاتھ جوڑکر بولے رائے صاحب ہم ایسی شیرینی نہیں کھایا کرتے اسوقت آپ اپنے
کام کیواسطے آئے ہیں اگر یہ لیجاوے تو رشوت میں داخل ہوگی۔ ہاں اگر یہ لڑکا کسی موقع پر
آپکے گھر چلا گیا تو آپ جسقدر شیرینی کھلائیں ہمیں کچھ عذر نہوگا غرض نوکروں تک کو انعام نہیں

نوٹ بقیہ صفحہ ۴۶ - رئیس نے جواب دیا کہ آپسے کچھ مشورہ کرنا ہے ہم دو باتیں کرکے چلے جائینگے چنانچہ تھوڑی دیر ادہر ادہر کی باتیں کرکے
یہ کہا کہ ہم اگر مقدمہ جیت جائیں تو ایک لاکھ روپیہ تمہاری نذر کرینگے کہو تو اسوقت نوٹ یا اشرفیاں منگا کر حاضر کردیجائیں منشی جی نے کہا خاں صاحب
زیادہ گفتگو نکرو میں نے ایسا کام کبھی نہیں کیا اور نہ کرنیکا ارادہ ۔ اگر آپکا مقدمہ سچا ہے تو بے دئے جیتو گے دینے کی ضرورت کیا ہے اور اگر
سچا نہیں تو جیتنا دشوار ہے ۔ کوئی ادنیٰ آدمی ہوتا تو میں پولس کے سپرد کردیتا آپ دربار گورنری کے کرسی نشین ہوکر مجھے رشوت
دینے آئے ہیں میں ایسے پیسے کو نجاست سمجھتا ہوں ۔ چنانچہ اسکے بعد منشی جی کا بڑا اعزاز ہوا۔ گانوں کی زمینداری ملی جب
لارنس صاحب گورنر جنرل ہوکر دہلی آئے ۔ ریل پر سب سے پہلے منشی سدا سکھ رائے سے ہاتھ ملایا پھر اور رئیسوں کی طرف مخاطب ہوئے
منشی جی کے پوتے پنڈت جوتی پرشاد اب بھی معزز علاقہ پر سرکار دولتیہ میں مامور ہیں۔

دیئے دیا اسکے بعد بدیا دہر اور تمہارے نانا کی خط و کتابت برابر جاری رہی ایک چٹھی سے معلوم ہوا کہ شام لال الہ آباد سے قانون پڑھ آیا ہے اور آگرہ میں وکالت کرتا ہے چونکہ شام لال نہایت چلتا پرزہ تھا ایمانداری سے کام نہ کیا بدنامی کے باعث وکالت کی سرد بازاری ہوگئی اخراجات کی تکالیف کا شکایت نامہ بھائی کو لکھا وہاں سے جواب آیا کہ عنقریب میں پنشن لینے والا ہوں اگر تمہاری شادی کرونگا چند روز آگرہ میں ہو شادی کے بعد کسی اور ضلع میں بھیجا رہے جاؤگے چنانچہ بدیا دہر نے پنشن لیکر شام لال کی شادی کردی اور میرٹھ بھیجنا تجویز کیا اور اچھی طرح سمجھا دیا کہ اگر تم میرٹھ جاکر نیک چلن بنے انجام کار تکلیف اٹھاؤگے تم نے تمہیں سنا کہ "ہر چہ بر خود نہ پسندی بدیگرے مپسند" شام لال میرٹھ آئے قسمت نے یاوری کی مگر اپنی عادت نہ چھوڑی گھوڑ دوڑ میں لوگوں کو اسامی بناکر خوب لوٹا انہیں تمہارے نانا بھی اسامی بنکر آٹھ ہزار کو لٹ گئے شام لال تمہارے نانا کے زمانہ حیات میں کئی بار دہلی آئے انکی خاطر تواضع میں سینکڑوں روپے خرچ ہوگئے ایکدفعہ شراب پیکر قطب چلے گئے میلہ میں خلاف تہذیب حرکتیں کیں چند عرصہ کے بعد تمہارے نانا کا انتقال ہوگیا یہاں تک کا حال تو میں جانتی ہوں۔ رہی اس مقدمہ کی کیفیت سو رتن چند کی زبانی معلوم ہوگی"

جوتی سروپ "تو ماجی میں رخصت ہوتا ہوں جب ماماجی کا خط آئے یا وہ خود واپس آجائیں تو مجھکو ضرور طلب فرمالینا۔ آداب عرض ہے"

۴۹ چند روز کے بعد رتن چند کا خط آیا۔ بڑہیا نے پڑھکر رکھدیا اور سیارام کہار سے کہا کہ جوتی سروپ کو بلالا چنانچہ جوتی سروپ آئے اور خط پڑھا اس کا مضمون یہ تھا والدہ صاحبہ کیخدمت میں بعد آداب التماس ہے کہ شام لال بدیا دہر کا چھوٹا بھائی ہے وکالت کے علاوہ تین سو روپیہ ماہوار کی آمدنی کرایہ وغیرہ کی رکھتا ہے بدیا دہر شام لال کے بیٹے رام لال کو ابتک دس روپے ماہوار برابر بھیجتا رہتا ہے مگر شام لال اس بدگمانی کے باعث کہ بدیا دہر اپنی دولت سالے کے بیٹے کو دینی چاہتے ہیں بھائی

کا خفیہ دشمن بنگیا اور خیراتی لال سے سازباز کرکے کچھ روپیہ اینٹھنا چاہا اور اپنے محسن اور حقیقی بھائی پر
دس ہزار روپے کی جھوٹی نالش کرکے ڈگری حاصل کرلی پچھلی پیشی کے دن شام لال گھر بیٹھا شراب پیتا رہا
اور اُسکا منشی خیراتی لال کچہری گیا۔ ڈگری بحق شام لال ہوگئی خیراتی لال خوشخبری سُنانے آیا اتفاقاً
شام لال بحالتِ نشہ کوٹھے سے اُترتا تھا نیچے گر پڑا اور بیہوش ہوگیا آس پاس یہ مشہور ہوا کہ وکیل صاحب
کو اُنکے منشی نے دھکا دیکر گرا دیا۔ اہل محلہ شام لال سے اُسکی خرد ماغی کے سبب از بس ناراض اور پولس
والے برسر پرخاش تھے کیونکہ اکثر مقدمات برخلاف پولس لے لیا کرتا تھا ایک محلہ والے نے جسکو شام لال
سے زیادہ تکلیف پہونچی تھی رپورٹ کرادی۔ فوراً پولس آگئی رستہ میں خیراتی لال کو جو ڈاکٹر کے پاس
جا رہا تھا گرفتار کرکے تھانہ میں بھیجا اور وکیل صاحب کو (جو بیہوش پڑے تھے) چارپائی پر ڈالکر ہسپتال
لیگئے۔ کپڑے اُتارتے وقت جیب سے ایک چرمی بٹوہ برآمد ہوا جسمیں کچھ نقدی تھی اور کچھ کاغذات
ان کاغذات کے ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ وہ تمسک جسکے ذریعہ سے اپنے بھائی پر دس ہزار کی
ڈگری حاصل کی ہے جعلی تھا۔ ماخوذ ہوگئے گنگا بشن وکیل نے بہت کوشش کی مگر کچھ کارگر نہیں ہوئی
بدریادھر نے پیشی والے دن بہت کچھ عرض معروض کی کہ شام لال میرا بھائی ہے مجھے اُسپر کسی قسم کا
دعوےٰ نہیں لیکن شنوائی نہیں ہوئی۔ آخر شام لال۔ خیراتی لال۔ عطاء اللہ اسٹامپ فروش اور رنگی لال
کاتب تمسک حسب منشاء قانون سزایاب ہوئے۔ رام لال بہت رویا۔ بدریادھر نے چھاتی سے لگاکر دلاسا دیا
اور کہا کہ گو تیرا باپ قید ہوگیا ہے مگر سرپرستی کیلئے میں موجود ہوں۔ کسیرو اور ریوکاٹ تو میں بلا فرمایش
لاؤنگا اسکے علاوہ میرٹھ کی کوئی اور شئے مطلوب ہو تو تحریر فرمایئے۔ باقی حال زبانی عرض کرونگا۔

۵۰ چند روز کے بعد رتن چند نے میرٹھ سے آکر مندرجۂ ذیل زبانی حال بیان کیا۔ آتا جی چونکہ ٹھاکر
بلبیر سنگھ کا دیا ہوا مکان بوسیدہ ہوگیا تھا اسلئے بدریادھر نے شام لال کو لکھا کہ میرے پاس اسوقت
روپیہ نہیں ہے اور زمانہ ورنیولا تمہاری موافقت کر رہا ہے لہٰذا تم چھ ہزار روپے بھیجدو تاکہ مکان کی مرمت

ہو جاوے شام لال نے یہ خط اپنی جورو کو سُنایا اُسنے جلکر جواب دیا کہ میں بھائی جی کے پاس روپیہ نہیں
کیا خوب تمہارا اب وہاں کون رہتا ہے کہ مرمت کیواسطے روپیے چاہئیں لکھدو کہ ہم کچھہ نہیں دیسکتے ہم کیا
نوکری کرتے ہیں کہ چاروں طرف سے رشوتیں آئیں وکالت کا ٹکہ بڑی محنت کا ہے صبح کو شام لال نے
اپنے لڑکے رام لال سے صلاح کی۔ لڑکا کہنے لگا تایا جی کے پاس فوراً روپے بھیجدینے چاہییں اُنکا
آپ پر بہت بڑا احسان ہے مگر یہ صلاح شام لال کی سمجھہ میں نہ آئی خیراتی لال کو خط دکھایا اُسنے کہا کہ واہ رے
انصاف۔ باپ کا مکان اور قانوناً دونوں بھائی برابر کے حصہ دار اور وہ خود سکونت پذیر۔ پھر مرمت کے
واسطے کُل روپیہ آپسے طلب کریں۔ خیر آپ تین ہزار روپیے بھیجدیں اور لکھدیں کہ چھہ ہزار کا خرچ ہے
قانوناً آدھوں آدھ دونوں کو برداشت کرنا چاہیے۔ جناب میرا ایک دوست پٹنہ میں ہے اُسکا پیشہ
ہے کہ پُرانے اسٹامپ اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے آپکے بھائی صاحب ہری ہر چھتر کے میلہ میں ہر سال
پٹنہ جایا کرتے ہیں اسٹامپ فروش اُنکو ضرور شناخت کر لیگا ہم دس ہزار کا تمسک تین چار سال
پہلے کا لکھوا کر نالش کر دینگے آپکے بھائی صاحب کو اِس بے انصافی کا مزہ آجائیگا شام لال کو جو پکا
ایمان چیٹ تھا یہ مشورہ اچھا معلوم ہوا اور تین ہزار روپیے روانہ کر کے حسب فہمائش خیراتی لال ایک خط
لکھہ بھیجا۔ بدریا دہر کو یہ تحریر بہت ناگوار معلوم ہوئی جورو کو سُنایا خاوند کیطرح جورو بھی نہایت دانشمند
تھی کہنے لگی نشہ کی ترنگ میں لکھدیا ہوگا تُم کچھہ خیال نہ کرو روپیے کی کمی ہوگی تو میرا زیور بیچ
ڈالنا پھر لے لیا جاویگا مگر بنک سے جمع کیا ہوا روپیہ نہ منگانا ورنہ سود کی کمی سے ہات تنگ
ہو جائیگا بدریا دہر کو اُسوقت رنگین کے مندرجۂ ذیل اشعار یاد آ گئے ؎

دور آیا ہے یہ ایسا سُن لے یار	ماں کو بیٹے کا نہیں ہے اعتبار
بھائی کی مطلق نہیں بھائی سے راہ	بھانجے کو کچھہ نہیں ماموں کی چاہ

نوٹ حاجی پور کے پاس گنڈک ندی کے کنارہ کاتک میں بہت بڑا میلہ ہوتا ہے اور ہر طرح کی اجناس فروخت ہوتی ہیں ۱۲

کچھ بہن کو بھائی کی الفت نہیں	باپ کی بیٹے پہ کچھ شفقت نہیں
ہے بھتیجے سے چچا کا دل فگار	جان و دل سے یار کا دشمن ہے یار
کب ہے بیٹا باپ کے فرمان میں	آگیا فرق الغرض ایمان میں
شخص احمق کا نہیں مطلق علاج	وہ نہ کل سمجھا نہ کچھ سمجھیگا آج
من بہ وضع زمانہ ورفکرم	کہ مبادا ازیں بتر گردد

بدّیا دھر نے مکان کی درست کرائی پانچ ہزار روپے صرف ہوئے شام لال نے حساب طلب کیا ناچار بدّیا دہر نے نقل حساب بھیجدی اسپر شام لال نے بہت سی نکتہ چینی کے بعد لکھدیا۔ کہ پانسو روپے زیادہ پہونچے ہیں فوراً واپس کردو بدّیا دہر نے پانسو روپے کے نوٹ خط میں ملفوف کرکے بھیجدیے اور یہ لکھا کہ اب میں بہت ضعیف ہوگیا ہوں اور تمہارے ہر خط سے مجھکو رنج پہونچتا ہے لہذا خط وکتابت موقوف۔ اسپر شام لال بہت اچھلے کودے اور خیراتی لال سے کہا کہ منشی جی اب وقت آگیا ہے تم پٹنہ جاؤ۔ بھائی صاحب شاید موروثی مکان کے مالک بنا چاہتے ہیں۔ خیراتی لال رام لال سے چھپکر پٹنہ گیا اور وہاں سے یہ لکھا کہ ایک ہزار پر معاملہ ہوتا ہے اگر منظور ہو تو دس ہزار روپے کا تمسک چار برس پہلے کا لکھوا کرلے آؤں شام لال نے منظوری کا مفصل خط بھیجا اور یہ نہ سمجھا کہ ایسے معاملوں میں تحریر نہ دینی چاہئے الغرض خیراتی لال جب تمسک لیکر میرٹھ آیا تو شام لال نے بدّیا دہر کو خط لکھا کہ آپکا لکھا ہوا دس ہزار کا تمسک میرے پاس موجود ہے عرصہ سے آپنے نہ سود ارسال کیا نہ اصل۔ اب رام لال کی شادی درپیش ہے اسلئے ازراہ عنایت بزرگانہ اصل مع سود مرحمت ہو ورنہ نالش ہوجائیگی بدّیا دہر نے بورو سے ذکر کیا وہ بولی شامو نے دس ہزار کی نالش کردینے کی دہمکی دی اچھا کیا۔ نالش کریگا تو شام لال رام لال مالک ہیں اور بے نالش لیگا تو مالک ہیں ناحق جلدی کی بدّیا دہر نے کہا کہ اس کا تو کچھ خیال نہیں مگر جب بھائی

جھوٹے تمسک بنا کر بھائی پر نالش کرنے لگے تو غیروں کا کیا اعتبار رہا۔ جورو نے کہا کہ آپ بُرد بار
بنے رہیں اپنی عادت ہرگز نہ چھوڑیں ۵

تحمّل ہے عقل ہے جس کو	عقل وہ جس سے زیر غصہ ہو

بڑیا دھر نے خط کا جواب لکھا کہ میں نے کبھی تُمسے روپے نہیں لئے تمہارے پاس جعلی تمسک ہے
اس خط کو دیکھتے ہی شام لال نے نالش کر دی۔ اُس زمانہ میں ٹیلر صاحب جو بڑیا دھر کو جانتے تھے
پہاڑ چلے گئے تھے شام لال محلہ والوں کے ساتھ نہایت بدسلوکی سے پیش آتا تھا ایک شخص حبیب اللہ
دہلی کے رہنے والے تھے اُنکے باپ نے غدر میں کسی ڈاکٹر صاحب کا خانساماں بنکر جان بچائی اور بعد
غدر حبیب اللہ کو تعلیم دلوائی حبیب اللہ اپنے والد کی وفات کے بعد میرٹھ کے اسی محلہ میں رہنے لگے
جسمیں شام لال رہتے تھے ملنسار آدمی تھے ووٹ ہونیکے سبب ممبر کمیٹی مقرر ہو گئے اُنھوں نے انگریزی
ہندی اور یونانی ادویہ کی ایک دُکان کھول رکھی تھی اُسکی آمدنی سے زین سواری کا ایک ٹٹو
رکھ لیا تھا اور آنکھوں پر ہر وقت عینک لگائے رہتے تھے اور یہ قاعدہ کر رکھا تھا کہ دوا کیسی ہی
خراب ہو واپس نہیں لیتے تھے اور دو آنے کی دوا کے چار آنے چارج کیا کرتے تھے اِدھر شام لال
حسب ضرورت دوا میں تخفیف قیمت کے طالب اُدھر حبیب اللہ کی عادت میں طمع غالب اسلئے
شام لال کا اُنسے عناد ہو گیا اور یہ حیثیت ممبری اُنکا برابر بیٹھنا نہایت ناگوار گزرا۔ ایکدن شام لال
کو کمیٹی میں ایک کمرہ سے دوسرے کمرہ میں جانیکی ضرورت ہوئی رستہ میں سایہ نتھا خدمتگار سے
کہا چھتری لگا لے اتفاقاً خدمتگار پستہ قد اور شام لال بلند قامت چھتری کی تیلی ٹوپی کو لگ گئی
ہوا تیز تھی ٹوپی خود ہوا ہو کر کویں میں جا پڑی چند ممبر سامنے کے کمرہ میں کھڑے تھے اُن میں سے
شیخ حبیب اللہ کو ہنسی آگئی آخر شام لال رومال سر پر لپیٹ کر آئے حبیب اللہ نے کہا آپ راجا
لوگوں کی چال چلے۔ بھائی اُنکی چھتری اور وضع کی بنائی جاتی ہے ہم لوگوں سے اُنکی ریس نہیں ہو سکتی

بقول شخصے کوّا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا شام لال شرمندہ ہو کر خاموش ہو رہا مگر دل میں یہ منصوبہ کیا کہ کسی صورت حبیب اللہ کمیٹی سے نکالا جائے تو اچھا ہو "

۱۵ بذریعہ اخبار شام لال کو معلوم ہوا کہ کلکٹر صاحب میرٹھ کی بدلی ہو گئی ہے اور انکی جگہ دوسرا کلکٹر آتا ہے اور یہ اُس متھرا والے کلکٹر کا ہمنام ہے جو بدّیا دھر کا محسن تھا نہایت خوش ہوا اور یہ سوچا کہ نیا کلکٹر میرے ہی بنگلہ میں آرہے تو کام بنجائے۔ شام لال نے سورج کنڈ اور کلکٹری کے قریب ایک بنگلہ خرید رکھا تھا اُسکی ضروری مرمت اور سفیدی کرائی۔ پھر جب صاحب بہادر کے آنیکی خبر ملی۔ تو غازی آباد آیا اور ہوٹل والونسے صاحب کا نام دریافت کیا معلوم ہوا کہ ٹیلر صاحب ہیں تھوڑی دیر میں صاحب کھانا کھانیکے بعد ہوٹل سے نکلکر چرٹ پینے لگے شام لال نے سلام کیا صاحب نے کہا تم کون ہے۔ جواب دیا حضور آپکی شکل میجر ٹیلر صاحب سے بہت ملتی جلتی ہے جو کسی زمانہ میں متھرا کے کلکٹر تھے اور میرا بھائی بدّیا دھر اُنکے اجلاس میں سررشتہ دار تھا میں بھی گیا ہوا تھا اب حضور کو دیکھکر سلام کرنے آیا ہوں

صاحب " میجر ٹیلر صاحب ہمارے پاپا تھے اُنکا انتقال ہو گیا ہم بدّیا دھر سے زیادہ واقف نہیں ہیں مگر پاپا اُنکی بڑی تعریف کیا کرتے تھے بدّیا دھر اب کہاں ہے "

شام لال " حضور پنشن لیکر آگرہ میں خانہ نشین ہیں "

صاحب " اچھا تم کیا کرتے ہو "

شام لال " میرٹھ میں وکالت کرتا ہوں میونسپل کمشنر بھی ہوں "

صاحب " ہم بھی میرٹھ ہی کو جاتے ہیں "

وکیل " آپنے سکونتی بنگلے کا کیا بندوبست فرمایا ہے "

صاحب " بالفعل ہوٹل میں رہینگے اور جب کوئی موقع کا بنگلہ ملیگا جا رہینگے "

وکیل " حضور میرا بنگلہ سورج کنڈ کے پاس خالی ہے "

صاحب "وہ بنگلہ جسمیں کبھی کمشنر صاحب رہتے تھے"

وکیل "جی ہاں حضور وہی"

صاحب "وہ بنگلہ ہمیں پسند ہے کرایہ کیا ہوگا"

وکیل "آپ سے کرایہ کیا لونگا حضور تو ہمارے قدیم مربّی ہیں"

صاحب "ہم بلا کرایہ ہرگز نہ لینگے"

وکیل "کمشنر صاحب سو روپے ماہوار دیا کرتے تھے آپ بھی وہی مرحمت فرمائیگا"

صاحب "اچھا منظور۔ شام لال سلام کر کے اپنی گاڑی میں جا بیٹھا اور صاحب اپنی گاڑی میں۔ پھر جب ریل میرٹھ پہونچی شام لال جھٹ صاحب کے پاس آکر اسباب وغیرہ کا اہتمام کرنے لگا تمام رئیس اور اہلکار جو پلیٹ فارم پر کھڑے تھے دنگ رہگئے۔ جب سبھوں کا سلام ہوا شام لال ایک ایک کا تعارف کراتا رہا۔ پھر صاحب کو اپنی فٹن میں سوار کرا کے آپ کوچ بکس پر بیٹھکر سورج کنڈ کے بنگلہ میں جا اُتارا اور ہر روز صاحب بہادر سے ملتا رہا جب صاحب پیدل ہوا خوری کو جاتے تو یہ ساتھ رہتا چونکہ انگریزی بہت اچھی بول لیتا تھا صاحب کو بھی اسکی صحبت بُری نہ معلوم ہوئی ایکدن صاحب برآمدہ میں آرام کُرسی پر بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے یکایک کہہ اُٹھے کہ ایک بڑے پنڈت کو جس کا نام دیانند سرستی تھا جودھپور میں زہر دیا گیا شام لال نے کہا حضور وہ تو ہمارا بڑا گرو تھا میں بھی اُنکے جدید پنتھ کا پیرو ہوں"

صاحب "اُس پنتھ کے اصول کیا ہیں"

شام لال "دیانند جی کے معتقد آریہ کہلاتے ہیں اور اُنکے اصول مندرجہ ذیل ہیں"

اوّل "آریہ لوگ بُت مطلق نہیں پوجتے"

دوم "نشہ کی چیز کا استعمال مذہبًا مطلقًا ناجائز جانتے ہیں"

سوم " گوشت نہیں کھاتے "
چہارم " ایک کو دوسرے کیساتھ ہم پیالہ ہونا یہانتک کہ باپ کو بیٹے کیساتھ کھانا منع ہے "
پنجم " ہم لوگ جھوٹ نہیں بولتے "
ششم " آپس میں ایک دوسرے سے محبت اور اتفاق رکھنے کا حکم ہے "
ہفتم " اوروں کے نقصان کو اپنا نقصان سمجھنے کی تاکید کیگئی ہے "
ہشتم " زناکاری اور تمام بُرے کاموں کی سخت ممانعت ہے "
نہم " رشوت کا لین دین قطعی ممنوع ہے "
دہم " لالچ اور غصہ گناہ کبیرہ میں داخل ہیں "
صاحب " مسلمان ۔ پارسی ۔ برہموں اور رادہاسوامی والے بھی تو بت پرستی نہیں کرتے "
شام لال " حضور اہل اسلام میں بعضے لوگ قبروں پر پنکھا چڑہاتے ہیں قبر پرستی کرتے ہیں دیہاتی مسلمانوں کی عورتیں ہندوؤں کیطرح چوراہہ اور سیتلا پوجتی ہیں پارسی سورج کو پوجتے اور آگ کو مانتے ہیں برہموں گو مورت نہیں پوجتے مگر اُنکو کسی کے ساتھ کھانا کھانے میں پرہیز نہیں رادہاسوامی والے گرو صاحب کی تصویر کے آگے ماتھا ٹیکتے ہیں اور سُنا ہے کہ گرو کے اوگال کا امرت پیا کرتے ہیں "
صاحب " جب تُم آریہ دہرم کو مانے ہوئے ہو تو وکالت کیوں کرتے ہو کیونکہ وکالت جھوٹ بغیر چلنی مشکل ہے "
شام لال " کیا خاک وکالت کرتا ہوں ۔ چونکہ میں جھوٹا مقدمہ نہیں لیتا اسلئے آمدنی بہت کم ہوتی ہے بھائی صاحب دام اقبالہ سے ۱۰ روپے منگا منگا کر گزارہ کر رہا ہوں "
صاحب " پھر تمنے اتنی دولت کہاں سے پیدا کی "
شام لال " سب سوروپی روپے سے "
صاحب " اگر تم اپنے ایمان پر ہو تو تمہارا پیدا کنندہ اچھی جزا دیئے بغیر نہیں رہیگا جو لوگ

بے ایمانی سے روپے جمع کر لیتے ہیں ایک تو مورد الزام ہوجاتے ہیں دوسرے پروردگار اُنسے ناراض رہتا ہے الغرض صاحب کو شام لال پر پورا اعتماد ہوگیا اور اُسکی ہر بات کو سچ سمجھنے لگے ؛؛

۵۲ اوّل دفعہ جب بڑا دن آیا تو سب ساہوکار اور اہلکار اپنی اپنی ڈالیاں لیجا کر بنگلہ پر حاضر ہوئے شام لال نے منصوبہ کیا کہ ڈالی میں تو ایک حبہ خرچ نہیں اور مُفت ڈالی والوں میں شریک ہوجاؤ چنانچہ سب ڈالیاں برآمدہ کے آگے رکھی ہوئی تھیں اور رئیس لوگ برآمدہ میں کھڑے تھے صاحب اندر سے نکلے شام لال بہت عمدہ تھال روبرو سر کا کے بولا کہ اپنی اپنی ڈالیاں پیش کیوں نہیں کرتے صاحب بولے یہ پہلا سال ہے ہم آپ صاحبوں کو رنجیدہ کرنا نہیں مانگتے ڈالیاں منظور مگر پھر کبھی کسی موقع پر ڈالی پیش کروگے تو اینجانب کی ناراضگی کا باعث ہوگا پھر پہلے شام لال سے اور بعد اور وں سے معمولی خوشنودی مزاج کا اظہار فرما کر چلے گئے اور جملہ اراکین شام لال کی چالاکی سے دل میں نہایت ناراض ہوئے ؛؛

۵۳ ایکدن شام لال بولا حضور کمیٹی میں ایک شخص حبیب اللہ بڑے لائق فائق ممبر ہیں مگر اُنسے رعیت کو تکلیف پہونچتی ہے کیونکہ وہ دوا کی دُکان رکھتے ہیں جب کمیٹی کے کام میں چلے جاتے ہیں تو دُکان بند رہتی ہے لوگونکو دوا نہیں ملسکتی۔ اگر حضور اُنکو کمیٹی سے علیحدہ فرماویں تو بہت خوب ہو صاحب نے کہا اچھا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد میعاد ممبری ختم ہونیکو تھی حبیب اللہ ممبری سے خارج کر دئے گئے شام لال شیخی کے مارے کہتے پھرے کہ اور خریدی ہوئی دوا اور آپنی اپنی ممبری کا سکہ جمایا ہیں اس سے لوگونکو معلوم ہوگیا کہ حبیب اللہ شام لال کی کارروائی سے علیحدہ ہوئے ہیں جب قتل کا غُل مچا محلہ والوں نے حبیب اللہ سے کہا کہ اب بدلا لینے کا موقع ہے رپورٹ کر آؤ کہ خیراتی لال نے نشہ میں شام لال کو دھکا دیدیا اور وہ زینہ سے گر کر مر گیا حبیب اللہ نے جواب دیا کہ اگر رپورٹ جھوٹی ثابت ہوئی تو میں اُلٹا ماخوذ ہوجاؤنگا۔ لوگوں نے باضابطہ رپورٹ نہیں کرتے تو یہ کرو کہ تم

سید ہے بھاگ چلے جاؤ اور کوتوالی کے دروازہ پر یہ آواز دو کہ سُنا ہے بُڈھ دروازہ منشی شام لال کو خیراتی لال نے شراب کے نشہ میں دھکا دیکر جان سے مار ڈالا حبیب اللہ نے اسکی تعمیل کی بُڈھیا یہ ساری داستان سُنکر کہنے لگی کہ شام لال جیسا بے ایمان تجھ دنیا بھر میں ہو گا رتن چند نے یہ شعر پڑھا

مفقود شد مروت و معدوم شد وفا		ایں ہر دو نام ماند چو عنقا و کیمیا

۵۴ بُڈھیا " شام لال کسکی عدالت سے سزایاب ہوا ہے "

رتن چند " کپتان ٹیلر صاحب پہاڑ سے آ گئے تھے شام لال نے بہت چاہا کہ کسیطرح ٹیلر صاحب کا سامنا نہو مگر اسکی دعا کیوں قبول ہوتی ٹیلر صاحب نے عین مقدمہ والے دن چارج لے لیا اور جب سزا دے چکے تو یہ کہا کہ شام لال تم تو کہتے تھے میں آریہ مت رکھتا ہوں یہ آریہ مت تھا یا تلوار یہ تلوار جسطرح دشمن کو کاٹتی ہے اسیطرح اپنے مالک کو بھی زخمی کر دیتی ہے اب تم رہائی کے بعد تلوار یہ مت لگالینا اور خاطر جمع رکھنا دیا نند سرستی کیطرح تمکو کوئی زہر دیکر نہیں مار یگا کیونکہ ہندوؤں میں بلی مارنے کا دوش اس سبب سے ہے کہ بلی بہت غریب اور کمزور جانوروں کو مارتی ہے پھر اگر کسی نے بلی کو مار ڈالا تو بیچاری مظلوم ہو کر مری اور اسکی بد دعا سے اسکے سب گناہ دُہل گئے شام لال تم جیسا پاپی اور کون ہو گا کہ تمہارے بھائی نے تمکو پالا تعلیم دلوائی شادی کر دی اور تمنے اسپر جھوٹی نالش دائر کی سچ ہے

نیش عقرب نہ از پئے کین است		مقتضائے طبیعتش این است

شام لال رہائی کے بعد توبہ کرنا اور خیراتی لال کو ہرگز منہ نہ لگانا ورنہ دائم الحبس ہو گے یا پھانسی کا مزہ چکھو گے تمہارا واقعہ قابل تحریر ہے ضرور اخباروں میں شایع ہو گا "

۵۵ سُندری کہاری آئی بُڈھیا نے کہا کہو سُندری کہیم کشل "

سُندری " ہاں باجی آپکی دیا ہے "

مفقود محبت جاتی رہی اور بیمروت ہو گیا عنقا جانور اور کیمیا کیطرح دونوں کا نام

بچھو کا ڈنک کسی کی دشمنی سے نہیں ہے بلکہ اسکی طبیعت کا تقاضا یہی ہے

بڑھیا: کوئی خبر تو سناؤ!

سندری: کئی روز ہوئے میں میر عاشق کے کوچہ انندی لال مہاجن کے ہاں گئی تھی سو اماجی انندی لال کو بالکل زرد پایا میں نے سمجھا کہ شاید بواسیر ہوگئی ہے بہو سے پوچھا اُس نے جواب دیا کہ نشستگاہ کا پلستر پرانا ہوگیا تھا اُنہوں نے بیٹھک کے صحن میں چونہ بجھوایا۔ کٹوایا اور چھنوایا اور آپ وہیں کرسی پر بیٹھے رہے یہ خیال نہ کیا کہ چونہ کے ابخرے خون کو جلا دینگے آخر وہی ہوا اب علاج ہو رہا ہے!

بڑھیا: اُنہوں نے بڑی غلطی کی خیر تو آج ہی جاکر کہہ آ کہ ماہر طبیب سے لیں مالک نے چاہا تو آرام ہو جائیگا ورنہ ٹوٹی کی بوٹی نہیں ہے

	آنکھ کو دل کی یہ کرے اندھا		اہلی ہے بڑا مرض یارو	

سندری: تو ابھی چلی جا اور اُلٹے پانو آکر جواب دے کہ انندی لال اب کیسا ہے چنانچہ سندری نے واپس آکر یہ جواب دیا کہ انندی لال چل بسے!

دھرما بائی: مفصلہ ذیل حالتوں میں کم عقلی اور بے علمی کے سبب قابل افسوس حادثے واقع ہو جاتے ہیں!

۱ انگیٹھی میں کوئلے دہکائے اور کوٹھری کے کواڑ بند کر لئے دھوئیں کے ابخرے دماغ کو جا چڑھے اور دم نکل گیا!

۲ پوٹاس کی گولی کلے میں بالی جبڑہ پھٹ گیا چہرہ کی ہیئت بدل گئی اور جان مشکل سے بچی!

۳ گرمی میں کہیں سے چلتے پھرتے آئے۔ ابھی پسینا سوکھنے نہیں پایا کہ پانی پی لیا یا نہا ڈالے اس سے اکثر جانیں تلف ہوگئی ہیں چنانچہ سکندر جیسے بادشاہ نے دریا میں نہا کر جان دی تھی!

۴ حقہ کی چلم پھونکنے سے بدن کے کپڑوں کو بسا اوقات جلتے دیکھا ہے اور چرٹ کی آنچ سے بارہا جسم کو داغ لگتے سنا ہے!

۵ مٹی کا تیل مضر بصارت ہے اور علاوہ بریں ذرا سی بے احتیاطی میں اکثر باعث نقصان جان ثابت ہوا ہے!

۶ جوتی سروپ آیا اور کہا اماجی آداب!

بڑھیا: کہو بیٹا ہوشیار پور سے کب آئے۔ اب تو ماشاء اللہ اور بھی ہشیار ہوگئے ہوگے!

جوتی سروپ ''ہاں آپاجی ایک بات تو عجیب دیکھی میرے ایک دوست کا بیٹا ولایت گیا تھا چار برس کے بعد واپسی کیوقت اُسکے باپنے اسٹیشن جالندھر پر ٹنڈم بھیجی مگر حسن اتفاق سے ٹنڈم وقت پر نہ پہنچ سکی۔ لڑکا دو یکے کرایہ کر کے گھر پہونچا یہاں دیوانخانہ میں چند احباب جمع تھے لڑکا سلام بندگی بالائے طاق رکھکر باپسے کہنے لگا واہ لالہ جی ہماری سواری کا انتظام خوب کیا ہم ناچار کرایہ کے یکہ میں بیٹھکر یہاں تک آئے۔ ول کوئی جنٹلمین ایسا کرنا نہیں مانگتا''
باپ ''ارے بھائی نیچے بھی اُتریگا یا یکہ میں ہی بیٹھا انگریزی بگھارتا رہیگا خیر لڑکا دیوانخانہ میں آیا لوگ تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے مگر اُسنے خلاف امید نہ کسی سے ہاتھ ملایا نہ مزاج پرسی کی۔ البتہ تھوڑی دیر سر جھکا کر باپکے پاس چلا گیا اور انگریزی میں یہ کہا ہندوستان میں بہت سخت گرمی پڑتی ہے مجھے خوف ہے کہ کہیں پھر ولایت جانے پر مجبور نہ ہو جاؤں پھر جھٹ مُنہ میں لیکر محلسرائے میں گھس گیا۔ باپنے دیوانخانہ میں آکر حاضرین کو رخصت کیا اور اس واقعہ سے دلمیں بہت لیا گیا۔ آپاجی اُسکو یہ چاہیئے تھا کہ یکّے سے اُتر کر باپ کے قدموں میں گر پڑتا حاضرین سے ہاتھ ملاتا اور سبسے کہتا کہ آپ صاحبونکو بہت تکلیف ہوئی۔ مجھکو بڑا احسانمند کیا۔ میںنے اُسکے سرہانے پر اپنی ہنسی بڑی مشکل سے روکی۔ چند روز کے بعد ایکبار اُسکے گھر گیا اُسکے والد اپنے کمرہ میں بیٹھے تھے مجھکو بڑی خاطر سے بٹھایا اتنے میں صاحبزادہ آگیا اور ایک اُنگلی ماتھے پر رکھکر میری طرف جھکا بعدہ اخبار اُٹھا کر سیٹی بجاتا ہوا دوسرے کمرہ میں چلا گیا۔ جوتہ کی جگہ سلیپٹ دھوتی کی جگہ ڈھیلا پاجامہ چمڑہ کی پیٹی کسی ہوئی سر ننگا صاحب لوگونکی طرح کسی کو مسٹر کسی کو ٹمین اور کسی کو ول کہنے سُنا۔ غرض ان حرکات کے باعث لڑکا باپ کے دل سے اُتر گیا''
بڑھیا ''اچھے ولایت گئے چاہیئے تو یہ تھا کہ عادات حسنہ وہاں کی سیکھتے۔ صرف صاحب ہی بنگئے''
۵۷ جوتی سروپ ''آپاجی جب میں ہوشیارپور سے واپس آیا تو ایک کرانی انگریزی

پوشاک پہنے ریل کے دوسرے درجہ میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا جب میں اُس درجہ میں داخل ہوا تو اُس نے اخبار رکھکر انگریزی میں کہا "آج ابر ہے کچھہ عجب نہیں کہ مینھہ برسے" میں نے گوڈ مارننگ کر کے جواب دیا میں امید کرتا ہوں کہ ضرور برسے گا اور یہ کہکر اُسکے پاس جا بیٹھا اب انگریزی میں باتیں ہونے لگیں اُس نے نہایت اخلاق سے باتیں کیں لوگوں کا یہ خیال کہ انگریزی خوان بد تہذیب ہوتے ہیں سراسر غلط ہے!!

۵۸ ایکدن رتن چند آئے بڑہیا نے کہا کہ میرا وقت نزدیک آگیا ہے بعد وفات میری طرف سے ایک خط کلکٹر کی خدمت میں بھیجدینا جسکا مدعا یہ ہے!!

اوّل:۔ بچوں کو زیور پہنانے کی رسم قانوناً مسدود ہونی چاہیئے۔ کسی شوقین کو ایسی ہی ضرورت ہو تو بعد ادائے فیس لائسنس حاصل کرے اور اُس حالتمیں بچہ کی جان کا ذمہ دار سمجھا جائے کیونکہ آرمس ایکٹ کی علت غائی انسداد واردات ہے۔ مثنوی

ہمارے مُلک کے ایسے بشر ہیں	کہ فرزندوں کے دُشمن بیشتر ہیں
طلائی نقرئی زیور پہنا کر	متاع زندگی کرتے ہیں ابتر
زیادہ تر ہے ہندؤوں کو رغبت	سمجھتے ہیں وہ اِسکو اپنی عزّت
نہیں ہے کوئی خالی ماہ اور سال	کہ لیتا ہو نہ زیور جانِ اطفال
پھر ایسے تجربہ کو محو کرنا	قدم پھر جہل کے مسلک میں دھرنا
سراسر مال کا نقصان کرنا	پسر کو جان سے بیجان کرنا

دوم:۔ بعض اوقات حسب رواج عام اکثر لوگ شادی غمی میں مقدور سے زیادہ خرچ کر ڈالتے ہیں۔ جسکا انجام بربادی اور بے عزّتی ہے رجواڑہ میں کرنیل والٹر صاحب نے توجہ فرما کر ایسے اخراجات کی حد مقرر کر دی ہے اِسیطرح پنجاب میں کھتریوں نے باہم کچھہ تعداد مقرر کر لی ہے عموماً ایسا کیوں نہیں ہوتا مصارف شادی و غمی کیلئے فیصدی آمدنی پر کوئی ایسی رقم مقرر ہو کہ اُس سے تجاوز

کرنا جرم سمجھا جائے۔ **مثنوی**

رہے ملحوظ تقریبوں میں تخفیف	نہیں اسراف میں اک ذرہ تعریف
عبث ہے محل زر کا لٹانا	پھر آخر قرض لے لے کرکے کھانا
اگر شادی کی ہے تقریب برپا	تو ہمنے بارہا دیکھا ہے ایسا
کہ رہتی ہے تلاش قرض خواہی	نہیں ملحوظ کچھ اپنی تباہی
کوئی کیسا ہی ہو یہاں مرد ہشیار	مگر ہے عورتوں کے فن سے ناچار
زنان ہند ہیں بے عقل یکسر	جہالت سے ہے انکا حال ابتر
جو کوئی خاص یہاں فہم عقل بھی ہو	تو سب مل کر کہیں دیوانی اسکو
ہر اک انساں کو ہو توفیق حاصل	رکھے تقریب میں تخفیف پر دل
وہ دستور العمل اور رونکا ہو جائے	نہ کوئی اپنی ناداری سے پچھتائے

سوم: شادی میں مندرجۂ ذیل مراتب کا لحاظ رہے۔

۱ پچاس برس کے بڈھے کی شادی قانوناً ممنوع ہونی چاہئے۔

۲ شادی کیوقت لڑکی کی عمر تیرہویں اور لڑکے کی اٹھارویں برس سے کم نہو۔

۳ لڑکے کی شادی کیلئے ایک لائیسنس حاصل کرنا چاہئے جو مفصلۂ ذیل شرائط پر مبنی ہو۔

شرط اول: سترہ اٹھارہ برس کا ہو۔

شرط دوم: علم و ہنر اتنا جانتا ہو کہ بلا امداد والدین زوجہ کی پرورش کر سکے۔

شرط سوم: چال چلن نیک ہو۔

شرط چہارم: کسی خفیہ بیماری میں مبتلا نہو۔

شرط پنجم: لڑکے اور اسکے والدین کیطرف سے لڑکی کی تکلیف سے بچنے کیلئے ایک رجسٹری شدہ اقرارنامہ لکھوایا جائے

۴ لڑکی کی شادی سے پہلے مفصلۂ ذیل شرائط کا لائیسنس ملنا چاہیئے ۔

شرط اول ۔ لڑکی کی عمر تیرہ برس سے کم نہو ۔

شرط دوم ۔ سینا پرونا کھانا پکانا جانتی ہو اور اگر ہندی وغیرہ پڑھی ہوئی ہو تو نہایت انسب ہے ۔

شرط سوم ۔ کوئی خفیہ بیماری نہو ۔

۵ والدین پر قانوناً یہ بات لازم کر دیجائے کہ اپنی اولاد کو کوئی علم یا رواجی ہنر ضرور سکھائیں اس میں والدین یا اولاد پہلو تہی کریں تو سزایاب ہوں ۔ اشعار

رہے دل شاد فرزندوں سے ہر دم	ہزاروں کو ہے اس دولت سے ماتم
جسے اللہ دے اولاد لایق	کوئی نعمت نہیں ہے اس سے فایق
مگر ہووے جو بدکردار احمق	نہ دے گھر میں اُسے کچھ دخل مطلق

چہارم ۔ گنگا جمنا وغیرہ دریاؤں کے کناروں پر جو شہروں کے نزدیک واقع ہیں سرکار اپنے صرف سے زنانہ گھاٹ بنوا دے اور عورتوں کا بے پردہ نہانا قطعاً بند کر دیا جائے ۔

پنجم ۔ اکثر عورتیں سر بازار گیتوں میں گالیاں بکا کرتی ہیں اسکا انسداد ہونا چاہیئے ۔

ششم ۔ جن فرقوں میں بیوہ کی شادی نہیں ہوتی سرکار کے سامنے کوئی ایسی تجویز پیش کریں کہ یہ عقدۂ مشکل حل ہو جائے ۔

اول تجویز ۔ ایسی لڑکیوں کی شادی جو دولہا کی صورت دیکھنے سے پہلے رانڈ ہو گئی ہیں قانوناً لازم کر دیجائے ۔

دوم تجویز ۔ نوجوان لڑکیاں جو چند روز خاوند کے ساتھ رہکر بیوہ ہو گئی ہیں بشرطیکہ وہ اور انکے وارث رضامند ہوں شادی کیلئے تجویز کیجائیں ۔

نوٹ ۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ از روئے شاستر جبکہ ہم اپنی لڑکی دان کر چکے تو ہمکو اُس پر کیا اختیار رہا اور وہی دان جو پہلے ایک کو دیچکے تھے مکرر دوسرے کو کیونکر دیسکتے ہیں اور اگر یہ کہو کہ دان لینے والا اب نہیں رہا تو کیا ہُن کیا ہوا مال ہم خود لے سکتے ہیں ؟ اسکا جواب بہت صاف اور قرین قیاس ہے ۔ ہمیشہ قوانین میں کسی نقص کے باعث ترمیم ہوا کرتی ہے ۔ ستی جو از روئے رواج جائز تھی اب قانوناً متروک اور جرم میں داخل ہے اسیطرح بیوہ لڑکیوں کے کنیاں دان وہ دیسکتا ہے جو مرنے والے کا جایز وارث قرار دیا گیا ہو ۔

ہفتم:۔ اہل ہنود میں جیتی جورو پر دوسری شادی قانوناً مسدود ہو کیونکہ اس سے بہت سی حق تلفیاں اور دل آزاریاں واقع ہوتی ہیں۔ مثنوی

رہے ہر وقت جھگڑا گھر میں پیدا
اگر اولاد ہو دو بیبیوں سے
تو مرنے پر بھی تیرے رہویں جھگڑے
نہو شان خوشی اک دم ہویدا
زنِ دیگر اگر در یک مکان است
بہارت زود مغلوب خزان است

ہشتم:۔ یوروپ کی دیگر ولایتوں کیطرح محکمہ جاسوسی قائم ہونا چاہیئے تاکہ خفیہ طور پر ہر شخص کا چال چلن دریافت ہوتا رہے کیونکہ اکثر سفید پوش بدمعاشی سے پیٹ بھرتے اور بہت کم پکڑے جاتے ہیں کسی نے جھوٹی گواہی کو ذریعہ معاش بنا رکھا ہے کوئی جعلی تمسک بنا کر جھوٹی نالشوں میں کامیاب ہوتا ہے کوئی جھوٹے سکہ ڈہالکر روپے رولتا ہے ایسے وہاپشوں کیلئے محکمہ جاسوسی کی سخت ضرورت ہے۔

نہم:۔ اکثر بڑے شہروں میں ناقص ترکاریوں اور دیگر خراب اشیا کی فروخت کا عام رواج پایا جاتا ہے اسلئے شہروں میں ایک امتحانی بورڈ مقرر ہو ناقص اشیا یا مضر صحت ادویہ وغیرہ کو پہنکوا دیا کرے اور ایسی اشیا کا بیچنے والا مجرم ٹھیرایا جاوے۔

دہم:۔ توہین مذہب کا انسداد نہایت ضروری بات ہے۔

۵۹ پھر بڑھیا نے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک خط رتن چند کو دیا جسکا خلاصہ درج ذیل ہے۔

میرے پیارے بیٹے تو عمر طبعی کو پہنچے اور تیری عزت ہمیشہ قایم رہے۔ تیرے والد سیٹھ بانشی کا یہ ارادہ تھا کہ چار لاکھ روپے ضروری حاجتوں سے زیادہ ہوں تو نیک کاموں میں خرچ کروں مگر انکی زندگی میں اتنا روپیہ فراہم نہو سکا لیکن مرتے وقت مجھکو وصیت کر گئے تھے کہ تمہاری زندگی میں ایسا ممکن ہو تو میری وصیت پوری کر دینا ورنہ رتن چند کو وصیت کر جانا انکی انتقال کو تیس برس ہوئے مانا کہ کوٹھی کا حال بہت اچھا ہے مگر پھر بھی مد زاید میں چار لاکھ روپے جمع نہیں ہوئے لہذا تم کو وصیت کرتی ہوں کہ تمہارے والد کا منشا حسب ذیل ہے بسند رجہ ذیل تھا

۱ ایک لاکھ کا فنڈ قائم کرکے روسا رکنیدرست میں امدادی فہرست بھیجی جاے اس فنڈ کا روپیہ ایسی

جگہ جمع ہونا چاہیئے جہاں سے واجبی سود ملتا رہے اور اصل کا اندیشہ نہو اور سود کی آمدنی سے بلا تفریق
مذہب و ملت اُن لڑکیوں کی شادی ہوا کرے جنکے ماں باپ شادی کے اخراجات کا مقدور نہ رکھتے ہوں

۲ باقی تین لاکھ کے فنڈ سے زمینیں خریدی جائیں اور اُسکی آمدنی سے ایک محتاج خانہ اور ایک
یتیم خانہ قائم ہو مکان کیلیئے سرکار سے زمین لیجائے اور اُسکے متعلق یتیموں کی تعلیم کیلیئے ایک اسکول جاری ہو
محتاج خانہ میں تین طرح کے محتاج داخل ہو سکیں۔

اوّل۔ جو بیماری کے سبب محتاج ہوں ایسے محتاجوں کو زیر علاج رکھا جائے اور اسکے لئے محتاج خانہ
کے احاطہ میں ایک ہسپتال تیار ہو پھر جو لوگ تندرستی کے بعد محتاج خانہ میں رہنا چاہیں تو انسے
کسی قسم کا کام لیا جائے خوراک اور پارچہ کی خبر گیری ہو لیکن ناجائز بھیک مانگنے کی اجازت نہ دیجائے

دوم۔ جو لوگ کسی خاص سبب سے دوامی طور پر کام کرنیکے لائق نرہے ہوں اُنکو خوراک پارچہ ملتا رہے اور انکو مکان دیا جائے

سوم۔ جو مزدوری نہ ملنے کے باعث محتاج ہو گئے ہیں اُنکے لئے اس فنڈ سے کارخانہ قائم کیئے جائیں
محتاجوں اور یتیموں کی شمار فنڈ کی برداشت کے مطابق رہے ان دونوں کاموں کے لئے جو شخص منیجر یا پریسیڈنٹ
مقرر ہو اُسکو منافع کی مد سے ایک روپیہ سینکڑہ حق محنت ملتا رہے ہر فنڈ کا باقاعدہ حساب ہر سال مکمل
ہو کر کمیٹی میں پیش ہوا کرے حساب کے جانچنے کیلیئے ایک محاسب واجبی مواجب پر مقرر ہو پھر فنڈ کی آمدنی
میں جسقدر ترقی ہو اُسیقدر محتاجوں اور یتیموں کی تعداد زیادہ کردیجائے تا امکان شہر میں کوئی
بھیک مانگنے والا نرہے جسطرح لندن میں کوئی بھکاری نظر نہیں آتا یہ وصیتیں عاجزہ تحریر کر کے اپنا
خط کو بند کرتی ہوں اور مجھے توقع ہے کہ تو اپنی زندگی میں اس وصیت کو پورا کریگا۔ مثنوی

زندگانی کا بھروسا ہے عبث — عمر فانی کا بھروسا ہے عبث
سایۂ دیوار ہم و اللہ ہیں — گہہ ادہر کے ہیں اُدہر کے گاہ ہیں
یہ جو فیل و اسپ و مال و جاہ ہے — سب نمایاں آب میں جوں ماہ ہے

دم جہاں نکلا یہ سب بہہ جائینگے — تو چلا جائیگا یہ رہ جائیں گے
نقشِ آب اس کارخانہ کو سمجھ — عارضی سارے زمانہ کو سمجھ
ساتھ دولت تیرے جانے کی نہیں — رسم یہ ہرگز زمانے کی نہیں
تو رکھے میرے کہے پر گر خیال — پھر تو تیرے ساتھ جائے تیرا مال
یعنے راہِ حق میں جو تو یاں لٹائے — جسقدر یاں دے وہاں وہ چند پائے

رتن چند: اناجی کاروبار اسیطرح چلتا رہا تو اس منشا کا پورا کر دینا کچھ مشکل نہیں ساری بات پروردگار کے ہاتھ ہے بقول شخصے ؎

ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال — کارے کہ خدا کرد فلک را چہ مجال

۶۰ چند روز کے بعد ایکدن دہرابائی حسب معمول صبح کو اٹھکر اپنی کوٹھری میں مالا جپ رہی تھی کہ اونگھتے میں اسے کہاروں کی سی آواز آئی اناجی ڈولی آگئی ہے سوار ہو جاؤ دیر کرو۔ بڑہیا نے ہشیار ہوکر شروہا کو آواز دی اور یہ پوچھا کہ ڈولی کیوں آئی ہے کیکے ہاں کون جائیگا۔ شروہا نے دہلیز میں آکر دیکھا اور یہ کہا اناجی یہاں تو ڈولی نہیں آئی!!

بڑھیا: خیر میرے کان بجتے ہونگے پاس کی بات تو مشکل سے سنائی دیتی ہے دور کی کیا سن سکونگی۔ چنانچہ بڑہیا نے دلمیں سمجھ لیا کہ یہ پیغام اجل ہے!!

۶۱ اب بڑہیا سفر کی تیاری کرنے لگی ایکدن باسدیو نے کہا۔ اناجی کہاں کی تیاری ہے کہ ایک پوٹلی کھولتی ہو دوسری باندہتی ہو!!

بڑھیا: بیٹا اب دور جانا ہے۔ پھر نظیر اکبر آبادی کے مسدس کا ایک بند پڑھا!!

سر کا بنا چاندی بال بنے تو منہ پھیلا پلکیں تن جھکیں — قامت ٹھہرا کان ہیں بہرے اور آنکھیں چندھیا گئیں
شکم نیند گئی اور بھوک گھٹی دل سست ہوا آواز نہیں — جو ہونی تھی سو ہو گزری اب چلنے میں کچھ دیر نہیں

تن سوکھا کُبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا کچھ چلنے کی فکر کرو بابا

بیٹا باسدیو "میاں نظیر کی روح مجھے خواب میں یہ بند سُنا جایا کرتی ہے"
لڑکا "وہی میاں نظیر جو آگرہ میں آپکے والد کے مکان پر مکتب پڑھایا کرتے تھے"
بڑھیا "ہاں بیٹا وہی"
باسدیو "اماجی ایک بات کہتا ہوں بُرا نہ ماننا لڑکوں کے دل میں یہ خیال ہوا کرتا ہے کہ شادی ہو تو لڈو کچوری کھائیں سسرال جائیں جوانوں کو یہ شوق ہوتا ہے کہ جلد نوکر ہو جائیں خوب پیسے کمائیں اور تم جیسے بڈھوں کو یہ آرزو ہوتی ہے کہ جلد مر جائیں اور بہشت کی ہوا کھائیں سچ تو یہ ہے کہ موت زندگی کسی کے ہاتھ نہیں۔ رباعی

تدبیر کی تقدیر جُدا ہوتی ہے
تقدیر کی تدبیر جُدا ہوتی ہے
اس خط کو فرشتے بھی نہیں پڑھ سکتے
مقسوم کی تحریر جُدا ہوتی ہے

بڑھیا سُنکر چپ ہو رہی مگر دل میں یہ کہا کہ لڑکا ذہین اور ہونہار ہے"
۶۲ جوتی سروپ نے آداب بجا لاکر کارروائی جلسۂ ہفتم آگرہ والان کی دو کتابیں بڑھیا کے سامنے پیش کیں اور یہ عرض کیا کہ دیگر حالات تو آپ فرصت میں مطالعہ فرمائینگی لیکن جو بات خاص طور پر گوش گزار کرنیکے لایق ہے سُنائے دیتا ہوں۔ ایک کھتری صاحب نے جلسہ میں مندرجۂ ذیل نظم پڑھی۔

عجب یہ رسم ہے ہم میں نرالی
کہ ملکر عورتیں گاتی ہیں گالی
غضب ہے یہ کہ گانے ناچنے کو
وہ اپنا فخر سمجھیں۔ قہر دیکھو
کبھی بُڈھے کا ہوتا ہے جو چوتھا
نمونہ کُفر کا ہوتا ہے برپا
نہیں چلتی ہے خاوندوں کی دھمکی
نہ بھائی کی نہ ماں باپوں کی جھڑکی
سمجھو راج اِن کا آگیا ہے
وہ ہوتا ہے جو اِن کو بھا گیا ہے
نہاتا اُنکا جمنا پر ہنسی ہے
بدن پر انکے جھنجی دھوتی کسی ہے

دکھاتی ہیں بدن کو بے محابا
پڑے چھینکا حیا مندی کا پردا

کھلے مُنہ پھرتی ہیں آزاد ہو کر
رہیں گی ایک دن برباد ہو کر

ملا رستہ میں کوئی گر یگانا
دکھاوے کو ہے اُس سی مُنہ چھپانا

اِسی سے حال کھلجاتا ہے سب پر
اِن سے اِنکا رشتہ ہے مقرر

بھلا تہذیب تو دیکھو یہاں کی
کہ پردہ اپنوں سے غیروں کو جھانکی

یہ بے شرمی تو دیکھو کیا بلا ہے
کہ گاتی جائیں سٹھنا[1] وہ کہو گیا ہے

سمجھ لو فحش ہے اک جرم سنگیں
اگرچہ ہزل ہو یا شعر رنگیں

تو پھر عورات کیوں اُس بری بَلا میں
کہ گانا گالیوں کا گا رہی ہیں

جو آجاے تو آئے - بھائی بیٹا
نہیں خاوند تک کا کچھ پریکھا

حیا کیسی ہے یارو شرم کیا ہے
کوئی کہدے کہ اِنمیں حرم کیا ہے

نہ تو تُم مرد اگر رکھتے ہو عزت
نہیں کچھ کام کی مردوں کی صورت

سیاست کر کے تُم دھمکاؤ اُنکو
نصیحت کچھ کرو سمجھاؤ اُنکو

حماقت ہے یہ بکنا گالیوں کا
یہ گنا کام کسبی زادیوں کا

جو ہو اشراف لو اشراف کے کام
نہیں اشراف تو اجلاف ہے نام

کہو کیوں ذات کو بٹّا لگایا
عبث کیوں اَصل کو اپنی گنوایا

اناجی مستورات کا فحش بکنا اور بلا سبب گھر سے باہر نکلنا سخت معیوب ہے زنگوں کا واقعہ جسمیں چند گورے ماخوذ ہوئے تھے ہر دم پیش نظر رکھنا مناسب ہے اپنی حفاظت اپنے ہاتھ ہے اہلِ اسلام میں برقع کا طریقہ اور جو برقع نہیں چادر کی پوشش بہت بہتر ہے سب ہنود بھی اِسے اختیار کر لیں تو بیحد پردہ پوشی ہوگی ایک ہندو جج صاحب ملتان سے دہلی میں آئے تھے اُنکی عورتیں برقع پہنکر سواری میں بیٹھا کرتی تھیں اناجی کل

[1] سٹھنا یہ ایک فحش گیت [illegible] کی مردنی

[illegible] نہیں [illegible] سوکن کی چھیڑ [illegible]

میں لاہور جاؤنگا چھ مہینے میں تعلیم ختم ہوجائیگی اِس عرصہ تک گُرسین بھی ولایت سے ڈاکٹری پڑھکر واپس آجائیگا"

۶۳ ایکدن بھاگرام رسوئیہ زخمی ہو کر رات کے آٹھ بجے گھر میں آیا بُڑھیا بولی بھاگرام یہ کیا"

بھاگرام "اماجی پتھر چوتھ کا پرشادِ مِل گیا ذرا باہر نکلا تھا کہ پتھر لگا"

بُڑھیا "افسوس اِس خراب رسم کو لوگ دھرم سمجھتے ہیں صد حیف ہندوؤں میں جو رسم دیکھی خراب دیکھی۔ ہولی میں عیر محلّے والے جوتوں سے پیٹے جاتے ہیں ملتان میں نرسنگھ چودش کو میلا دپور میں مندر میں میلہ والے لوگوں پر کھیرے مارتے ہیں اور پتھر اچوتھ تو عالمگیر مرض ہے چین کے لوگ سورج یا چاند گرہن کیوقت پتھر پھینکنے اور غل مچاتے ہیں عیسائیوں میں شادی کے بعد دولہا پر جوتیاں برستی ہیں مسلمان لوگ سید حسن کے میلہ میں انکو آتشبازی کی قلموں سے لڑتے ہیں غرض بہت کم قوم پتھر اچوتھ اور رسم قبیح سے مبرا ہے"

۶۴ چھ ماہ گزر گئے جوتی سروپ لاہور سے آئے نانی کو سلام کیا"

بُڑھیا "بیٹا جوتی لاہور سے آگئے لیکن گُرسین ابھی ولایت سے نہیں آیا"

جوتی سروپ "ہاں اماجی دو چار روز میں آنے والے ہیں"

چند روز کے بعد گُرسین انگریزی پوشاک پہنے مع جوتی سروپ آموجود ہوا اور بُڑھیا کے قدموں میں گر کے کہنے لگا دادی اچھی ہو میں ولایت سے ڈاکٹری پڑھ آیا اب والد صاحب فرماتے ہیں کہ پلٹن سے استعفا دیدے اور شہر میں دُکان کھول لے آپ سے صلاح کرنے آیا ہوں"

بُڑھیا "بیٹا اگر تم کو نام نمود اور حکومت کرنی ہے تو نوکری نہ چھوڑو۔ مگر چونکہ تمہارے والد اپنی آسودگی کے باعث تمہاری آمدنی کی پروا نہیں رکھتے اسلئے اگر دُکان کھولو تو فیس میں تخفیف اور دوا کی قیمت میں کمی کا خیال مدِ نظر رکھنا اِس رفاہ عام کے لحاظ سے مخلوق بکثرت تمہاری طرف رجوع کریگی اور دوا بہت بکیگی پھر تم اپنی فیس صرف ایک روپیہ مقرر کرنا رات دن کا حساب برابر ہے البتہ رات کو اُٹھنے والا سواری منگا کر دیگا کرایہ دو روپیہ اسکے بعد عموماً علاج کے متعلق مراتب ذیل کو زیرِ نظر رکھنا"

اول :- بیمار کی دلجوئی جو مریض کے حق میں یاقوتی کا حکم رکھتی ہے ؛؛
دوم :- سوچ سمجھکر دوا تجویز کرنا اور ہر دوا کے وزن کا خیال رکھنا ؛؛
سوئم :- کوئی نسخہ دو دفعہ پڑھے بغیر کمپونڈر کے حوالے نہ کرنا ؛؛
چہارم :- مرض کے درجہ پر مریض کی حالت اور اسکے مزاج پر مرض کی ڈگری اور موسم کو خیال رکھکر دوا تجویز کرنا ؛؛
پنجم :- استعمال دوا کے بعد نوٹ کر لینا کہ دوا نے کس قسم کا اثر کیا ؛؛
ششم :- مریض کیلئے معدہ کی طاقت کا امتحان لیکر قابل ہضم غذا تجویز کرنا ؛؛
ہفتم :- حسب اقتضائے موسم مریض کیلئے مکان اور خوراک و پوشاک کا لحاظ رکھنا ؛؛
ہشتم :- مریض کیلئے بجھا ہوا یا مقطر پانی تجویز کرنا ؛؛
نہم :- مناسب ہوا کا انتظام کرنا اور مضر ہوا سے بچانا ؛؛
دہم :- حتی الامکان مریض کے پاس ایک آدمی ہر دم موجود رکھنا بیٹیا اور کیا بتاؤں میں نے ڈاکٹری نہیں پڑھی ہاں تیماردار ونکو ہدایت ہو کہ کھانے اور لگانے کی دوا ایک جگہ نہ رکھیں اور استعمال کی تمیز رکھیں
اگر سین :- سمجھو شکریہ ادا کرنا چاہئے آپنے اکثر باتیں ایسی بتائی ہیں جنکا لحاظ ضروریات سے ہے لو اب میں رخصت ہوتا ہوں اور چھوٹی سروپ کو بھی رخصت دو ؛؛
بڑھیا :- اچھا خدا حافظ ۔ چنانچہ دونوں سلام کرکے رخصت ہو گئے ؛؛
۶۵ ۔ ایکدن رتن چند سلام کرنے آئے ۔ دھرما بائی نے کہا بیٹا میری عمر پچانوے برس کی ہو گئی ہے زندگی کا اعتبار نہیں وصیت نامہ تحریر کرنا چاہتی ہوں تمہاری کیا صلاح ہے ؛؛
رتن چند :- اماجی وصیت نامہ لکھنے میں کچھ قباحت نہیں مالدار آدمی کو لازم ہے کہ اپنی زندگی میں وصیت نامہ لکھکر حقدار کو اسکا حق دیجاوے بعد میں بہت سی بے انصافیاں ہو جاتی ہیں اماجی بڈھا ہو یا جوان موت کا خیال ہر کسی کو چاہیئے ۔ قطعہ

ہمنے دیکھا ہے یہ قدرت کا تماشہ بارہا — بڈھے بچ رہتے ہیں مرجاتے ہیں اکثر نوجواں
ہے بعید از فہمِ انسانی یہ رازِ کردگار — جان دے اچھا اور اچھا ہو مریضِ ناتواں

آماجی بڈھا بیٹھا رہے اور جوان مرجائے بیمار بچ رہے تندرست چل بسے تاہم بھی ظاہری حالت پر بھروسا ہوا کرتا ہے گو آپ اب پانچ اوپر نوے برس کی ہیں مگر شکر ہے کہ ہاضمہ بینائی ہوش حواس سب درست ہیں کسیقدر سماعت میں فرق ہے سو اِس سے کچھ ہرج نہیں کیا عجب ہے کہ آپ ایک سو بیس برس کی ہوکر بیکنٹھ سدہاریں "

بڑھیا " میں نے ایک خط تمہارے نام اور ایک صاحب ضلع کے نام لکھوایا تھا وہ دونوں لے آؤ تاکہ میں آج وصیت نامہ بھی لکھکر تمہارے حوالہ کردوں - دوسرے روز رتن چند دونوں خط لے آیا - بڑھیا نے صاحب ضلع والے خط پر اپنے دستخط کردیئے اور وصیت نامہ رتن چند کو علیحدہ لیجاکر سُنایا - پھر یہ کہا کہ اب تم صاحب ضلع کو دے آؤ وہ میرے انتقال کے بعد اُٹھاونی والے دن برادری کے روبرو اُسکی مہر توڑکر سبکو سُناوینگے "

۶۶ چار مہینے تک وہ مہامائی بدستور زندہ اور تندرست رہی شیوراتری سے آٹھ روز پہلے رات کیوقت سردی سے بخار چڑھا صبح کیوقت جب رتن چند سلام کرنے آئے تو بڑھیا نے کہا جب سے تیرے لالہ جی مرے ہیں میں ایک دن کے سوا کبھی بیمار نہیں ہوئی مگر بیٹا آجکو یکلخت سردی چڑھکر بخار ہوآیا "
رتن چند " جس بید یا حکیم کی بابت حکم ہو ابھی بلالاؤں گھبرایئے نہیں وہ ایک نسخہ میں آرام ہوجائیگا "
بڑھیا " اِسمیں شک نہیں آدمی بیمار پڑکر علاج سے غافل نہ رہے کیونکہ جبتک سانس تب تک آس بید جی کو بلالاؤ مگر میری صلاح مانو تو گنگاجل میں سونف - الائچی خورد منقے پیسکے شربت بنفشہ ملاکر پلادو - اچھا ہونا ہوگا ہوجاؤنگی - ورنہ میرا خیال تو یہ ہے کہ اِس ہفتہ میں بچ نہیں سکتی تھوڑی دیر کے بعد بید جی آئے اور نبض دیکھکر کہا کہ ماجی نے سردی کھائی اسلئے بخار ہوگیا -

۲۵ بعید
۲۶ وشتر
۲۷ تندرست
۲۸ کمزور

خیر کسیطرح کا اندیشہ نہیں اتاجی نے اپنے لئے جو نسخہ تجویز کیا ہے وہ نہایت درست ہے میں چار گولیاں
بھیجتا ہوں ایک صبح ایک شام اسی دوا کے ساتھ کھلا دینا آرام ہو جائیگا۔ اب دن بروز بڑھیا کی طاقت سلب
ہونے لگی۔ بیدجی نے فرمایا افسوس کوئی دوا اثر نہیں کرتی مرض بڑھتا جاتا ہے اس عرصہ میں جگ تی سروپ
اور اسکا باپ بابو من پھول مہر کما بائی اور بہت دور پاس کے رشتہ دار بڑھیا کی چارپائی کے ارد گرد جمع ہو گئے
٦٧ ایکدن بڑھیا رتن چند کیطرف مخاطب ہو کر کہنے لگی بیٹا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ اگر راہ چھینی
نہ کیجائے تو مرنیکے بعد مردہ بھوکا رہتا ہے انسان اسیوقت تک بھوک پیاس کا پابند ہے جبتک
بدن اور روح کا باہم تعلق ہے روح نکلنے کے بعد تمام خواہشیں رخصت ہو جاتی ہیں۔ مگر چونکہ
لوکاچار بھی بھگتنا پڑتا ہے۔ اسلئے جو کچھ تمنے اپنے باپ کیلئے کیا تھا میرے لئے بھی ضرور کر دینا
مرنیکے دن کھیر کا کچھ ایسا انتظام ہو کہ تمام بھکاریوں کو حصہ ملجائے اور کوئی گچل کر نہ مرے
میرے مرنیکے بعد رُلانیکے لئے بھاٹن یا نائن طلب نہ ہو جس کسی کو رنج ہو خود بیٹھکر رو لے لیکن یہ
ایک روز کا بھی نہ ہونا چاہیئے۔ سانپہ صرف تیرہ دن کا ہو جسمیں کسیطرح کا فحش گیت نہ گایا جائے
سمدھنوں کو فہمائش ہو کہ حسب دستور زمانہ فحش گوئی سے معاف رکھیں اس سے میری روح کو
آرام پہونچیگا۔ سترہویں کو کل برادری کی ضیافت ہو نوکروں کو وہی چیزیں کھلائی جاویں۔ جو
اہل برادری کو دیجائیں۔ آجکل کے رواج کے مطابق ایسا نہ ہو کہ برادری والے خستہ کچوریاں
کھائیں اور نوکروں کو سادی کچوریاں یا سڑے ہوئے لڈو ملجائیں بیٹا آئندہ شادی غمی کے
مصارف متوسط درجہ کے رکھنا۔ بیٹے جو کچھ وصیت نامہ میں لکھا ہے اُسپر کاربند ہونا تمہارا
فرض ہے فنڈ کی بابت عنایت ایزدی کے منتظر رہنا اسکے بعد اُسی شب کو بارہ پر تین بجے
بولتے بولتے سب چھوٹے بڑوں کو دعا دیتے دیتے یا مالک یا مالک کہتے کہتے ایک ہچکی آئیکے بعد مہر بائی کا خاتمہ ہو گیا

نوٹ۔ راہ چھینی اس کھانیکی خیرات کو کہتے ہیں جو مردہ کے کام آئے۔ خواہ مرنیکے بعد وارث تقسیم کریں یا زندگی میں آپ دے مسلمان لوگ اسی کو توشہ کہتے ہیں

٦٨ صبح کو شہر میں غل ہوگیا کہ رتن چند کی والدہ انتقال کر گئیں یقین ہے ٹڑا بوان بنے گا روپے پیسوں کی بکھیر ہوگی بیشمار کنگلے مکان کے گرد جمع ہوگئے رتن چند نے کوتوال صاحب کو لکھکر پولس کے چند سپاہی بلوائے - اور بھکاریوں کو ایک رستہ سے آدہ آنہ فی کس دیکر دوسرے رستہ سے رخصت کر دیا بوان بہت قیمتی نہ تھا معمولی طور کی ارتھی پر واجبی قیمت کی زری ڈالکر جمنا کنارے صندل کی لکڑیوں میں پھونک دیا اور ہڈیاں حسب معمول اٹھوا کر برہمن کے ہاتھ گنگا روانہ کر دیں اور ہمراہ ارتھی صرف بھجن گانے والے بلائے اور انگریزی باجہ اسلئے نہ بلایا کہ باجے کی آواز سے بھجن اچھی طرح نہیں سُنائی پڑتے -

٦٩ نانکی کو بڑھیا کے مرنے کا سخت افسوس ہوا حالانکہ یہ بات خلاف توقع تھی چونکہ انسان اپنے عیب سے واقف نہیں ہوا کرتا ہے اسلئے نانکی نہایت ترش رو اور بیوقوف ہو کر اپنے آپ کو خوش اخلاق اور عقلمند سمجھتی تھی مگر اُسے یہ خوب معلوم تھا کہ مجھسے کوئی رضامند نہیں اور بڑھیا سے سب خوش ہیں اور یہ بھی جانتے ہوئے تھی کہ یہ سب بڑھیا کی شیریں کلامی کا اثر تھا اسلئے اُسنے خیال کیا کہ برادری کی کُل عورتیں مجھسے ناراض ہیں اور ہنا یہ صرف تیرہ روز کا ہے مجمع زیادہ نہوا تو میری ناک کٹ جائیگی لہذا خوش خلاقی سے کام لینا چاہیئے نوکر و نکو بڑھیا کے مرنیکا رنج اسلئے ہوا کہ نانکی کا مزاج اوّل ہی سے خراب تھا - جوتی سروپ راجدیوا اور باسدیو اس سے غمگین تھے کہ بڑھیا کیطرح نہایت بیش قیمت نصیحتیں اب کون سُنائیگا برادری کی عورتیں اسلئے المناک تھیں کہ اکثر معاملات خانہ داری میں بڑھیا کی نیک صلاح سے گھر و نکے جھگڑے دفع ہو جاتے تھے رتن چند - من پھول اور رکما بائی کو اس وجہ سے غم تھا کہ اماجی چند سال اور جیتی رہتیں - تو جوتی سروپ - راجدیو - باسدیو کی شادیاں اپنے ہاتوں کر جاتیں - غرض دنیا میں ہر شخص اپنے دکھ سنکھ کو رویا کرتا ہے فی الواقع کوئی کسی کا رونے والا نظر نہیں آتا -

۷۔ نانگی نے اپنا مزاج یکلخت بدل ڈالا مردنی کی تیاری کیوقت تمام نوکروں کو بڑے کمرہ میں بلا کر یہ کہا کہ تم میرا پچھلا قصور معاف کرو میں ساس کے بھروسے پر اسلئے کو واکرتی تھی کہ وہ میری ساری باتیں سہ لیتی تھیں اب کون سہے گا ہے ہے بڑھیا کیا مری گویا نانگی مرگئی کیونکہ آج وہ نانگی نہیں ہے جو کل تھی میرا پہلا سبھاؤ بڑھیا کے ساتھ گیا تم لوگ کسی طرح کا خیال نہ کرنا اور حسب دستور اپنا اپنا کام کرتے رہو۔

۱۔ اوّل روز مردنی میں جسقدر عورتیں آئی تھیں نانگی سب کے ساتھ خاطرداری سے پیش آئی انکے بچوں کو کچوریاں اور دال سیو منگا دئیے اس سے برادری کی عورتیں جنہوں نے صرف نانگی کا نام اور اسکی بدمزاجی سُنی تھی نہایت متعجب ہوئیں۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ ایسی بری عادت اور اتنی جلدی درست ہو جائے۔

۲۔ دوسرے روز اٹھاونی کی ٹھیری مگر عام کھتریوں اور مہاجنوں کے دستور کے خلاف کون بڑ دریاں بچھانے کو ناموزوں سمجھکر دھرم سالہ میں اٹھاونی قرار دیگئی برادری کے لوگ اور کل شہر کے تمام روسا جمع ہوگئے اور صاحب ضلع تشریف لاکر الگ کمرہ میں بیٹھ گئے جب تمام آنے والے آچکے تو صاحب بہادر نے مجمع میں آکر فرمایا صاحبو یہ لفافہ جو آپ دیکھ رہے ہیں بی بی دھرمابائی بیکنٹھ باشنی والدہ لالہ رتن چند جی ساہوکار شہر دہلی کا وصیت نامہ ہے میں آپ صاحبو ںسے اسکے کھولنے کی اجازت مانگتا ہوں چنانچہ اجازت کے بعد لفافہ کھولا گیا تو اسمیں مندرجہ ذیل کاغذات تھے۔

۱ استدعائے اجرائے قانون وغیرہ کا کاغذ پڑھکر صاحب نے حاضرین سے کہا کہ یہ گورنمنٹ کے پاس ارسال ہوگا

۲ کاغذات متعلقہ فنڈ پڑھکر صاحب نے رتن چند کیجانب مخاطب ہوکر یہ کہا کہ میں گورنمنٹ کی خدمت میں بہت خوشی سے درباب فنڈ و تقرر محتاج خانہ جب تم قابل افتتاح ہوگے رپورٹ ارسال کرونگا۔

۳ کاغذات وصیت نامہ حسب مضمون ذیل تھا۔

چونکہ انسان کو زندگی کا بھروسا نہیں ہوتا اسلئے بحالت ہوش حواس وصیت کرتی ہوں کہ بھاگ رام
سیارام۔ دیارام اور شیوا کو ایک ایک ہزار روپے ملیں اور بسنتا تیجبنو۔ گیانی۔ سندری اور پرچو کو دو
دو سو روپے نقد اور ایک سال کی موافق خوراک ناج عطا ہو۔ اگر نا کی نوکر انکو نہ رکھے تو وہ جو تنخواہ
اب پاتے ہیں بے کمی و بیشی وہی تنخواہ گھر بیٹھے ملتی رہے اور اگر رکھنا چاہے تو ایک ایک روپیہ ماہوار اضافہ
کرے دونوں مہترانیوں عشرت اور برکت کو سو سو روپے دیے جائیں اور اُنکی ماں کو دو سو روپے
عنایت ہوں۔ دھوبی کو پانسو حجام کو چار سو اور بھاٹ کو سو دئیے جائیں۔ پروہت کو اُٹھاونی والے
دن ایک ہزار ملیں۔ اسکے علاوہ چالیس عورتیں جو میرے رشتہ دار ہیں اور تین سو روپے ماہوار پاتی
ہیں اُنکا وظیفہ جاری رہے ہر ماہ میں چوتھائی آمدنی صرف ہو اور تین حصہ ہمیشہ جمع رہے زائد روپے
سودی بیوپار میں لگیں مردوں میں سب سے بڑی عمر والا کوٹھی وغیرہ کا منتظم ہو اور زنانہ میں بڑی عمر کی
عورت کا حکم مانا جائے کوٹھی سے ہر مرد کو بیس اور عورت کو دس روپے ماہوار ملا کریں۔ یہ کپڑے بنانے
اور دان پُن کرنے کا خرچ سمجھا جائے سواری اور کھانے کے مصارف کوٹھی کے ذمہ ہیں کنبہ میں جب
شادی ہو تو پانچ ہزار روپے کوٹھی سے دئے جائیں اور چھوٹے ٹیلے میں ایکہزار روپے ملیں اس سے
زیادہ خرچ نہو سب سے بڑے مرد کو پچاس سب سے بڑی عورت کو تیس روپے ماہوار ملتے رہیں اگر کوئی حصہ دار
بد چلنی یا اپنی جورو کے بہکانے سے جدا ہونا چاہے تو اُسکو صرف پندرہ ہزار نقد مع ایک مکان قیمتی
پانچہزار روپے اور ایک سال کے خرچ کے موافق آٹا دال چانول لکڑیاں اور ضروری برتن کوٹھی سے
ملیں اور اُسکو علیحدہ کر دیا جائے اس خاندان کی جایداد کو کوئی شخص رہن یا بیع نہ کر سکے اور یہ وصیت نامہ
میری وفات کے بعد رجسٹری کرا دیا جائے رتن چند نے چاہا تھا کہ سب وصیت کا روپیہ اُٹھاونی
کے روز تقسیم ہو جائے نوکروں نے قبول نہ کیا اور یہ کہا کہ ہمارا روپیہ کوٹھی میں سودی طور پر
جمع رہے۔ لیکن اور ونکا روپیہ برادری کے روبرو دیدیا گیا۔ بعد چندے رتن چند کو

لالچ دامنگیر ہوا اور خیال میں آیا کہ یہاں سے کاروبار اُٹھا کر بمبئی چلیں تو بہت منافع ہو۔ سو وہاں گئے اور اوّل بہت خوب فائدہ ہوا لیکن بعد روئی میں ایسا نقصان ہوا کہ غریب ہو کر مفقود الخبر ہو گئے !!

ضمیمہ اوّل نیک نیتی

سنو اک کسٹ بنے کی تم حکایت
کہیں وہ چارپائی بُن رہا تھا
کوئی کہتا تھا ہم ہیں نیک نیت
کوئی کہتا تھا ہم ہیں نیک بیبیک
کسی کا قول تھا ہیں چھتری نیک
کوئی کہتا تھا ہیں نیک اپنے اطوار
کوئی بولا کہ ہیں نیک اہل اسلام
نصارے نیک ہیں کہتا تھا کوئی
کوئی بولا کہ جینی نیک ہیں سب
کوئی تھا آریہ اور کوئی برہمو
یہ سب کے راگ دل سے سُن رہا تھا
ہوا جب غیرتِ قومی سے ناچار
بصد عجز و ادب سے سر جھکایا
اماں گر جان عاجزی میں پاؤں

کہ ظاہر حسن نیت کی ہو حالت
شریفوں کی صدائیں سُن رہا تھا
ہماری کرتے ہیں حکّام عزت
برہم کہتا ہے ہم کو سا ستر تک
کہ رکھی ملک کی اور قوم کی ٹیک
کہ اپنی قوم میں ایک ایک زردار
کہ ہیں اُنکے لئے قرآں میں احکام
کہ جاں عیسیٰ نے اُنکے بدلے کھوئی
جیو رکھشا ہے سب کا نیک مطلب
بیاں کرتے تھے سب اوصاف نیکو
بظاہر چارپائی بُن رہا تھا
تو رکھ کر چارپائی اور اوزار
زبانِ عجز سے یہ کہہ سُنایا
تو جو کچھ دل میں ہے وہ کہہ سُناؤں

انہوں نے اِک زباں ہوکر کہا کہ | ضروری بات سے خاموش مت رہ
مخاطب کرکے سب کو وہ یہ بولا | دہن کے قفلِ سربستہ کو کھولا
سنو میری ذرا انصاف سے سب | نہیں سمجھے ہو تم نیکی کا مطلب
ہر اِک نے مذہبی دے دیکے لکچر | بتایا اپنے ہی فرقہ کو بڑھ کر
یہ مانا آپ ہیں ہر فن میں کامل | خیالِ حُسنِ نیت سب ہے باطل
ثمر اِس شاخ کا ہم نے لیا ہے | اگر دعوے کریں ہم تو بجا ہے
یہ سُنتے ہی ہر ایک کو آگیا جوش | لگے کہنے ارے خاموش خاموش
پڑیگا گرز باں اب کے ہلائی | یہ کیسی دُھن ہے بُن تو چارپائی
بسولا لیکے جلدی سے سدھارو | بُنالو چارپائی جا پکارو
یہاں مجمع ہے اکثر فاضلوں کا | نہ تجھ سے غافلوں کا جاہلوں کا
پڑی جب ہر طرف سے اسپہ پھٹکار | تو پھر کرنے لگا وہ صاف اظہار
کہ پہلے ہی معافی مل چکی ہے | میں جو چاہوں کہوں آزادگی ہے
میں اپنے دعوے کو ثابت کرونگا | تمہارے مُنہ سے اپنی داد لونگا
نرے پڑھنے سے کب ہے کوئی فاضل | ہے فاضل وہ جو نیکی پر ہو عامل
بزرگوں کی بڑی ہوتی ہے عزّت | بُرائی سے نہیں ملتی یہ دولت
بجا ہے آپکے ہادی بڑے تھے | وہ خواہش روکنے میں کڑے تھے
مگر افسوس ہے ایسونکی اولاد | کمائی اُنکی کردے صاف برباد
کجا نیّت زباں کے بھی ہو کھوٹے | اُڑاتے ہو فقط باتوں کے طوطے
جو نیّت نیک ہوتی تم سبھونکی | تو کاہیکو سُناتے مجھکو کھوٹی

سُناؤں حُسنِ نیّت کا میں احوال
سنو لالا نہو غصہ میں تم لال

یہی اِک دین و دنیا کا ثمر ہے
یہی ہر اِک بشر کی راہ بر ہے

اگر ہے نیک طینت تو ہے انساں
وگرنہ شکل انساں میں ہے حیواں

کرے گر اچھی نیت سے کوئی کام
کفایت سے ہو وہ کیونکر نہ انجام

ارادہ نیک نیت نیک ہو گر
تو پھر چوری کو جائے چور کیونکر

اگر نیت سے دیں تجّار سودا
تو نکلے کس طرح اُن کا دوالا

جو لیکر قرض سیدھے ہاتھ دیدے
تو اُسپر کیوں عدالت میں ہو دعوے

پڑوسی کی زمیں کو جو نہ چھینے
کچہری میں وہ کب خرچے خزینے

نہ ہو باہم اگر کچھ فوجداری
پولس کے ہاتھ سے پھر کیوں ہو خواری

اگر جھگڑے یہیں ہو جائیں فیصل
وکیلوں کیلئے ہم کیوں ہوں بیکل

اگر ہوں نیک سب ہندو مسلماں
نفاق و بغض کا اُٹھے نہ طوفاں

رعایا نیک سلطاں نیک نیت
سپہ رکھنے کی پھر ہے کیا ضرورت

کرو اب غور دلمیں تم خدا را
خردمندوں کو ہے کافی اشارا

بتادو کونسا فرقہ ہے ایسا
سراسر نیک ہو جو اِس طرح کا

جو سچ پوچھو تو یہ کہنا بجا ہے
کہ ایسے جینے سے مرنا بھلا ہے

سُنو اب اپنے فرقوں کی بُرائی
کہ کیا کیا کرتے ہیں اچھی کمائی

کسی کی آرہی چوری پہ اوقات
کوئی ڈاکو بنا کرتا ہے دن رات

جُواری بن سکے ہو کوئی تونگر
گیا تھانہ میں کوئی پھوڑ کر سر

لڑاتا ہے کوئی جھوٹے مقدمے
کسی کو کوئی کھنچاتا ہے صدمے

شکایت بھائی کی کرتا ہے بھائی
کسی نے غیر کی عورت بھگائی

دُکاں دار ونہیں اب ہیتی ہے چشمک
ہے زردار ونہیں جھک جھک اور بک بک

جو ہیں ادنیٰ وہ ہیں اعلےٰ کے دشمن
ہر اک ادنیٰ سے ہے اعلےٰ بھی بدظن

کوئی گر تم میں افسر ہو کے آئے
تو وہ اپنے ہی فرقہ کو ستائے

جہانتک جسقدر ہیں عیب کے کام
دئے ہیں آپکے فرقوں نے انجام

غرض ہے جس جگہ کوئی عدالت
کھُلی ہے اِن شریفوں کی بدولت

یہ اپنا حُسنِ نیت دیکھ لیجے
مِرے سچ جھوٹ کا انصاف کیجے

سنو اب کھٹ بنوں کی تم تحقیق
کہ ہیں ہم جس طرح کے نیک نیت

نہیں زانی نہیں ہم میں جواری
نہ بھائی سے لڑیں لینے کو خواری

نہ نالش کرکے ہم جائیں عدالت
نہیں دھرتے کسی پر جھوٹی تہمت

جو ہو جائے کوئی نالش بھی ہم پر
تو اُسکا فیصلہ کرتے ہیں ملکر

بجز بیگار کے تھانے نہ جائیں
نہ دانے مانگ کر عزت گنوائیں

اِسی باعث سے ہم ہیں نیک انجام
نہیں ہے کھٹ بنوں پر کوئی الزام

غرض اچھا بُرا جو کچھ پڑے کام
ہمارے پنچ دیدیتے ہیں انجام

بیاں کب تک کروں سب کچھ عیاں ہے
ہماری قوم سے واقف جہاں ہے

اب اپنے دلمیں تم سوچو ذرا تو
کہ ہم ہیں نیک نیت یا کہ تم ہو

یہ سُنکر اہلِ جلسہ ہوگئے دنگ
خجالت سے اُڑا چہرہ کا سب رنگ

لگے کہنے تو سچا ہے برادر
نہیں ہم میں کوئی تیرے برابر

ادا کرنے لگے سب شکر اُس کا
کہ تو سچا ہے تیرا پیر سچا

یَا مَالِکُ

تیسرا حصہ

ساتواں چمن منعم خاں کی فلاسفی

نظم

کہہ وہی بات جو ہو فائدہ مند
گو نہ آئے کسی شریر کو پسند
آپ اُٹھائیگا وہ پشیمانی
بات جس نے بھلی نہیں مانی

کہتے ہیں خاندانِ تیموریہ میں پہلے یہ ظالمانہ دستور تھا کہ حتی الامکان رشتہ داران شاہی کو تخت نشین
کسی نہ کسی بہانہ سے مروا ڈالتے تھے۔ اگلیں جو بدنصیب خوبیِ قسمت سے بچ گیا تا زیست جلاوطن یا مقید رہا تھا
اکثر سلاطین لال قلعہ کے اندر پیدا ہوئے اور مرتے دم تک بیرون قلعہ نہ آسکے بھولی بھولی
باتا پچنتیاں کھائیں مگر گیہوں کا درخت دیکھنا نصیب نہوا وہ تو خدا بھلا کرے لارڈ لیک کا جنہوں
نے مرہٹوں کو شکست دی اور شاہ عالم کو اُنکے قبضہ سے نکالکر ایک لاکھ روپیہ ماہوار پنشن مقرر کی باہر پہنچایا

+نوٹ غلام قادر نواب ضابطہ خاں روہیلہ کے ہاتھ سے بہت سی بے عزتیاں برداشت کرنے اور آنکھوں سے اندہا ہو چکنے
بعد شاہ عالم مرہٹوں کے ہاتھ میں آیا مرہٹوں نے اُسکو بہت دلاسا دیا۔ اور غلام قادر کو گرفتار کرنے کے بعد ناک میں نکیر
کوڑی ڈالی اور دوکان دوکان شہر میں بھیک منگوائی ہر دوکان پر پھرایا اور جوتیوں سے پٹوایا آخر اسکے ہاتھ پانو کاٹ کر
آنکھیں نکال لیں اور شاہ عالم کی خدمت میں ارسال کیں تاکہ بادشاہ اپنے پیروں میں کچل ڈالیں یہ واقعہ ۱۷۸۸ء میں ہوا
اُس سال سے شاہ عالم برائے نام بادشاہ دہلی مگر درحقیقت قلعہ کے اندر مقید رہے جب لارڈ لیک نے ۱۸۰۳ء میں آگرہ

کیلئے پرگنہ کوٹ قاسم اور باغپت کے متصل چند مواضع پیشکش کئے گئے شاہی عمارات اور سلطانی
باغات واگزاشت ہوئے اب بادشاہ کی حالت میں زمین و آسمان کا فرق ہوگیا مقید سلاطین رہائی کے
بعد حسب تقرب سلطانی وظیفہ یاب بنائے گئے ۱۱

اُن دنونکی بہار شہر کی چہل پہل اور سلاطین و بیگمات کی جوق جوق سواریونکے آگے عید کا میلہ
رام لیلا کا اژدحام اور محرم کا ہجوم سب گرد ہے اِدہر اہل قلعہ شہر اور بیرون شہر کی سیر کو نکلے اُدہر شہر والے
قلعہ والونکی پیاری پیاری اور بھولی بھولی صورتونکے مشاہدہ کو اپنے اپنے گھرونسے چل کھڑے ہوئے
اسکے علاوہ کمپنی کی فوج کے پوربیونکا خوشی میں کبیر گانا۔ زرق برق گورونکا سیٹی بجانا۔ صاحبان
عالیشان کا مع وردیاں پہنکر ہاتھیوں پر سوار ہونا۔ ترک سوارونکا اردلی میں خراماں خراماں شہر
میں گشت کرنا ایسا نظارہ تھا کہ اسکے مقابلہ میں پھول والونکی سیر پھیکی نظر آتی تھی۔

جو لوگ ستمبر ۱۸۰۳ء میں سہمرونکی شکلیں دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے تھے اُنہیں یہ معلوم نہ تھا کہ اسی
ستمبر ۱۸۵۷ء میں چون برس کے بعد قلعہ اُجڑ جائیگا بادشاہ مقبرہ ہمایون میں جا چھپیگا اور شہر کے لوگ

نوٹ بقیہ صفحہ ۱۔ فتح کرکے مرہٹوں کو بمقام پٹپڑ گنج جو دہلی سے چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے شکست فاش دی مرہٹے
دہلی اور قلعہ کو فوراً خالی کر گئے دکہن کی طرف بھاگ گئے اُسوقت شاہ عالم نے لارڈ لیک کو پیغام بھیجا کہ اینجانب کو پناہ انگریزی
سے طلب ہے لہذا لارڈ لیک ۱۴ ستمبر ۱۸۰۳ء کو داخل شہر دہلی ہوئے اور شاہ عالم کو پنشن خوار سرکار انگلشیہ مقرر فرمایا۔

۱۴ نوٹ یہ مقبرہ جس میں ہمایون بادشاہ والد اکبر دفن ہیں عرب سرائے کے قریب شہر دہلی کے جنوب میں واقع ہے ۹۷۳ھ
میں بننا شروع ہوا۔ اور سولہ برس میں پندرہ لاکھ کے صرف سے تیار ہوا گو باغ متعلقہ عمارت ویران ہے مگر اس عمارت
کے دیکھنے والے حیران رہتے ہیں کہ ایسے کاریگر ہندوستان میں بھی کسی وقت موجود تھے کسی شاعر نے اس عمارت کی
تعریف میں یہ شعر کہا تھا ؎

ہر کہ میخواہد کہ بیند شکل فردوس بریں	گو بیا ایں قصر و ایں باغ ہمایوں را ببیں

۱۲ موافق ۱۲
۱۳ نزدیکی ۱۲
۱۴ بندہائے ۱۲
۱۵ ...
سپاہ خاص
...
۱۶ نام ... ۱۲
۱۷ خوبصورت ۱۲
۱۸ جو کوئی زمین
پر بہشت دیکھنا
چاہے کہ اس سے
کہو کہ اس مقبرہ
اور باغ کو دیکھ
لے ۱۲

جان بچانے کیلئے ویرانوںمیں ٹھکانا ڈھونڈھتے پھرینگے اُسوقت بہت تھوڑے سے باشندہ جو چھپے ہوئے شہر میں رہگئے تھے اُنکی آواز تک نہیں سُنائی پڑتی تھی محلوں میں جہاں تہاں مُردونکی لاشیں سڑ رہی تھیں اور محلوں کے ہر ایک دروازہ پر گوروں کے پہرے تھے بازاروں میں سوا اُنکے کوئی متنفس دکھائی نہیں دیتا تھا اس خوفناک حالت کے بیان کرنے سے زبان قاصر ہے سچ تو یہ ہے کہ نہ شاہ عالم کے چاہنے سے انگریز آئے نہ بہادر شاہ کی خواہش سے کالوں نے خون بہائے جہان میں جو کچھ ہوتا ہے اُسی خلاق عالم کے اشارہ سے ہوتا ہے بقول نظیر ؎

یہ کون جانے کہ کل کیا کیا اور آج ما لک کیا کریگا	کسے بگاڑے کسے سنوارے کسے لنڈھائی کسے بھریگا
کسیکے گھر کون ہوگا پیدا کس کے گھر کونسا مریگا	کسی کو ہرگز خبر نہیں ہے کہ کیا کیا اور کیا کریگا

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یارے آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

جب غلام قادر نے شاہ عالم کی آنکھیں نکال لیں بظاہر اُسیوقت چراغ خاندان تیموریہ گل ہو چلا تھا مگر یہ چراغ پندرہ برس تک مرہٹوں کے ہاتھوں میں ٹمٹماتا رہا آخر جسطرح مرتے وقت آدمی سنبھالا لیتا ہے لارڈ لیک نے اُسکی بتی اُکسائی جس سے شاہ عالم اخیر عمر اچھی طرح کٹی پھر مرضی الٰہی سے غدر کی کالی گھٹا اُٹھی کالے آئے بہادر شاہ سے قلعہ چھُٹا جلاوطن ہوئے اور اُنکی وفات سے یہ چراغ ہمیشہ کیلئے ۱۱ نومبر ۱۸۶۲ء کو بمقام رنگون بجھ گیا۔

تاریخ وفات بہادر شاہ

سراج الدین ابو ظفر مسافر وہ سوئے جنت ہوا روانہ	کہ جسکے باعث مئے خوشی سے چھلک رہا تھا ایاغ دہلی
چراغ دہلی جلوس کا سال ہے سو اب بھی مطابق اسکے	سروش غیبی نے سال رحلت کہا بجھا ہے چراغ دہلی ۱۲۷۹ھ

القصہ نیک سلاطین ایام قید میں اپنا وقت تحصیل علوم و فنون اور یاد الٰہی میں گزار کر فائض

اور کامل بے بدل بنے اور بد طینت و بد صحبت لہو و لعب میں مشغول ہو کر ننگ خاندان ہوگئے کوئی طبلہ بجانے میں فائق اور کوئی گانے بجانے کا شائق۔

مرہٹے شاہ عالم کو صرف بارہ ہزار روپیہ ماہوار دیا کرتے تھے جسکو غلام قادر کی تعدی کے نسبت غنیمت سمجھا گیا تھا مگر حالت یہ تھی کہ طویلہ میں صرف ایک ہاتھی اور چند گھوڑے اور سو ڈیڑھ سو سوار اور پیادے توپخانہ اور دیگر سامان گودام میں بند پڑا تھا عید بقر عید کی جلوس میں سیٹھ ساہوکار و نئے گھوڑے طلب ہو کر سواری نکلا کرتی تھی۔ شاہ جی (ایک فقیر صاحب مرہٹوں کی طرف سے دلی کے صوبہ دار تھے سلاطین کو مطبخ سے فی کس چار روٹیاں اور قدرے چنے کی دال ملا کرتی تھی اور آٹھویں روز چنے کی دال کا قلیہ تقسیم ہوتا تھا۔ بادشاہ قلعہ کے تسبیح خانہ میں بیٹھے رہا کرتے تھے۔ دیوان خاص و عام میں چمگادڑوں اور ابابیلوں کی حکومت تھی اب بادشاہ سلامت کو انگریزی خزانہ سے ایک لاکھ ماہوار ملنے لگا رفتہ رفتہ حیثیت رونق پذیر ہوگئی۔ غدر میں اس احسان کا بدلا جو کچھ دیا گیا ہے اس کتاب سے تعلق نہیں رکھتا سارا جہان واقف ہے۔

علی ہذالقیاس فسران دربار شاہی بدعملی کے باعث نہایت تنگ تھے مرزا رفیع سودا ملک الشعراء ہند نے اسوقت کی حالت کو اپنے ایک مخمس میں اچھی طرح ادا کیا ہے ؎

کہا میں آج یہ سودا سے کیوں تو ڈانواں ڈول	پھرے ہے جا کہیں نوکر ہو لیکے گھوڑا مول
لگا وہ کہنے یہ اسکے جواب میں دو بول	جو میں کہونگا تو سمجھیگا تو کہ ہے یہ ٹھٹول

بتا کہ نوکری بکتی ہے ڈھیریوں یا تول

سپاہی رکھتے تھے نوکر امیر دولتمند	سو آمد انکی تو جاگیر سے ہوئی ہے بند
کیا ہے ملک کو مدت سے سرکشوں نے پسند	جو ایک شخص ہے بائیس صوبہ کا خاوند

رہی نہ اسکے تصرف میں فوجداری کول

قوی ہیں ملک میں مفسد امیر ہیں ضعیف
ٹکے کہاں جو ہیں بکے ہوں انہوں نے حریف
نہ کچھ سنیچ میں حاصل نہ در بیان خریف
جو عامل اب ہیں محالات پر تو ایسے نحیف
کہ جسطرح کسی حاکم کے گھر گنوار ہو اول

بس انکے ملک کا نظم و نسق جو یوں ہو تباہ
کہ کو وہ زر ہو زراعت میں تو ندیں پر کاہ
جگہ وہ کونسی نوکر رکھیں یہ جو سپاہ
کہاں سے آویں پیادے کریں جو پیش نگاہ
کہ ہر سوار جو پیچھے چلیں وہ باندھے غول

رہی فقط عربی باجے پر انہوں کی شان
جو چاہیں اسکو نہ بجواویں یہ تو کیا امکان
پہ انکا فکر ہے تخفیف خرچ پر ہر آن
رہیگا حال اگر ملک کا یہی تو ندان
گلے میں طاشہ کہاروں کے پالکی میں ڈھول

امیر اب جو ہیں دانا انہوں کی ہے یہ چال
ہوئے ہیں خانہ نشیں دیکھکر زمانہ کا حال
بچھا ہے سوزنی خوشم کھٹ اجلے ہے رومال
حضور بیٹھے ہیں اک دو ندیم اہل کمال
دھرا ہے سامنے اک پیکدان اک تنبول

مچا رکھی ہے سلاطینوں نے یہ توبہ دہاڑ
کوئی تو گھر سے نکل آئے ہے گریباں پھاڑ
کوئی ذرا چنے پہ آ دیدے مارتا ہے کواڑ
کوئی کہے جو تم ایسے ہی چھاتی پر ہیں پہاڑ
تو چاہئیے کہ ہمیں سب کو زہر دیجیے گھول

غرض مآل ہے اس گفتگو سے یہ میرا
کہ بے زری نے جب ایسا گھر آن کر گھیرا
تو کوئی قصد کرے نوکری کا بہتیرا
نہیں پہ فائدہ کچھ تا وہ چھوڑ کر ڈیرا
کرے نہ عزم سوئے اصفہان و استنبول

سخن جو شہر کی ویرانی سے کروں آغاز
تو اسکو سنکے کریں ہوش چغد کے پرواز

نہیں وہ گھر نہو جس میں شغال کی آواز — کوئی جو شام کو مسجد میں جائے بہر نماز
تو واں چراغ نہیں ہے بجز چراغ غول

غرض میں کیا کہوں یارو کہ دیکھکر یہ قہر — کروڑ مرتبہ خاطر میں گزرے ہے یہ لہر
جو ٹک بھی امن دل اپنے کو دیوے گردش دہر — تو بیٹھ کر کہیں یہ روئیے کہ مردم شہر
گھروں سے پانی کو باہر کریں جھکول جھکول

بس اب خموش ہو سودا کہ آگے تاب نہیں — وہ دل نہیں کہ اب اس غم سے جو کباب نہیں
کسی کی چشم نہو گی کہ وہ پُر آب نہیں — سوائے اسکے تری بات کا جواب نہیں
کہ یہ زمانہ ہے اک طرح کا زیادہ نہ بول

اس زمانہ میں محمد قایم خاں ایک شاہی منصب دار تھے جنکو محدود آمدنی کے باعث اتنا مقدور نہ تھا کہ گھوڑا رکھہ سکیں مجبوراً دربار شاہی میں آٹھویں دن کرایہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر جایا کرتے تھے قائم خاں کا بیٹا اعظم خاں دس بارہ برس کی عمر میں نہایت ذہین اور کھیل کود سے متنفر تھا قائم خاں نے اعظم خاں کو بہت اچھی تعلیم دی اکثر فاضل اور عالم سلاطین کی صحبتوں میں باریاب کرایا لڑکے نے چند روز میں فارسی عربی اور منطق و ریاضی میں اچھی مہارت پیدا کرلی جب یہ سن بلوغ کو پہونچا قایم خاں نے رحلت کی اعظم خاں وارث قرار پایا اُسے دربار شاہی سے باپ کی جانشینی کا خلعت عطا ہوا اعظم خاں کے ہاں چالیس برس کی عمر میں منعم خاں پیدا ہوا اعظم خاں کا خیال تھا کہ جسقدر علم میں نے حاصل کئے ہیں سب منعم کو سکھاؤں اور اسکے علاوہ پادری صاحب سے انگریزی بھی پڑھواؤں چنانچہ پہلے قران شریف حفظ کرایا بعدہٗ فارسی عربی پڑھا کر فن خیاطی کی تعلیم کیلئے منعم کو شیخ رحیم اللہ خیاط کی شاگردی میں بٹھا دیا ایکدن منعم نے اپنے باپ سے کہا ابا جان کیا خیاطی سکھانے سے آپکا یہ مطلب ہے کہ میں محلہ در محلہ "کام درزی کا" کہتا پھروں

اعظم خاں - نہیں بیٹا یہ مطلب نہیں بلکہ میرا منشا تو یہ ہے کہ تجھکو بزمرۂ سپاہیان جو ہمارے آبا و اجداد کا پیشہ ہے نوکر کراؤں یہ فن بطور داشتہ آید بکار سکھائے دیتا ہوں یوروپ میں اکثر اہل علم پیشہ ور ہیں صاحب علم ہونیسے پیشہ کو بہت کچھ مدد ملتی ہے یہ علم ہی کا طفیل ہے کہ اہل یوروپ تجارتی اشیا کی اشاعت کیلئے کیسے کیسے دل لبھانے والے اشتہارات شایع کرتے ہیں کہ پڑھنے والیکا جی للچاجاتا ہے اور بلا ضرورت خریدنے پر آمادہ ہوجاتا ہے یہ بات تمہارے ملک میں کہاں ہندوستان میں تیلی تنبولی امیر فقیر سب اس غرض سے پڑھتے ہیں کہ سرکاری نوکر ہوکر کرسی نشین ہوجائینگے بیوقوف یہ نہیں سمجھتے کہ بیس پچیس ہزار بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ طالبعلم ہرسال کامیاب ہوکر بہ تلاش روزگار مارے مارے پھرا کرتے ہیں۔ بھلا اتنوں کیلئے سرکاری دفتروں میں کیونکر جگہ نکل سکتی ہے اسلئے لازم ہے کہ تحصیل علم صرف روشنضمیری اور روشنی خیالات کے لحاظ سے ہو اُسکے ساتھ ہی کوئی دستکاری بھی آجائے تو اُسکو علم سے رونق اور مدد ملیگی اور اگر کسی دفتر میں نوکری ہات آگئی تو فبہا مگر اسے کون سمجھتا ہے۔ بزاز کا لڑکا جب انگریزی پڑھگیا تو اُسکو دکان پر بطریق سیر جانے سے بھی شرم آتی ہے چہ جائیکہ خود گز سنبھالے تمکو خیاطی سکھانا اسلئے ضرور ہے کہ قطع و برید جانے بغیر خیاطوں کی چالاکی سے واقف ہونا دشوار ہے

منعم خاں - خطا معاف۔ ابا جان میں پہلے آپکا منشا نہیں سمجھا تھا اب سمجھگیا۔ تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اسپر اعظم خاں نے بیٹے کو چھاتی سے لگالیا!!

اب پادری ٹامسین صاحب ایک گھنٹہ کیلئے اعظم خاں کے گھر آنے لگے اور منعم نے

نوٹ جرمنی میں دستور ہے کہ ہر شخص کے لئے کوئی نہ کوئی فن سیکھنا ضروری امر ہے چنانچہ والد قیصر حال داماد ملکہ معظمہ مرحومہ مرحوم کو فن جلد سازی میں کمال حاصل تھا ہندوستان کے لڑکے ذرا کسی کھاتے پیتے کے فرزند ہوں اپنے ہاتھ سے کام کرنا گوارا نہیں کرتے پھر ہندوستان کی بہبودی کس طرح ہو۔

انگریزی شروع کر دی چند مدت میں اتنی لیاقت حاصل کر لی کہ پادری صاحب سے انگریزی بولنے اور اُردو سے انگریزی میں اور انگریزی سے اُردو میں ترجمہ کرنے لگا۔"
۱۲ پھر یہ ٹھیری کہ رات کو اعظم خاں چند نصیحت آمیز مسائل گھر والونکو سنایا کریں یہاں منعم کتب سے نوٹ لینے کے بعد جمعہ کے دن مجمع میں دہرایا کریں اُس نوٹ بک کی نقل بطور ضمیمہ ہدیۂ ناظرین ہے" (دیکھو ضمیمہ)
۱۳ اعظم خاں کے گھر اُنکا ایک دوست ایسے وقت آیا کہ اعظم خاں گھر میں نہ تھے منعم خاں نے اُنکو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا مگر آنے والے کی حد سے بڑھکر تواضع کی اور بصد تواضع عرض کرنے لگا کہ ابّا جان مسجد گھٹی محلّہ میں ایک کتاب کی جلد بند ہوانے گئے ہیں آدھ گھنٹہ میں واپس تشریف لائینگے آپ کچھ حکم کریں میں تعمیل ارشاد کیلئے حاضر ہوں اُسنے کہا میں پیاسا ہوں پانی منگالو۔ لڑکے نے کہا بہت اچھا لایا۔ زنانہ میں جاکر جھٹ دو اولوں کا شربت کرلایا اور ہاتھ پوچھنے کیلئے ایک رومال پیش کیا۔"
مہمان "بیٹا تم بے پوچھے شربت لے آئے "
لڑکا "خطا ہوئی پانی اجازت سے لے آؤنگا غرض منعم خاں کی طرز گفتگو۔ ادب اور ہدایت سے وہ شخص بہت خوش ہوا پوچھا کہ تم کس شغل میں رہتے ہو "
لڑکا "حضرت مجھکو قرآن شریف حفظ ہے فارسی میں سہ نثر ظہوری اور عربی میں شرح ملا پڑھتا ہوں سلائی کا کام سیکھتا ہوں پادری صاحب سے منہ سے نکلا تھا کہ اعظم خاں آگیا لڑکا کہتے کہتے چپ ہو گیا"
اعظم خاں "تم جو کہتے کہتے چپکے ہو رہے یہ دخل ادب ہے مگر میں تمکو اجازت دیتا ہوں کہ بات پوری کر لو۔ قاعدہ کی رو سے اگر میں اجنبی ہوتا اور دو شخصونکو بات کرتے دیکھتا تو کنارہ کش ہو جاتا اور اگر ضرورت ہوتی تو انکی اجازت لینی پڑتی مگر میں تمہارا باپ ہوں اسلئے

لڑکا بولا ہو۔ سے بچالا یا ہو ۔ لاؤنگا

بے تامل چلا آیا۔ اسکے بعد مہمان کیطرف مخاطب ہو کر کہا علی نقی صاحب تسلیم۔ آپ لڑکے سے گفتگو کریں میں کپڑے اتار کر حاضر ہوتا ہوں چنانچہ اعظم خاں گھر میں چلا گیا منعم نے کہا پادری صاحب گھنٹہ بھر انگریزی پڑھاتے ہیں میں انگریزی بول لیتا ہوں کچھ ترجمہ کر لیتا ہوں اور علی الصباح گھوڑے پر سوار ہو کر ہوا کھانے جایا کرتا ہوں پھر بطور ورزش جوڑی ہلاتا ہوں "

علی نقی " صاحبزادے تھوڑی دور پیدل بھی چلا کرو "

منعم " جناب میں یہاں سے تو سوار ہو کر جاتا ہوں لیکن گھوڑا جب دو تین میل پر سرپٹ نکلجاتا ہے تو اسے چرنے کیلئے چھوڑ دیتا ہوں اور خود ٹہلتا رہتا ہوں اتنے میں سائیس آجاتا ہے آگے آگے میں اور پیچھے پیچھے گھوڑا پاپیادہ گھر چلا آتا ہوں "

علی نقی " شاباش ایسا ہی کیا کرو "

۱۴ اتنے میں اعظم خاں گھر سے نکلکر علی نقی کے پاس آبیٹھے اور یہ سمجھا کہ منعم نے علی نقی کو کبھی نہیں دیکھا شاید اس سے خاطر داری میں کچھ قصور ہو گیا ہو پوچھا میر صاحب تمکو کچھ تکلیف تو نہیں ہوئی "

علی نقی " بھائی جان تمہارا لڑکا تو بڑا سعادتمند ہے میں اسکی مدارات سے نہایت خوش ہوا ایک یہ ہے چشم بد دور اور ایک ہمارا لڑکا ہے محض ناخلف "

۱۵ اعظم خاں " ہیں تمہارا لڑکا اور ناخلف۔ اسکا سبب "

علی نقی " ماں کا لاڈ۔ اوّل ہی سے بات بات پر ہٹ گیارہ برس کی عمر ہے لیکن مجھ تک کو بالائے طاق رکھتا ہے میں کچھ بولتا ہوں تو اسکی ماں ایک کی سو سناتی ہے چار روز ہوئے میر شتاق علی وکیل میرے غریب خانہ پر آئے دیوانخانہ میں میرا لڑکا دو ایک اور لڑکوں کیساتھ بھاگ دوڑ کر رہا تھا ایک طرف امروہہ کا فرشی حقہ معہ چلم ٹوٹا پڑا تھا اور ایک طرف مٹی کا بدنا اٹرکا ہوا تھا میر صاحب نے کہا میاں لڑکے تمہارے باپ کہاں ہیں لڑکے نے اوّل تو

جواب ہی نہیں دیا مگر جب مکرر پوچھا تو بڑی بے ادبی سے بولا جانے میری بلا کہاں ہیں میں کیا اُنکے پیچھے پیچھے لگام لئے پھرتا ہوں یہ کہکر اندر بھاگ گیا اور لڑکو غصے کہہ گیا کہ اِن و بال کو ٹلجانے دو تھوڑی دیر کے بعد آجانا ‘‘

۱۶ مشتاق علی بڑے لئے گئے قریب تھا کہ واپس چلے جائیں مگر میں اُسوقت آگیا میر صاحب نے کہا کہ تم نے اپنے لڑکے کو تربیت تو خوب دی ہے نہ سلام نہ آداب اور جو کچھ پوچھا گیا تو اوندھا جواب میں نے عرض کیا کہ میاں میرا کچھ بس نہیں چلتا۔ اُسکے ماں کے لاڈ نے خراب کر رکھا ہے۔ خیر میر صاحب افسوس ظاہر کرنیکے بعد ضروری گفتگو کرکے رخصت ہوئے ‘‘

۱۷ میں گھر میں گیا اور لڑکے کی نالائقی اُسکی ماں سے بیان کی وہ نیکبخت کہتی کیا ہے کہ لوگ یونہیں عیب لگایا کرتے ہیں ابھی ہمارے لڑکے کی عمر ہی کیا ہے اپنی عمر پر سب کچھ سیکھ جائیگا تم لوگونکے کہنے سُننے کا کچھ خیال نہ کیا کرو ‘‘

۱۸ بھائی اعظم تمہاری بیوی لڑکے کی تربیت میں حارج کیوں نہیں ہوئیں ‘‘

اعظم ’’ میر صاحب میری بیوی گویا عطیۂ ایزدی ہے جب سے شادی ہوئی ہے کوئی دن ایسا نہیں کہ وہ مجھسے یا میں اُنسے ناخوش ہوا ہوں برادری اور رشتہ دار و نکے لین دین کی بابت کبھی سلامت روی نہیں چھوڑی اور جو کبھی کسی ہمسائی نے کہا کہ بی اسمیں تو تمہاری ناک کٹتی ہے تو جواب دیدیا کہ میاں مجھسے زیادہ عقل رکھتے ہیں کیا اُنکو اپنی ناک کا خیال نہوگا آدمی کو اپنی بساط کے موافق کام کرنا چاہیئے تم اس معاملہ میں دخل نہ دو میری گھروالی نہایت عقیل اور شیریں زبان ہے اس زمانہ کی عورتوں کیطرح اُنکے مُنہ سے میں نے کبھی گالی یا کوسنا نہیں

نوٹ ملک جرمنی اور سوئٹزرلینڈ میں انسان دوست آدمیوں نے پنچایت قائم کرکے علاجی کارڈ کے اجرا کا انتظام کر رکھا ہے اکثر مرد و عورت گشت کرتے پھرتے ہیں جہاں کسی کو گالی گلوچ قسما قسمی یا کوسا کاٹی کرتے سنا۔ بقیہ صفحہ ۱۱

سُنا۔ نوکروں چاکروں سے حکمت عملی کیساتھ کام لیتی ہیں اور تیج تہوار کو سب سے پہلے فراغ دلی سے
اُنہیں حصّہ دیدیتی ہیں ماتحتوں کا زیر کرنا مشکل ہی کیا ہے شیریں کلامی اور محنت کی داد اور وقت
پر امداد۔ سو اُنکو اللہ نے پہلے ہی سکھا کر بھیجا ہے اسلئے میرے اُنکے درمیان کبھی شکر رنجی نہیں ہوئی۔

۱۹ منعم کوئی سوا برس کا ہوا ہوگا کہ پہلے سلام کرنا اور مزاج پوچھنا سکھایا۔ پاس پڑوس کے
بچوں کی طرح اسے یہ تعلیم نہیں دی گئی کہ اُسکو مار آ اور اُسپر تھوک دے یہ بالکل اوندھی تعلیم ہے کہ جہاں
بچہ کچھ کچھ سمجھنے لگا گھر والوں نے اُلٹا سبق پڑھانا شروع کر دیا کمینے گالیاں سکھائیں اور کمینے
لقوہ مارے کیطرح ٹیڑھا مُنہ کرکے پوچھا کہ "تیری ماں کا مُنہ کیسا ہے" بچہ کی جانے بلا کہ ٹیڑھا سیدھا
کیا ہوتا ہے جیسا دیکھا ویسا سیکھ گیا اور جھٹ اپنا مُنہ ٹیڑھا کرکے ماں کے چہرہ کی فرضی تصویر
کھینچ دی۔ گو لڑکپن میں چھوٹے چھوٹے لڑکوں کی بُری باتیں اچھی معلوم ہوتی ہیں مگر جب بڑے
ہو جاتے ہیں تو اُنسے چُھٹ نہیں سکتیں اور بڑوں کو بجائے خوشی کے رنج اور شرمندگی حاصل ہوتی ہے
غرض میری گھر والی نے ایسی باتیں نہیں سکھائیں۔ جب منعم کو ذرا ہوش آیا تو تعلیمی تاش منگوا دیا
حرف شناسی اسی کھیل میں آگئی دوسری تعلیم یہ تھی کہ دوسرے کے گھر جائے تو رکھی ہوئی چیز
ہرگز نہ مانگے کوئی کچھ دے تو بلا اجازت ہرگز نہ لے اور اپنے سے بڑوں کے سامنے بالا نشین
ہو یعنے بڑے فرش پر بیٹھے ہوں تو تم کرسی مونڈھ یا چارپائی پر نہ بیٹھو یہ عوام الناس ہی کے
لڑکے ہیں کہ جہاں کھانیکی چیز دیکھی مچل گئے خونچہ والا آیا ٹوٹ پڑے کھلونہ والیکو دیکھا سر پیٹنے
لگے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب لڑکا سات برس کا تھا میری چھوٹی سالی غازی آباد
سے آئیں سب سے سلام اور لڑکے کو پیار کرکے پلنگ پر لیٹ گئیں اور منعم اور اسکی والدہ مسند پر بیٹھی رہیں

نوٹ بقیہ صفحہ ۱۔ فوراً ایک کارڈ اسکے حوالہ کر دیا۔ اسمیں یہ درج ہوتا ہے کہ تم بدزبانی کو خلاف حکم خدا کام میں لا رہے
ہو آئندہ کو متنبہ ہو کر اس عادت کو ترک اور حسب حیثیت کچھ بطور جرمانہ کے محتاج خانہ میں بھیجکر اس سوسائٹی کو ممنون کرو۔

لڑکے نے اپنی ماں کے کان میں کہا کہ خالہ تم سے بڑی ہیں یا کہ چھوٹی جوابدیا چھوٹی سالی نے پوچھا کہ منعم کیا کہتا ہے بولی کہ تمہاری شکایت کرتا ہے کہ تم مجھسے چھوٹی ہو کر پلنگ پر لیٹ گئیں بے ادبی میں داخل ہے اسپر منعم کی خالہ نے پلنگ سے اُتر کر منعم کو چھاتی سے لگا کر پیار کیا اور کہا کہ میں گاڑی کی سواری میں آئی تھک گئی تھی اپنے بٹوہ سے نکالکر ایکروپیہ دیا اور مسند پر آکر لیٹ گئیں جب روپیہ دینے لگیں منعم نے اپنی ماں کیطرف دیکھا اُسنے کہا کہ روپیہ لیلو اور آداب بجالاؤ میر صاحب یہ ذرا اور بڑا ہو جائے تو محکمہ فوجداری میں بھرتی کرانے کا ارادہ ہے میر کرامت علی دہلوی کوتوال انبالہ کہتے تھے کہ پہلے نجیبوں میں بھرتی ہو کر کچھ دن تھانہ میں قانون و قواعد سیکھنی پڑیگی پھر حسب لیاقت ترقی ہو جائیگی ؛؛ علی نقی ؛؛ تم بڑے خوش نصیب ہو کہ اللہ نے ایسی نیک بیوی اور پھر ایسا سعادتمند لڑکا عنایت کیا اللہ تعالے اسے زندہ رکھے اور تم اسکی کمائی کھاؤ **نظم**

نیک بیوی ہو جس کسی کے گھر — اُس پہ ہے لطفِ ایزدی کی نظر
رہے مستور جو زنِ خوشرو — دید سے اُسکے ہے بہشت میں شو
خوش بیاں اور پارسا ہے اگر — گرنہ تو حُسنِ ظاہری پہ نظر
چھوڑ تو شوروئے زشت طینت کو — ڈھونڈ بدروئے نیک سیرت کو
ہے زنِ نیک خواہ راحتِ جاں — زنِ بد سے پناہ دے یزداں
عید سے کم نہیں سفر اُس کو — جس کی گھروالی ہوتی ہے بدخو
درِ شادی کر اُس سرائے کا بند — جس سے گھروالی کی صدا ہو بلند
وہ جو رکھتی ہے جہل و کذب و دغا — زن نہیں تیرے واسطے ہے بلا
نہ رہے زن اگر ٹھکانے پر — طعن لوگوں کے مرد پر اکثر
رہے بےکفش گر ہے جوتی تنگ — رہ سفر میں اگر ہے گھر میں جنگ

۲۰ علی نقی نے کہا بھائی جان میں تو جیتے جی دوزخ میں ہوں میری گھر والی نہایت بدمزاج ہے ہر وقت تیوری چڑھی ہوئی بات بات پر تکرار کہیں سے حصہ آئے تو قفل میں بند اور جب کھانیکے لایق نہ رہے تو مہتر کے حوالے نوکروں سے ترشرو ہمسایوں سے بدخو۔ لڑکے کو ایسا لاڈ پر چڑھایا ہے کہ بیان نہیں کر سکتا مجھسے بھی گستاخیاں کرنے لگا۔ مگر منعم کیلئے محکمہ فوجداری کی تجویز اچھی نہیں معلوم ہوتی ؏

اعظم۔ کیوں بھائی اسمیں کیا قباحت ہے

علی نقی۔ بھائی فوجداری کا محکمہ کھائے تو بدنام نہ کھائے تو بدنام بے جھوٹ فریب کام ہی نہیں چلتا اگر تمنے اپنے لڑکے کو راستباز بنایا ہے تو وہاں سے نالایق ہو کر نکلیگا اسمیں ذرا بھی شک نہیں ؏

اعظم۔ وہ نہیں بھائی بیٹے تو آزمایش کیلئے یہ محکمہ تجویز کیا ہے تاکہ یہ معلوم کر لوں کہ محکمہ فوجداری کو بدنام کرنا درست ہے یا نہیں

۲۱ اعظم خاں قابل عطار کے کوچہ میں رہتے تھے یکایک انکی بیوی ہیضہ میں مرگئی دوسرے روز ماما نے ہیضہ کیا۔ اعظم خاں مکان بدلکے ڈوہونکی گلی میں آرہے اور اپنا مکان جو قابل عطار کے کوچہ میں تھا کرایہ کو دینا تجویز کیا چونکہ اسمیں ہیضہ سے متواتر دو موتیں ہو چکی تھیں کسی نے کرایہ پر لینا منظور نہ کیا آخر اسباب رکھنے کیلئے ایک اچار والے نے بہت ہی کم ماہوار پر لیا ؏

+ نوٹ مندرجہ بالا واقعہ غدر کے تیس چالیس برس پہلے کا ہے مگر ۱۸۹۲ء میں بماہ رمضان نیچوں بند او قابل عطار کے کوچہ رائے مان گلی اور ریوڑی کے کٹرہ میں ایسا ہیضہ پھیلا کہ سینکڑوں اہل اسلام مرگئے اور بعضے گھروں کو قفل لگ گئے قدرت ایزدی سے شہر دہلی میں انہیں خاص محلوں کے سوا اور جگہ بیماری نہ تھی۔ ڈاکٹر اور حکیموں نے خاص سبب دریافت کرنے کی کوشش کی مگر کچھ پتا نہ لگا ۵

تم سے نہ سوچا جائیگا ہرگز خدا کا بھید	مالک کا بھید خالق ہر دوسرا کا بھید
بھید و نکو اسکے پائے کہاں آدمی کی عقل	کیا جانے اسکے راز نہاں آدمی کی عقل
یہ خاصہ ہے صرف خدا ہی کی ذات کا	جو اصل بھید سمجھے ہے ایک ایک بات کا

۲۲ چند ماہ بعد منعم اور اُسکی بہن فاطمہ کی شادی ٹھیری ایک ہی خاندان میں بات چیت ہوئی یعنے فاطمہ کی نند منعم سے اور منعم کا سالا فاطمہ سے منسوب ہوا اب کسی بڑے مکان کی تلاش ہوئی قرب میں ایک جاگیردار رہتے تھے تجویز ہوئی اُنکا دیوانخانہ جو بہت عالیشان تھا مانگ لیا جائے اعظم خاں کی اُنسے ملاقات نہ تھی اسلئے اپنے پڑوسی جنگ باز خاں پنشن خوار رسالہ دار رسالہ سکندر صاحب سے ذکر کیا۔ اُنہوں نے جوابدیا کہ راجہ جلبسنگھہ رائے سے میری ملاقات ہے چلو میں لئے چلتا ہوں مکان کا بندوبست ہو جائیگا۔ وہ بڑے خلیق اور قابل ملاقات رئیس ہیں خاصکر مسلمانوں سے تو بہت ہی محبت سے ملتے ہیں سُنا ہے کہ خُفیہ طور پر مذہب اسلام قبول کرلیا ہے۔ چنانچہ وہ دونوں راجہ صاحب کے پاس آئے۔ راجہ صاحب بہت خُلق سے ملے اور اپنی بارہ دری دینی منظور کرکے یہ کہا میں اپنے ہی فراشوں سے فرش فانوس وغیرہ درست کرا دونگا آپ موم کی بتیاں بھیجدیجیگا اور بعدہٗ اعظم خاں سے کہا کہ یہ شادی نہایت مبارک ہے کہ جسکے سبب آپ کی خدمت میں نیاز حاصل ہوا پھر جنگ باز خاں کی طرف رُخ کرکے بولے کہ آپ خانصاحب کو کبھی گیارہویں یا بیسویں کی نیاز میں نہیں لائے یہ شکایت آپ پر ہے مگر اب نہ بھولنا اور اعظم خاں کیطرف متوجہ ہوکر کہا کہ خانصاحب میرے غریب خانہ پر گیارہویں و بیسویں کو پیران پیر اور حضرت علی کی نیاز ہوتی ہے سب احباب تشریف لاکر مرہون منت فرماتے ہیں چونکہ آپ پڑوس میں تشریف رکھتے ہیں اور ہمسائے ماں جائے کے برابر ہیں اسلئے توقع ہے کہ آپ ضرور رسالہ دار جی کے ہمراہ گیارہویں و بیسویں کو تشریف لایا کرینگے اعظم خاں نے عرض کیا کہ بندہ بسر و چشم حاضر ہوگا۔

۲۳ معین تاریخ پر شادیاں ہوگئیں اور باہم کسیطرح کی رنجش نہونے پائی کیونکہ دونو طرف والے بڑے لائق تھے دونوں جگہ بڑی دہوم سے محفلیں ہوئیں شہر کے سب ہی ساز شریک محفل ہوئے اعظم خاں کی محفل راجہ جلبسنگھہ رائے کی اور طرف ثانی کی محفل عالیہ بیگم کی بارہ دری واقع مور پل دروازہ میں منعقد ہوئی

۲۴ بعد فراغت اعظم خاں نے میر کراست علی کوتوال انبالہ کو لکھا کہ اب لڑکے کی ناحق تبدیلی نوجداری ہو جانی چاہئے۔ جواب آیا کہ بڑے دن کی چھٹیوں میں بندہ دہلی آئیگا تب جیسا ہو گا عرض کرونگا وہ خط منعم کو دکھلایا گیا اُسنے عرض کیا کہ میں ہر طرح حاضر ہوں ؎

۲۵ کراست علی حسب وعدہ تعطیل میں آئے اور ایک دوست کے ہاں فروکش ہوئے اعظم خاں سے ملاقات کی اور منعم کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے ماشاء اللہ خوبصورت اٹھارہ اُنیس برس کا سن سبزہ آغاز سلیقہ شعار خوش پوشاک خوش وضع اِسکے علاوہ اعظم خاں سے معلوم ہوا کہ فارسی عربی میں منتہی اور انگریزی میں اچھی طرح کام کرنیکے لایق۔ میر صاحب کے دل میں منعم کی جگہ ہو گئی اعظم خاں سے کہا کہ آپکا لڑکا جاتے ہی بھرتی ہو جائیگا چندے آپسے جُدائی تو ہو گی مگر بعد میں یہیں تبدیلی کرا دیجائیگی لڑکا صاحب علم ہے جلد ترقی پاکر تھانہ دار ہو جائیگا منعم یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور یہ کہا کر ابا جان اگر دہلی میں تھانہ دار ہو گیا تو میری بڑی حکومت ہو جائیگی سارا شہر سلام کریگا اور سب کام مجھسے نکلیگا ؎

۲۶ اعظم :- بیٹا جو حکومت پاکر تین باتیں نہیں کرتا وہ فرعون گنا جاتا ہی (۱) رحم (۲) انصاف (۳) راستی منعم :- آپکے لڑکے نے جو کچھ آپسے سُنا اور پڑھا ہے وہ سب یاد ہے اگر اللہ تعالیٰ مددگار رہا تو میرے سبب آپکو بدنامی یا ندامت نہو گی خاطر جمع رکھیں ؎

اعظم خاں :- بیٹا سفر کا ضروری اسباب علیحدہ کر کے ایک فہرست تیار کر لو اور سب پر نشانیاں ڈلوالو۔ چونکہ میں تمکو سپاہی بنانا چاہتا ہوں اِسلئے سفر میں تمہارے ساتھ کوئی ملازم نہیں جائیگا تُم کو اپنا کام خود کرنا پڑیگا ؎

منعم خاں :- مجھکو نوکر کی ضرورت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے نوکر ضعیف آدمیوں یا معصوم بچوں کیلئے تجویز کئے ہوں تو کئے ہوں مرد بچہ اپنا کام آپ نکرے تو بڑے شرم کی بات ہے امیر و نکے لڑکے نوکروں ہی کی بدولت کاہل اور مجہول مطلق بنجاتے ہیں کہ اپنے غسل کیلئے کنویں سے پانی نہ کھینچ

۵۱ نوکری ۔ ۵۲ اُترے ۔

سکیں اور کھینچیں تو ہاتھ چاویں کتابوں کا بستہ مدرسہ تک لیجا سکیں نوکر اور سواری بلا ضرورت ہو تو میرے خیال میں فضول ہے ان دونوں چیزوں سے انسان کاہل وجود ہو جاتا ہے ؎

۲۷ منعم بعد تعطیل میر کرامت علی کیساتھ انبالہ روانہ ہوا۔ عورتوں نے پہلے ہی آبدیدہ ہو کر امام ضامن کا روپیہ بازو پر باندھکر رخصت کردیا۔ فاطمہ بولی بھائی منعم آپ مجھسے بڑے ہیں میری مجال نہیں کہ آپکے سامنے نصیحتانہ کلمات زبان سے نکالوں مگر بطور یادداشت کچھہ عرض کرتی ہوں ؎

اوّل۔ تم جوانی کی دولت کو ساتھ لئے جاتے ہو ایسا نہو کہ اسکو قزاق لوٹ لیں اور تم لٹے کھسٹے آ کھسو۔ باغ لٹ گیا تو نفع نہ اٹھاؤ گے۔ اشعار

نوجوانی کا نشہ چڑھ رہتا ہے جب	سب اکارت جاتو تعلیم و ادب
ہاں مگر جو ہوتے ہیں دانش فشاں	ٹھیک رہتے ہیں وہی ہو کر جواں

دوسرے۔ اللہ تعالی کو حاضر ناظر سمجھکر کام کرنا ورنہ خطا پاؤ گے۔ اشعار

دیکھتا ہے وہ ظاہر و باطن	اُس سے پوشیدگی ہے ناممکن
بند رکھنے سے در کے فائدہ کیا	جاننے والا غیب کا ہے خدا

تیسرے۔ حق کو چھوڑ کر ناحق نہ کرنا ورنہ مورد عتاب ربانی ہوگے۔ نظم

مت اور کا تو حق جھپٹ مسکین کو تو مت ڈپٹ	دلمیں نہ رکھ تو کچھ کپٹ اِس سے خدا بیزار ہے
انصاف کو تو چھوڑ مت مُنہ راستی سے موڑ مت	اور دل کسی کا توڑ مت یہی تو بُوجا سار ہے
صحبت بری سے بھاگ تو غصہ میں مت ہو آگ تو	چغلی کی سُن مت بات تو شیطان کا یہ کار ہے
ہر اک سے میٹھا بولیو بیہودہ لب مت کھولیو	تولے تو پورا تولیو۔ زیادہ کمی مردار ہے
جو چاہے اپنی بہتری بد کام سے دہنا بری	گر جور ہو یا ہو پری اِس کام پر دُھتکار ہے

اِتنے میں گاڑی آئی اعظم خاں نے کہا بیٹا لو چلو ڈاک گھر تک پہونچا آؤں فاطمہ بولی بھائی جان

جسطرح تم پیٹھ دکھلاتے ہوئے جاتے ہو اللہ کرے اسیطرح چہرہ دکھلاکر سرخرو ہو۔ تو تمہاری بہن آداب عرض کرتی ہے بھائی جان تمکو اللہ کے سپرد کیا پہونچتے ہی خیریت کا خط بھیجنا جبتک تمہارا خط نہیں آئیگا ہم سب بیچین رہینگے گاڑی میں بٹھکر ڈاک گھر پہونچے اُس زمانہ میں صرف چھ پیہ یا بیج گاڑی چلتی تھی نوکر نے منعم خاں کا اسباب بیج گاڑی میں رکھا اور جب چلنے کا وقت آیا منعم باپکے پانو پر گر پڑا اور یہ عرض کیا کہ لیجیئے ابّا جان اب میں رخصت ہوتا ہوں آپسے جُدا ہونیکا یہ پہلا موقع ہے دعائے خیر سے یاد فرمایئے گا انشاءاللہ اپنی خیریت سے اطلاع کرتا رہونگا اُدھر منعم نے انبالہ کا رستہ لیا ادھر اعظم خاں اور نوکر گھر چلے آئے "

۲۸ فاطمہ نے جو نہایت عقلمند تربیت یافتہ اور لکھی پڑھی تھی سُسرال پہونچتے ہی گھر کا ایسا بندوبست کیا کہ ساس سُسر دنگ رہ گئے نوکر رعب میں آگئے اوّل اُسنے شیریں کلامی اختیار کی چھوٹونکو دلاسا دیتی اور بڑوں کی تعظیم اور رضاجوئی کرتی اس سے گھر کے لوگ مسخر ہوگئے پھر رفتہ رفتہ حسب لحاظ مراتب گھر کی ہر چیز ایسے قرینے سے رکھوائی کہ آراستگی کے خیال سے مکان کسی جنٹلمین سوداگر کی کوٹھی معلوم ہونے لگا حساب خانہ داری لکھنا شروع کیا۔ جو چیز ضروری دیکھی منگائی ورنہ کہدیا اِسکی ابھی ضرورت نہیں گھر والوں کو اِس سُگھڑ بہو کے دم سے بہشت کا مزہ آنے لگا۔ فاطمہ اور اُسکے میاں میں اعلےٰ درجہ کی محبت ہوگئی "

۲۹ منعم کی بیوی زیب النسا ماں باپ کی لاڈلی امیر کی بیٹی اور تو کیا سیکھتی اچھی طرح نماز پڑھنی بھی نہیں جانتی تھی سُسرال میں آکر خود مختار ہوگئی ساس تو تھی ہی نہیں سب کام نوکروں پر چھوڑ دیا چولہے پر دُودھ چڑھا اُبل رہا ہے تو کوئی خبر نہیں لیتا کھانیکی چیزیں چوہے یا کوّے لیئے جارہے ہیں تو کوئی نہیں دیکھتا ماما سے بات بات میں جھک جھک آج روٹی کچی ہے آج نمک زیادہ ہے اُوپر کے کام کرنے والی چھوکری زیب النسا کے کام سے چھٹی ہی نہیں پاتی تھی اسلیئے نہ مکان میں جھاڑو نہ برتنوں میں

ا۔ حیران ۲۔ دہشت ۳۔ خوش ۴۔ ...
...

صفائی زیب النسا نے پلنگ سے اُترنا سیکھا ہی تھا نہ کسی نوکر پر رعب ملازم پر دہشت بی صاحبہ مریضوں کی طرح ہر دم پلنگ پر سوار یا تھوڑی دیر کو سنگار دان کے آگے کرسی پر موجود شب برات کو فاطمہ اپنے میکے آئیں اور گھر کی حالت و بگاڑ بھابی کی خوب خبر لی مگر ہوتا ہی کیا ہے فاطمہ کے چلے جانیکے بعد گھر کا پھر وہی نقشہ ہو گیا جو پہلے تھا اعظم خاں بیوی کے مر جانیسے زنانہ میں نہیں جاتے اسلیئے خانہ داری کے جھگڑوں سے الگ ہو کر دیوانخانہ میں رہنے لگے گھر میں سے جس چیز کی مانگ آئی بازار سے منگوا دی کھانا جب آگیا مردانہ میں کھالیا آپکو کچھہ بھی نہیں معلوم کہ گھر کا کیا حال ہے!!

۴۰ انبالہ سے خط آیا کہ میں بھرتی ہو گیا ہوں چار ماہ قواعد سیکھو نگا پھر کو توالی میں تین مہینے قانون سیکھنا پڑیگا بعد اِسکے مجھکو انبالہ میں کام ملیگا چنانچہ سات مہینے کے بعد منعم انبالہ کی کوتوالی میں مقرر ہو کر محرری کا کام کرنے لگے قریب ایک سال انبالہ میں رہے فوجداری کی کارروائیاں دیکھکر یہ خیال ہو گیا کہ اِس محکمہ سے علیحدہ ہو جاؤں تو عزت اور جان کی خیر ہو منعم نے کوتوالی کے برتاؤوں کو اپنی طبیعت کے موافق نہ پایا انبالہ میں ایک جگہ چوری ہوئی برق اندازوں نے موقع پر پہونچکر چند اشخاص کو گرفتار کر لیا اور جسپر شبہ تھا اُسے خوب مارا آخر داروغہ جی نے کہا کہ جبتک اس حرامزادہ کو اچھی طرح نہ مارو گے اقرار نہ کریگا غرض خوب زد و کوب ہوئی مگر اُسنے اقرار نہ کیا اور جب بیہوش ہو گیا ہسپتال بھیجا گیا۔ اتفاقاً مال مسروقہ تلاشی میں ایک اور شخص کے پاس سے برآمد ہوا اور اُس بیچارے کو جو ہسپتال میں زیر علاج تھا حکم دیا گیا کہ بعد صحت رہا ہو منعم نے باپ کو لکھا کہ اگر حکم ہو تو استعفا دے آؤں یہاں تو روزمرہ ایسے ہی ناگفتہ واقعات پیش ہوا کرتے ہیں ایسا نہو کہیں پھنس جاؤں۔ باپ نے لکھا فوراً استعفا دیکر چلے آؤ چنانچہ منعم ایک برس اور نو ماہ بعد بخیریت تمام انبالہ سے دہلی آگئے ؏

۴۱ اِس عرصہ میں اعظم خاں راجہ جیسنگھہ رائے جی کے ہاں گمہار ہوں؟ اور مبیوں میں برابر شامل

ہوتے رہے چونکہ اعظم خاں صاحب علم آدمی تھا رئیس سے رابطہ اتحاد بڑھ گیا اتفاقاً گورنر بمبئی کا حکم رئیس کے نام آیا کہ آپ پانسو سوار نوکر رکھہ کر فوراً روانہ کردیں خود اسپہ سوار کو چالیس اور بارگیر کو پندرہ روپے ماہوار ملینگے اپنے چھوٹے بھائی کو رسالہ دار بنا کر بھیجدو اُنہیں پانسو روپے ماہوار دیے جائینگے ۔

۴۲ رئیس نے بسر کردگی برادر خود سی کس چند تیں سو سوار اور اسیعدر گھوڑے اور گھوڑیاں بہم پہونچائیں اسمیں اعظم خاں نے منعم کو بھرتی کراکے دفعدار کا عہدہ دلوا دیا کوئی چھہ ماہ کے بعد خبر آئی کہ رسالہ بخیر عافیت پونا پہونچا اب وہاں سے گھوڑندی کی چھاونی جائیگا ۔

۴۳ ڈیڑھ برس کے بعد یہ تجویز ہوئی کہ رئیس کے بھائی کی بیوی کو چھاؤنی گھوڑندی بھیجدیا جاوے اعظم خاں نے اِس موقع کو ہاتھ سے دینا مناسب نہ جانا قلعہ سے رخصت حاصل کی اور زیب النسا کو ساتھ لیکر دکھن چلدیے اور خیریت سے پہونچ گئے ۔

۴۴ پہلے ہی سال منعم خاں کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی کوئی دس برس کی ہونے پائی تھی کہ زیب النسا نے سوتے میں ایسی کروٹ لی کہ بچی دبکے مرگئی اور ماں سوتی رہی گو زیب النسا کاہل وجود اور بے عقل تھی مگر اُسمیں جھوٹ بولنے کی عادت مطلق نہ تھی منعم خاں نے جب بچی کے مرجانے کا حال پوچھا تو افسوس کیساتھ صاف صاف کہدیا کہ میں کمبخت سوگئی تھی ۔ کروٹ میں بچی دب کر مرگئی اِسکا خون میری گردن پر ہے اس سچ کے سبب منعم خاں کو ذرا غصہ نہ آیا اور اُسنے اس راز کو چھپالیا اور بولا کہ تمہارے سچ بولنے سے میں نہایت خوش ہوا اور اگر ان رباعیوں کی پابند رہیں تو اس غفلت سے جو عذاب ہوا ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمادے رباعی

سچ بولنے کا جس کا طریقہ ہو مدام
سب خلق انکو صدق کے خادم ہیں ضرور

ہوتا ہی نہیں اس سے بُرا کوئی کام
جس میں یہ فضیلت وہ سعادت انجام

رباعی

کذّاب پہ لعنت ہے خدا کی ہر دم — تکلیف وہ خلق پہ ظالم پیہم
عزت کبھی اور جان کبھی کھووے جھوٹ — اور قہر خدا یہ کہ ہو ایمان بھی گم

۳۵ کئی برس کے بعد ڈوٹ فل صاحب جو نہایت شکی آدمی تھے پے ماسٹر ہو کر آئے اُنہوں نے ترپ کی تنخواہ خزانہ سے منگائی اور چھپکے سے امتحاناً سو روپے زیادہ کر کے ایک سوار کے ہاتھ تھیلی منعم خاں کے پاس بھجوا دی منعم خاں نے روپے گنے تو سو زیادہ نکلے سوار سے پوچھا کہ سو روپے زیادہ کیوں ہیں اُسنے کہا کہ میں نے تو خزانہ سے روپے لا کر تھیلی صاحب کی میز پر رکھدی تھی شاید یہ صاحب کا عطیہّ ہو۔ یا خزانہ والوں نے بھول سے زیادہ دیدئے ہوں۔ دفعدار صاحب یہ تو آپکا حق ہے خوب کھائیے اُڑائیے ہاں پچیس روپے بندہ کو عنایت ہوں منعم خاں نے کہا پاگل ہے میں تیرے کہنے سے اپنا ایمان ہرگز نہیں کھونیکا یہ روپے تو صاحب بہادر ہی کے پاس جائینگے۔ غرض منعم خاں نے خود جا کر صاحب سے رپورٹ کی کہ حضور میرے روپیوں میں سو روپے زائد ہیں اُنکے متعلق کیا حکم ہے اسپر صاحب ہنس پڑے اور یہ کہا کہ روپے تمہاری دیانت کے امتحان کیلئے ملا دیئے تھے میز پر رکھہ جاؤ۔ میم صاحب برابر کرسی پر بیٹھی تھیں بولیں نہیں نہیں یہ روپے تمہاری دیانت کا انعام ہے اسپر منعم خاں نے دونوں کو سلام کیا اور روپے لیکر رخصت ہو گئے ۵

کام میں عقل کو جو لاتے ہیں — کب کسی کا فریب کھاتے ہیں

۳۶ منعم خاں بارہ برس نوکری کر کے رسالداری کے درجہ پر پہونچ گئے جابجا مہمات میں بہادری دکھلائی کہیں زخمی تک نہیں ہوئے خوب نام پیدا کیا ۵

۳۷ اِس عرصہ میں منعم خاں کے کئی بچے ہوئے مگر ایک بھی نہیں بچا سب کے سب گھر والی

کی بیوقوفی سے تلف ہوگئے اسکی تشریح حسب ذیل ہے۔
پہلا بچّہ تو کروٹ میں دبکر مرہی چکا تھا۔
دوسرے کو سُلانے کیلئے افیون دیا کرتی تھی بھولکر دوبارہ دیدی بچّہ فوراً مرگیا"
تیسرے کو بُخار آیا حکیم کا علاج نہ کیا صرف جھاڑ اپھونکی پر رکھا منعم خاں نے کچھہ کہا تو جھڑک دیا کہ سیتلا کے دن ہیں اِسمیں دواکون کیا کرتا ہے جھاڑ اپھونکی ہی سے اچھا ہو جائیگا آخر بخار نے اتنا طول پکڑا کہ سرسام ہو کر بچّہ تلف ہو گیا۔
چوتھا بچّہ ڈیڑہ برس کا ہو گیا تھا کسی نے کہا کہ بچّہ کو کھچڑی میں گھی کھلانیسے طاقت آتی ہے ماں نے اِس کثرت سے گھی کھلانا شروع کیا کہ بچّہ کو جگر کی بیماری ہو گئی اور آخر کار مرگیا"
پانچویں بچّہ کو ذراسی کھانسی تھی ایک فقیر نے کچھہ دوادی ماں نے بغیر پوچھے گچھے کھلادی بچّہ پانی پیتا پیتا چل بسا"
چھٹا بچّہ پانچ برس کا تھا باوجودیکہ منعم خاں کا حکم تھا کہ بچّہ کو گہنا ہرگز نہ پہنایا جائے مگر وہ کب مانتی تھی ہر وقت گہنے میں لادے رکھتی تھی ایکدن کسی بدمعاش نے موقع پاکر بچّہ کو کنویں میں ڈالدیا اور زیور کے کوڑے کئے کئی روز بعد کنویں سے لاش نکلی اس بچّہ کے مرجانیسے اعظم خاں اور منعم خاں دونوں کو نہایت غم ہوا اور دل برداشتہ ہوکر یہ چاہنے لگے کہ کوئی صورت ایسی نکلے جس سے ہم گھورندی سے نکل جائیں اللہ تعالےٰ نے ایک صورت پیدا کردی جو ذیل میں تحریر کی جاتی ہے"
۳۸ راجہ کولاپور سرکش ہوا سرکوبی کیلئے سرکاری فوج بھیجی گئی اس موقع پر پونا ماکس مالکم صاحب گورنر بمبئی کا بوڈی گارد تھا کشن چند رسالہ دار اور منعم خاں رسالدار کو رسالہ کے ساتھ جانا پڑا۔ مالکم صاحب اُس زمانہ میں جبکہ جسونت راؤ ہلکر سے صلح ہوئی تھی

اور بخشی بھوانی شنکر والد کشن چند کو سرکار نے اپنی پناہ میں لے لیا تھا لارڈ لیک صاحب کے سکر ٹر تھے مالکم صاحب کو کشن چند کی بہادری پر بہت بڑا بھروسہ تھا اور یہ بھی جانتے تھے کہ بخشی بھوانی شنکر پانسو سوار لیکر بھرتپور میں سرکار کی جانب سے لڑے اور زخمی ہوئے تھے۔

۳۹ ایکدن اُس قلعہ پر کہ جسمیں سرکش راجہ پناہ گزیں تھا یورش کا حکم ہوا لارڈ مالکم صاحب مع کشن چند رسالہ دار و منعم خاں رسائی دار و دیگر مصاحبین پیچھے کھڑے لڑائی کا مشاہدہ کر رہے تھے لاٹھ صاحب نے دوربین سے دیکھا کہ ایک جانب سے چار سوار بھالا سنبھالے اِسطرف آرہے ہیں حکم ہوا کہ جب زد میں آجائیں گولی ماردینی چاہئے خدا کی قدرت سینکڑوں گولیاں چلیں مگر نشانے پر ایک بھی نہ لگی اور جب وہ بہت قریب آگئے تب کشن چند رسالہ دار نے صف سے آگے بڑھکر طمنچہ کا فیر کیا جس سے ایک سوار گرا۔ پھر منعم خاں نے صف سے نکلکر ایک سوار کو بھالے سے ہلاک کیا تیسرے سوار کا گھوڑا ٹھوکر کھاکر گرا صوبہ دار رن مست خاں نے گھوڑے اور سوار دونوں کو دو سپاہیونکی مدد سے زندہ گرفتار کرلیا چوتھا سوار ایک مصاحب کی تلوار سے ذبح ہوا۔

۴۰ اُسوقت لاٹھ صاحب نے رسالہ دار کشن چند رسائی دار منعم خاں صوبہ دار رن مست خاں اور رام نواس تواری اور راش بہاری پانڈے سپاہیوں کو بلاکر سب کے ہاتھوں میں سونے کے کڑے ڈلوادئے اور بہت تعریف کی کہ تم لوگ حقیقت میں بڑے بہادر ہو مانگو سرکار سے کیا مانگتے ہو۔ کشن چند اور منعم خاں نے کہا کہ ہم اِسوقت جو کچھہ تنخواہ پارہے ہیں یہی بطور پنشن عنایت ہو اور گھر جانے کی اجازت ملجائے۔ صوبہ دار رن مست خاں نے عرض کیا فدوی کو ایک گانو اودہ کی عملداری کے نزدیک دوامی طور پر بخشدیا جائے اور ان سپاہیوں کو علاوہ تمغہ بہادری کے ترقی دیجاوے لاٹھ صاحب نے اُن سب کے منشا کے مطابق کردیا اب کشن چند

اور منعم خاں خوشی خوشی روانہ دہلی ہوئے اور تین مہینے میں گھر پہونچے۔

۴۱ دہلی پہونچے تو بارہ وفات کا میلہ تھا اعظم خاں کو نبی کریم جانتے اور راتوں کو جاگنے سے بخار آگیا نوے برس سے اونچے تھے چار پانچ روز میں جاں بحق تسلیم ہوئے اعظم خاں مرے تو اپنی موت سے مگر مقتول پوتے کا رنج بھی حد سے زیادہ تھا اُسکے مرنیکے بعد بڑے میاں کو کسینے ہنستے نہیں دیکھا گھنٹوں روتے اور رات کو سوتے سوتے اکثر بڑبڑا اُٹھتے اور یہ کہا کرتے تھے ارے میرے لعل کو مار ڈالا ارے تجھکو رحم نہ آیا ارے خدا کو بھول گیا منعم خاں اکثر اپنے باپ کو سمجھایا کرتا تھا کہ ابّا جان دنیا کا کارخانہ یہی ہے جو جیسا لکھوا لایا ہے ویسا ہی پیش آتا ہے آپ ناحق اُسکے واسطے رنجیدہ رہتے ہیں مگر بڑے میاں کی دُھن کسیطرح کم نہوئی جب دیکھا آبدیدہ پایا آخر بارہ وفات کے موقع پر وفات پائی منعم کو از حد غم ہوا مگر صبر کیا اور چند روز کے بعد دل میں کہا کہ اجمیر شریف ہو آؤں اور اگر بن پڑے تو کوئی ایسی عورت لے آؤں جو گھر کو سنبھالے اور بچہ ہونیکے بعد اُسکی نگرانی رکھے۔ بورو کی بدانتظامی اور بدسلیقگی سے دل تنگ ہو کر یہ چاہتا تھا کہ اب بچہ پیدا ہو تو اُسکی سنبھال اچھی طرح ہو گھروالی پر نہ چھوڑا جائے چنانچہ منعم خاں خواجہ صاحب کے عرس کے موقع پر اجمیر چلدیئے اور سلطان مرزا اپنے بہنوئی سے کہہ گئے کہ میری واپسی تک آپ غریبخانہ پر تشریف رکھیں۔

۴۲ اجمیر پہونچکر عجیب تماشا دیکھا کہ جس بھٹیاری کے ہاں اُترے اُس کی گود میں تین برس کا لڑکا اور اُسکی دیورانی کے ہاں پانچ برس کا لڑکا اور سات برس کی لڑکی ہے منعم خاں کو معلوم ہوا کہ یہ بھٹیاری آفت رسیدہ ہے کئی بچے مع خاوند بمبئی میں وبا کی نذر کرکے بیٹھی ہے سوچا کہ اِس سے دریافت کروں کہ وہ خبریں کہانتک درست ہیں۔

۴۳ اُس سرائے کا دستور تھا کہ بھٹیاری مسافروں سے پوچھا کرتی تھی کہ میاں کیا کھاؤ گے۔ چنانچہ حسب قاعدہ صبح کیوقت جب منعم خاں سے دریافت کرنے آئی تو اُسنے کہا میں تمسے کچھہ

بمبئی کا حال دریافت کرنا چاہتا ہوں یہ سُنکر بھٹیاری رو پڑی اور پھر کہا اچھا میاں کل دوپہر کے وقت سناجاؤنگی مگر سُنکر کیا کروگے تُم کو بھی رنج ہوگا اب یہ میرا گود ہی کا سلامت رہے اور لکھے پڑھے تو غنیمت ہے۔

پھر دوسرے روز اُسنے اپنا تمام حال کہہ سُنایا۔ میاں میں اجمیر میں بہت خوشی کیساتھ رہتی تھی لالچ دامنگیر ہوا سُنا کہ بمبئی میں روزگار اچھا ہے خاوند سے یہاں کا دھندا چھڑوا کر دونوں لڑکوں سمیت بمبئی چلی گئی وہاں دو برس تک اچھی طرح رہی کھاپی کر چار پانسو روپے بچالیے۔ اب بخار کی بیماری میں پہلے میرا بڑا لڑکا گیارہ برس کا مبتلا ہوا اسکا علاج جسنے جو کہا اُتارا اور جھٹی بوٹی سے کرتی رہی آخر وہ مرگیا پھر دوسرا بیمار پڑا اُسوقت ہم سب کو ہسپتال جانا پڑا۔ وہاں جاکر میرا خاوند بھی بیمار ہوگیا اور دونوں ایک ہی روز مرگئے میں حاملہ تھی ہسپتال سے واپس آنے پر دیکھا چوروں نے گھر میں جھاڑو کی سینک نہ چھوڑی تب میںنے اپنے دیور کو خط بھیجا یہ غریب فوراً پہونچا اور مجھکو وہاں سے لے آیا یہ والدہ سے سوا میری خاطرداری کرتا ہے اُسکی جورو کی کیا تعریف کروں فرشتہ ہے میاں تُمنے بھی سُنا ہوگا کہ بھٹیاریاں بڑی لڑاکا ہوتی ہیں مگر میںنے اُسکو کسی سے لڑتے نہیں دیکھا یہ دونوں فرشتہ خصلت ہیں پہلے مجھکو کھلا دیتے ہیں پھر آپ کھاتے ہیں میری صلاح بغیر کوئی کام نہیں ہوتا اگر ایسا دیور نہ ملتا تو میں رو رو کے مرجاتی مگر باوجود اتنے آرام کے مجھکو اپنی زندگی وبال معلوم ہوتی ہے خیال ہے تو فتو کا ہے (گود کے لڑکے کا نام) کہ یہ پرورش پاجائے اور لکھ پڑھ کے نوکری کرنے لگے۔ شبراتن (بھٹیاری کا نام) روتی جاتی تھی اور یہ اشعار پڑھتی جاتی تھی اس سے معلوم ہوا کہ شبراتن نوخواندہ تربیت یافتہ فرشتہ طینت اور نیک عورت ہے منعم نے دلمیں سوچا کہ اگر یہ عورت میری ملازمت اختیار کرلے تو گھر لیجاکر بچہ ہونے پر اُسکی پرورش [illegible] اسے کراؤں

ماالک خاوند اور بندوں کے	اے خاوند خداوندوں کے
رانڈ مگر کیجو نہ کسی کو	کیجو جو کچھ تیری خوشی ہو
گہنا پاتا ٹوم اور چھلا	چاندی سونا نقدی غلا
خاک ہے سب عورت کی نظر میں	سائیں بن جو چیز ہے گھر میں

۴۵ منعم خاں کو رونا آگیا کہا کہ بی شبراتن کل تم میری کہانی سُننا۔ایک تجویز پیش کرونگا اگر تمنے منظور کی تو تمہارے لڑکے کی تعلیم اچھی طرح ہو جائیگی اُسنے ٹھنڈا سانس بھر کے کہا۔اچھا میاں کل بندی حاضر ہوگی لیکن میں تم سے نکاح پر ہوالوں یہ تو بندی کبھی منظور کرنیکی نہیں اب میں نہیں سمجھتی کہ تم اور کیا تجویز پیش کروگے۔اسپر منعم خاں نے کہا توبہ توبہ تم میری بہن کے برابر ہو خیر کل جب تم آؤگی سُن لینا۔

۴۶ حسب وعدہ شبراتن حاضر ہوئی اور منعم خاں کے سامنے زمین پر بیٹھ گئی منعم خاں بولا بی شبراتن میں اپنی کہانی شروع کرتا ہوں اُسنے کہا بسم اللہ۔

۴۷ منعم خاں بی شبراتن میرے لئے ہمہ نعمت موجود ہے قریب ایک سو روپئے کے سرکار سے پنشن ملتی ہے اور کچھہ بزرگوں کے سبب قاعدہ اور جائداد سے ملجاتا ہے بہت مزے میں گزرتی ہے رنج اور تکلیف ہے تو یہ ہے کہ میری جورو بدمزاج بیوقوف ضدن بدانتظام اور لڑاکا ہے اُنہیں اگر وصف ہے تو یہ کہ جھوٹ نہیں بولتی۔جتنے بچے پیدا ہوئے سب میری گھروالی کی بیوقوفی سے مرے اب میں ایسا چاہتا ہوں کہ کسی نیک صحبت کے اثر سے میری گھروالی کی طبیعت راستی پر آجائے اور جو بچہ پیدا ہو زندہ رہے اور روکن میں گھر کا انتظام درست ہو اس کام کیواسطے تمسے التجا کرتا ہوں کہ تم میری ملازمت اختیار کرلو کھانے کپڑے کے علاوہ پانچ روپے ماہوار ملینگے میں نے اپنی گھروالی سے ذکر کیا تھا وہ بھی چاہتی

ہے کہ ایسا ہو جائے تو خوب ہو اب تم اپنی دیورانی اور دیور سے صلاح کر لو اور میں مکرر استمزاج کروں۔ تمہارے شیر خوار بچہ کی پرورش اور تعلیم اچھی طرح ہو گی۔

۴۸ شبراتن نے دیور سے کہا اُسنے یہ جوابدیا کہ بھابی اب تو ہمیں چھوڑ کر کہاں جائیگی بمبئی سے بہت تھیلی بھر لائی ہو گی جواب دہلی سے بھر لائیگی ہم کیا تھوڑے کماؤ ہیں پھر تجھے نوکری کی کیا ضرورت ہے اس سے شبراتن کا ارادہ پست ہو گیا اوّل اوّل اُسکا دیور کسی طور راضی نہوا آخر بہت قیل و قال کے بعد یہ ٹھیری کہ شبراتن نوکر ہو کر دہلی چلی جائے مگر عرس پر ضرور اجمیر آ کر یہاں بچّوں سے ملجایا کرے اور اپنے بیٹے فتّو کو دکھا جایا کرے جب منعم خاں کو معلوم ہو گیا کہ شبراتن چل سکتی ہے تو گھر والی کو لکھا اُسنے جوابدیا کہ اُسکو ضرور ہمراہ لے آؤ غرض میلہ کے بعد فتّو اور شبراتن روانہ ہونے لگے منعم خاں دو دو روپے بچّونکو پانچ روپے اور لٹھہ کا ایک تھان دیورانی کو دس روپے ایک مندیل اور ایک کلا بتونی سیلہ اُسکے دیور کو دیکر رخصت ہوئے دیورانی نے دو تین سیر مٹھائی کچھہ سالن اور پراٹھے ایک قفلی میں رکھکر باندھ دیئے اور چلتی دفعہ تمام گھر والے اسطرح بلک بلک کر روئے کہ دیکھنے والونکو رونا آ گیا۔ لوگ کہنے لگے کہ شبراتن نے پتھر کا کلیجہ کر لیا ہے کہ ان بچّوں کو اس حال میں چھوڑے جاتی ہے مگر وہ منعم سے قول ہار چکی تھی اسلیئے ایفاء کو فرضِ عین خیال کر کے منعم خاں کے ساتھ اجمیر سے دہلی آ گئی۔

۴۹ زیب النسا نے شبراتن کی بہت خاطر کی اور جب یہ سنا کہ شبراتن فارسی پڑہی ہوئی ہے تو دلمیں ہل گئی کیونکہ زیب النسا خود ناخواندہ تھی آخر شبراتن کے رعب میں آ کر گھر کی کنجیاں اُسکے آگے ڈالدیں اور یہ کہا لو بوا گھر جانے اور تم جانو شکر ہے آج سے وہں بکھیڑے سے بچی مجھے ایسا خیال ہے کہ گھر کی بہت سی چیزیں بگڑ گئی ہونگی تم میاں کے سامنے موجودات لیلو تاکہ آئندہ کسیطرح کا الزام عائد نہو

لٹھہ در پارچہ ۱۲

۵۰ دوسرے روز شبراتن نے موجودات لی تو سارے گھر کو نہایت ابتر پایا۔ اناج وغیرہ کے برتن کھلے ہوئے ملے کسی مٹکے میں چیونٹے دیکھے اور کسی میں چوہوں کی مینگنیاں کپڑوں کے صندوق بے ترتیب پائے کسی کو کیڑا کھا گیا اور بہت سے چوہوں نے کترڈالے شبراتن نے زیب النسا سے پوچھا بیٹی اس گھر کا کوئی سردہرا بھی تھا کہ سینکڑوں روپے کا نقصان ہوتا رہا اور کسی نے خبر نہ لی یا تم کہیں پردیس چلی گئی تھیں آخر نقصان تو تمہارا ہی تھا نوکروں کا کیا آج آئے کل چلے گئے۔ زیب النسا نے کہا ہوا میرا ہی قصور ہے پہلے والدین نے لاڈ میں رکھا پھر یہاں آکر سر پر ساس ملی خود مختاری میں سب باتیں خراب ہوگئیں اب تم آئی ہو سب کام تمہاری بدولت درست ہو جائینگے میاں کی قسمت اچھی تھی جو تم مل گئیں وہ بھی تمہاری بہت تعریف کرتے اور یہ کہتے تھے کہ صرف ایفائے وعدہ کے خیال سے بچوں کو روتا چھوڑ کر دہلی چلی آئی ہیں ورنہ انکو نوکری کی کچھ ضرورت نہیں۔ سنو بی تم اس گھر کو اپنا گھر سمجھکر رہنا اور جس بات کی تکلیف ہو بلا تکلف مجھسے کہدینا موجودہ ملازمان کو شاید تمہارا آنا شاق گزرے کچھ بے ادبی سے پیش آئیں مگر کچھ خیال نکرنا شبراتن بولی نہیں بیٹی مجھسے کوئی ناراض نہوگا میں تو اس مثل کے مطابق چلتی ہوں زبان شیریں ملک گیری زبان ٹیڑھی ملک بانکا

۵۱ شبراتن نے گھر کے تمام برتنوں پر نام کندہ کرادیئے اور گودام میں رکھنے کے لایق چیزوں کو قفل میں بند کرکے جدا جدا پیٹیوں میں رکھوادیا۔ کپڑوں کو علیحدہ علیحدہ الماریوں میں رکھکر درزوں پر نام چپیاں کئے اور یہ قاعدہ رکھا کہ مہینے میں ایک بار کپڑوں کی الٹ پلٹ ہوا کرے اور دیگر اسباب جو روزمرہ کے استعمال کے تھے اُن سب کی موجودات ماہواری لیجائے کہ کونسی چیز غایب ہے زیور کی فہرست تیار کرکے ایک نقل میاں کے پاس بھیجدی اور خانہ داری کے خرچ میں بہت کفایت سے کام لیا۔

۵۲ اسمیں ایک سال اور کئی مہینے ہنسی خوشی سے گزر گئے اب بچہ ہونیکا وقت آیا شبراتن نے زچہ خانہ کے سامان کی ایک فہرست منعم خاں کو دی کہ فوراً منگا دیجائیں تاکہ عین وقت پر بابتی نہ رہجاوئں زچہ خانہ کی کوٹھری میں ایک مہینے پہلے سفیدی کراوی اور اب جھاڑو دے ولاکر زچہ خانہ کی تمام ضروری چیزیں اس کوٹھری میں لا رکہیں دو روز بعد درد زہ شروع ہوا اور ٹھیک نو بجے صبح کے بچہ پیدا ہو گیا شبراتن نے پہلے ہی دو دائیاں بلا رکھی تھیں ایک سے کہا بقدر ڈیڑہ انگشت چھوڑ کر بچہ کی نال کاٹ جب نال کٹ چکی تو لڑکے کو نہلایا گھٹی پلوائی تھوڑی دیر کے بعد شہد چٹوایا دوسری کو حکم دیا کہ پٹی باندہکر زچہ کو لٹا دے پھر پھوائی پلوائی بعدہ ستورہ کھلوایا مسجد کے ملا کو بلوا کر بچے کے کان میں اذان دلوائی اور ساتویں دن بچے کا نام محمد اصغر خاں رکھا۔

۵۳ شبراتن نے سوچا کہ اگر فتو نے امیر کے لڑکے کیساتھ پرورش پائی تو نازپروردہ ہو جائیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ اسے کسی اور شہر کے سکول میں تعلیم دیجائے منعم خاں سے کہا کہ میرے بچہ کو کسی اور شہر کے اسکول میں بھیجدو اگر یہاں رہا تو مجھکو نوزاد کی خدمت نہیں کرنے دیگا منعم خاں نے اسکو ایک قریب رشتہ دار کے پاس آگرہ روانہ کر دیا اسوقت فتو قریب پانچ سال کے تھا فتو کو منعم خاں کی گھر والی بہت پیار سے رکھتی تھی اور فتو اسے اپنی ماں سمجھتا تھا شبراتن کو اور روئی طرح بڑی بی کہتا تھا جب آگرہ چلنے لگا تو زیب النسا کو رونا آگیا اور یہ کہنے لگی کہ آگرہ کیوں بھیجتے ہو کیا یہاں اسکی تربیت میں کچھ نقص آئیگا مگر اسکی ایک نہ چلی چنانچہ زچہ خانہ میں فتو کو زیب النسا سے ملا کر رخصت کر دیا اصغر گھر میں پلتا رہا اور فتو آگرہ میں پڑھتا رہا منعم خاں نے کہا کہ فتو اب محمد فتح خاں کے نام سے پکارا جائے کیونکہ مدرسہ

پھوٹ گھی کھانڈ روا کہانے گوند زیرہ سونف سونٹھ اجوائن بادام آبجوش عناب گھٹی اسپند کر وژہ۔

میں اُسکا نام یہی لکھوایا گیا ہے۔ اصغر خاں قدرتی غبی نکلا اور فتح خاں ذاتی ذہین۔
۵۴ تعطیلوں میں فتح خاں آگرہ سے دہلی ہو جایا کرتا تھا چونکہ ذہین لڑکا تھا اٹھارہ برس کی عمر میں اِستعداد علم حاصل کر لیا کہ جواب ایم اے کی ڈگری والے کو آتا ہے اب منعم خاں کا یہ ارادہ ہوا کہ فتح خاں کو صاحب لوگوں سے ملا کر عدالت میں نوکر کرا دوں۔
۵۵ ماہ رمضان شروع ہونے سے دو چار دن پہلے یکایک شبراتن نے جسکی عمر ساٹھ سے کچھ اوپر تھی مگر قویٰ، دانت آنکھ سب درست تھے البتہ ذرا سماعت میں فرق آگیا تھا ایک خواب دیکھا کہ ایک سفید ریش سفید پوش بزرگ عصا لئے آرہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اس رمضان میں تمہارا کوچ ہوگا۔ صبح کو منعم خاں سے کہا کہ مینے یہ خواب دیکھا ہے تم فتو کو بلا دو منعم خاں نے جواب دیا کہ اسکی تعلیم اول کلاس کی ختم ہونے میں صرف پانچ ماہ کی کسر ہے شبراتن نے کہا نہیں تم رمضان بھر کی چھٹی دلوا کر بلا لو اگر میں جیتی رہی تو بعد عید چلا جائیگا منعم خاں نے خط بھیجا کہ تمہاری والدہ بیمار ہیں ایک مہینہ کی رخصت لیکر گھر چلے آؤ۔ فتح خاں نے خط دکھا کر رخصت لے لی اور دہلی آموجود ہوئے لیکن گھر میں کسی کو بیمار نہ پایا منعم خاں سے پوچھا کہ ابا جان والدہ صاحبہ تو بیمار نہیں اور خدا نہ کرے کہ بیمار ہوں آپنے مجھکو کیوں طلب فرمایا میری تعلیم میں بڑا ہرج ہوگا منعم خاں نے جواب دیا کہ گو تو میرا نہیں بلکہ بڑی بی کا بیٹا ہے لیکن مجھکو بیٹوں سے زیادہ عزیز ہے بڑی بی نے ایک خواب دیکھا ہے جس سے وہ خیال کر رہی ہے کہ میں رمضان میں مرجاؤنگی رمضان میں تمکو اُسکی مرضی کے موافق طلب کیا ہے منعم نے ایک مکان کا قبالہ جس سے ساٹھ روپے ماہوار کی دکانیں ملحق تھیں جیب سے نکالکر فتح خاں کو دیا اور کہا کہ تمہاری شادی کا خرچ میرے ذمہ ہے جب نکاح ہو جائیگا تم اپنی گھر والی کو لیکر وہاں جا رہنا۔ باقی جائداد محمد اصغر خاں کی ہے اور ابھی تو میں زندہ ہوں آج سے اس مکان کا کرایہ علیحدہ جمع ہوا کریگا اور شادی کے بعد اُسکی ایک معقول رقم

سلہ بل ۱۱
سے مننا ۱۱

ملجائیگی فتح خاں کچھ متنبہ ہوگیا تھا اسلئے یہ معلوم کرکے کہ میں بڈھیاری زادہ ہوں اپنے جی میں لیا گیا مگر کچھ بول نہ سکا اتنا کہا کہ بڑی بی کے دماغ میں خلش ہے خواب کا مسئلہ ابتک حل نہیں ہوا کبھی جو کچھ دیکھا جاتا ہے وہی ہوجاتا ہے کبھی اُسکے برعکس اور کبھی کچھ بھی نہیں۔ خیر اب مجھے رمضان بھر تو ٹھیرنا ہی پڑیگا۔

۵۶ الوداع کے دن بعد نماز عصر شبراتن نے بیٹھے بیٹھے دیوار کا سہارا لیکر آنکھوں کے رستہ جان دیدی ؎

لائی حیات آئی قضا لے چلی چلے　　اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

مرنے کے بعد شبراتن کی صورت پر ایسی رونق آگئی گویا کوئی خندہ رو نوجوان عورت عالم خواب میں ہے۔ فتح خاں اصغر خاں اور اُسکی ماں سب کے سب رونے لگے اور حسب دستور تجہیز و تکفین کے بعد نبی کریم میں قبر بنوادی گئی۔

۵۷ منعم خاں کی گھر والی کو نہایت رنج ہوا کیونکہ اسکو شبراتن سے اور شبراتن کو اُس سے دلی محبت تھی اور یہ بھی خیال تھا کہ انتظام خانہ داری کیلئے ایسا درد شریک ملنا مشکل ہے منعم خاں نے فتو کو کلکٹر صاحب سے ملاکر نوکری کا بندوبست کرادیا۔ اب یہ ٹھیری کہ بعد ختم تعلیم کسی علاقہ پر مامور کیا جاوے۔ بعد ملاقات فتح خاں آگرہ چلا گیا اور اصغر خاں دہلی کالج میں پڑھتا رہا۔ اصغر خاں محنتی ضرور تھا مگر ذہن رسا نہیں رکھتا تھا اسلئے علم میں اچھی طرح ترقی نہ کرسکا۔

۵۸ تعلیم ختم ہونیکے بعد فتح خاں مدرسہ سے واپس آئے اور ضلع میں بیس روپے ماہوار کے اہلمد مقرر ہوئے اور جلد ترقیاں پاپاکر بیکانیر میں پولٹیکل ایجنٹ کے سررشتہ دار اور بعد میں تحصیلدار ہوکر سہروار میں تعینات ہوئے اور پھر دہلی بدل آئے۔

۵۹ اب اصغر خاں اور فتح خاں کی شادی میرٹھ والوں کے ہاں ہوگئی منعم نے فتح خاں کو حکم دیا کہ اپنے مکان میں جا رہے کرایہ سکے روپے جو پہلے سے جمع تھے اُسکے پراسری نوٹ لیکر فتح خاں کے حوالے کردیئے۔

۶۰ منعم خاں تا ایام غدر نہایت خوش رہا چسروز غدر ہوا پوربیے شہر میں گھس آئے نالائقوں نے انکا ساتھ دیا۔ انگریز جہاں ملے مارے گئے۔ ان دنوں گرمی کے سبب مدرسہ صبح کا تھا زیب النسا نے منعم خاں سے کہا کہ میاں لڑکے کو بلا لاؤ۔ منعم خاں آدھے رستہ پہونچکر دیکھتا کیا ہے کہ اصغر سر پر ایک گٹھڑی رکھے لدا چلا آرہا ہے منعم خاں نے پوچھا کہ بیٹا یہ کیا جواب دیا کہ لوگ سرکاری کتب خانہ لوٹے لئے جارہے ہیں میں بھی ایک گٹھڑی باندہ لایا۔ منعم بولا ارے کمبخت کل کو سرکار تحقیقات کریگی تو جسکے پاس لوٹ کا مال نکلیگا پہلے اسے پھانسی دیجائیگی غرض ان کتابوں کو نہر میں گروا دیا اب دونوں گھر پہونچے اور کھانا کھا کر سو رہے جب اُٹھے تو سُنا کہ شہر میں غل مچ رہا ہے منعم نے کہا کہ چلو دیکھیں تو سہی چنانچہ اصغر اور رمضانی نوکر دونوں ساتھ ہو لئے۔

۶۱ بازار میں آکر دیکھا کہ پوربیے شہر میں آرہے ہیں اور شہر کے بدمعاش ساتھ ہیں بازار بند ہے دریبہ کے پاس پہونچا کہ بنک لٹ رہا ہے صاحب لوگونکو جلا دیا گیا ہے ایک شخص روپیونکی تھیلی لوٹ لایا دوسرے نے دھول مار کر چھین لی اسیوقت ایک پوربیے نے کہا کہ ہم جان دیتے ہیں تم مال لوٹتے ہو یہ کہکر تھیلی میں سنگین گھسیڑ دی سب روپے نکل پڑے اب خلقت لوٹ رہی ہے اور آپس میں کٹ مر رہی ہے۔ پھر منعم نے سُنا کہ میگزین لوٹا جارہا ہے کوڑیا پُل کا رستہ لیا رمضانی نے جو نو عمر لڑکا تھا کہا کہ میاں مجھکو پاخانہ کی حاجت ہے حکم ہو تو گھر چلا جاؤں۔ منعم نے کہا اچھا ہم بھی گھنٹہ بھر میں میگزین کی سیر دیکھکر واپس آتے ہیں رمضانی پاخانہ سے فارغ ہو کر زیب النسا کو شہر کا حال سنانے لگا۔ ابھی بات پوری نہونے پائی تھی کہ ایک بہت بڑی آواز ہوئی چھت پر جا کر دیکھا تو آسمان میں دھول کا بادل چڑھا ہوا ہے عورتوں نے رمضانی سے کہا کہ باہر جا کر پوچھ یہ کیسی آواز تھی اس نے تھوڑی دیر میں واپس آکر جواب دیا کہ میگزین اڑ گیا نہیں معلوم باغیوں نے اڑایا ہے یا انگریزوں نے اتنے میں شام ہو گئی منعم اور اصغر دونوں ندارد سلطان مرزا کو خبر دیگئی۔ انہوں نے تلاش کے بعد

کہا کہ کوڑیا پل سے لیکر سیگزین کے دروازہ تک برابر لاشیں پڑی ہوئی ہیں صبح کو شناخت ہوگی منعم بھیا اور صغر میاں ضرور شہید ہوئے اور بھائی فتح خاں ایک جگہ روپوش ہیں یہ سنکر فاطمہ اور زیب النسا رات بھر روتی رہیں صبح کو سلطان مرزا چند نوکر ہمراہ لیکر گئے سیگزین کے آگے جا بجا لاشوں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے صاحبہ محل کی ڈیوڑہی کے آگے سے منعم اور صغر خاں کی لاشیں اٹھوا کر گھر لائے لاشوں کو دیکھکر زیب النسا اور فاطمہ پر سکتہ کا عالم طاری ہوگیا اور ابھی ان دونوں کو غسل ہی دے رہے تھے کہ ان دونوں عورتوں نے چیخ ماری اور دونوں کا دم نکلگیا اسوقت فتح خاں اور اسکی بیوی سلطان مرزا اور اسکے بچوں کی بیتابی۔ آہی توبہ سننے والونکا کلیجہ پھٹا جاتا تھا ؎

کشتہ‌ام نالہ اگر تاب شنیدن داری		دل نمایم بتو گر طاقت دیدن داری

حسب وصیت جیسے منعم خاں پہلے سے لکھہ گئے تھے اور نظام الدین اولیا کی درگاہ میں امیر خسرو کے مزار کے اوپر کو قبر کے لئے زمین بھی لے رکھی تھی چاروں لاشیں ایک ساتھ دفن کی گئیں اور فتح خاں میرٹھ جا حاضر ہوا۔

۶۲ فتح خاں چونکہ نہایت ذہین اور صاحب علم تھے مدرسہ کی تعلیم پر قناعت نہ کرسکے منعم خاں سے عربی اور فارسی حاصل کی اِس چاشنی سے انکی انگریزی پُرزور ہوگئی۔ کارگذاری اور سادہ دلی کے باعث حکام انسے خوش رہے اور ترقی پر ترقی ہوتی گئی یہانتک کہ جب نیا بندوبست ہوا ڈسٹرکٹ ججی کے عہدہ پر پہونچگئے مگر اِس عہدہ نے فتح خاں کا دماغ بہت اونچا کردیا۔

+نوٹ حضرت نظام الدین اولیا بڑے ولی اللہ تھے انکی کمالات وصفات ظاہری و باطنی سے ہزاروں کتابیں بھری ہوئی ہیں ۱۸ ربیع الثانی ۷۲۵ھ کو ۹۱ برس کی عمر میں انتقال کیا دہلی سے چار کوس کے فاصلہ پر آپکی درگاہ ہے امیر خسرو آپکے مریدوں میں سے تھے انکے کمالات ظاہری اور باطنی نہایت مشہور ہیں نظام الدین اولیا سے آپکو ازحد محبت تھی جبکہ حضرت نظام الدین اولیا نے انتقال فرمایا آپکو نہایت غم ہوا اور سب مال و اسباب لٹاکر پیر کی قبر پر جو بیٹھے چھ مہینے کے بعد ۲۹ ذیقعد ۷۲۵ھ میں رحلت کی انکی قبر درگاہ کے صحن میں ہے

مارجن: کشتہ‌ام نالہ اگر تاب شنیدن داری ... [illegible]

۲۴۳ آپنے ڈسٹرکٹ کے دفتر میں اوّل ہی روز ایک برہمن چپراسی سے کہاکہ مسٹر ذرا میری جوتی اپنے رومال سے جھاڑ دے۔ اُسنے کہا ہوش کی لو ہم سرکاری کام کے نوکر ہیں تمہارے نج کے کام کیلئے نہیں اور پھر کام بھی ایسا ذلیل۔ ہم باپ کے کان کچھ برہمن ہیں ہمارے بزرگ بھی کسی وقت چکلہ دار تھے گو ہم نے لاڈ میں رہکر تعلیم نہیں پائی بلکہ ستار بجایا کسی کا کہنا نہیں مانا اور جو کسی نے بہت دق کیا تو یہ شعر پڑھکر پیچھا چھڑا لیا ہے ؎

ناصحا مت کر نصیحت جی مرا گھبرائے ہے	میں اُسے سمجھوں ہوں دشمن جو مجھے سمجھائے ہے

مگر افسوس دیگر ناصحانہ اشعار کو میں نے دل سے بھلا دیا ہے ؎

پند ناصح جو سخت ہے کیا ڈر	صبر ہے تلخ لیک شیریں بر
جو نصیحت نہ لائے خاطر میں	وہ ندامت اٹھائے آخر میں

بعدہٗ والدین کی جایداد مُفت کھو بیٹھے اب چپراس بہی ہے مگر ذات نہیں بیچی۔ تم حاکم ہو کر ہمسے ایسے کام کو کہتے ہو۔ کیا کنجڑوں بھٹیاروں کی صحبت میں بیٹھے ہو مثل ہے چور کی ڈاڑہی میں تنکا جج صاحب آگ ہو کر پکار اُٹھے ارے کوئی ہے اور یہ کہکر چپراسی کے ایک بید مار بیٹھے چپراسی نے جج صاحب کے ہاتھ سے بید چھین کر دو تین ہلکی ہلکی لگائیں اسپر جج صاحب چھری اُٹھا کر چپراسی کو مارنا چاہتے تھے کہ اُسنے ہاتھ پکڑ کر اُنکو گرا لیا پھر چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور یہ کہا کہ بلا کسکو بُلاتا ہے کہے تو جان سے مار ڈالوں اسوقت غل مچا اور صاحب پولس نے مع چند کانسٹبل ہو قع پر آکر چپراسی سے کہاکہ تم جج صاحب کو چھوڑ دو چپراسی نے جواب دیا حضور میں کیا ایسا بیوقوف ہوں کہ اُنکو مار ڈالونگا اتنا کہہ کر الگ ہوگیا اور چھری صاحب کے ہاتھ میں دیدی پولس نے چپراسی کا اظہار لیا اُسنے وہی سچّی بات بیان کردی پھر جب صاحب ضلع کے اجلاس میں مقدمہ پیش ہوا تو صاحب سمجھ گئے کہ چپراسی کا کچھ قصور نہیں۔ جج صاحب کی خاطر سے

۱۱۷۸ فسانۂ ہفت چمن

ایک دن کی قید محض تجویز کی چونکہ چپراسی اور جج صاحب میں اتفاق نہ تھا۔ لہذا رہائی کے بعد اُنکے اجلاس سے بدلا گیا"

۶۴ بایں ہمہ فتح خاں نے لن ترانی نچھوڑی جب کسی نے افسوس سے بیان کیا کہ صاحب ضلع نے چپراسی کو بہت خفیف سزا دی تو آپنے یہ فرمایا۔ خدا جانے اُس روز صاحب ضلع کی عقل کہاں گئی تھی ورنہ یہ گستاخی اور ایسی خفیف سزا۔ اگر ایک کمشنر صاحب سے ملاقات ہوئی یا کوئی کونسلی آگیا تو ایسا قانون جاری کراؤنگا جسمیں سیخ کھڑی رہے یعنی کمین لوگ حاکموں کا ایسا ادب کیا کریں جیسا ہندو سور توں کا کرتے ہیں (یہ تکبر خدا خیر کرے) اور خوشامدیوں کے سامنے ہمیشہ یہ کہا کہ ایک لاٹھ صاحب سے ضرور کچھ عرض کرونگا تب لوگوں کو معلوم ہوگا کہ فتح خاں کی کیسی چلتی ہے"

خوشامدی "اجی حضرت آپ لکھتے ہی نہیں ایک چٹھی میں ایسا اثر ہو کہ کمشنر اور صاحب ضلع ناچتے پھریں"

جج صاحب "یار و میری طینت میں شر نہیں ورنہ آج کلکٹر صاحب کی بدلی کرادوں۔ میں کسی کا بُرا نہیں چاہتا عیب تو مجھ میں یہی ہے۔ شاید صاحب ضلع کو یہ معلوم نہیں کہ فتح خاں منعم خاں پنشن خوار ملٹری کے بیٹے پوتروں کے شاہی امیر اور میرٹھ والونکے رشتہ دار ہیں خیر کبھی موقع ملیگا تو گوش گزار کرونگا تب آنکھیں کھلینگی"

۶۵ اب بڑے دن کی چھٹی آئی جج صاحب کا ارادہ ہوا کہ کہیں سیر کو چلیں اور کفایت شعاری اختیار کریں۔ غور کیا تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر سصری لال پنشن خوار آجکل امرتسر میں ہیں۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب بیکانیر میں مُفت دوا دارو کردیا کرتے تھے اِس سبب سے آپسمیں دوستی تھی فتح خاں نے تجویز کی کہ امرتسر کی سیر کرو اور ڈاکٹر صاحب کے ہاں خواہ مخواہ مہمان بنو"

۶۶ جج صاحب آٹھ سو روپے ماہوار پاتے تھے مگر کفایت شعاری کے باعث سیکنڈ کلاس کی جگہہ درمیانی درجہ کا ٹکٹ لیکر امرتسر روانہ ہوئے رستہ میں بمقام انبالہ لارڈ ہارس ڈ صاحب

ریل میں سوار ہوئے اور اپنے ایک قدیم ملازم (بیرا) کو جسکو وہ بہت خیر خواہ اور ایماندار سمجھتے تھے درمیانی درجہ کا ٹکٹ ولادیا۔ بیرا اُسی گاڑی میں جہاں جج صاحب بنچ پر سو رہے تھے سامنے کے بنچ پر جا بیٹھا اور ناریل گڑگڑانے لگا۔ اتنے میں ریل چل پڑی۔ تھوڑی دیر کے بعد جج صاحب کی جو آنکھ کھلی تو دیکھتے کیا ہیں کہ ایک کالا سا بڑی بڑی مونچھوں والا آدمی حقہ پی رہا ہے اُسوقت بیرا نے از روئے تواضع جج صاحب سے کہا مسافر صاحب حقہ کا شوق ہو تو چلم دوں"

۶۷ جج صاحب یہ سنکر انگارہ ہو گئے اور اُسکا بنچ پر بیٹھکر حقہ پینا کی مدارات کرنا بہت برا معلوم ہوا دلمیں کہنے لگے کہ یہ بڑا گستاخ ہے کہاں ہم جیسے دربار گورنری کے کرسی نشین آٹھ سو روپے ماہوار کے ملازم ڈسٹرکٹ جج اور بیرٹھ والوں کے رشتہ دار اور کہاں یہ چار روپے کا پاجی کالا آدمی۔ آخر اُس سے کہا کہ ناریل الگ رکھدے ریل میں حقہ پینے کا حکم نہیں اور اگر ہے بھی تو حاکموں اور بزرگوں کے سامنے حقہ پینا گستاخی ہے تو یہ نہیں جانتا کہ ہم حاکم ہیں آٹھ سو روپے ماہوار پاتے ہیں تو اور ہمارے سامنے بنچ پر بیٹھکر حقے اُڑائے۔ ارے کمبخت (بہت چلاکے) تو کون ہے اُسنے کہا میں لارڈ ہارس ڈپ صاحب کا بیرا ہوں (بیرا نے خیال کیا کہ یہ جج ہوتا تو صاحب لوگونکے پاس بیٹھتا ضرور کسی صاحب کا خانساماں ہے) تم خانساماں معلوم ہوتے ہو ہم تم دیوالی بند بھائی ہیں پھر اتنا اینٹھتے کیوں ہو"

۶۸ جج صاحب۔ کھڑے ہو کر "چپ گستاخ ہمکو خانساماں بناتا ہے بنچ سے نیچے اُتر۔ اگر مسافری تو ہو اگر دربار میں سب جاتے ہیں لیکن کرسی اُسی کو ملتی ہے جو کرسی نشین ہو"

بیرا "بس چپ رہو جی کیا ہمنے محصول نہیں دیا۔ ریل میں چاہے کمین ہوں چاہے شریف ہوں سب برابر ہیں اسکی وہ مثل ہے۔ ذات پات نپوچھے کو۔ ہر کو بھجے سو ہر کا ہو"

۶۹ جج صاحب مارے غصہ کے لال ہو گئے۔ بیرا ذرا کمزور تھا آپنے اُس غریب کی مونچھیں

پکڑ کے پاخانہ میں دھکا دیدیا اور دروازہ بند کرکے کہنے لگے کہ لے اِس ٹھاکر دوارہ میں اپنے ہر کو بھج۔ بیرہ نے بہت غل مچایا مگر چلتی ریل میں کون سُنتا تھا۔ اِتنے میں اسٹیشن آیا گاڑی ٹھیری معلوم ہوا کہ ایک مسافر کو ایک مسافر نے پاخانہ میں قید کر رکھا ہے چنانچہ بیرا کو فوراً پاخانہ سے نکالا۔ اُسنے اُترتے ہی لارڈ ہارس ڈپ صاحب سے رپورٹ کی لارڈ صاحب چابک ہاتھ میں لئے گاڑی کے پاس آکھڑے ہوئے۔

ے جج صاحب مُنہ میں چُرٹ دبائے ہاتھ میں انگریزی اخبار لئے مزیسے پانو پھیلائے بیٹھے تھے بیرا نے کہا حضور دُہائی ہے اِس مسافر نے ٹٹی میں بندیوان بناکر آدہ گھنٹہ تک ہمکو حقہ کا رکھانہ پانی کا۔ اے لارڈ صاحب نے انگریزی میں کہا باہر نکلو تمنے ہمارے نوکر کی بیعزتی کی ہے یہ سُنکر جج صاحب بہت گھبرائے اور معاف کیجئے انگریزی میں کہتے ہوئے گاڑی سے باہر نکلے لارڈ صاحب نے جج صاحب کو زمین سے اُدہر اُٹھالیا۔ آپ انگریزی میں برابر چلاّتے رہے کہ میں جج ہوں مگر ایک نہ سُنی گئی۔ لارڈ صاحب نے بیرا سے کہا کہ تم زور زور سے چابک مارو لیکن بیرا نے اپنی عقلمندی کے باعث یہ سمجھکر کہ کہیں مقدمہ میں نہ پھنس جاؤں عرض کیا کہ آقا کے ہوتے نوکر پیش دستی نہیں کرسکتا سزا دہی حاکموں کا کام ہے اِسکے علاوہ غلام مدعی ہے مدعی کو اپنے ہاتھ سے سزا دینا قانوناً جائز نہیں اُسوقت لارڈ صاحب نے خوب چابک مارے اور دھکا دیکر یہ کہا کہ پھر کبھی تکبر نہ کرنا علم پڑھا اور احمق رہا ؎

کانٹا کسی کے مت لگا گو مثلِ گل پھولا ہے تو		حق میں ترے وہ تیر ہے کس بات پر پھولا ہے تو

ے چونکہ بڑے آدمیوں کی اچھی بُری بات بہت جلد مشہور ہوجاتی ہے اِسلیئے لڑکوں نے گیت بنالیا اور گلی گلی گاتے پھرے۔

ماں بھٹیاری پوت فتح خاں بیٹا مونچھ کہاڑ		لارڈ ڈپ کے کوڑے کھائے بیٹھا کرے پکار

۷۳ جج صاحب نے بہت فریاد کی۔ اخباروں میں چھپوایا مگر کچھ نہوا مجبوراً نوکری سے استعفا دیکر گھر بیٹھے اور دلّالی اختیار کر لی۔

۷۴ اِندنوں نئے نئے پتلی گھر بکثرت بن رہے تھے فتح خاں صاحب نے اکثر پتلی گھروں کے حصے بکوانے شروع کئے۔

۷۵ جہاں جاتے پتلی گھرونکی تعریف کے پُل باندھ دیتے لیاقت بیانیہ عمدہ تھی اکثر امیروں سے رسائی پیدا کر لی اُنکو حصہ دار بنا کر روپے ضایع کرائے اور دلّالی اپنی پاکٹ میں ڈال لی۔

۷۶ رفتہ رفتہ فتح خاں کا حوصلہ بڑھ گیا دہلی کے باہر کا بھی دورہ کرنے لگے۔ جے پور آلور وغیرہ جاکر بہتوں کو پھنسا دیا۔

۷۷ پر جب پے درپے پتلی گھروں کی قلعی کھلنے لگی (کہ اہلکار اپنے حق میں بڑے زبردست کمیشن† قائم کرکے پتلی گھرونکا ست نکال لیتے ہیں اور آرٹیکل اوف ایسوسی ایشن یعنے اپنی کمپنی کے قانون کی آڑ میں پناہ گزین ہو کر خوب شکار کھیلتے ہیں) تو بہت کم حصے بکنے لگے اور خانصاحب کی ساکھ جاتی رہی۔

۷۸ ایک روز آپ اُوجین والے رئیس کے ہاں جا دھمکے اور معمولی گفتگو کے بعد پتلی گھر کا مسئلہ پیش کیا اس موقع پر ایک بابو صاحب بھی رئیصاحب کے پاس موجود تھے جو پتلی گھرونکے حالات سے خوب واقف تھے فتح خاں نے پتلی گھرونکی تعریف کے دفتر کھولدئے اور یہ کہا حضور ہر پتلی گھر میں ایک یا دو آڈیٹر حساب کی جانچ پرتال کیلئے مقرر ہیں کسی کی گڑبڑ چل نہیں سکتی۔ غرض پتلی گھروں کے حصوں میں کسی بات کا خوف نہیں بابو صاحب نے کہا خانصاحب آپ تو بھاٹوں کی طرح پتلی گھرونکے ثنا خواں ہیں آڈیٹر بیچارے کس گنتی میں ہیں کیونکہ جو آڈیٹر پسند خاطر ڈائرکٹران نہیں ہوتے بعد انقضائے میعاد ہرگز دوبارہ مقرر نہیں کئے جاتے۔ ہاں اچھے پتلی گھروں میں آڈیٹرونکی قدر ہوتی ہے

† نوٹ بطور قانون شرط قائم کر دیتے ہیں کہ مثلاً ہم لوگ دو روپے فیصدی خرید اسباب لینے کے مجاز ہونگے۔ کو انگریزی میں کمیشن کہتے ہیں

کیونکہ وہاں سب کام ایمانداری سے ہوتا ہے۔

۷۹ خانصاحب یہ تو فرماویں کہ جمنا ملز میں جو بیچاری گھٹنیوں بھی نہ چل سکی اور ودسن ملز میں جو پیرو نہیں چل کر گر پڑی اور جسمیں تقریباً تین لاکھ کا نقصان نمایاں ہے کیا آڈیٹر نہ تھے آپ مہربانی فرماکر پتلی گھروں کے حصے بیچنے کا خیال چھوڑ دیں اپنے جزوی فائدہ کیلئے دوسروں کے روپے نہ لٹوائیں تھوڑی دیر کے بعد خانصاحب اپنا سا منہ لیکر چلدیئے۔

۸۰ اُسوقت بابو صاحب نے رائیصاحب سے کہا کہ جناب پتلی گھروں یا خانصاحب پر کچھہ منحصر نہیں اب تو عموماً لوگوں کا کچھہ عجیب حال ہے اس مضمون کا ایک مسدس کسی اخبار میں شایع ہوا تھا آپنے ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ رائیصاحب بولے کہ یاد تو پڑتا ہے کہ سب پیشہ وروں کی قلعی کھولی گئی ہے مگر تم سُنادو تو پھر تازہ لطف حاصل ہو۔ بابو صاحب نے فرمایا سُنیئے مسدس

اگر کوئی تھوڑی انگلش جان جائے
چُرٹ کا دُھواں رات دن وہ اُڑائے
اُسے کوٹ پتلون سے چین آئے
کمربند کی جا بٹن ہی لگائے

وہ انگریزوں کی شکل بالکل بنائے
اور اس تازہ فیشن میں جاں تک گنوائے

حکیم اپنی حکمت میں پورے کہاں ہیں
کسی سے اگر نذر اپنی نہ پائیں
مریضوں کو بے فیس آنکھیں دکھائیں
تو پھر رفتہ رفتہ مرض کو بڑھائیں

جو مفلس ہیں ہوں کس طرح کامیاب
کہاں ہے اُنہیں فیس دینے کی تاب

اگر فیس بھی دیجئے بالیقیں
دوا اُن کی ہے خود مرض آفریں
تو تشخیص کا کچھہ سلیقہ نہیں
تو بیمار کیونکر ہو صحت قریں

انہیں قیس سے کام کیوں جی لگائیں
جو کل مرتے ہوں آج کیوں مر نہ جائیں

یہ عطاروں کی ہو گئی ہے ادا — کہ آنوں کو دیں کوڑیوں کی دوا
دواؤں کا اُن کی نہیں کچھ پتا — پرانی نئی سب کی سب ایک جا

اُسی ایک بوتل میں شربت ہیں سب
غضب ہے غضب ہے غضب ہے غضب

امیر اپنی دولت کے اندھے کہائیں — جو محتاج ہیں اُن سے نفرت جتائیں
غریبوں کی اِمداد سے جی چرائیں — مگر لغو کاموں میں گھر تک لٹائیں

کمینوں رذیلوں سے صحبت انہیں
شریفوں عقیلوں سے نفرت[۵۱] انہیں

سنو واعظوں کی نصیحت کا حال — کہ خود را فضیحت ہے اُن کا مقال
خدا جانے ہے اُن کا کیسا خیال — نصیحت کے دھوکے میں لیتے ہیں مال

انہیں خوف ہرگز خدا کا نہیں
ذرا پاس[۵۲] دھرم و دیا کا نہیں

نجومی و رمال سارے ہیں مکار — لگائے کریں ہیں شگن کا بچار
دو معنی سخن کہتے ہیں بد شعار — بڑے چلتے پرزے بڑے ہوشیار

نہ ہو اُن کا کہنا نہ ہرگز ہوا ہے
کہ جن کے دلوں میں سراسر دغا ہے

وکیلوں کے عملے کا یہ حال دیکھا — فریقین[۵۳] سے کہ یہ بتاتے ہیں سچا

۵۱ دشمنی ۱۲
۵۲ لحاظ ۱۲

کریں گرم مٹھی تو سچا ہے جھوٹا — جو ہارے کوئی صاف کہدیں کہ جیتا

اپیل اس کا کر۔ اسمیں وسعت بہت ہے
ابھی لڑنے بھڑنے کو حجت بہت ہے

کیا گر بنج تونے کوٹھی سجا کر — تو دیتے نہیں دام سودا منگا کر
جو دینا تجھے ہے گا دم میں پکا کر — جو لینا کسی سے تو منت کیا کر

جو نالش کروگے تو بھاگیں یہاں سے
نہیں پاس کھانے کو دینگے کہاں سے

گر اپنے مکاں میں کسی کو بسایا — تو اک اک مہینہ کو برسوں پھرایا
تقاضے کیے جب تو حیلہ بنایا — یہ بن جائیگا تب میں دونگا کرایہ

جو آخر کو باقی رہا اس کو روئے
خدا نا دہندوں کو دنیا سے کھوئے

جو لڑکی کی شادی ہوئی ایک کے گھر — تو حلوائیوں نے کیا ظلم اس پر
کیا ایک ملازم بھی اُن پر مقرر — نہ لیجائے تا جنس کوئی اُٹھا کر

بھرا گھی کو لوٹوں میں حلوائیوں نے
جو پکڑا تو پیٹا اُنہیں بھائیوں نے

شریفوں کی اولاد پھرتی ہے واہی — مقدر نے دکھلائی ایسی تباہی
گدائی کو سمجھے ہیں یہ پادشاہی — یہ مایوسی اولاد سے ہے الٰہی

نہ کہنے کے لایق نہ سننے کے قابل
فقط ہے تو بس سر کے دھننے کے قابل

معلّم اگر تربیت کو بٹھائیں
ذرا سا سبق چار دن میں سُنائیں
تو بیچارے کو اُنگلیوں پر نچائیں
کبھی پڑھنے آئیں کبھی بھاگ جائیں

طبیعت نہیں اُنکی پڑھنے پہ مائل
یہی آخر کو رہجاتے ہیں کورے جاہل

۸۱ غرض کوئی حصہ خانصاحب کی معرفت فروخت نہ ہوا جہاں گئے مایوس آئے ناچار دلّالی سے دست بردار ہونا پڑا۔ اِس عرصہ میں ایک فقیر صاحب کے فیض صحبت سے خانصاحب کی آنکھیں کھُلیں اور دل کو یقین ہوگیا کہ اُنہوں نے بہت سا روپیہ گُناہ کی بدولت پیدا کیا ہے اور اسکے ساتھ ہی یہ خیال بھی ہوگیا کہ دیکھیے اِن گناہوں کا انجام کیا ہو۔ کیونکہ ایک دن تمام نیک و بد خدا کے سامنے کھڑے ہونگے نیکوں سے سوال کیا جائیگا کہ تُمنے کیا کیا عرض کرینگے ہزاروں کی جانیں بچائیں مسکینوں کو کھانے کھلائے فقیروں کو کپڑے دیئے کسیکی حق تلفی نہیں کی جھوٹ نہیں بولا کسی کو دہوکا نہیں دیا حکم ہوگا کہ تُم جنّتی ہو۔ پھر بدوں سے پوچھا جائیگا کہ تمنے اپنی عمر کہاں کھوئی جواب دینگے کہ ہمنے صرف دکھانے کو نماز پڑھی۔ تسبیح ہاتھ میں رکھی ہمیشہ جھوٹ بولتے رہے جعلسازیاں کیں چغلیاں کھائیں۔ ارشاد ہوگا کہ تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے غرض اُس فقیر کے خانصاحب مرید ہوکر اُسکے ساتھ چلدیے پھر پتہ نہ لگا کہ اُنکا انجام کیا ہوا اور سلطان مرزا بعد وفات منعم خاں وغیرہ کے دل برداشتہ ہوکر مکّہ شریف چلدے وہاں بہت بڑی عمر میں انتقال کیا

۸۲ اب زمانہ ایسا آگیا ہے کہ لوگ ایک اینٹ کیلئے مسجد کو ڈھا دیتے ہیں تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ جی نے جو مرہٹوں کی طرف سے دہلی کے صوبہ تھے مقبروں کی جالیاں اور اچھے اچھے سنگ دَرے اپنے باغ میں لگوا لیے تھے جنرل لونی اختر

نوٹ سنہ ۱۸۰۴ء میں ہلکر نے مع ایکسو تیس ضرب توپ اور قریب تیس ہزار افواج کے دہلی کا محاصرہ کیا کرنیل اوکٹرلونی جسکو لونی اختر صاحب کہتے تھے بادشاہ کے دربار میں رزیڈنٹ تھے اُسوقت تعداد فوج میں آٹھ سو جوان اور گیارہ توپیں تھیں نو روز محاصرہ رہا مگر ہلکر دہلی نہ لے سکا ناچار محاصرہ سے دست بردار ہوکر بمقام پانی پت پہنچا اور دریائے جمنا عبور کرکے بطرف شمال چلا گیا بعد اس فتح کے یہ فیصل ہوا کہ شاہ جی کے باغ سے شہر کو لگا ہوا اسکا

کے زمانہ میں انگریزوں نے اِس خیال سے کہ اِس باغ کی آڑ میں غنیم شہر پر حملہ آور ہو سکتا ہے باغ کی عمارت کو مسمار کرا دیا اب اُس باغ کی یادگار صرف ایک تالاب باقی ہے ۵

دنیا عجب بازار ہے کچھ جنس یہاں کی ساتھ لے میوہ کھلا میوہ ملے پھل پھول دے پھل پات لے	نیکی کا بدلا نیک ہے بد سے بدی کی بات لے آرام دے آرام لے دُکھ درد دے آفات لے

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یہاں دِن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہاتھ دے اُس ہات لے

رباعی

جو کوئی کسی کو یاں کلپاویگا اس دہر مکافات میں سُن لے ظالم	یہ یاد رہے کہ وہ نہ کل پاویگا جو کوئی کریگا آج کل پاوے گا

ضمیمہ اوّل نصیحت انگیز مسائل۔ دیکھو فقرہ ۱۲

انسان کے مفصلہ ذیل فرائض ہیں جو انکا پابند ہے خرسند ہے

عبادت۔ ریاضت۔ تعزیت۔ رفاقت۔ دیانت۔ امانت۔ شجاعت۔ سخاوت۔ اطاعت عدالت عفت۔ حکمت۔ توکل۔ آداب والدین اور حق العبد اُن کی خدمت و امداد پناہ گزیں کی واجبی حمایت۔ عیادت۔ میانہ روی۔ مدارات۔ فروتنی۔ راست گوئی

۲۔ درباب بے ثباتی دنیا

کیسے کیسے آگے دنیا دار تھے	کام میں دنیا کے سب ہشیار تھے

یاد کر کے اُن کو کر خوفِ خدا — بیوفا دنیا سے جھٹ پٹ ہو جُدا

دیکھ کتنوں نے طلب اُسکو کیا — آخرش سب دیدیا کیا لے لیا

ہات خالی جیب خالی جب چلے — قبر میں جا کر کفِ حسرت ملے

صورتیں وہ کیا ہوئیں سچ سچ بتا — حال یارونکا نہیں تجھ پر کھُلا

اِک تکبّر سے یہ کرتا تھا کلام — اے مرے فرزند اے میرے غلام

ہے یہ میرا مُلک میرا تخت و تاج — یہ خزانے ہیں مرے میرا ہے راج

میرا ہمسر کوئی ہو سکتا ہے کب — میں ہوں شاہنشاہ اور ادنے ہیں سب

کوئی کہتا تھا کہ اب مجھ سا امیر — کون ہے میرے سوا سب ہیں فقیر

کوئی کہتا تھا مرے فرزند ہیں — یہ مرے لختِ جگر دلبند ہیں

کتنوں نے دعوے خدائی کا کیا — نام اپنی کبریائی کا کیا

ہم ہیں مالک ہم ہیں وارث ہم ہیں شاہ — دیتے ہیں ہم سارے عالم کو پناہ

تھا بھروسہ اپنے زر کا زور کا — کچھ خیال اُن کو نہ آیا گور کا

دل نہ رکھ دنیا پہ اے فرخندہ کام — سوچنے کا فکر کا ہے یہ مقام

آج ہے کل چھوڑ کر جب جائیگی — پھر نہ ہرگز پاس تیرے آئیگی

باطن اپنا صاف کر یہ حق سے کہہ — اے خدا اے ذوالکرم خوش مجھسے رہ

ایسے کر اعمال جو ہوں حق پسند — اور بدی سے کر زباں تو اپنی بند

قیصر و فغفور و خاقاں کیا ہوئے — خسرو و جم اور سلیماں کیا ہوئے

کیا ہوئے شاہان دارائے زمن — کیا ہوئے وہ قصر اور وہ انجمن

کیا ہوئے اُنکے وزیر اور سب امیر — کیا ہوئے سب دوست اور اُنکے مشیر

کیا ہوئے اُنکے خزائن اور فوج	کیا ہوئے وہ مُلک اور وہ اوج سوج
اب نظر آتا نہیں کوئی یہاں	کیا ہوئے وہ دوست دشمن ہیں کہاں
ایسے ہی تجھکو کرینگے یاد سب	جیسے اُنکو یاد کر لیتے ہیں اب

۴۳-درباب عدم قیام رنج والم خوشی واقبال

ع چناں نماند چنیں نیز ہم نخواہد ماند۔ غم نہیں رہا تو خوشی بھی نہ رہیگی اور خوشی نہیں ہی تو غم بھی جاتا رہیگا خوشی میں پھول جانا رنج میں چھوئی موئی کے درخت کیطرح پژمردہ ہونا خلافِ عقل ہے

رباعی

ادبار میں لازم ہے تفکر نہ کرے	اقبال میں لازم ہے تبختر نہ کرے
یکساں نہیں رہتا ہے زمانہ سب کا	انسان کو لازم ہے تکبر نہ کرے

۴۴ نظم درباب فکر

اگر دنیا کی ہو کچھ فکر دل پر	کبھی دل کو کرے اس سے نہ مضطر
جو ممکن ہو کرے تدبیر اس کی	رکھے پھر فضل پر اللہ کے جی
مصیبت میں کبھی ہونا نہ بیدل	کہ کچھ ہوتا نہیں ہے اس سے حاصل
نظر رکھو خدا پر اپنی ہر دم	کسی کا قول ہے مشہورِ عالم
دریں دنیا کسے بے غم نباشد	اگر باشد بنی آدم نباشد
جو گھبرا کر کسی نے دل اُٹھایا	ندامت کے سوا کچھ پھل نہ پایا

۸۵ دربارِ مذہب پوجا پاٹ و روزہ و نماز

آج کل دیکھا تو دکھلاوے کی پوجا پاٹ اور عبادت رکھی ہے۔ صدق دل سے تو سو میں ایک بھی بمشکل کرتا ہے ہندو ہوئے تو ہاتھ میں جب تھیلی لیکر ایسی جگہہ مالا جپنے یا گھنٹہ بجانے یا بھجن گانے لگے کہ لوگ دیکھکر انکو نیک سمجھیں لیکن باطن میں جھوٹ اور فریب سے کام لیا اور تلسی داس جی کے قولوں کو فراموش کیا دوہرے

رام رام سب رٹت ہیں ٹھگ ٹھاکر اور چور		بنا پریم ریجھیں نہیں تلسی نند کشور
مالا گل میں ڈالکر ست نا بولو جھوٹ		مالا سے چر خہ بھلا جو نت اٹھ کاتے سوت
ست بچن آدھینتا پر تریا بات سمان		تا پر بھی ہر نا ملیں تو تلسی داس جمان
کام کرودہ لوبھ موہ ابھمان		تلسی پانچوں چھانڈکے کر ایشر کا دھیان

ایسا ہی اہل اسلام کو دیکھا سینکڑوں میں مشکل سے ایک کو صدق دل سے عبادت کرتے پایا رگڑ رگڑ پیشانی پر گٹہ ڈال لیا اور ہر وقت تسبیح ہاتھ میں رکھی اللہ اللہ اور توبہ توبہ کا تکیہ کلام بنالیا مگر فریب کی چھری دل کے میان میں چھپائے رکھی جب موقع ملا لوگوں کے حقوق کے گلے بلادرد و وسواس کاٹ ڈالے اشعار

تسبیح بکف پھرنے سے کیا کام چلے		منکے کی طرح دل نہ پھرے جبتک میر
صاف نیت سے بندگی ہے تکو		ورنہ ہے مغز پوست سے کیا ہو
ظاہر و باطن ترا گر نیک ہو		پاوے بیشک جب تو حق کی راہ کو

اس زمانہ میں بہت سے فرقے اور پنتھہ ہندو اور مسلمانوں میں پھیلے ہیں کہ جنکی شمار نہیں اور طرفہ یہ کہ ایک دوسرے کو برا کہتا ہے اور یہاں تک جوش تعصب نے اندھا کر رکھا ہے کہ ایک دوسرے سے لڑتا او عدالت چڑھکر آفت میں پڑتا ہے مسدس

جو بشر پابند مذہب ہے وہی دیندار ہے
جسکو پابندیِ مذہب سے نہیں کچھہ عار ہے
جسکو ہے حق کی تمنا اُسکا بیڑا پار ہے
طے بآسانی اُسی کی منزلِ دشوار ہے

اپنے مذہب کا جو اہلِ آبرو پابند ہے
اُس سے بڑہکر کون پھر دنیا میں دانشمند ہے

اپنے مذہب کا ہمیشہ پاس کرنا چاہئیے
حدِّ مذہب سے نہ انساں کو گزرنا چاہئیے
ایزدِ خلّاق سے ہر وقت ڈرنا چاہئیے
دم ہمیشہ دل سے سچائی کا بھرنا چاہئیے

پاس مذہب جسکو ہو ہے نام اُسکا حق شناس
رنج و غم آتے نہیں زنہار اہل دیں کے پاس

اپنے مذہب کو ہمیشہ سب سے بہتر جانیئے
حکمِ مُرشد کو مثالِ حکمِ داور جانیئے
جو ہدایت ہو اُسی کو اپنا رہبر جانیئے
اپنے مذہب کی کتابوں کو مقدّر جانیئے

جس بشر کو کچھہ نہیں ہے اعتبارِ دینِ خاص
وہ نہیں زنہار ہوتا پاسدارِ دینِ خاص

غیر کے مذہب کی بھی توقیر واجب ہے ضرور
جو تعصب پر فدا ہو ہے وہ بیشک بے شعور
کیونکہ ہے توہینِ مذہب داخلِ جرم و قصور
سنگدل ہے غیر کے شیشے کو جو کرتا ہے چور

ہے تعصب سے نہیں بڑہکر زمانے میں گناہ
اسکا چسکا ہے جسے ہے وہ جہاں میں رو سیاہ

کونسا ایسا ہے مذہب ظلم جس میں ہے روا
ہو نہ مشکل جس کی آساں کون ہے وہ بینوا
کونسا ایسا مرض ہے وہ نہیں جس کی دوا
عظمتِ دیں جلوہ گر ہے ہر جگہہ مثلِ ہوا

الغرض ہے جسکا جو مذہب خدا اُسمیں ہی ہے

تم وفا جس سے کرو بیشک وفا اسمیں ہی ہے

جسنے ایماں اپنا کھویا اس نے کھوئی آبرو
گل وہ مثل خار ہے جس میں نہیں ہے رنگ و بو
دوست جو اسکے تھے اس حالت میں ہوتے ہیں عدو
دل وہ ہے گل سے بہتر جس میں ہے حق کی آرزو

اپنے ایماں پر جو قائم ہو وہ ہے مقبول خلق
جو پھرا اپنی روش سے وہ ہے نامعقول خلق

جو ہو مذہب باپ ماں کا اسکی پابندی کرو
اپنے اپنے کام سے بس کام رکھو رہبرو
دم ہمیشہ راستبازی کا بصدق دل بھرو
تم نہ بھٹکاؤ کسی کو قہر خالق سے ڈرو

جھوٹی باتوں سے نہ لو ایماں کسی کا واعظو
دو فقط لکچر خدا کی برتری کا واعظو

مثنوی

جو رکھیں اور مذہب سے خصومت — جہالت ہے جہالت ہے جہالت
رہے مذہب پہ اپنے خوب پابند — وہ اپنے دین و ملت سے ہو خورسند
خطا اسکی ہے اسکے حق میں مذموم — تمہارے نام پر کب ہوگی وہ مرقوم
جو رکھتے ہیں ہدایت کی لیاقت — جہاں تک ہو سکے کر دو ہدایت
کہ جو شرعی عبادت ہے مقرر — ہر اک مذہب میں رائج ہے برابر
اگر تسلیم کی ہے اسکو توفیق — ثواب اسکا ملا تم کو یہ تحقیق
وگرنہ تم کو کب رتبہ ہے حاصل — کہ طے کرتے ہو جھگڑوں کے مراحل
تعصب سے ہمیشہ باز آؤ — دل اپنا اپنے مذہب پر لگاؤ

تعصب ہو جسکے دل میں مکین
گئے اُسکے ہاتھوں سے دنیا و دیں

تعصب ہو جسکو وہ انساں نہیں
تعصب کا بندہ مسلماں نہیں

نہیں اُنکے اطوار و افعال خوب
نہیں اُنکے عادات و اقوال خوب

نہ شائستگی ہے نہ تہذیب ہے
مراتب کی کب اُنہیں ترتیب ہے

غرض جو بُرائی ہے انسان میں
تعصب کا باعث ہے ہر آن میں

اگر کوئی عاقل ہو اور ہوشیار
تعصب کو دل میں نہ دے اپنے بار

۶۔ دنیا میں مبارک لوگ

مبارک ہیں وہ انساں جو خدا کی یاد کرتے ہیں
مبارک ہیں وہی جو اہلِ غم کو شاد کرتے ہیں

مبارک ہیں وہی جو خواہشِ انصاف رکھتے ہیں
مبارک ہیں وہی جو اپنے دلکو صاف رکھتے ہیں

مبارک وہ ہیں جو پابندیِ اوقات کرتے ہیں
مبارک وہ ہیں جو لوگوں سے ہنسکر بات کرتے ہیں

مبارک ہیں وہی جو راستی پر دل سے قرباں ہیں
مبارک ہیں وہی جو قدردانِ نکتہ سنجاں ہیں

مبارک وہ ہیں جن میں عادتِ غیبت نہیں اصلا
مبارک وہ ہیں جن میں بُری خصلت نہیں اصلا

مبارک ہیں وہی جو صاحبِ علم و فضیلت ہیں
مبارک ہیں وہی جو اہلِ ہوش و عقل و ہمت ہیں

مبارک ہیں وہی جو باادب ہیں اہلِ دنیا میں
مبارک ہیں وہی جو خوش لقب ہیں اہلِ دنیا میں

مبارک ہیں وہی جنکو پسند آئی وفاداری
مبارک ہیں وہی کرتے ہیں جو دشمن سے بھی یاری

مبارک ہیں وہی جو کام کرتے ہیں دیانت سے
مبارک ہیں وہی جو دُور رہتے ہیں خیانت سے

مبارک ہیں وہی اشخاص جو ہیں علم کے طالب
مبارک ہیں وہی جو نفسِ سرکش پر ہوئے غالب

مبارک ہیں وہی جو چاہتے ہیں بہتری سب کی
مبارک ہیں وہی کرتے ہیں جو چارہ گری سب کی

مبارک ہیں وہی جن کو خیال حفظ ایماں ہے
مبارک ہیں وہی۔ دل راستی پر جن کا قرباں ہے

مبارک ہیں وہی جو میہماں کی قدر کرتے ہیں
مبارک ہیں وہی جو خالق عالم سے ڈرتے ہیں

مبارک ہیں وہی جن کو خیال خاکساری ہے
مبارک ہیں وہی جن ہیں کمال بُردباری ہے

مبارک ہیں وہی خدمت بزرگونکی جو کرتے ہیں
مبارک ہیں وہی عزت بزرگوں کی جو کرتے ہیں

مبارک ہیں وہی جو طاعت حکّام کرتے ہیں
مبارک ہیں وہی جو کام کو انجام کرتے ہیں

مبارک ہیں وہی خواہش ہے جنکو نیکنامی کی
مبارک ہیں وہی عادت ہے جنکو خوشکلامی کی

مبارک ہیں وہی مردانِ خوش انجام دنیا میں
رہے زندہ فنا کے بعد جنکا نام دنیا میں

مبارک ہیں وہی صبرِ قناعت جنکا پیشہ ہے
مبارک وہ ہیں جنکو فکر ہمدردی ہمیشہ ہے

مبارک ہیں وہی اشخاص دولتمند و دریادل
زمانہ خُلق پر جنکے سدا شیدا ہوا اور مائل

مبارک ہیں وہی فانی سمجھتے ہیں جو ہستی کو
مبارک ہیں وہی جو جانتے ہیں حق پرستی کو

مبارک ہیں وہی جو فرق نیک و بد سمجھتے ہیں
مبارک ہیں وہی جو کید اہلِ کد سمجھتے ہیں

مبارک ہیں وہی ہیں فعل جنکے عیب سے خالی
مبارک ہیں وہی کرتے ہیں جو تدبیر خوشحالی

مبارک وہ ہیں جو راضی رضائے حق پہ رہتے ہیں
ہمیشہ شاکر اپنے قادرِ مطلق پہ رہتے ہیں

مبارک ہیں وہی جو قدر افزائے سخنور ہیں
مبارک ہیں وہی جو نکتہ فہم و نکتہ پرور ہیں

مبارک اے تمنا ہیں وہی اشخاص روشن دل
کہ جنکی ذات سے کچھ فائدہ اورونکو ہو حاصل

۷۔ معیار العادات

جانچتی ہے محک کہ ہے طلا کیسا
کون ممسک ہے جانتا ہے گدا

رنج دل کو مٹائے صاحبدل
رافع حرص صحبت کامل

نیک حاکم ہے عدل کا بانی	اور شجاعت ہے عزم انسانی
زن کا زیور تو اسکی عصمت ہے	ایسی زن ہو تو گھر میں زینت ہے
مفلسوں کا نشان ہے خواری	اور اقارب کی شان غم خواری
قدر دانا و حالِ دختر پر	زیبِ خانہ کمین و افشور
قرض لیکر جو دے وہ ہے انسان	پیر دے پیر ہو تو چیلہ مان
نا سزا کہنا نشاں خطا کاری	ہے معالج کا فخر رفع بیماری
دوست دشمن کو دیکھ آفت میں	جانچ نوکر کی ہے دیانت میں
نیک و بد سے ہے خانداں ظاہر	شعر سے ہے زباندان ظاہر
تیرے لڑکے میں گر سعادت ہے	تجکو کس شے کی پھر ضرورت ہے
اپنی کھانسی کو روگ کا گھر مان	نیند اور بھوک تندرستی جان
دل کی حالت جتائے شکلِ بشر	جیسی عادت ہو اسکی دے یہ خبر

۸۔ کون کون حالات کون اسباب سے چھپ نہیں سکتے۔

بہادری ...... نفس پر غالب ہونے سے	نامردی .... مصیبت میں گھبرانے سے
سخاوت ...... مال جان عزت میں دریغ نہ کرنے سے	بخیلی .... اپنے آپکو اور حقداروں کو تنگ رکھنے سے
پارسائی .... خوفِ خدا سے	فسق .... خدا کی نافرمانبرداری سے
عدل .... بے تعصبی اور علم سے	ظلم .... بے محل غصہ اور غرور سے
حکمت .... اپنے نفس کو پہچاننے سے	جہل .... کاہلی اور بدعملی سے

طبابت[11] .... تجربے اور علم سے	قحط[17] .... امساک باراں موقوف ہے
رشتہ[12] دار اور دوست ... ہمدردی سے	کتاب[18] اخبار .... زیادہ بکری سے
نشہ[13] .... آنکھ سرخ ہونے اور منہ میں بدبو سے	عدل[19] .... انصاف سے
بیماری[14] .... ضعف سے اور چہرہ کی زردی سے	اولاد[20] رشید ...... ادب اور نیک چلن سے
مفلسی[15] .... پھٹے کپڑے ٹوٹی جوتی سے	علمی[21] استعداد ...... تعلیم اور تصنیفات سے
پڑوسی[16] .... برتاؤ سے	بے[22] ایمانی .... نا دہندی سے
	اقبال[23] .... کامرانی سے
	ادبار[24] .... نامرادی سے

۹ تین شے کو تین شے بغیر قیام نہیں

تین شے کا قیام تین سے ہے بے تجارت نہیں فزونی مال علم بے بحث پائدار نہیں	ورنہ ہوتی ہیں سب کی سب لاشے بے سیاست ہے سلطنت کو زوال شبہہ کچھ اس میں زینہار نہیں

۱۰ اچھے حالتوں کے چھہ لوازمہ

مال اکثر نہیں ہے بے نخوت[1] بے ندامت نہیں بری صحبت صحبت زن بلا و نکبت[2] ہے کون ہے مست نشۂ دولت	نہ اطاعت خدا کی بے محنت بے خطر شاہ کی نہیں خدمت حرص سے ہر طرح کی ذلت ہے ہو نہ جس میں غرور کی علت

۱ وقت مقرر ۱۲ ۲ گھمنڈ ۱۲
۳ حرامی ۱۲ ۴ مصیبت ۱۲

اپنے آپے میں بہت تھوڑے ہیں	کبر و نخوت جنہوں نے چھوڑے ہیں
عابدانِ کبیر و با ایماں	جن کو حاصل ہے یاری یزداں
عیش و عشرت سے جی چراتے ہیں	یاد خالق میں دل لگاتے ہیں
ہے یہاں کون زن سے ہمصحبت	جو نہیں ہے محن سے ہمصحبت
کونسا ہے طمع کا آزاری	عاقبت ہیں نہو جسے خواری
کون ہے جو شریک بد ہو کر	ہاتھ ملتا نہیں ہے رو رو کر
کون ہے۔ کرکے شاہ کی خدمت	جسکو آخر ہوئی نہو خفّت
لیک شہ جبکہ دادگر ہووے	کیوں کسی کو کسی سے ڈر ہووے

۱۱۔ گناہ کس فعل کا نام ہے۔ جس کام کو مذہب نے بُرا جتا دیا۔

۱۲۔ سوالات کبیر جی	۱۳۔ جوابات کبیر جی

دوہرہ سوال

سانچ بول نہ مایا ملے جھوٹے ملے نہ رام	اب کبیر کیسے کریں بھاری دونوں کام

دوہرہ جواب

مایا سول اپراد ہے سانچی روزی کھا	رام نام کو جاپ کے دونوں کام بنا

۱۴۔ پاک وصاف

پاکوں کو غم حساب ہوتا ہی نہیں
اُجلے کپڑونکو کوئی دھوتا ہی نہیں

۱۵۔ رباعیات درباب توبہ

توبہ تو ہے اِک بیج عبادت ہے ثمر
یہ بیج اگر دل کی زمیں میں جم جائے
غفلت سے ہٹو باندہ لو توبہ پہ کمر
حاصل تمہیں آخر کو ہو طوبیٰ کا شجر

رباعی

توبہ وہی مقبول کہ پھر ہو نہ گناہ
یہ توبہ ہے کیا۔ آج تو کی کل ٹوٹی
ہر کام میں تائبؔ کی ہو مولیٰ پہ نگاہ
ہے نفس کا یہ مکر کرے دل کو سیاہ

۱۶۔ نظم درباب آداب و تعظیم

ادب ہے آدمیت کی نشانی
مفصل ہیں ادب کے یہ مراتب
رکھو غالب خدا کا خوف دل پر
رہو مصروف کارِ نیک دن رات
کرو ماں باپ کی تعظیم ہردم
جو کوئی کام ہے تم پر مقرر
کوئی عالم ہو۔ یا ہو کوئی درویش
عزیز و اقربا ازواج و فرزند

سراسر ہے خدا کی مہربانی
سنو دل سے انہیں تو ہی مناسب
نہ بھولو اپنے جسمِ آب و گِل پر
و لیکن ہو ادب کیساتھ ہر بات
اور اُنکے حکم کو تسلیم ہردم
تو اُسمیں محنت و ترتیب ہے بہتر
کرو تعظیم اُسکی بیش از بیش
رہیں سب خُلق کی باتوں سے خرسند

رہے اپنی شریعت سے سروکار — خصومت ہو مذاہب سے نہ زنہار
طریقہ ہے شرافت کا صداقت — وسیلہ ہے شقاوت کا حماقت
جو ہیں ناراستی کے پائے در گل — ہمیشہ ہے ندامت انکو حاصل
بڑا ہو آپ سے گر کوئی انساں — لحاظ اسکی بزرگی کا ہو ہر آں
رفیق علم ہو ہر دم طبیعت — ہو نقش دل بزرگونکی نصیحت
ادب جسکو نہیں دنیا میں حاصل — نہیں ہے حق کی رحمت میں وہ شامل

۱۷۔ نظم درباب آداب محفل

قاعدے محفل کے شایق کیا لکھے — لکھنے والے ہیں بہت کچھ لکھ چکے
کچھ لکھی جاتی ہیں باتیں سودمند — تا نہ پائیں طول یہ اوراق چند
جائے گر محفل میں تو اے مہرباں — بیٹھ اپنے مرتبہ سے بے گماں
دیکھ مسند پر نہ بیٹھ اے تیرہ رائے — تا اٹھا دینے کی ذلت تو نہ پائے
خندہ زن ہرگز نہو ہر بات پر — قدر کم ہوتی ہے خفت بیشتر
بزم میں اپنی ثنا خوانی نہ کر — دیدہ و دانستہ نادانی نہ کر
کر نہ تو تعریف محفل میں کبھی — اپنے مال و علم اور فرزند کی
کر حذر ہر وقت کذب و ہزل سے — اور نہ کہہ باتیں مخالف عقل سے
محفل غم میں نہ کر ذکر سرور — زہر میں شکر ملانا کیا ضرور
ہو کبھی گر محفل شادی کہیں — کر نہ ذکر غم سے لوگونکو حزیں
نوش سے سب نیش کہتے ہیں جدا — نیش ہو جب نوش میں ہے بے مزا

بات کرنے میں نہ کر قطع کلام
جنبش ابرو و چشم و دست سے
ریش سے بازی نہ کر اے ارجمند
اور نہ چٹخا انگلیوں کو بار بار
کہدیئے ہیں قاعدے تجھے یہ سب
کر سمجھکر اہل محفل سے کلام
پوچھا لقمان سے کسی نے سبب
بولے ہر بے ادب سے سیکھا ہے
چال سے اسکی اجتناب کیا
بے ادب جو زباں پہ لاتے ہیں

تھام شمشیر زباں کو اپنی تھام
گفتگو کرنے میں ان سب سے بچے
الٰہی پر تیری ہوگا ریش خند
ہے زبوں یہ فعل سن اے ہوشیار
بیٹھو محفل میں تو با شرط ادب
تاکہ ہو جائے پسند خاص و عام
کس سے سیکھا ہے تمنے علم و ادب
اسکے ہر کام پر تبرا ہے
ادب اسطرح اکتساب کیا
ہوشمند اس سے پند پاتے ہیں

اسیطرح جب کوئی دوست تمہارے گھر آئے تم پر حسب مرتبہ اس کی تعظیم میں شیریں کلامی سے پیش آنا واجب اور کسی بات میں جھگڑے کے متعلق گفتگو کرنا مناسب ہے اور اگر طرفثانی ایسی گفتگو چھیڑ دے تو مہذب الفاظ میں جواب دینا چاہیئے اس سے کسی کی غیبت سنکر ہاں میں ہاں نہ ملاؤ اسکے ساتھ معمولی تواضع سے پیش آؤ اور جس غرض کیلئے وہ آیا ہے حتی الامکان اسکے پورا کرنے میں کوشش کرو۔ توہین مذاہب سے پرہیز کرتے رہو۔

اِتنے شخصوں سے بے تحفہ ملنا واجب نہیں

باپ سے گرو سے استاد سے حاکم سے داماد سے

اِیسوں کی صحبت سے حذر کرنا مناسب ہے

شرابی سے عیاش سے جواری سے بدکار سے خوشامدی سے

۸۰ واں باب تہذیب اخلاق

ایک شاگرد نے اُستاد سے دریافت کیا کہ اُستاد جی دنیا میں مجھکو کیا کرنا چاہیئے۔ جواب دیا

(۱) جس کام کے لائق ہو اُس کام میں لپٹے رہو!!

(۲) اُس کام کی اصلیت شروع سے انتہا تک سمجھو!!

(۳) اُس کام میں روزافزوں ترقی کرو!!

(۴) ہرایک سے زیادہ جاننے کی کوشش کرو۔ جو تم نہیں جانتے ہو دوسرے سے دریافت کرنے میں شرم مت رکھو

(۵) کفایت شعاری کے عادی بنو!!

(۶) دیانت داری سچائی اور نیک کام کرنے میں شہرت پیدا کرو!!

(۷) پہلے ایک کام کے لائق بنو۔ پھر اُس کام کو اختیار کرو۔ ورنہ پردہ فاش ہو جائیگا رسوا ہو گے!!

(۸) اپنی تندرستی قائم رکھنے میں کوشش کرو!!

(۹) ہر امر کی زیادتی سے حذر کرو!!

(۱۰) شب کو کافی نیند سویا کرو دن کے وقت سونا ممنوع سمجھو!!

(۱۱) پروردگار کو حاضر ناظر سمجھکر کام کیا کرو!!

(۱۲) کسی کا حق تلف کرنا عذاب سمجھو!!

(۱۳) تولنے یا ناپنے کی ضرورت پڑے تو پورا تولو پورا ناپو!!

(۱۴) صاحب اولاد ہو تو اُنکی تربیت میں مشغول رہو اور نیک عادات کا اُنکو عادی بناؤ

(۱۵) پڑوسی سے محبت اور دوست سے رفاقت رکھو۔ فقیر کی تواضع کرو۔ محتاج کو تسلی دو اشراف کی امداد کرو۔ ایذارسانی سے پرہیز کرتے رہو!!

(۱۶) بڑے کا ادب چھوٹے پر شفقت۔ بھلے کا ساتھ دینے میں اپنی سعادت سمجھو!!

(۱۷) گناہ سے بچو۔ مال کے نقصان کو صدقہ جان و مال و عزت سمجھو اور ایمان کی حفاظت کیلئے ان تینوں سے دست بردار ہو جاؤ۔

(۱۸) معرکہ میں شجاعت معاملہ میں راستبازی گفتگو میں شیریں کلامی غصہ میں خموشی دشمنوں سے ہوشیاری اختیار کرو۔

۱۹- درباب بزرگی

جو لوگ اپنے سے بڑے ہیں۔ دولتمند ہیں صاحب حکومت ہیں عالم ہیں خواہ اس سے پہلے کیسے ہی بُرے ہوں مگر انکی تعظیم واجب ہے کیونکہ جنکو پروردگار نے بزرگ بنایا ہے انسان کو اُنکی بزرگی ماننی ضرور ہے

ناسزائے را چو بینی بختیار	عاقلاں تسلیم کردند اختیار
شرافت شریفوں کو دیتا خدا ہے	بُرا کہنا اچھوں کو صاحب بُرا ہے
ادب قاعدہ اُنکا واجب ہوا ہے	بُرا کہنے والے کو حاصل ہی کیا ہے

۲۰- درباب افزائش آبرو

پانچ چیزوں سے ہو زائد آبرو	اپنے گوش دل سے سن کہا اسکو تو
اہل زر ہو کر کرے بخشش اگر	اُسکی دنیا میں ہو عزت سر بسر
کام میں اپنے جو ہو مشغول تو	کیا عجب بڑھ جائے تیری آبرو
رہ ہمیشہ بُردبار و باوفا	تاکہ تیرے دلکو حاصل ہو صفا
دشمنوں سے راز اپنا کر نہاں	ہو ضرورت دوستوں پر کر عیاں
شہر ساری کا اگر ہے تجھکو ڈر	صرف اموالِ امانت کو نہ کر

دوسروں کے عیب کو ظاہر نہ کر — تا نہاں ہو عیب تیرا سربسر
رکھ ہوائے دل سے تو ہرگز نہ کام — تا نہ حاصل ہو پشیمانی مدام
خود حفاظی سے رہے تو سرفراز — ہاتھ اپنا کر نہ ہر جانب دراز
قدر کر انسان کی اے حق شناس — تا ہو تیری قدر کا اونکو پاس
صبر کرنے کی نہو جس دل میں جا — سیم و زر سے وہ تونگر ہو چکا
ہو جو حاصل تجھکو دشمن پر ظفر — رحم کر اور جرم اُسکا عفو کر
ڈر خدا سے تو سدا اے باوقار — رہ اُسی کے رحم کا امیدوار
ہو جہاں میں با تواضع با ادب — صحبت پرہیزگاراں کر طلب
خلق آزاری سے ہر دم دور ہو — خلق سے مل سب سے تا مشہور ہو
حرص و بغض و غصہ کو تو زہر جان — صبر و حب و حلم کو تریاق جان
صورت تریاق ہے دانائے دہر — اور ہے نادان قاتل مثل زہر
تو اگر دانا بھی ہے اے باہنر — آپکو ناداں سمجھ لے سربسر

۲۱۔ در باب کاہش آبرو

خصلتیں ہیں چار کر اُنسے حذر — آبرو پر اپنی رکھ ہر دم نظر
کہہ نہ تو ہرگز سخنہائے دروغ — جھوٹ سے حاصل نہیں ہوتا فروغ
اے پسر سردار سے تو کر نہ جنگ — آبرو جائیگی اور ہوگا بہ تنگ
جو نہیں کرتا ہے لوگوں کا ادب — آبرو کھووے گر اپنی کیا عجب
[illegible] — کیونکہ مٹ جاتی ہے اسمیں آبرو

۲۲- درباب نیکبخت و کمبخت

پوچھا عاقل سے نیکبخت ہے کیا / اور کمبخت کونسا ہے بتا
کہا جو کھاتا ہے کھلاتا ہے / نیک بختوں میں سمجھا جاتا ہے
نہیں کھاتا نہیں کھلاتا جو / اُسکو بدبخت کہتے ہیں حق گو
عمر تحصیلِ مال میں کھوئی / نیکی حاصل کبھی نہ کی کوئی

چار چیزیں یہ جو ہیں اے مہربان / تو اِنہیں آثار بدبختی کے جان
جاہلی و کاہلی اے ہوشیار / بیکسی و ناکسی سب ہیں یہ چار
جسنے تابعِ ہوا و حرص کی / نفس پر قابو نہ پاویگا کبھی
مستِ خواب و خور جو یہاں ہے اے اسیر / حشر میں ہے نارِ دوزخ اُسکا گھر

۲۳- نظم درباب خیرات

یہ نہ کہہ میں جو دیتا رہتا ہوں / نامِ رب دیکے رنج سہتا ہوں
تیری کیا چیز ہے کہ تو دے گا / ہے یہ نیت تو اُس سے کیا لیگا
جسکا محتاج ہے جہاں سارا / اُسکو کیا دے سکیگا تو پیارا
ہاں یہ سمجھے کہ واسطے حق کے / دے رہا ہوں دیا ہے حق نے مجھے
جو کہ اندازہ سے زیادہ ہے / حق غریبوں کا ہو گئی وہ شے
یہ بھی جائز نہیں زن و فرزند / ہوں سخاوت سے تیری حاجتمند
صرف خیرات ہے برائے گدا / خاص کر حق نہیں برہمن کا

اسمیں نیت کی قید ہے بے سود — روزِ نحس و سعید و نا محمود
جس جگہ جب کبھی ملے محتاج — حسبِ مقدور دو جو چاہے مزاج
صدقہ کو ردِّ ہر بلا سمجھے — اچھی خیرات کو روا سمجھے
جنکے اعضائے تن سلامت ہیں — پھر وہ مانگیں سگِ ملامت ہیں
گیروا کپڑے اور تلک پہ نہ بھول — ہیں وہ مکّار و سخت نامعقول
ہو جو محتاج پائے بندِ عیال — اور حیا سے نہ کر سکے وہ سوال
دے تو اسکو جو کچھ ہے تیرے پاس — میٹ دے اُسکے دل کا رنج و ہراس
دیر مت کر تو نیک کاموں میں — تاکہ ملجائے نیک ناموں میں
پوچھ مت اسمیں ہے قصور صلاح — اور کاموں میں ہے ضرور صلاح

۴۲-در باب شرافت

اشراف پھر اشراف ہے اگرچہ مفلس ہو اور کمینہ پھر کمینہ ہے گو تونگر ہو جائے۔ لہذا اشراف کو لازم ہے کہ مفلسی میں بھی شرافت کو نہ چھوڑے ورنہ کمینوں میں داخل ہو جائیگا اور کمینہ کو چاہئے تونگر ہو کر کوئی ایسا کام کرے کہ اشرافوں میں گنا جائے۔ کبیر جی ذات کے جولاہے تھے مگر اچھے کاموں کے باعث اشرافوں میں ملکر بزرگوں اور پیروں میں شامل ہوگئے۔ اور قارون موسیٰ علیہ السلام کا خالہ زاد بھائی اور بے مثل دولتمند تھا۔ مگر بخل کے سبب خزانہ کے ساتھ دفن ہو کر اب تک لعنت سے یاد کیا جاتا ہے۔

۴۳-در باب سیرت و صورت

انسان آئینہ میں اپنا منہ دیکھکر اپنے آپکو بدشکل پائے تو اپنی سیرت کو اچھا کریگی

کوشش کرے تاکہ اُسکا بدن ہو جاوے اور اگر اپنا چہرہ خوبصورت نظر آئے تو خراب سیرت کو چھوڑ کر صورت کی تقلید کرے۔

۲۶- درباب ازدیادِ علم

اِک نے پوچھا جناب مرشد سے
علم کِس طرح آپ نے سیکھے
بولے جو کچھ مجھے نہیں آیا
پوچھنے میں کبھی نہ شرمایا
عقل کا اِسطرح سے ہے ارشاد
کہ اگر تیرے جسم میں ہے فساد
عافیت کی امید ہوگی تب
نبض دکھلائیگا طبیب کو جب
جو نہیں جانتا وہ پوچھ مدام
ہے خرابی نہ پوچھنے کی تمام

۲۷- اوسر چوکنا

نیک موقع کو ہاتھ سے نہ کھونا چاہیئے یعنے نیکی کرنے کا موقع ہو تو فعل نیک کئے بغیر نہ رہو کیونکہ ع اوسر چوکی ڈومنی گائے تال بے تال۔

۲۸- نظم درباب عقل

اے عقل تیرا نام ہے مشہورِ خاص و عام
تیرے لطف خاص سے چلتا ہی سب کا کام
تیرا جہاں ہے دخل وہی ٹھیک کام ہے
تو جس جگہ نہیں وہ اندھیرا مقام ہے
تیری مدد زمانے کی زینت کا ہے سبب
افزائش حکومت و حشمت کا ہے سبب
جس آدمی میں عقل نہو وہ بشر نہیں
خالی جو برگ و بار سے ہو وہ شجر نہیں
سچ ہے نہ عقل ہو تو ہے بیکار زندگی
ہے جاہلوں کی جگ میں گرانبار زندگی

جاہل جو آدمی ہے عجب اُسکا حال ہے — نیکی کا اُسکو علم نہ بدی کا خیال ہے

جب عقل زور باز ہے تو پھر پوچھئے نہ حال — کردے وہ کام جسکا سمجھنا بھی تھا محال

اللہ رے شانِ عقل عجب اِسکا کھیل ہے — بے تل نکالا تیل جو مٹی کا تیل ہے

دنیا میں تار برقی کی وہ ریل پیل ہے — دم میں خبر رسانی ہو کیا تال میل ہے

منزل دنوں کی گھنٹوں میں طے عقل ہی نے کی — پوشیدہ تھی جو پیش وہ شے عقل ہی نے کی

جام جہاں نما تھا اسی عقل کا ظہور — سدِّ سکندری بھی اِسی عقل کا تھا نور

دورہ حکومتونکا جہالت سے تھا جو دور — اُسوقت کے بھی لوگ ہیں مشہور با شعور

بازار عقل گرم جہاں ہو وہیں ہو لطف — جسجا ظہورِ امن و اماں ہو وہیں ہو لطف

ناقص ہے جسکی عقل دماغ اُسکا ہے خراب — شر جس بشر کے دلمیں وہ ہے محوِ اضطراب

جاہل نہ سمجھے ڈھیر ہے ردی کا یا کتاب — کس فعل سے ثواب ہو کس فعل سے عذاب

ناخوش ہے اُس سے خلق خدا کا عتاب ہے — بے عقل آدمی کی بھی مٹی خراب ہے

۲۹۔ نظم درباب خوش نویسی

خوش نویسی کا شوق ہو جس کو — خط کتابت سے ذوق ہو جسکو

سات باتیں بہم نہوں جبتک — خوش نویسی محال ہے بیشک

یعنے لازم ہے پہلے کاغذِ صاف — شکل رخسار مہوشاں شفاف

دوسرے چاہیئے مداد سیاہ — مثلِ زلفِ نگار غیرتِ ماہ

تیسرے چاقوئے خوش آب و تیز — نگہہِ شوخ کی صفت خونریز

چوتھے ہو کلک واسطی مضبوط — نرمی و سختی میں بہم مربوط

پانچویں ہو شفیق تر استاد
مہرباں مادر و پدر سے زیاد
چھٹے ازبس ہو مائل و راغب
مشق تحریر پر دل کاتب
ساتویں فضل ایزد متعال
رہے لیل و نہار شامل حال
جبکہ ساماں یہ سب مہیا ہو
کیوں نہ پھر خوشنویس یکتا ہو

۳۰- نظم در باب وقت

خواب غفلت میں نہ اوقات کو کھو تو بیکار
چونک اٹھ صبح ہوئی اب تو ہو غافل ہشیار
وقت کو ہاتھ سے بیکار عبث کھوتا ہے
نہیں معلوم کہ کس نیند میں تو سوتا ہے

ہے ایک ایک پل مثل آب رواں
کروں کس طرح اسکی قیمت بیاں
ہر اک لحظہ بہتر جواہر سے ہے
مقابل میں اسکے نہیں کوئی شے
بدولت اسی کی زمانہ کے کام
لیاقت عبادت ریاضت تمام
ٹھہرتا نہیں ہے یہ دم بھر کہیں
غرض روکنا اسکا ممکن نہیں
مگر چند قزاق ہیں راہ زن
عجب انکے دہوکے عجب انکے فن
میں کرتا ہوں نام انکے تجسے بیاں
رہیں انسے غافل نہ طفل و جواں
بہت خواب سستی جوانی کا جوش
بچے انسے وہ جسمیں ہے عقل و ہوش
سوا انکے پوشیدہ ہیں چور اور
کہ نادان کرتے نہیں جن پہ غور
ملال اور غصہ ہے اور بے زری
کہ ان سب سے غفلت کو ہے یاوری
رہو انسے ہشیار ہر کام میں
نہ آئے خلل جس سے انجام میں
رکھو اپنے وقتوں کا ہر دم خیال
نہ لاؤ کبھی کوئی دل پر ملال

نہ سمجھو کبھی اسکو بے قدر تم — پلک مارنے میں یہ ہوتا ہے گم
بقولِ حسن کوئی پاتا نہیں — گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
جو کچھ ہو سکے اسمیں انسان سے — کرے خوب کوشش دل و جان سے
فقط کھانے پینے میں اوقات کو — نہ ضایع کرو ہرگز اے دوستو
رضائے الٰہی کے جویاں رہو — کہ شرمندہ آنکھیں نہوں حشر کو

۴۱ - نظم درباب ہمّت

ہمت نہ اگر ہو تو ہے اقبالِ بشر کیا — دل بودا ہے جسکا وہ بنے اہلِ ہنر کیا
ہمت ہی نہیں جسمیں وہ کیا کام کریگا — بینائی نہو جس میں وہ ہے اہلِ نظر کیا
ہمت ہے قوی جسکی وہ دشمن کو کرے زیر — دل شیر ہے جسکا اُسے شیروں سے ہے ڈر کیا
ہمت ہی سے آتی ہے نظر صورتِ مطلب — آئینہ میں دیکھو تو اِدھر کیا ہے اُدھر کیا
ہمت ہی سے سب کچھ ہے بہم سچ ہے تمنا — ہمت ہی نہو جسمیں وہ دل کیا ہے جگر کیا

۴۲ - نظم درباب محنت

محنت کا نہ عادی جو بشر ہو وہ بشر کیا — جو ابر نہ برسے وہ کرے باغ کو تر کیا
جب میاں سے باہر ہی نہ ہو تیغ عدو کش — دشمن کو بھلا اُسکی روانی کی خبر کیا
جو جسم کہ بستر پہ پڑا رہتا ہے ساکت — اِس زندۂ بیدل پہ کرے کوئی نظر کیا
محنت ہے وہ دولت کہ اِسی سے ہے ترقی — مفقود یہ ہو جائے تو پھر قدرِ بشر کیا
محنت ہی سے اِنساں نے کیے علم و ہنر یاد — بے اِسکے بھلا ہوتی زمانہ میں بسر کیا

محنت ہی سے لکڑی کی بڑھ جاتی ہے قیمت	نجار کے بن چھوئے کبھی جائے سنور کیا
قائم ہیں مکانات بھی محنت کے اثر سے	مزدور نہ ہوتے تو بناتا کوئی گھر کیا
گھر سے جو نکلتا نہ قدم اہل جہاں کا	گھر بیٹھے ہی طے ہوتی بھلا راہ سفر کیا
محنت سے تنا جو چُراتا نہ کبھی دل	افلاس و پریشانی کا ہوتا اُسے ڈر کیا

۳۳۔ آغاز میں تھوڑا انجام میں پورا

اگر تھوڑا تھوڑا کرو صبح و شام	بڑے سے بڑا کام ہو جھٹ تمام
اندک اندک سے ملکے ہو بسیار	دانہ دانہ سے مل کے ہو انبار
کوہ سے ہر روز اک پتھر اکھاڑ	دیکھ اک مدت میں میداں ہو پہاڑ

۳۴۔ نظم در باب انتظام خانہ داری

امور خانہ داری میں مقرر	ضرورت ہے کہ ہو اک شخص افسر
رہیں سب مشورہ سے اسکے سر ور	تخالف کو طبیعت سے کریں دور
بجز اُسکی اجازت کے کوئی کام	بڑا چھوٹا نہ ہونے پائے انجام
کوئی شادی غمی کچھ پیش آئے	سب اُسکی رائے سے انجام پائے
اُسی کی رائے سے ہو سب کو تسکیں	نہ ڈالے اُس سے ماتھے پر کوئی چیں
ہمیشہ ملک و ملک و تخت و افسر	دو عملی میں ہوا کرتے ہیں ابتر
نہیں موقوف کچھ چھوٹے بڑے پر	جو لائق ہو بنائیں اُس کو افسر
نہ ہو جس گھر میں افسر ایک نساں	تو ہے کل انتظام خانہ ویراں

جہاں ہے انتظام خانہ اس طور | کہ جیسا ہمنے لکھا ہے بصد غور
تو وہ خانہ کبھی ابتر نہ دیکھا | کوئی روتا پکڑ کر سر نہ دیکھا
تعلق خانہ داری سے ہیں جتنے | بپا عورات سے ہوتے ہیں فتنے
زنان ہند ہیں جاہل سراسر | نہیں ہے شاذ کا اطلاق انپر
جہالت سے ہے اُن کا قول ہر بار | کہ ہوں ہم اپنے گھر کے آپ مختار
سوا شوہر کے وہ بھی ہو کے مجبور | اطاعت دوسرے کی کب ہے منظور
وہ خلوت اور جلوت میں ہمیشہ | کیا کرتی ہیں شوہر سے یہ شکوہ
یہ دیورانی جٹھانی ہیں جو بدخُو | بُرا کہتی ہیں ہم کو اور تم کو
ہے اُس غیبت کا ایسا طرز رسا | کہ ہو سُننے سے جسکے دیو انساں
ہوا اب فتنۂ خوابیدہ بیدار | بنی رنجش کی صحن دل میں دیوار
خدا نے دی ہے جنکو عقل کامل | وہ ان باتوں پہ کب ہوتے ہیں مائل
بڑا افسوس ہے اُن صاحبوں پر | کہ ہوں اپنوں سے یوں بیزار یکسر
عزیزوں میں اگر ہے زندگانی | مصیبت میں ہے فرحت کی نشانی
مقیم خانہ ہے گر کوئی تنہا | تو ہے مرنے پہ فائق اسکا جینا
قضا کے ہاتھ سے جبتک ہو مہلت | عزیزوں میں بسر کر تو بالفت

۳۵- در باب سلوک

اُس گھر یا خاندان میں ہمیشہ نفاق رہیگا جہاں ایک دوسرے کی غلطی پر تحمل تقصیر پر عفو۔ نقصان پر برداشت اور غصہ پر ملائم جواب نہیں ہے

۳۶۔ درباب اثاثہ

انسان کو چاہیئے کہ اپنے اثاثہ کو ایک جگہ نہ رکھے بلکہ متفرق جگہ سپرد کردے کیونکہ اگر ایک جگہ کا تلف ہوگیا تو دوسری جگہ کا بچ رہیگا اکثر شاہانِ یوروپ اپنا اثاثہ مختلف مقامات میں رکھتے ہیں۔ چنانچہ لوئس نپولین شاہ فرانس نے اپنا اثاثہ انگلستان میں رکھا تھا جب معزول ہوا تو بقیہ زندگی لندن میں بہت آرام سے گزاری۔

۳۷۔ نظم درباب باعث شکستِ انساں

چار چیزیں ہیں یہ اسباب شکست
دشمنِ بسیار و قرضِ بے کراں

اپنے گوشِ دل سے سن اے حق پرست
کثرتِ اولاد و جرمِ جانستاں

۳۸۔ نظم درباب زوجہ

رکھے بیوی کو حکم حق سے خرسند
تجھے وارث بنایا اُس کا رب نے
تمہارا گھر ہوا آباد اُس سے
پدر مادر کی اُلفت جی سے دھوئی
غضب ہے تم کو ہو اُس سے نہ رغبت
عبث تم اُسکے ہو خواہانِ آزار
کلامِ حق گذارا تھا نظر سے
پھر ایسے عہد کو دل سے اُٹھا کر

امورِ خانہ میں ہو اُسکا پابند
خبر ہر حال میں رکھ اُسکی دل سے
ہوئی اولاد کی بنیاد اُس سے
اطاعت میں تمہاری عمر کھوئی
اور اُسکے دل کو پہونچے رنج فرقت
بھولا کر دل سے اپنے عہد و اقرار
چلے تھے لیکے تم جب اُسکو گھر سے
کرو تم اُنس غیروں سے سراسر

۳۹- نظم نیک عورتوں کی شناخت کے باب میں

سچ تو یہ ہے جو بیبیاں ہیں نیک
کام خوفِ خدا سے ہے اُن کو
نہیں ہوتیں وہ بے لحاظ کبھی
روکھی سوکھی ہمیشہ کھاتی ہیں
جس سے کپڑے گرو ہوں یا برتن
ایسے تن پیٹ کے مزے پر خاک
نہ بڑے پائچے ہیں حد سے سوا
اُونچی کُرتی کو جانتی ہیں ننگ
نہیں باریک اُن کا پیراہن
ہیں وہی بیبیوں کے سر کی تاج
لاکھ بن ٹھن کے لوگ آئیں جائیں
پردے میں گھر سے جاتی ہیں باہر
گھر میں مزدوری اپنی کر لینا
پاس سے گھر کے نکلے کوئی اگر
ہوں محرم میں لاکھ وہ ننگیں
نیچی رہتی ہے سب سے اُن کی نگاہ
شرع کی حد سے کب وہ بڑھتی ہیں

سچ تو یہ اُنمیں خوبیاں ہیں انیک
ربط شرم و حیا سے ہے اُن کو
شرم رکھتی ہیں باپ بھائی سے بھی
جو مصیبت پڑے اُٹھاتی ہیں
بھاڑ میں جائے وہ چھچھورا پن
جس سے کٹ جائے سات پشت کی ناک
نہ وہ گلشن کی کُرتی اور انگیا
پائجامہ نہیں ہے اَڑا تنگ
اور کھلتا نہیں کہیں سے بدن
جن کو ڈر ہے خدا کا کل کی لاج
نہ وہ دیکھیں کسی کو اور نہ دکھائیں
عمر پردے میں کھوتی ہیں یکسر
دال دلیے میں پیٹ بھر لینا
جھانکیں نہیں وہ دن ہو کہ رات
گھر سے باہر مگر نہ جائیں کبھیں
کوٹھے پر چڑھنے سے نہیں آگاہ
مسئلوں کی کتابیں پڑھتی ہیں

نہیں قصہ کہانیوں سے کام
خوب روزہ نماز سے ہشیار
جھوٹ سے کچھ نہیں ہے کام اصلا
کوسنے کاٹنے سے کام نہیں
دہیمی آواز سے وہ بولتی ہیں
پیار بچوں سے اپنوں سے ملت
کیا ہی اچھا ہے اُنکا چال چلن
ساس سسرا ہے خوش میاں راضی
اُنسے جب نیک کام ہوتا ہے
مرد جو کچھ کمائی کرتا ہے
کھانے کپڑے کی ہے وہی مختار
کوئی شے ہر اگر نکلتا ہے
وہ سلائی پہ کرتی ہے گزران
عیب اُسکے چھپاتی پھرتی ہے
ساس بھی اُسکی بات رکھتی ہے
خود میاں کو سنبھال لیتی ہے
خوب سینا پرونا آتا ہے
گھر گرہستی کو خوب جانتی ہے
راز کہتی نہیں کبھی گھر کا

نوج پڑھ کر وہ انکو ہوں بدنام
گھر گرہستی سے رہتا ہوں سروکار
ذکر لب پر نہیں ہے قصوں کا
چٹکلیوں کا زباں پہ نام نہیں
کب وہ گالی میں منہ کھولتی ہیں
سارے عالم میں اُنکی ہے عزت
ماں ہے قربان صدقہ بھائی بہن
کنبہ کی نیک بیبیاں راضی
پھر تو شوہر غلام ہوتا ہے
لاکے بیوی کے آگے دھرتا ہے
مرد انہیں رکھے نہ کچھ سروکار
نیک بیوی پہ بار پڑتا ہے
اور شوہر کی تابع فرمان
بات اُسکی بناتی پھرتی ہے
وہی مختار گھر کی رہتی ہے
سارے کنبہ کو پال لیتی ہے
خوب کھانا پکانا آتا ہے
حکم خاوند کا وہ مانتی ہے
باپ بھائی کا جیٹھ دیور کا

لکھنا پڑھنا بھی اُسکو آتا ہے
کام جو نیک ہو وہ بھاتا ہے

گو ہے اکثر بُروں کو علم بُرا
پر ہے اچھوں کو یہ بہت اچھا

فائدہ بے حساب کرتا ہے
تاروں کو آفتاب کرتا ہے

علم سے خود وہ فائدہ پائیں
بلکہ اوروں کو نفع پہنچائیں

نفع بد کو بھی علم سے ہے مگر
اُسکو ہے نفع اور سب کو ضرر

تھا کریلا تو پہلے ہی کڑوا
اور کڑوا ہوا جو نیم چڑھا

ہے یہ لازم کہ پڑھ کے اچھا ہو
نیک دل نیک خو ہو سچا ہو

۴۰۔ نظم درباب ساس بہو

یہ سُن گوشِ دل سے تو اے نوجواں
کہ ہوتا ہے خوش خُلق خوشبو رساں

اگر ہو گئے خار گُل سے جُدا
گئے سوکھ کانٹے ہُوا گُل ہوا

وہ رہتا ہے مل جُل کے سب سے یہاں
درختوں میں گلبن ہو جیسے عیاں

وہ گُل عمر کانٹوں میں گزران دے
نہ اُکتائے اُنسے نہ نفرت کرے

گُل و خار قدرت سے دونوں ملے
اِسی میل سے وہ کھلے یہ ہرے

بہو سے اگر ساس بیجا لڑے
بہو کو ہے لازم نہ اُس سے اَڑے

سمجھ لے اُسے مادرِ مہرباں
جُھکا لے سر اپنا نہ کھولے زباں

مگر ہاں یہ لازم بھی ہے ساس کو
جگہ دے نہ وہ دل میں وسواس کو

سمجھکر اُسے دُخترِ نوجواں
رہے صورتِ مادرِ مہرباں

سدا نازبرداری اُسکی کرے
کہ قدموں پہ اُسکے بہو سر دھرے

اگر دونوں جانب سے تکرار ہے — تو دونوں سے مالک بھی بیزار ہے
بڑے جیسی خصلت کے عامل ہوئے — اُسی شے پہ چھوٹے بھی مائل ہوئے
مقدر میں جو کچھہ کہ در پیش ہے — نہ کچھہ اُس سے کم ہے نہ کچھہ بیش ہے
اگر لوگ آپس میں غمخوار ہیں — تو اپنے پرائے مددگار ہیں
خطائیں ہوں چھوٹوں سے گر آشکار — بزرگ اُن سے بدلا نہ لیں زینہار
سلوک اور محبت جو دائم رہے — تو اعزاز گھر بھر کا قائم رہے
پس و پیش لازم ہے ہر کار میں — زمانہ کی ہے ناؤ منجدھار میں

اہم۔ نظم درباب نصیحت مادر بہ دختر

ہاتھہ اب کھیل سے اُٹھاؤ تم — پڑھنے لکھنے میں دل لگاؤ تم
ہاتھ کا بھی کوئی ہنر سیکھو — گو نہو احتیاج پر سیکھو
گھر گرہستی کے سارے ڈہب سیکھو — اب نہ سیکھو بتاؤ کب سیکھو
دستکاری بسا غنیمت ہے — اور ضرورت پڑے تو دولت ہے
آج بھولی ہو میری حالت پر — کل چلی جاؤ گی پرائے گھر
کوری رہجاؤ گی اگر بیٹی — رہے سسرال میں سدا ہیٹی
ساس نندوں سے جب پڑیگا کام — وہ رکھینگی پھوہڑ تمہارا نام
سیکھو کھانا پکانے کا دستور — ہے بہو بیٹیوں کو یہ بھی ضرور
لکھنا پڑھنا بھی اِسقدر ہے ضرور — لکھو گھر کا حساب با دستور

والدین اپنی لڑکیوں کو اچھے اچھے کپڑے اور بیش قیمت زیور پہنانے میں بڑی

غلطی کرتے ہیں کیونکہ جو شخص کسی چیز کا عادی ہو جاتا ہے اور عادت کے موافق وہ چیز نہیں ملتی تو رنج ہوتا ہے اگر لڑکی کے خاوند کی حیثیت زیور اور ریشمی کپڑوں کی نہوئی تو وہ اپنے خاوند سے ہرگز خوش نرہیگی علاوہ متذکرہ بالا مضمون نظم کے لڑکی کو گھر کی چیزوں کا انتظام بچوں کی پرورش میں واقفیت اور نیک و بد کی تمیز سکھانی ضرور ہے۔ البتہ صغر سنی میں لڑکی کی شادی کسی طرح درست نہیں۔

۴۲۔ نظم در باب اوصاف زیور

کسی دختر نے یہ مادر سے پوچھا
ہر اک کی خوبیاں مجکو بتاوے
کہا ماں نے کہ اے بیٹی میں قربان
سوال اچھا کیا یہ فی الحقیقت
سنو اب زیوروں کی مجھسے صورت
یہ دنیا اور عقبیٰ کے ہیں رہبر
نہیں زیبا کہ ہو ماتھے پہ جھومر
کثافت ناک تھہ بلکا پہن کر
گلے میں لیپ بالا توڑا گجرا
سمجھ لے ان سبھوں کو طوق زنجیر
نہیں نادعلی کی کچھہ ضرورت
کمر میں تاگڑی ہرگز نہ ڈالو

جہاں میں کونسا زیور ہے اچھا
اور اسمیں جو برائی ہو جتاوے
کروں صدقہ میں تجھپر جان اور مال
ہوا ثابت کہ تو ہے نیک نیت
کہ ہے جن سے مہیا زیب و زینت
بنا دیتے ہیں بد سے نیک اختر
جبیں پر نیک بختی کا ہو گوہر
گل ایماں سے رکھہ اس کو معطر
گلوبند اور گہنا موتیوں کا
کہ انکی گھات میں ہیں دزد رہگیر
خدائے پاک سے کر دلمیں الفت
کمر کس کے خدا کی یاد کر لو

نہ جوشن بازوؤں پر اپنے باندھو
پچھیلی نوگری یا چہن کڑے ہوں
انگوٹھی آرسی چھلوں سے کیا کام
کڑے اور پور چھا جن سے رہو دور
قدم بد راہ سے اپنا ہٹا لو
زر و سیم و گہر پھولوں کے زیور
کبھی تم انکے پھندے میں نہو قید
کہا سنکر یہ بیٹی نے کہ مادر
حقیقت میں یہی زیور ہیں بہتر
یہی کرتے ہیں دل مسرور سب کا

سب اعضا گھر کے کاموں میں لگاؤ
سنہری یا روپہلی یا جڑے ہوں
چھپا کر انگلیوں پر رام کا نام
رکھو ایک ایک قدم محنت میں بھرپور
نہ تم پیرو نہیں یہ جنجال ڈالو
بظاہر خوشنما ہیں پر ہیں بدتر
یہ سب شیطان کے ہیں مکر او رشید
نصیحت کے پروئے خوب گوہر
میسر فخر ہو جن کو پہن کر
یہی گہنا ہے اماں میرے ڈھب کا

۴۳۔ نظم در باب حقوق والدین

خدا کے بعد پھر ماں باپ کا حق
پسر ماں باپ کا بندہ نہیں ہے
اگر بیٹے پہ کوئی صدمہ آئے
اگر دیکھیں کسی بچہ کو بیمار
کریں بیٹے پہ جاں ماں باپ باقربان
جب ایسا حق ہے ماں او باپ کا حق
کرو ماں باپ کو ایسا رضامند

بڑا حق ہے بڑا حق ہے بڑا حق
مگر خدمت گزار کمتریں ہے
پدر مادر کے تن سے جان جائے
بلا میں مبتلا غم میں گرفتار
کہ بچ جائے کہیں فرزند کی جاں
کرو تم اے پسر انکا ادا حق
کہ وہ تم سے رہیں ہر وقت خرسند

کرو انکی خوشامد اور مدارات
نہ لاؤ لب پہ تم غیر از ادب بات

زباں پر لاؤ مت ایسی حکایت
کریں مادر پدر جس سے شکایت

نہ کرنا برخلاف انکے کوئی کام
برا ہوگا وگرنہ اس کا انجام

زباں سے جو کریں ماں باپ ارشاد
نہ بھولو اسکو رکھو ہر گھڑی یاد

تمہیں دونوں نے ہے جسطور پالا
چھڑایا غم سے آفت سے نکالا

عوض میں اسکے لازم ہے کہ تم بھی
کرو خدمت ادب مادر پدر کی

۴۴۔ نظم درباب شادی درایام پیری

ہمارے عہد میں از روئے استاد
بقائے عمر انسانی ہے ہشتاد

ہے نصفی عمر کا اندازہ چالیس
شباب عمر سمجھو تیس پینتیس

اگر چالیس میں حاصل ہو تجرید
تو پھر تزویج سے بہتر ہے تفرید

ہوا کرتے ہیں مردان معمّر
ہمیشہ طالبان جفت اصغر

جہاں چالیس سے گذرا سن و سال
ہوئی بس ناتوانی جی کا جنجال

تلاش ریگ ماہی و سقنقور
ہوا حضرت کا اب معمول و دستور

کبھی گھبرا کے کھا لیتے ہیں کشتہ
انہیں ہم جلد پا لیتے ہیں کشتہ

کوئی ترغیب کیسی ہی دلائے
مگر انساں کبھی کشتہ نہ کھائے

کرے گر تمسے کوئی لاکھ تقریر
کہ سونے چاندی کا کشتہ ہے اکسیر

کسی صورت نہیں کرتا ہے نقصاں
اسے کچا بھی کھا لیتے ہیں انساں

مگر یہ آزمائش سے کھلا ہے
کہ اس کشتہ کا کھانا بھی برا ہے

بڑی ایک اور ہے اسمیں برائی
کہ گر کُشتہ سے علت پیش آئی

نہیں پھر اُسکے دفعیہ کی تدبیر
مضرّت بخش ہے کُشتہ کی تاثیر

نہ کر پیری میں کُشتہ کھاکے شادی
کہ حاصل ہوگی اِس سے نامرادی

۴۵ ـ نظم درباب اُلفت

شور و شر سے دو جہاں میں خواری ذلت ہوگئی
دل سے اُلفت دُور آنکھوں سے مروت ہوگئی

سوا اس کے ہمدم ہمارے ہوگئے بغض و نفاق
ہمکو اُنسے اُنکو ہم سے مہر و اُلفت ہوگئی

غیر سے ترکِ محبت کا گلا اب کیا کریں
بھائیوں سے ترک جب صاحب سلامت ہوگئی

صلح میں جو لطف ہے ہرگز لڑائی میں نہیں
دیکھئے لوگوں کی کیا لڑکے حالت ہوگئی

کرکے آپس میں عداوت یہ بتاؤ کون قوم
مستحقِ منصب و جاگیر و خلعت ہوگئی

بے علم و ہنر کوئی تونگر نہیں ہوتا
افلاس سے مجبور ہنرور نہیں ہوتا

مانا کہ عروج آج یہ غیروں کیلئے ہے
کوشش جو کریں ہم بھی تو کیونکر نہیں ہوتا

کوشش نہ کریں اور کریں شکوۂ تقدیر
خوش اِس سے کبھی خالقِ اکبر نہیں ہوتا

کجبازی سے گر اپنی نہ باز آئیگا انساں
سیدھا کبھی ایسے کا مقدر نہیں ہوتا

گر زنگِ نفاق آئینۂ دل سے رہے دُور
کیا پھر ہمیں اقبال میسّر نہیں ہوتا

ہمدردی و اُلفت ہوئی معدوم یہاں تک
غمخوار برادر کا برادر نہیں ہوتا

۴۶ ـ نظم درباب شمولِ شادی و غمی

مرے کنبہ کا کوئی یا پڑوسی
شمولِ مردنی ہو جی سے بھائی

تم اول سب سے جاؤ آخر آؤ	یہ اُس کا آخری حق ہے نبھاؤ
اگر شادی میں ایسوں کی ہو شامل	مناسب کام پر بنجاؤ عامل
یہ ہمدردی سے کیا تکیہ لگا کر	بڑائی اپنی ہو باتیں بنا کر

۴۷- درباب محافظت و تربیت اطفال

حفاظت جسم اطفال کیلئے چند مفید باتیں یاد رکھنے کے قابل ہیں

(۱) حادثہ سے - پتنگ بازی اور آتشبازی سے پرہیز کراؤ- ایسے کھیلوں میں بہت سے بچوں کی جانیں تلف ہوئی ہیں ندی تالو میں نہانے سے احتراز ضرور ہے کیونکہ اس سے پہلے بہت سے لڑکے ڈوب کے مر چکے ہیں سڑک یا بازار میں کھیلنے سے منع کرو کواڑ کی چول میں ہاتھ نہ ڈالنے دو بیل کی اگاڑی اور گھوڑے کی پچھاڑی سے بچاؤ- اکثر معصوم بچے چراغ یا لمپ کو پکڑنے کیلئے دوڑتے ہیں انکو شمع کے پاس نہ جانے دو غرضکہ بچوں کی حفاظت کیلئے اعلیٰ درجہ کی ہشیاری شرط ہے بچے دیا سلائی لیکر کھیلا کرتے ہیں اس خطرناک کھیل سے روکو نادان یا نشہ باز نوکر کی حفاظت میں بچہ کو نہ سونپو زیور کسی حالت میں پہنانا روا نہیں-

(۲) تندرستی کی خبرگیری - خراب ہوا سے بچاؤ- آندھی میں درختوں کے نیچے نہ بٹھاؤ خراب اور گدلا پانی نہ پلاؤ- اوس میں نہ سلاؤ- کچے اور سڑے ہوئے پھل نہ کھلاؤ بھوک سے زیادہ پیٹ میں مت ٹھونسو- میلے کچیلے کپڑے نہ پہناؤ- صبح کیوقت بند جگہ میں نہ رکھو- جاڑے میں گرم اور گرمی میں سرد پانی سے غسل دو- سلانے کیلئے کوئی دوا نہ دو اس سے اکثر بچوں کی جانیں تلف ہوئی ہیں- دھوپ میں لو اور سردی میں مینہ سے بچاؤ-

صفائی سکھاؤ۔ لباس اکثر بچے ضد اور غصہ میں زمیں پر لپیٹ کر بگاڑتے ہیں اسمیں نقصان زر اور ضرر صحت ہے اوّل ہی سے اِن سے روک جتاؤ۔

(۳) ہواخوری صبح و شام کی معتدل ہوا کھلاؤ۔

(۴) بڑے ہونے کے بعد لڑکے کو پڑھنے لکھنے کے علاوہ حسب ذیل تعلیم دینی چاہیئے۔

(۱) تیراکی اتفاقیہ ضرورت کے لئے۔

(۲) گھوڑے کی سواری۔ بگھی کا ہانکنا۔

(۳) پٹے بازی اور بندوق لگانا۔

(۴) ایک قسم کی دستکاری جو لڑکے کی طبع کے موافق ہو۔

(۵) آداب محفل

(۶) نشہ سے پرہیز

(۷) جھوٹ بولنے سے اجتناب۔

(۸) کفایت شعاری کا استعمال۔

(۹) ہر ایک کے ساتھ نیکی کرنا خواہ دوسرا اُسکے ساتھ بدی کرے۔ بیت

ہر کسے در راہ تو خارے نہد تو گل نہی | او سزائے خار یابد تو جزائے گل بری

(۱۰) صغر سنی میں شادی سے احتیاط۔

(۱۱) گالی دینے قسم کھانے یا آپس میں لڑنے سے روک ٹوک۔

(۱۲) مار پیٹ کی جگہ صرف دھمکی سے کام لینے کو سکھاؤ۔

۸۴ نظم در باب دوست

یاری جسے کہتے ہیں وہ عنقا ہے جہاں میں | دیکھا نہیں ہمنے تو کوئی یار کسی کا

دشمن کو جو ڈھونڈا کبھی اپنوں ہی میں پایا	بس اب نہ گلہ کیجئے بے کار کسی کا
اس زمانہ میں جسے دوستی کہتے ہیں نثار	کیجئے وہ ہاگئے سے مثال اسکی دیا کرتے ہیں
خدا ملے تو ملے آشنا نہیں ملتا	کسی کا کوئی نہیں دوست سب کہانی ہے
خوش کلامی ہے نشان دوستی	کج رخی سے یار کا ناراض بھی

شادی و غم میں ہے جو یار ترا
فی الحقیقت ہے دوستدار ترا

خود غرض ہو جو یار - یار نہیں
یار تیرا وہ زینہار نہیں

اپنے مطلب کی یار ہے دنیا
کا ہیکو غمگسار ہے دنیا

جہانمیں درد مند اپنا جسے کہتے ہیں لوگ اکثر
نہ آسانی سے ملتا ہے نہ وہ مشکل سے ملتاہے

دہر میں کمیاب کیا - نایاب ہیں
کیمیا درویش سچا آشنا

ہاتھ آتا ہے مشکلوں سے یار
چھوڑ مت اسکو مفت میں زنہار

۴۹- نظم درباب ملاقات باہمی

نہیں زنہار یہ مقصد ہمارا
کہ ہو غیروں کی صحبت سے کنارا

غرض یہ ہے کہ ہر صحبت میں جائے
مگر اچھے نتائج چھانٹ لائے

برائی سے نہو انساں گر آگاہ
بھلائی کی پکڑ سکتا ہے کب راہ

تو بس ہر شخص پر لازم ہے یہ بات
کرے ہر دہب کے انساں سے ملاقات

کرے ہر علم کی دولت فراہم
تمیز حق و باطل تا ہو باہم

حقیقت کل مذاہب کی ہو معلوم
تو خوبی اپنے مذہب کی ہو مفہوم

اگر اسکی برائی ہاتھ آئے
تو دل اپنا جہالت سے اٹھائے

یہ اچھی عادتوں کی گفتگو ہے
مذاہب کی کب اس میں جستجو ہے

۵۰۔ نظم درباب شیریں کلامی

زباں میں ہو اگر شیریں کلامی
تو اک عالم کرے تیری غلامی

تکلم میں ہے گر طرز خشونت
زن و فرزند کرجاتے ہیں نفرت

جسے قدرت ہے کچھ اپنی زبان پر
وہی ہے صاحب عزت مقرر

۵۱۔ نظم درباب شکایت

خبر دی گر کسی نامہرباں نے
کہ کی ہے آپکی غیبت فلاں نے

اگر کچھ عقل پر قادر ہے انساں
ملالت سے نہ ہو خاطر پریشاں

یہانتک اسکو خاطر سے مٹائے
شکایت بھی کبھی لب تک نہ لائے

۵۲۔ نظم درباب مہمان نوازی

اپنی قسمت کے سوا کھاتا نہیں کوئی بشر
اپنے گھر میں بیٹھکر کچھ کھائے یا اوروں کے گھر

اسکا تو مرہون احساں ہو جو کھائے تیرے گھر
یعنی کھاتا ہے وہ اپنا تیرے دسترخوان پر

۵۳۔ نظم درباب طعنۂ خلق

کون ہے جو زباں سے جو بچا
حق پرست اسمیں ہو یا ہو خود نما

گرچہ ہوں تجھ میں کراماتیں ہزار
طعنۂ مخلوق کا ہوگا شکار

کر سکے کوشش سے دریا بند تو	بند کب ہو گی زبان عیب جو
تو خدا کی بندگی سے منہ نہ موڑ	کہنے دے جو کچھ کہے تو حق نہ چھوڑ
چاہیئے راضی ہو بندہ سے خدا	غیر کی راضی و ناراضی سے کیا
خلق کے تو کہنے سننے پر نہ جا	صبر سے کر کام اے مرد خدا
کب کوئی یہاں جور مردم سے بچا	نیک ہو یا بد بُرا ہو یا بھلا

۵۴۔ نظم در باب بدگمانی

اہل کینہ جو پاس آتے ہیں	نیک کاموں کو بد بتاتے ہیں
چشم بدخواہ پھوٹیو کہ ہنر	اُسکو آتا ہے شکل عیب نظر

۵۵۔ ظاہر میں دوست اصل میں دشمن

۱ مے فروش .... شراب خواروں کے

۲ مرتہن .... راہنوں کے

۳ اہلِ نشا .... کم فہم دولتمندوں کے

۴ زیور پہنانے والے .... اپنے بچوں کے

۵ خوشامدی .... خوشامد پسندوں کے

۶ اہلکار .... بدمزاج حاکم کے

۷ وکیل و مختار .... ایک دوسرے کے

۸ دلّال .... خریداروں کے

۹ لالچی ڈاکٹر اور حکیم .... مریضوں کے
۱۰ بے ایمان افسر .... ایماندار ماتحتوں کے
۱۱ بے دل چاکر .... اپنے آقا کے
۱۲ بادشاہ .... ایک دوسرے کے
۱۳ بدمعاش ہمسایہ .... اپنے پڑوسی کے

۵۶۔ نظم درباب خوشامد

پھول جاتا ہے مدح سے ناداں
مدح گو کی کبھی نہ سُننا بات
مدح صادق کی قدر دانی کر
مدح کاذب کو تو خوشامد جان
وہ مراد اپنی پائیگا نہ جہاں
تھا بزرگ ایک۔ ایک محفل میں
اُسکے اِخلاق نیک کے اوصاف
بولا میں جانتا ہوں جیسا ہوں
تُم جو خوبی مری سراہتے ہو
تم فقط دیکھتے ہو ظاہر کو

باد سے جس طرح تن بے جاں
نقد کی ہے طمع اُسے دن رات
یعنے سچے پہ مہربانی کر
نہ لگاؤں کو جھوٹ پر ناداں
عیب دو سو گنے کریگا بیاں
ذکر اُسکا تھا نیک محفل میں
ملکے کہتے تھے ایک کے سو صاف
آپکو مانتا ہوں جیسا ہوں
میری تکلیف مُفت چاہتے ہو
اندرونی خبر ہے ماہر کو

۵۷۔ ناحق دشمن بنانا

نہ ہو کوئی اگر دشمن کسی کا — تو موقع ہے یہ اچھی دل لگی کا
کرے نوکر کو اپنے گھر سے موقوف — کسی کو قرض دے باطرز معروف
عدوے جان ہے معزول نوکر — بڑا دشمن ہے مانگو جسکو دیکر
نہیں پھر اور دشمن کی ضرورت — یہی کافی ہیں دو اہل کدورت
وہ خدمتگار جس کے پاس جائے — ہزاروں عیب آقا کے بتائے
ملازم کو نہ ہرگز منہ لگانا — نرالے ڈھنگ کا ہے یہ زمانا
اسی صورت جسے تم قرض دوگے — خصومت اس سے بیشک مول لوگے
مگر یہ کام وہ ہیں لے خوش انجام — نہیں چلتا بغیر انکے کوئی کام
بھلا کیونکر نہ ہو موقوف نوکر — مروت میں نہ دو تم قرض کیونکر
بہت تدبیر کی لیکن نہ پائی — کہ ایسے دشمنوں سے ہو رہائی
مگر تکلیف اور نقصان پر صبر — بچا رہتا ہے ان دونوں سے تاجر

۵۸۔ نظم درباب خاموشی

میں نے اک دوست سے یہ عرض کیا — یہ سبب ہے مرے نہ بولنے کا
بیشتر جو کلام کرتے ہیں — یا بد و نیک کام کرتے ہیں
دیدۂ دشمناں بدی کے سوا — نیکیوں پر کبھی نہیں پڑتا
وہ یہ بولا کہ لے برادر سن — ہے وہی سب میں بہتر دشمن
ہو نہ جس کی نگاہ نیکی پر — عیب ہے چشم دشمنی میں ہنر
جس کو زائد عادت گفتار ہے — اسکے سینہ میں دل بیمار ہے

کذب و غیبت سے سدا خاموش رہ	بات گو اچھی بھی ہے لیکن نہ کہہ
کثرتِ گفتار سے مرتا ہے دل	گو سخن سے تیرے گوہر ہو خجل
خامشی جس شخص کا یاں پیشہ ہو	ہو وہ ایمن کب اُسے اندیشہ ہو
جو کہ یاں رکھتا ہے خاموشی کا پاس	ایمنی کا اُسکو ملتا ہے لباس

۵۹۔ درباب گفتگو و خور و نوش

تیر چلکر اور بات مُنہ سے نکلکر واپس نہیں آتی۔ بات کرنیمیں نہایت احتیاط درکار ہے مثنوی

بات جب تک کوئی نہیں کہتا	اُس کو ہے اختیار رکھنے کا
منہ سے جسوقت کر دیا اظہار	پھر تدارک ہے بات کا دشوار
کیونکہ کہہ سکتے ہیں نہیں جو کہا	کب چھپا سکتے ہیں کہیں جو کہا
جب وہاں سے سخن نکلتا ہے	یا کماں سے خدنگ چلتا ہے
وہ نہیں اُلٹا ہاتھ میں آتا	یہ اُلٹنے کبھی نہیں پاتا
اے ظفر چاہیئے انساں کو کہے ایسی بات	کہ بُرا بھی نہ کہے کوئی گر اچھا نہ کہے

دوہرہ

بول توان مول ہے جو کوئی جانے سار ایک تو گالا روئی کا دو جا آر کا پار

نظم

بات وو دشمنوں میں ایسی کر	کہ بھلائی ہو اُن کی یاری پر
جنگ ہے دشمنوں میں چنگاری	اور چغلی ہے مردم آزاری
وہ تو مِل جُل کے ہونگے پھر خوش دل	دُور رہ جائیگا تو ہو کے خجل

مقتضائے خرد نہیں یہ لاگ — آپ جلنا لگا کے دو میں آگ

پیشِ دیوار بات ہوش سے کر — پسِ دیوار ہو نہ گوش دگر
بات آہستہ دوستوں سے کر — تا نہ سن پائے دشمن پُر شر
بہرِ شکر و ثنا ملی ہے زباں — نہ کہ غیبت کرے کسی کی بیاں

غیر کو تو کبھی بُرا ست کہہ — یا بھلائی سے بول یا چپ رہ
بلبلا مژدۂ بہار بیار — خبرِ بد بہ بوم شوم سپار

کہے دانا جبھی کلام کہیں — اور کھائے تبھی طعام کہیں
جب نہ کہنے میں دیکھتا ہو زیاں — یا نہ کھانے میں جاتی دیکھے جاں
اسلئے اسکا کہنا حکمت ہے — اور کھانا بدن کی صحت ہے
ذی شعوروں کا ہے یہی دستور — جبتلک بھوک سے نہوں مجبور
ہاتھ کھانے میں ڈالتے ہی نہیں — بلکہ اُس سمت اُنکا رخ بھی نہیں
کم غذا پیٹ کو وہ دیتے ہیں — ہاتھ کھانے سے کھینچ لیتے ہیں
ہو یہ دستورِ اکل و شرب جہاں — کیا ضرورت طبیب کی ہو وہاں

کام کرتے نہیں ہیں وہ عقلا — جسمیں ہوتا ہے احتمال بلا
بلکہ جس کام میں ہو کچھ بھی خطر — چاہیئے عاقلوں کو اُس سے حذر
کسی دانا سے چاہیئے تفتیش — کہ مٹا دے وہ جان کی تشویش
جس میں ظاہر کرے وہ کچھ نقصاں — جان اُسکو خراب آئے دیشاں

۶۰ نظم در باب تقسیم الحالی

سقیم الحال اگر دنیا میں تم ہو
زمانہ میں بہت ایسے ہیں انساں
مگر جس کو رفیق حال سمجھو
تو کہنا اُس سے کچھ بیجا نہیں ہے
نہیں کوئی بجز حکّام دوراں
سُنانا اُن کو خوش تدبیر جانو

کرو ہر شخص پر ظاہر نہ اُس کو
خرابی سُنکے ہوتے ہیں جو شاداں
اور امید مدد ہو اُس سے تم کو
چھپانا اُس سے کچھ زیبا نہیں ہے
کہ راز اپنا سُنائے اُنکو انساں
نتیجہ ہو جو کچھ تقدیر مانو

۶۱۔ نظم درباب رنج اندک

رنج اندک را بکن غم خوارگی
آج کر تدبیر دشمن تا نہو دشوار کل

ورنہ بینی عجز در بیمار گی
گربہ کشتن روز اول ہے مثل اُستاد کی

۶۲۔ نظم درباب عاریت

زیور و جامہ مانگ کر پہنا
فرض کیجے کہ گُم نہیں ہوتا
کیونکہ تو جس سے مانگ کر لیگا
پھر کہاں دوستوں میں عزّت ہے

گُم ہوا تو زیاں پڑا سہنا
تو بھی عزّت ہے اپنی تو کھوتا
چار یاروں میں صاف کہدیگا
بلکہ ذلّت ہے اور حقارت ہے

کُہن جامۂ خویش پیراستن
بہ از جامۂ عاریت خواستن

کسی شئے کی جو حاجت پیش آئے
اگر بازار میں ملنا ہو دشوار

اُسے بازار سے فوراً منگائے
تو جائز ہے کسی سے ہو طلبگار

سواری مانگے جائے گر تمہاری
کسی کا جانور لینا نہیں خوب
تو منگوالو کرایہ کی سواری
نہیں ارباب دانش کو یہ مرغوب

۶۳۔ اشعار در باب اخفائے راز

ہرگز نہ راز دل سے خبر کر زبان کو
ایسا نہ ہو زبان خبر کر دے کان کو

آدمی کو چاہیئے کہ جس راز کا اخفا منظور ہو اُسے ہرگز تحریر میں نہ لائے کیا تعجب کہ وہ کاغذ مکتوب الیہ کے پاس پہونچے اور تمہارے راز سے واقف ہو کر تمہیں نقصان پہونچائے ۔

رازِ دل یار پہ نہ کر افشا
کہ کسی وقت دشمن جاں ہو
چاہیے جس راز کو کہ ہو نہ عیاں
جو سخن بر ملا نہیں کہنا
تجھے آئندہ کی خبر ہے کیا
راز گوئی سے تجھکو نقصاں ہو
ہے یہ واجب کہ تو کرے نہ بیاں
چاہیئے کب نہاں کہیں کہنا

۶۴۔ نظم در باب فضول خرچی

ظہور مفلسی بے قدری دولت دکہاتی ہے
بصد کوشش جو دولت آدمی کے گھر میں آ جائے
کرے ویسے جو اسکی قدر گھر اُس کا مزین ہو
تجارت گر کرو دولت سے دولت کی فزونی ہو
فضول ایسے مصارف ہیں کہ دولت خاک ہو جائے
لٹاتا ہے جو اُسکو اُسکا گھر پھر خود لٹاتی ہے
اگر اسمیں نہیں مہماں نوازی روٹھ جاتی ہے
سلیقہ کی روش ہر دم رُخ دولت دکہاتی ہے
اگر محنت کرو خود دولت اپنے پاس آتی ہے
پڑے جب زر کا توڑا مفلسی سکہ جماتی ہے

۶۵۔ نظم در باب کفایت شعاری

اگر چاہیئے عافیت سے گزارا — تو آمد سے ہو خرچ کمتر تمہارا
مگر یہ نہیں جو کمائیں اُٹھائیں — کمائی سے اپنی نہ ہر گز بچائیں
بچا کر کمائی سے لازم ہے دھرنا — ہمیں چاہیئے کچھ نہ کچھ جمع کرنا
مبادا نہ جب ہو سکے کام ہم سے — تو ناچار ہو سامنا رنج و غم سے
نہ پائیں جو سامان کچھ اپنے آگے — تو پھر ہاتھ پھیلائیں غیروں کے آگے
کبھی قرض پر ہوگا اپنا گزارا — تکینگے کبھی دوسروں کا سہارا
بچاتے رہیں کچھ نہ کچھ اس نظر سے — کماتے رہیں جو اِدھر سے اُدھر سے
جو یوں جوڑنے کی ہو عادت تمہاری — اسی کو کہا ہے کفایت شعاری
اِسی کو تو کہتے ہیں انجام بینی — یہی ہے حقیقت میں مسند نشینی
مثل ہے کہ کم خرچ بالا نشیں ہے — یہ سچ بات ہے جھوٹ مطلق نہیں ہے

۱؎ پانی ۱۲
۲؎ زیادتی ۱۲

۶۶۔ نظم در باب خریداری اشیا

جو شے تم لینی یا بنوانی چاہو — تو پہلے قیمتوں کا فیصلہ ہو
نہیں ہوتا کچھ اس میں رنج باہم — نہیں اُٹھتا نزاعِ فاضل و کم
کہاں ہیں پیشہ ور اہلِ مروت — کہاں ہیں لینے والے پُر فتوت[1]
طبیبوں کی بہت صحبت اُٹھائی — کوئی ایسی غذا ہم نے نہ پائی
کہ کھانے سے تداخل ہو نہ پیدا — نہ ہو تکثیر[2] سے رنجش ہویدا

مگر جب فکر سے کچھ دل لگایا
قسم کھانے کا نسخہ ہاتھ آیا

سحر سے شام تک گر لاکھ کھائیں
نہ داخل سے کبھی بخشش نہ پائیں

جہانمیں ایسے انسان ہیں بکثرت
کہ ہے ایسی غذا سے انکو رغبت

یہانتک اسکی عادت ڈال لی ہے
قسم خور زینت انکی بات کی ہے

مگر اک فائدہ اِسمیں نہاں ہے
کہ جسکے وصف میں قاصر زباں ہے

پرایا مال گر جائے شکم میں
قسم کھانے سے ہو ہضم اک دم میں

بتاؤ کونسا چورن ہے ایسا
کہ ہو ایسا اثر کھانے میں جس کا

مگر یہ مکر باطن میں زیاں ہے
بظاہر نفع اِسمیں گو عیاں ہے

۶۷ نظم درباب اپنا کام مہا کام

جو اپنے ہاتھ سے تم کام کر لو
اُسی کو دل میں پورا کام سمجھو

نظر کے روبرو ہو جس کا انجام
یقیناً جان لو۔ آدھا ہے وہ کام

جو غیبت میں سپرد دیگراں ہے
نہیں ہے کام ناکامی عیاں ہے

اب اِسپر معترض ہیں اہلِ تقریر
کہ ہیں عالم میں جو ارباب توقیر

ہم اُنکا حال گر دیکھیں سراسر
مدارِ کار ہے سب نوکروں پر

یہ اُنکا قول ہم بھی مانتے ہیں
مگر اتنا نہیں وہ جانتے ہیں

جنہیں اللہ نے دی ہے حکومت
تسلسل نوکروں کا اور فراغت

ہے ناظر ایک کے احوال کا ایک
کمر بستہ بہ اثباتِ بد و نیک

کبھو پھر کس طرح بگڑے کوئی کام
نہ پائے کِس طرح خوبی سے انجام

مگر ہے ہند میں ہر افسرِ ہند
بدل مصروف کارِ قیصرِ ہند

سول اور فوج کے جتنے ہیں ارکان
مشاغل میں ہیں اپنے باولِ جاں

نہ کچھ آرامِ خاطر پر نظر ہے
نہ کچھ نقصانِ جسمی کا خطر ہے

۶۸- نظم درباب شرکت

نہ کر شرکت میں کوئی کام اے یار
کہ ہے اللہ بھی شرکت سے بیزار

جہاں دیکھا ہے کچھ شرکت کا ساماں
نتیجہ اُس کا رنجش ہے نمایاں

نہیں یکساں کبھی دونوں کی رغبت
تمہیں اُس سے اُسے تم سے ہو نفرت

بوفقِ ہمتِ خود کار ہا کُن
زو ستِ دامنِ دیگر رہا کُن

۶۹- نظم درباب زمینداری

جن کو حاصل ہے کچھ زمینداری
اُن کو لگتی ہے سخت بیماری

یعنے دشمن ہزار ہوتے ہیں
مفت جانِ عزیز کھوتے ہیں

پھر عدالت میں روز جاتے ہیں
عرضیاں دیکے زر لٹاتے ہیں

فکر ہے بندوبست کا اُن کو
دیکھیے بُرد یا بر آمد ہو

زر خرچنے سے کام ہوتا ہے
کام ورنہ تمام ہوتا ہے

بھول کر بھی نہ گانوں کو لیجے
مفت میں جان اپنی کیوں دیجے

یا ہو طرزِ فریب سے واقف
اور صبر و شکیب سے واقف

ہو جو لازم فریب و مکر و شر
پھر تو لعنت ہے گانوں لینے پر

گانوں والا چور رات کو تنہا — گھر سے جائے تو ہے بڑا کھٹکا
دشمن اس طرح اسکے پیچھے ہیں — جیسے بلّی کے ساتھ کتّے ہیں
اک زمیندار ایک گانوں کا تھا — روز جھگڑے فساد تھے برپا
ایک اسامی کو جب کیا بیدخل — کٹ گیا اُس کی زندگی کا نخل
دے دلا کر کچھہ اک سپاہی کو — لے لیا مجرم روسیاہی کو
زر کے لالچ سے اُسنے کام کیا — کام تلوار سے تمام کیا
حیف تھوڑی زمین کی خاطر — جان اور مال سب ہوا آخر
الغرض گانوں کی خریداری — موت یا موت کی ہے بیماری
پھل وہی گانوں سے اُٹھاتا ہے — اپنے ہاتھوں جو ہل چلاتا ہے

۷۹ - نظم درباب حصولِ مال

ہاتھ لگتا ہے مال و دولت کب — ہر کسی کو بغیر کسب و طلب
بے تعب گر کسی کے ہاتھ آیا — عیش ہی میں لٹا دیا سارا
مفت پاتا ہے مفت کھوتا ہے — کھو کے پھر یاد کر کے روتا ہے
نیک ہوتا ہے مردِ نیک کا مال — دولتِ بد ہے جان و سر کا وبال
اسلئے جس کو مال ہو حاصل — ہو وہ ان دونوں باتوں پر عامل
اوّل اس طرح پر نگہباں ہو — کہ نہو دخل اُسمیں نقصاں کو
رہزن و دزد و کیسہ بُر کے ہاتھ — زور کچھہ کر سکیں نہ اُسکے ساتھ
کیونکہ ہوتے ہیں ہر کہیں بسیار — یارِ زر اور دشمنِ زردار

فائدہ جو ہو اُس سے کام چلائے — اور سرمایہ کو نہ کام میں لائے
کیونکہ سرمایہ کو اٹھائیگا گر — اور قانع نہوگا فائع پر
ورطۂ احتیاج میں ہوگا — عاجز اپنے علاج میں ہوگا
گرچہ بخشش ہے ہر کہیں بہتر — زائد اندازہ سے نہیں بہتر
جسکے پلے میں یاں نہیں ہے زر — ہے وہ ہمرنگ طائر بے پر
مرد مفلس جو کام کرتا ہے — نہیں ہرگز تمام کرتا ہے

۱۷ نظم درباب بے غرضی

رہ کے دنیا میں مگر یاں سے کب ہو بیغرض — ہے جو دنیا میں اُسے ہرگز نہ سمجھو بیغرض
بیغرض کہنے کو بہتیرے جہاں میں ہونگے پر — بیغرض وہ ہے جسے یاد خدا ہو بیغرض
کچھ غرض آب و خورش کی بھی اگر ہو درمیاں — دل کو تب تک تم نہ سمجھو اے عزیزو بیغرض

۷۲ غزل درباب خودغرضی

منظور خلائق ہے نہ مقبول خدا ہے — جس وصف میں ناخوش رہے انسان وہ کیا ہے
بدشکلی و بیماری و افلاس و حماقت — بیکاری و سستی نہیں- وہ اور بلا ہے
مطلب کے جو بندے ہیں اسی دھن میں ہیں ہر دم — مطلب ہی کی کہتے ہیں یہی فکر سدا ہے
جو ڈھونڈتے ہیں اپنی مسرت کو ہمیشہ — محروم مسرت سے ہیں کیا اُن کو ملا ہے
اوروں کے جو خوش کرنیکی کوشش نہیں کرتا — وہ آپ حقیقت میں خوش ہو نہ ہوا ہے
ہر روز کے خوش رہنے کا اک نسخہ بتائیں — برتو جو دوا اُسکی تو فوراً ہی شفا ہے

تم صبح کو اُٹھو تو کرو دل میں یہی قصد ناخوش کو کروں خوش کہ وہ ہمجنس مرا ہے
تھوڑی جو ہو قدرت تو کرو اُتنی ہی ہمت سچ ہے کہ جو قوت سے چلا بڑھ کے گرا ہے
یہ کام ہے آسان جیسے دیکھو کہ حاجت جزوی سی ہے جزوی ہی میں ہو تو دور وا ہے
دو اُسکو تو کچھ غمزدہ پر بھی دل و جاں سے تم مہر کرو تم پہ بھی پھر مہر خدا ہے
یہ کام تو دیکھو تمہیں مشکل نہیں ایسا یہ بات جو سمجھو تو بڑی عُقدہ کشا ہے
ہمسایہ کی تکلیف جو یوں دور ہو تم سے ہو اُسکی بھلائی تو تمہارا بھی بھلا ہے
لو پہلے خبر اور کی پھر اپنی کرو فکر اور اُس کے جو برعکس کرو گے تو بُرا ہے

۳ ۔ نظم درباب رشک

جو کام جسکے حق میں ہے بہتر بنا دیا مجکو فقیر تجھکو تونگر بنا دیا
خالق نے ایک ایک سے بہتر کیا ہے خلق دارا کوئی کسی کو سکندر بنا دیا
غافل مقامِ رشک نہیں چاہئے شکر ہے سو سے بُرا تو ایک سے بہتر بنا دیا

رباعی

کیا فائدہ فکرِ بیش و کم سے ہوگا ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہمسے ہوگا
جو کچھ کہ ہوا۔ ہوا کرم سے تیرے جو کچھ ہوگا ترے کرم سے ہوگا

۴ ۔ نظم درباب تعجب انگیز واقعات

بتا دے گر ہے تو عاقل جو دم آتا ہے کیا شے ہے پھر آخر ایک ہی دم میں نکل جاتا ہے کیا شے ہے
نہایت غور سے دیکھا دمِ آدم سے اِس دم تک حقیقت روح کی کوئی نہیں پاتا ہے کیا شے ہے

جو ہو پیپا محبت ہے نہو پیپا تو سطاب کیا ذرا سا وہات کا ٹکڑا یہ پھسلاتا ہے کیا شے ہے
نہ دیکھی آجتک صورت خدا کی نے سنی آواز اُسی کے گُن مگر انسان جوگاتا ہے کیا شے ہے
تونگر دل غریبوں کا پئے دولت دُکھاتا ہے ذرا سی بات پر جو قہر دل ڈھاتا ہے کیا شے ہے
کبھی زندہ۔ کبھی مردہ۔ کبھی خنداں کبھی گریاں یہ شاعرانہ خونِ جگر کھاتا ہے کیا شے ہے
بظاہر دیکھو لو صورت ہر اک انسان و حیواں کی الگ ایک ایک کا نقشہ نظر آتا ہے کیا شے ہے
نظر آتی نہیں خوشبو و لے ہوتی ہے ہر گُل میں سمجھ میں ظاہر و باطن نہیں آتا ہے کیا شے ہے
بظاہر سرد ہو پر گرم ہے تاثیر کیوں یخ کی تپش سے آگ کی کیوں ہات جلجاتا ہے کیا شے ہے
جہاں میں نیک مردوں کی بسر ہوتی ہے دقت سے بد انکو چھوڑتے پھلتے جو تو تا تا ہے کیا شے ہے
روایت ہے کہ ہر شے یاں کی پانی سے ہوئی پیدا تو پھر ڈوبتا ہے کاٹھ لہراتا ہے کیا شے ہے
مگر ماہی کی ہے بس زندگی ذرات پانی میں دمِ حبس ایکدم آدم جو گھبراتا ہے کیا شے ہے
کوئی بڈھا کوئی لڑکا جوانی میں موا کوئی مگر کوئی خبر وانکی نہیں لاتا ہے کیا شے ہے
فرشتوں کو بھی کیا طاقت جو قدرت حق کی پہچانیں وہ اے عاجز سمجھ میں ہی نہیں آتا ہے کیا شے ہے

۷۵۔ نظم درباب عجائب قدرت

سب چلے جاتے ہیں یارب یہ تماشا کیا ہے نقش پا بھی نہیں ملتا یہ معمّا کیا ہے
پردۂ خاک میں پنہاں ہوئے گلرو کیا کیا حال تک کچھ نہیں کُھلتا کہ یہ پردا کیا ہے
چار دن کیلئے یہ شور ہے کیوں کیوں ہے فساد زیست کیا چیز ہے یہ دولتِ دنیا کیا ہے
ہم تو کیا چیز ہیں حیراں رہے اچھے اچھے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ ہوتا کیا ہے

۷۴۔ نظم در باب دغابازی

بالفرض بسر ہو گئی آرام سے کچھہ دن
گو لاکھہ مکر سے جمع زر و مال پر آخر
دین و ایمان ہوا تاہی دوق کیا اسوقت میں

انجام دغابازی کا اچھا نہیں ہوتا
تھیلی ہیں انکا جسم کا کپڑا نہیں ہوتا
اب نہ کچھہ ہیں ہی رہا باقی نہ ایماں ہی رہا

۷۵۔ نظم در باب جنگ

تا بہ مقدور ارتکاب بلا
جنگ کی ابتدا نہ کر ہرگز
بلکہ دانا ملاطفت کے سبب
جنگ سے آپ کو بچاتے ہیں
لطف سے جب مراد بر آوے
زندگی کس کی جاودانی ہے
نیکنامی سے مرنا ہے بہتر

پیش دانا کبھی نہیں ہے روا
اسکا اچھا نہیں ثمر ہرگز
نہیں سہتے منافقت کے تعب
کسی ڈھب سے اُسے گراتے ہیں
کس لئے دل کو قہر پر لائے
مرگ انجام زندگانی ہے
نام دنیا میں کرنا ہے بہتر

۷۸۔ تم جس پر وار کرو اُس کے وار کا انتظار کرو

تیر پھینکا جو تو نے دشمن پر
جو ڈرے تجھسے اُس سے تو بھی ڈر
گربہ ہو جاتی ہے جو عاجز و تنگ
پنجہ آنکھوں میں ڈال دیتی ہے

تیغ آئیگی تیری گردن پر
جو ہو بے باک رکھہ نہ اُس سے خطر
نہیں خاطر میں لاتی شیر و پلنگ
آنکھیں اُن کی نکال لیتی ہے

ہاتھ جو زندگی سے دھوتا ہے
کہتا ہے وہ جو دل میں ہوتا ہے

نہیں ملتی کہیں جو جائے گریز
کھینچ لیتا ہے مرد خنجر تیز

دار کو ہاتھ سے پکڑتا ہے
موت کے منہ میں جا کے بچتا ہے

اٹھایا ہو کسی نے تجھ سے گر رنج
تو پہونچیگا تمہیں اس سے سوا رنج

وہ موقع دشمنی کا پائے جس آن
تمہیں پہونچائیگا ہر طرح نقصان

کرو تم اس سے احسان و مدارات
کہ رفع بغض ہے الطاف کی بات

یہی تیر خصومت کی سپر ہے
سپر جب ہے تو کیا پیکاں کا ڈر ہے

عبث تحقیر دشمن سے ہے تسکین
پیادہ سے ہوا کرتا ہے فرزین

کرو غفلت نہ تم زنہار زنہار
رہو ہر حال میں بیدار و ہشیار

۷۹۔ نظم در باب حفظ صحت

سمجھتا ہے گر تندرستی عزیز
تو سن بات میری اگر ہے تمیز

نہ ہو اشتہا تو نہ کھا تو کبھی
بھلا اسکو کہتے ہیں حاذق سبھی

بلا اشتہا تو اگر کھائے گا
پشیماں بہت ہوگا پچھتائے گا

تو بے پیاس پانی نہ پی جان کر
مگر جب پیئے پی اسے چھان کر

اگر ہو سکے جوش اس آن دے
وگرنہ دوبارہ اسے چھان لے

تو ورزش بدن کی بھی کر کچھ ضرور
کہ سو کوس سستی رہے تجھ سے دور

زیادہ نہ مائل ہو شہوت پہ یار
یہ کرتی ہے آخر میں انساں کو خوار

نشہ کا نہ کر بھول کر تو خیال
کہ طاقت کو ہوتا ہے اس سے زوال

ادہر بلغم اور اُسطرف کو دَما
ہے انسب کہ ہو یاد باری ضرور
جلا چیز خوشبو کی گھر میں ضرور
رہ اُونچے مکانوں میں برسات میں
مکاں کے بنانے میں رکھ یہ خیال
وبائی مرض اُنمیں دہ چند ہیں
ملو تیل کڑوا اگر جسم پر
ضرورت نہیں روز مالش کرو
جو ہو ہضم جلدی مقوی غذا
جو ممکن ہو کر ورد اسکا ضرور
اگر چائے پینے کا ہے تجھکو شوق
تو بارش میں بچ بھیگنے سے ضرور
کھٹائی مرچ لال اور تیل کم
نہا سرد پانی سے اے نیک پے
اگر تو مرض میں رہے مبتلا
جو پیدا ہو کسی کے گھر میں فرزند
مناسب ہے یہ اُسکے باپ ماں کو
نمک ملکر بدن پر مثلِ غازہ
جو ایسے وقت یہ تدبیر ہو گی

چرس یاروں کی جان پر ہے جما
کہ بیماری روح ہو تجھسے دُور
کہ ہوتی ہے گندی ہوا اس سے دُور
جو بچنا وبا سے ہو ہر بات میں
کہ آئے ہوا تازہ بے قیل و قال
مکانات جس جا نہ بند ہیں
تو کھُلی سے بیشک رہو بے خطر
مگر ایک ہفتہ میں دو بار ہو
نہیں شیر سے بڑھ کے کوئی غذا
کہ دے جسم کو طاقت آنکھوں کو نور
تو تلسی کے پتوں کی پی تو بذوق
زکام و ہوا سے رہے تا کہ دُور
رہے تجھکو پکوان سے میل کم
کہ تا جسم تیرا نروگا رہے
اطبا سے لے رائے اور پھر نہا
عصائے عالم پیری جگر بند
مقدم سمجھیں اُسکے حفظ جاں کو
کرا دیں غسل لیکر آب تازہ
عیاں اکسیر کی تاثیر ہو گی

رہیگا امن میں چیچک سے لڑکا — نہو گا صدمۂ مُہلک کا دھڑکا
نہ ہوگی اُسکو ٹیکے کی ضرورت — بگاڑیگی نہ چیچک اُسکی صورت

ہندوستان میں یہ بہت بڑا خبط ہے کہ جو شخص کسی مرض کا کوئی مجرب نسخہ جانتا ہے تو کسی کو نہیں بتاتا بلکہ کفن میں اپنے ساتھ لیجاتا ہے اور مرنے والیکے ساتھ نسخہ بھی گُم ہو جاتا ہے نظم

فاضلوں کو ہے فاضلوں سے عناد — پنڈتوں میں پڑے ہوئے ہیں فساد
ہے طبیبوں میں نوک جھوک سدا — ایک سے ایک کا ہے تھوک جدا
شاعروں میں بھی ہے یہی تکرار — خوش نویسوں کو ہے یہی آزار
لاکھ نیکوں کا کیوں نہو اک نیک — دیکھ سکتا نہیں ہے ایک کو ایک
اس پہ طرّہ یہ ہے کہ اہلِ ہنر — دُور سمجھے ہوئے ہیں اپنا گھر
ملی اک گانٹھ جسکو ہلدی کی — اُسنے سمجھا کہ میں ہوں پنساری
نسخہ اک طِب کا جسکو آتا ہے — سگے بھائی سے وہ چھپاتا ہے
الغرض جِسکے پاس ہے کچھ چیز — جان سے بھی سوا ہے اُسکو عزیز
سب کمالات اور ہنر اُن کے — قبر میں اُنکے ساتھ جائیں گے
اہلِ انصاف شرم کی جا ہے — گر نہیں بخل یہ تو پھر کیا ہے

اِسمیں ذرا شک نہیں کہ کسی وقت ہندوستان میں اکسیر جاننے والے موجود تھے

نوٹ ۔ سعادت یار خاں صاحب شاعر جنکا تخلص رنگین تھا ابتدائے عمر میں نہایت بیمار دُبلے ہاضمہ کے شاکی اور زندگی سے بیزار تھے اکسیر کی تلاش تھی اکثر فقیروں سے ملاقات کرتے تھے ایکدفعہ بارہ وفات کے میلہ پر ملنگوں کیساتھ ایک سول شاہی فقیر دہلی آکر نبی کریم میں اُترا تھا یہ فقیر خواندہ اور شاعر تھا میاں رنگین اُس سے ملے فقیر صاحب نے شراب کی فرمایش کی میاں رنگین ایک بوتل شراب اور بہت اچھا گوشت وکباب وغیرہ پکوا کر لیگئے فقیر صاحب کھا پی کر بہت خوش

مگر وہ اس ہنر کو اپنے ساتھ قبر میں لیگئے اسیطور اور بہت سے عجیب و غریب نسخے ہندسے معدوم ہوگئے۔

۸۰ - نظم در باب ایمنی

عافیت چاہے اگر تو اے عزیز ایمنی حاصل ہو نعمت ہو نصیب	یاد رکھ اچھی طرح یہ چار چیز تندرستی اور فراغت ہو نصیب

نوٹ بقیہ صفحہ ۷۰ - ہوئے نشہ میں بولے مانگ کیا مانگتا ہے نگینے کہا تندرستی - فقیر بولا کل میں گھر چلونگا اور تیرا علاج کرونگا حسب وعدہ فقیر صاحب نگینے کے ہمراہ گھر پہونچکر بولے کہ تھوڑا سا رانگ منگا حسب الحکم رانگ آگیا تو اسکو ایک برتن میں پگھلا کر تھوڑی سی دوا ڈالدی وہ بالکل چاندی ہوگئی اس چاندی کو بھنگ کی سی لگدی میں دبا کر جو ساتھ لائے تھے چلم میں رکھا اور کوئلے کی آگ ڈالی آپ دم لگایا وہ جل اٹھی جب چلم الٹی اس چاندی کی کھیل ہوگئی اسمیں سے بقدر ایک باجرہ کے خانصاحب کو دیکر بولے کہ اسکو تو پان میں کھا جا تجھکو دو تین دفعہ دو ایک گھنٹہ میں کھل کھل کر اسہال ہونگے گھبرا مت بہت زور سے تجکو بھوک لگیگی [illegible] اور ایک رات پانی نہ پینا صرف دودھ گھی اور اسمیں وہ سیر بھر تو مصری پاؤ سیر گھی بھی پیوگے [illegible] پیاس لگے [illegible] پینا [illegible] تو بالکل تندرست ہوجائیگا اور کل شام کو اگر کوئی ہوا تو میں تجکو دیکھ جاؤنگا فقیر صاحب یہ کہکر چلدیئے اور جیسا کہ کہگئے تھے ویسا ہی ہوا مگر فقیر صاحب کا پھر پتہ نہیں لگا خانصاحب کی بھی بہت زیادہ با فہم بہت خوب [illegible] کہ جو [illegible] مگر [illegible] کیا اولاد ہوئی

نظم

جو ہوس ہو کوئی کیمیا گر تو ہوس ایں جہاں میں خوار و رسوا مری یہ بات دل میں نقش کر لو ہوئی ثابت حقیقت کیمیا کی مگر کھانے کی ہاں بنتی ہے اکسیر	پہچو اس سے کہ جاہل ہے سراسر اثر رکھتا ہے اک عالم میں پیدا [illegible] نہ سمجھو کیمیا کو [illegible] اولیا کی [illegible] ہو تقدیر

تاکہ حاصل ہو تجھے آرام جاں — جان یکساں بود و نابود جہاں
آفتوں میں یاد کر خالق کو بس — کون ہے حق کے سوا فریاد رس

۸۱۔ نظم در باب شب گردی

عطا کی ہے خدا نے جسکو عزت — نہیں رکھتا وہ شب گردی کی عادت
مگر ہاں پیش اگر آئے ضرورت — تو ہو جاتی ہے ناچاری کی صورت
سبب سن لو کہ ہے یہ بات روشن — کہ گر سو دوست ہیں تو سو ہیں دشمن
سوا اسکی ہو کچھ دشمن نے تدبیر — شب یلدا میں لوٹے نقد توقیر
کوئی حیوان موذی پیش آئے — تو جسم و جاں مضرت اس سے پائے
اندھیرے میں کہیں لگجائے ٹھوکر — کہیں گر جائے کیچڑ میں پھسل کر
بچا کوئی اگر ان آفتوں سے — تو اسکے بعد کھٹکا اور سمجھے
کوئی بھاگا کسی کو دیکھ کچھ رنج — اسی رہ پر ہو تم شاید قدم سنج
کوئی اسکے تعاقب میں دوانے — تو اسکا شبہ تم پر بیگماں ہے
بہت سوچا۔ کیا ہٹنے بہت غور — نہیں بنتا ثبوت عذر کا طور
پڑی بیٹھے بٹھائے کیسی آفت — گیا ہاتھوں سے فوراً نقد عزت
قوی حاجت اگر در پیش آئے — تو لیکر روشنی بے خوف جائے

۸۲۔ نظم در باب سحر خیزی

سحر خیزی ہے انساں کی سعادت — رکھے دائم سحر خیزی کی عادت

سحرخیزی ہے ازبس نکہت انگیز
بہت خوشحال رہتے ہیں سحرخیز

بحالِ طائراں کیجے ذرا غور
سحر یادِ خدا کرتے ہیں کس طور

کرے گر آدمی ہو کر نہ ایسا
تو کیا رُتبہ ہے ایسے آدمی کا

بیاں اُسوقت کی خوبی ہو کیونکر
اجابت کے لئے ہے یہ مقرر

چہل قدمی کرے وقت سحر خوب
ہوا اُس وقت کی ہوتی ہے مرغوب

سکون خواب کی حالت میں دایم
ہوں اخلاط ردی معدہ میں قایم

ہوا کھانے سے وہ ہوتے ہیں تحلیل
سحر کے وقت ہو پھرنے میں تعجیل

پیئے پھر بعد اسکے چائے کا جام
کہ ہووے جذب اُس سے بلغم خام

امیر ہند ہیں سب اس سے غافل
ہمیشہ مائل آرام ہے دل

۸۳۔ نظم در باب ریاضت

بقائے تندرستی گر ہے منظور
ریاضت سے کرو خاطر کو مسرور

کرو گلگشت صحرا کی زیادہ
چلو ٹہلو پھرو تم پا پیادہ

مساعد گر نہو طاقت تمہاری
تو پھر بہتر ہے گھوڑے کی سواری

کہ اخلاط ردی معدہ سے ہوں دور
طبیعت تندرستی سے ہو مسرور

اگر اس کام کی فرصت نہ پاؤ
تو پھر ورزش سے اپنا جی لگاؤ

امیرانِ جہاں مسند نشیں ہیں
فتورِ ہضم سے خاطر حزیں ہیں

۸۴۔ نظم در باب زائد لوازم

رکھو ہر وقت تم اس بات کا دھیان   کہ ہوتی ہے بُری توفیر ساماں
اُسے کہتے ہیں ہم توفیر ساماں   کہ ہو اپنی ضرورت سے فراواں[۵۱]
کیا کرتا ہے ساماں میں جو توفیر   تو گھٹ جاتی ہے آخر اُسکی توقیر
جو دولت میں کوئی تمسے بڑا ہے   تمہیں کب ہمسری اُسکی روا ہے
ہر اک کو اپنی طاقت کے موافق   اُٹھانا بوجھ کا ہوتا ہے لایق

۸۵- نظم در باب پرہیز

جو کوئی بیمار ہووے ذی شعور   چاہیئے پرہیز اُس کو بالضرور
جی چُرائے جو بشر پرہیز سے   جان سے جائیگا وہ یہ جان لے
اور بیماری سے جب صحت ہوئی   کچھہ ضرورت پھر نہیں پرہیز کی
جیسے عادت ہے تھوڑا کھانیکی   کبھی سختی نہیں ستانے کی

مرض کے دام میں جو ہو گرفتار   طبیبوں سے دوا کا ہو طلبگار
مرض اُسکی دوا سے گر نہ ہو کم   تدارک اُسکا ممکن ہے اُسی دم
دوا بدلے کرے کچھہ اور تدبیر   روا رکھے نہ ہرگز اسمیں تاخیر
نہ سوچے کچھہ شفاخانہ چلا جائے   دوا نے ہو دواثر اکدم میں ہات آئے
بتائے گر کوئی جاہل بہ اصرار   کرے اُسکی دوا ہرگز نہ بیمار
ہمہ[۵۲] دارو نہ ہر کس را مفید است   ضرر از گل شکر گوشم شنیدہ است

۵۱ زیادہ ۱۴
۵۲ ہر ایک دوا ۱۹
سب کو موافق
نہیں ... تقصان ...

۸۶ تہمت اور خطرہ کی جگہ سے اجتناب

۱ دُبلا کمزور اور بیمار آدمی بھیڑ میں یا دنگہ فساد کی جگہ ہرگز نہ جائے ورنہ کچلے جانیکا احتمال ہے

۲ اگر سونٹا اور زور آور انسان ایسی جگہ جائیگا تو شبہ میں پکڑے جائیگا اندیشہ ہے اس طرح بہت سے بے قصور سزایاب ہو گئے ہیں۔

۳ کبھی یا گھوڑے پر سوار ہوکر ایسی بھیڑ میں جہاں باجا بجتا ہو ہرگز نہ جانا چاہئے کیونکہ گھوڑے کا بدک جانا اور آفت کا آجانا آسان بات ہے۔

۴ انسان کو ایسی جگہ جانا جائز نہیں جہاں جانے سے تہمت لگے مثلاً شراب خانہ میں جاتا دیکھا جاویگا تو شرابی کہلایا جائیگا اور قمار خانہ میں نظر آئیگا تو جواری ٹھیرایا جائیگا ایسے بدنام کنندہ مقامات کو عاقل خود جان سکتا ہے۔

راہِ حق میں مثل نابینا نہ چل	جائے تہمت میں کبھی اصلا نہ جا

۵ بچہ کو گود میں لیکر بھیڑ میں نہ جاؤ۔ ورنہ بچہ کو نقصان پہونچنا کچھ مشکل بات نہیں بچہ کو زیور پہنا کر مجمع میں لیجانا ممنوع ہونا چاہیئے۔

۶ علیٰ ہٰذا القیاس جاندماری دیکھنے جانا مناسب نہیں۔

۸۷۔ خط کا جواب

جس طرح یہ بہت بڑے ہتک کی بات ہے کہ ایک شخص تقریر کرتے وقت آپسے مخاطب ہو اور آپ کسی اور کام میں مشغول ہو جائیں اسی طرح تحریر کا حال ہے کہ ایک ضرورتمند آپکو خط لکھے اور آپ جواب کو بالائے طاق رکھدیں اسکے علاوہ جواب نہ دینے سے مندرجۂ ذیل خیالات پیدا ہو سکتے ہیں۔

اوّل۔ مکتوب الیہ قرضدار ہے تو نادہندی کا اظہار ہوتا ہے۔

دوم۔ دولتمند ہے تو تکبر کا ثبوت ملتا ہے۔

سوم۔ دوست ہے تو بے مروّتی ظاہر ہوتی ہے۔

چہارم کسی بیماری میں مبتلا ہونے یا مرجانے کا گمان ہو جاتا ہے اس سے لازم ہے کہ خطوط کا جواب فوراً دیا جاوے غدر میں سنا گیا کہ کمشنر صاحب دہلی کے نام میرٹھ سے تار آیا کہ یہاں فساد ہو گیا ہے آپ پاکٹ میں رکھکر بھول گئے اگلے دن باغیوں نے دہلی تک پہونچکر سلیم گڈھ کا بنگلہ جلا دیا اہل یوروپ میں یہ بہت بڑا وصف ہے کہ جواب خط میں تاخیر نہیں کرتے مثنوی

اگر آپس میں ہو کچھ رسم تحریر — تو باہم میں نہ ہوئے وجہ تاخیر
کہ ہے تہذیب سے یہ بات باہر — رہے کاتب جواب خط میں مضطر
اگر وہ تجھسے رتبہ میں ہے عالی — توقف کب تکبر سے ہے خالی
اور اچھا نا اگر وہ تجھسے کم ہے — تو اک اعلےٰ کا ادنی پر ستم ہے
کہو اس میں تمہارا خرچ کیا ہے — کہ اک پرچے سے خوشدل آشنا ہے
کوئی جب قرض سے ہوتا ہے روپوش — تو ہو رہتا ہے نوٹس لے کے خاموش
مگر آتی ہے جب نالش کی نوبت — تو کھل جاتی ہے ہاں ساری حقیقت
کہ بار صرف سے گردن میں خم ہے — ہجوم صد الم ہے رنج و غم ہے
سنا ہے ہمنے سیا جو تجھسے یہ قول — کہ ہے یوروپ کی یہ تہذیب کا ڈول
نہیں جائز جواب خط میں تاخیر — نہیں ہو۔ ہاں ہو۔ کر دیتے ہیں تحریر

دوہرے

اوترّ دے نہ توری پاتی — چور جان تو وا کی جاتی
چور بول کہیں ہے بولا — بھاگا پڑ کہہ نا ہیں کھولا

۸۸ نظم درباب تیاری سفر

سفر میں مسافر کو لازم یہ ہے — کہ رکھ لے ضرورت کی ہر ایک شے
الگ انکی اک فرد تیار کر — سفر میں تجھے تا نہ پہونچے ضرر
اگر فی الشل گم کوئی چیز ہو — شناسائی تجھے اس کی تمیز ہو
اسی میں ہیں پنہاں فوائد بڑے — نہ دینا پڑے اور نہ لینا پڑے
جو ممکن ہو تو نام لکھدے ضرور — ظروف اور کپڑوں پہ اے ذی شعور
ہو صندوق یا بیگ یا اور شے — نشانی ہر اک پر ہو اے نیک پے
سفر ریل کا پیش آئے اگر — تو جا وقت سے دو گھڑی پیشتر
ٹکٹ کے لئے ہو اگر تو کھڑا — بچا زر کو جو جیب میں ہو پڑا
جہانتک ہو ممکن تو ایسا کرے — کہ انجن سے گاڑی ہو تیری پرے
نہ کیجیو بھروسہ ذرا غیر کا — نہ کھانا تو ہرگز دیا غیر کا
کہ بہتوں نے لوٹا ہے دیکر نشا — نہ دے اپنے گھر کا کسی کو پتا
جو پہونچے کہیں ہوکے تو اجنبی — اور اس دم شب تار ہو اے غبی
مناسب ہے ٹھیرا رہے ریل پر — وگرنہ سرا ہے مسافر کا گھر
ہو جانا پڑے تجھکو بے ریل راہ — اور ایسے سفر سے خدا کی پناہ
تو شب کو نہ چلیو اکیلا کہیں — مصیبت ہے اسمیں حفاظت نہیں

۸۹- در باب فرائض ملازمان

رئیسوں کے ملازموں کو مفصلۂ ذیل نکات کا خیال رکھنا فرض ہے

۱ ہر کسی کے نوکر کا فرض ہے کہ راز کو اس طرح خفیہ رکھے جسطرح کنکروین میں پڑا رہتا ہے ۵

قید خانہ ہے راز کا ہر دل — بعد افشا ہے روکنا مشکل

مگر حسب منشاء شعر ذیل دو شخص مستثنٰے ہیں ہ

حال خود را از دو کس پنہاں مدار	از طبیب و قاصد با اعتبار

۲ عجز و خدمت گذاری کرتا رہے نظم

جسنے خدمت کی ہوا مخدوم وہ	جسنے سستی کی رہا محروم وہ
بن کئے خدمت نہ حاصل کوئی بات	خدمتی رہتا نہیں یاں خالی ہات

۳ ملازم کو مستقل مزاجی اختیار کرنی ضرور ہے نظم

تو نہ جبتک اُٹھائیگا کچھ رنج	ہات آئیگا کس طرح پھر گنج
دم پہ جبتک نہ جھیل لیگا خطر	کبھی دشمن پہ پائیگا نہ ظفر

۴ اپنے ہر قول میں دنیا و آخرت پر نظر کرکے اپنے آقا و نامدار کی بھلائی کا خیال رکھے ہ

سوچ کر بات کہیئے سنجیدہ	چال چلیئے بہت پسندیدہ

۵ بادشاہ کو نرمی و مصلحت کیساتھ ظلم و تعدی سے باز رکھے اور عدل پر ہمیشہ مائل رکھے بشرطیکہ خواہ مخواہ دخل در معقولات نہو اگر رئیس خود غلطی پر ہو یا دھوکا کھا رہا ہو تو اپنے سے زیادہ دانشمند سے صلاح کرکے پھر نہایت ادب کیساتھ نصیحت کرے ہ

کام سب ہوتے ہیں اثر سے صلاح و مشورت	جو ہو بہتر آپسے اُس سے مقرر لو صلاح

۶ جسپر اعتماد کلی نہو اپنے آقا سے اُسکی تعریف یا سفارش ہرگز نہ کرے کیونکہ اگر وہ خلاف خیال نکلا تو شرمندگی حاصل ہوگی ابیات

نہو جس پہ بھروسا تجھکو کلی	کسی سے تو سفارش کر نہ اُسکی
کوئی سرزد اگر اُس سے خطا ہو	تو پھر شرمندگی بیفائدہ ہو

۷ حاکم کوئی بات فرمائے تو اُسے نہایت غور سے سنے اپنے خیال کو دوسری طرف مائل نکرے

۸ محفل حکام میں کانا پھوسی کی عادت نہ ڈالے اس سے رئیس کو بدگمانی اور حاسدوں کو چغلی کا موقع ملسکتا ہے۔

۹ جبتک حاکم خود کچھ نہ بولے تم کسی بات کی ابتدا نہ کرو اور اگر کچھ پوچھے تو جواب دیکر خاموش ہو جاؤ۔

۱۰ جس چیز کو رئیس خود ظاہر نہ کرے اُسکے معلوم کرنے کی کوشش نہ کرو۔

۱۱ رئیس جو کچھ دے اُسکو برغبت قبول کرلو مثال حاکم کا تیل پلے میں جھیل۔

۱۲ دیانت و خیانت کا اصول سب ملازمین پر واجب ہے

اگر باڑ کھیتی کو کھانے لگے	تو آفت مزارع پہ آنے لگے

۱۳ حضور اور غیبت میں رئیس کی تعریف کرتا رہے اور اگر کسی سے کوئی بے ادبی کا کلمہ سنے تو اوّل نرمی سے نصیحت کردے نمانے تو زجر اُ روکے اُسپر بھی باز نہ آئے تو اُسکی صحبت ترک کردینی لازم ہے نظم

مردِ راہ خدا ہے کم آزار ہوتی ہے دوستی اہلِ صفا نہ کہ ایسی کہ تیرے آگے مریں	دل دُکھاتا نہیں کبھی زنہار ایک حالت میں روبرو و قفا اور بدگوئی پیٹھ پیچھے کریں

۱۴ موقع پاکر اپنا عرض مدعا کر۔

۱۵ اگر رئیس تجھے عزت دے تو اُسکے دیگر مقربوں سے حسد نہ کر۔

۱۶ حاکم کی سختی سے نہ گھبرا بلکہ اُسکو بسر و چشم منظور کر بقول شخصے

ع ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے۔

۱۷ اگر رئیس کی طرف سے کسی امر میں زیادتی ہوئی تو کسی سے شکایت نہ کر۔

۱۸ جس شخص پر حاکم کا غصہ ہو اُس سے میل جول نہ رکھہ خدمت شاہاں نہایت نازک شے ہے اسلئے کلام اور وضع میں ہشیاری واجب ہے۔

۱۹ رئیس کی رضامندی دو چیزوں سے حاصل ہوتی ہے

(۱) جو فرمائے اُسکی بجا آوری میں کوشش کرے بشرطیکہ مذہب کے خلاف نہو۔

(۲) اُسکی اچھی بات ظاہر کرے اور بُرائی کو چھپاوے۔

۲۰ نالائقوں اور بدوں کی صحبت سے پرہیز کر کیونکہ وہ ہمیشہ تیری بدنامی میں اپنی خوشی سمجھتے اور تیرے احسان کو فراموش کر دیتے ہیں۔

۲۱ حاکم سے برابری اور ٹھٹھا نہ کر۔

۲۲ رئیس اگر کوئی رائے خلاف مصلحت کے سوچے تو اُسکو قبول نہ کر مگر مجمع میں اُسکی تعریف کر تا رہ البتہ خلوت میں مثالوں اور حکایتوں سے اِس طرح سمجھاوے کہ رئیس کے مزاج سے وہ خیال دُور ہو جائے

۲۳ دربار شاہی میں دوست صادق پیدا کر کیونکہ خالص دوست زر خالص سے بہتر ہے نظم

چار چیزیں ہیں کہ انتہائے حق	جسمیں ہوویں مجتمع وہ پائے حق
ایک تو یہ ہے کہ ہو وہ راست گو	پھر سخی ہو اور تازہ رو بھی ہو
اور پھر رکھے امانت کا خیال	دُور ہو دل سے خیانت کا خیال
جمع ہوں جس شخص میں یہ چار شے	قابلیت دوستی کی اُس میں ہے

۲۴ رشوت کا لین دین حرام سمجھہ نظم

سچ تو یہ ہے کہ جو کوئی خدمت	پادشہ کی کرے پئے عزت
اس کو یہ باتیں کرنی لازم ہیں	کہ ملازم کے یہ لوازم ہیں

پہلے یہ ہے کہ غصہ کو مارے
دوسرے یہ کہ دستِ دیو ہو آ
تیسرے یہ کہ رکھے حرص کو دور
چوتھے یہ ہے کہ کام کی بنیاد
پانچویں یہ کہ حادثات زماں
اُن کو صبر و قرار سے روکے
ہے چھٹا یہ نشہ سے ہو پرہیز
جو بشر ان سبھوں میں کامل ہو

اِس سے و کبر نہ حلم کو مارے
غالب اپنے پر آنے دے نہ ذرا
ہو نہ اُسکے فریب سے مجبور
راست بازی پہ رکھے باول شاد
ناگہاں پیش آئیں اُسکو جہاں
اور نہ گھبرائے مضطرب ہو کے
نہو دلدادہ شراب تیز
مطلب اُسکا جہاں میں حاصل ہو

۹۰۔ نظم در باب ملاقات حکّام

اگر حکام سے ملنا ہو منظور
کہ پرچہ نام کا اوّل رواں ہو
تو جائے شوق سے بیباک ہو کر
کنارے فرش کے جوتہ اُتارے
کہے زاں بعد اپنی مختصر بات
مگر جو کچھ کہے وہ سب ہو معقول
نہ لے بیٹھے کوئی قصہ کہانی
توقف بیٹھنے میں ہو بہت کم
سلام رخصتی اُسنے ادا ہو

تو لیجے ہم بتا دیتے ہیں دستور
طلب گر اُسکے پاس میں عیاں ہو
حماقت سے سراسر پاک ہو کر
سلام باادب کر کر پیارے
کشادہ رُو رہے عند الملاقات
کہ تا ہو خاطر حاکم کو مقبول
کہ ہو اُنکی طبیعت پر گرانی
نہیں جائز کہ جم جم کر بنے تھم
تو ایسا بیٹھنا اچھا بھلا ہو

رہے ملحوظ یہ وقت ملاقات	نہ ہو تہذیب سے خالی کوئی بات
صداقت بیشتر مدِ نظر ہو	رہِ ناراستی سے پُر حذر ہو

۹۱- نظم در باب وفاداری

سِرِ ایماں وفا میں ہے پنہاں	کہتے ہیں حسن عہد ہے ایماں
بلکہ غیرت بھی چاہتی ہے یہی	کہ نہ ہو بے وفا کسی سے کبھی
دیکھ کُتّا وفا میں نامی ہے	بے وفا مرد سے گرامی ہے
توڑنا عہد کا روا ہے کہاں	اور قتل اسکا جسکو دی ہو اماں
گر لگایا ہے تو نے کوئی شجر	کاٹنا اسکا اختیار نہ کر

۹۲- در باب اعتبار

ا آدمی کو اپنے یا دوسرے کے دل کا ذرا بھی اعتبار نہ کرنا چاہیئے کیونکہ دل آناً فاناً بدلتا رہتا ہے برسوں سنبھلا رہے اور تھوڑی سی بات میں بے قابو ہو جائے پس کیسا ہی کوئی معتبر ملازم یا دوست ہو یہ نہ سمجھے کہ اسکی حالت ہر وقت ایسی ہی رہیگی ان حالتوں میں دل کے بگڑنے کا قوی احتمال ہوتا ہے

(۱) لالچ (۲) غصہ (۳) نقصان مال (۴) ضرر جان (۵) توہین مذہب (۶) ہتک عزت وحقارت (۷) بہتان یعنے الزام کاذب (۸) حق تلفی۔

لالچ - اگر اقدام فعل سے پہلے انسان ان باتوں کو پیش نظر رکھے تو بہت بچاؤ ہو سکتا ہے بہادر شاہ لالچ سے تباہ ہوئے سمجھ لیا کہ میں شاہنشاہ بننا چاہتا ہوں ورنہ ایسی محسن سرکار

سے منحرف ہونا زیبا نہ تھا سرکاری خیر خواہی میں اپنی جان کیوں نہ دیدی عمر کا بھگتان تو کر ہی چکے تھے مگر شان ربانی سے آپکو خاتم خاندان تیموریہ بننا تھا کیونکر منحرف ہوتے۔ برخلاف اسکے سوائی رام سنگھہ جی والی جے پور ثابت قدم رہے گو پوربیہ فوج نے کچھہ سر اٹھانا چاہا مگر ایک کی نہ سُنی اور سرکار کی مدد کرکے راج کو بچالیا انعام میں کوٹ قاسم کا پرگنہ پایا۔

نعمت نادر شاہ نے غصہ میں اپنے بڑے اور لایق بیٹے کی آنکھیں نکلوا ڈالیں عمر بھر پچھتاتے رہے رباعی

غصہ ہے بُری چیز خدا کی ہے پناہ	مغلوب غضب کا ہو دنیا میں تباہ
ہم تم کو حذر چاہیئے اس کافر سے	سر کاٹ دے یہ بادشہوں کے واللہ

نقصان مال کی ہزاروں مثالیں ہیں جسکے باعث بیٹا باپ سے اور باپ بیٹے سے بگڑ جاتا ہے ضرر جان و توہین مذہب۔ بھرت پور جب سرکار سے لڑ رہا تھا کرنیل ڈون صاحب نے دو گورونکی پلٹنوں کو حکم دیا کہ یورش کریں اُنکی سمجھہ میں آیا کہ کامیابی دشوار ہے جان کا ضرر سمجھکر صاف عدول حکمی کی۔ لارڈ لیک صاحب نے پھر پوربیوں کی پلٹنوں کو حکم دیا اُنھوں نے تعمیل کی اور کٹ گئے۔ وہی پوربیے ذرا سے بے بنیاد وہم پر کہ کارتوس کو مُنہ سے کاٹنے میں توہین مذہب ہوتی ہے فوراً بغاوت کر بیٹھے۔

ہتک عزت۔ آصف خاں برادر نور جہاں نے مہابت خاں کی ہتک عزت چاہی اُسنے بگڑکر جہانگیر بادشاہ کو نظر بند کرلیا آخر خود بھی پریشان ہوا۔

بُہتان اور حق تلفی سے انسان کا دل قابو میں نہیں رہ سکتا اسکی مثال کی ضرورت نہیں

۲ عمر کا ذرا اعتبار نہیں بڈھا بیٹھا رہے اور جوان چلتا بنے بیمار اچھا ہو جائے تندرست لڑک جائے پھر اس بے بنیاد زندگی پر دوسروں کیساتھ برائی کرنی قابل افسوس ہے دیکھہ لو ازروئے عمر بہادر شاہ کو مرنا تھا مگر طرفۃ العین میں مرزا فخرو

ولیعہد کو ہیضہ ہوا اور مر گئے۔

۳　دولت و ثروت پر اعتبار کرنا عقل سے بعید ہے دولت کی بربادی مفصلۂ ذیل حالتوں میں ہوسکتی ہے۔

(۱) بیوقوفی (۲) فضول خرچی (۳) تکبر (۴) نفس کی گردش۔

۴　عنایت بادشاہ پر اعتبار کرنا گویا محض نادانی ہے اکبر جیسا دانا بادشاہ اور بیرم خاں جیسا معتبر ملازم بگڑبیٹھے تو ایسے بگڑے کہ تاریخ گواہ ہے بسمارک جیسا منتظم وزیر اور شاہ جرمنی ولیم دوم جیسا نوجوان ذہین بادشاہ مگر باہم اتفاق نہ رہ سکا دوہرہ

راجا جوگی اگن جل ان کی الٹی ریت　　ڈرتے رہیو پرسرام یہ کب پالیں پریت

خاتمہ

شکر اس مالک الملک کا کہ موت اور زندگی کا فرشتہ اس کا تابع اور ہر فرد بشر کی پیشانی پر اسکا نوشتہ موجود ہے۔ کتاب فسانۂ ہفت چمن حسن اتفاق سے ایسے موقع پر اختتام کو پہونچی کہ شہنشاہ اڈورڈ ہفتم کی تاجپوشی کا جشن لندن میں ہو رہا ہے اور دربار دہلی کے موقع پر عالی ہمت اہالیان برادری کھتریان مقیم پٹیالہ و لاہور کا ارادہ اجتماع کنفرنس برادری کے متعلق دہلی میں ہوا ہے تجویز یہ تھی کہ رائے رام کشن داس صاحب

نوٹ رائے رام کشن داس صاحب بہادر رئیس دہلی و منیجر کلو تہہ ملز سرکنبہ لالہ چھنامل صاحب خاندان لالہ ستصدی مل و بلامل صاحب تھے لالہ چھنامل جی مرحوم مثل لالہ رامجیداس صاحب مرحوم ساہوگوڑ والہ لالہ مہیش داس صاحب بہادر نیز اس نیازمند کے برادران کو ایام غدر میں مدد و خبر رسانی میں از حد دی تھی اگرچہ دونوں صاحبان مدد و معاون نہ ہوتے تو خبر رسانی میں بہت سی دقتیں واقع ہوتیں لالہ چھنامل جی علاوہ بریں دور اندیش انسان تھے آپنے کرنیل برن صاحب سے جو بعد فتح دہلی شہر کے ملٹری گورنر مقرر ہوئے تھے تعداد تاوان کی بابت جو شہر سے وصول ہوا بڑی سہولیت کیساتھ فیصلہ کروایا اور لوگوں کو تکلیفوں سے بچایا　بقیہ صفحہ ۱۱۲

بہادر اُس عہدے پر پہنچ کر لوتھ ہلنز دہلی پریسیڈنٹ مقرر ہوں مگر افسوس صد افسوس فلک اس منصوبہ کو نہ دیکھ سکا اور رائے صاحب بہادر یکایک ۱۶ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء روز یکشنبہ کو مرگ باشی ہو کر پس ماندگان کو اپنی دوامی مفارقت کا رنج دے گئے

اظہار رنج و ملال وفات رائے صاحب بہادر

جہاں تک ہے جو آل اندیش ہے
کام رکھنا بندگی سے رام کی
مگر کسی کو نام کا وسواس ہے
اے فلک صد حیف کیا تو نے کیا
نیل کے کٹرہ میں تھا کہرام عام
ہر بشر بیٹھا تھا با صد انقراغ
فیض کا اسباب سارا لُٹ گیا
ہلنز کو زینت ملی جس سے تمام
یہ تسلی ہے کہ اُن کا جانشین
ہر دل ناشاد اُنسے شاد ہے
صبر کر سکیں خدا کا شکر کر

ایک دن راہِ عدم در پیش ہے
تھی کرشن کو جستجو اس کام کی
شامل ان دونوں میں لفظِ داس ہے
بیٹھے بٹھلائے نیا صدمہ دیا
تھی صدا ہر لب پہ ہے ہے رام رام
صبح ہوتے بجھ گیا قومی چراغ
بے سہاروں کا سہارا چھوٹ گیا
انڈیا میں ہو گیا مشہور نام
دادرس ہوگا جہاں کا یقین
اسم والا جن کا شو پرشاد ہے
لیتی تھیں نکے بدلے ملا ہے شب مگر

نوٹ بقیہ صفحہ ۱۱۱ - گورنر نے حکم دیا تھا کہ دو مساجد جو اندرون بازار کٹرہ نیل واقع ہیں نیلام ہو جاویں لوگ اُنہیں منہدم کر کے مکان بنالیں لالہ چھنامل نے اپنے خیالات کے حق میں بسفارش لالہ مہیش داس صاحب ایک مسجد واگزاشت کرا دی اور دوسری مسجد کی عرصہ دکانیں ضبط ہونے دیں اور مسجد واگزاشت کرا دی پچھلے زمانہ کے لوگ کیسے عاقبت اندیش تھے اگر اسوقت مسجدیں مسمار ہو کر مکان بنتے تو ہمیشہ کو فساد کی بنیاد قایم ہو جاتی۔ ایسی دوربینی بھگوان سب کو بخشے اُن بزرگ انسان کے خاندان کے رائے صاحب جانشین تھے مگر افسوس عمر نے وفا نہیں کی۔

اسمیں شک نہیں کہ دربار کے موقع پر کنفرنس کھتریان کا انعقاد ہوگا اور اچھے نتائج پیدا ہونگے مگر اہل دہلی سے اسکی پوری پوری مدد ملے یہ امر ہمت اور جب قومی کھتریان دہلی پر منحصر ہے اگر پورا پورا ساتھ دیا تو پورا پورا نام حاصل ہوا ورنہ بدنامی کا داغ نہایت بدنما ہمیشہ کو لگ گیا گیا مزے کی بات ہے کہ برائی بھلائی سب ہم لوگوں کے ہاتھ ہے گو ہماری قوم میں اعلے درجہ کے انسان پیدا ہو چکے ہیں مگر ہم کو صرف اسی بات پر نازاں نہونا چاہیئے بلکہ ہم لوگ اپنی خاص لیاقت پیدا کرکے پچھلوں کیطرح نیکنام ہوں اور اس سے ثابت کریں کہ ان بزرگوں کا خون ہماری نسوں میں موجود ہے نظم

باپ دادا کی فضیلت پر ہے نازیبا گھمنڈ ‏— خاص کر جو تجکو حاصل ہو فضیلت ہے وہی

سب یگانے تھے نصیبے کے سکندر تجکو کیا ‏— جو تری تقدیر میں لکھا ہے قسمت ہے وہی

شان پائی تھی عزیزوں نے طفیل علم و فضل ‏— جیسا تو پیدا ہوا ابتک جہالت ہے وہی

ہمنے مانا نیک خو سارے اکابر تھے ترے ‏— ہے جو بدخویوں کی عادت تیری خصلت ہے وہی

غیر سے مطلب نہیں جو تجکو ملجائے یہاں ‏— ہے وہی منصب وہی شوکت حکومت ہے وہی

فخر کرنا باپ کی دولت پہ بیجا بات ہے ‏— قوت بازو سے جو پیدا ہو دولت ہے وہی

تھے بہادر سینکڑوں پشتوں سے تیرے سب بزرگ ‏— تجھ میں خود شیری دلیری ہو شجاعت ہے وہی

عزت آبا پہ کیسا فخر کیسا امتیاز ‏— تو بنے ممتاز گر عالم میں عزت ہے وہی

اور لوگوں کی ترقی پر ہے سکیں رشک فرض ‏— دیکھکر اچھوں کو غیرت ہو تو غیرت ہے وہی

ہم کھتریوں کے کل خاندانوں میں سے خاندان مہاراج بروان و مہاراج چندولال صاحب مرحوم حیدرآبادی کو درجہ بدرجہ سورج و چاند کہا جائے تو خوشامد نہیں بلکہ اظہار واجب الادا ہے کیونکہ ان دونوں خاندانوں کے رتبہ اور ثروت کے برابر دنیا کے کھتریوں میں اور کوئی نظیر نہیں پس فخر قوم کھتریان یہ دونوں خاندان ہیں حسن اتفاق سے اسی سال میں ہماری کتاب ہفت چمن

چھپ رہی ہے اور رسم گدی نشینی مہاراج نوجوان بردوان ۲۶ ماہ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء میں ہونے والی ہے اور اسی سال میں ۲۵ اگست سنہ ۱۹۰۱ء کو اوّل خلعت فاخرہ وزارت قایم مقامی کا مہاراجہ کشن پرشاد صاحب بہادر کو نظام حیدر آباد دکن دام اقبالہ نے مرحمت فرما کر ۱۸ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء کو خلعت مستقلی دوبارہ عطا فرمایا۔ لہذا کتاب ہفت چمن نیک شگون ہے ہماری دعا ہے کہ دونوں خاندان تا ابد قایم اور تابان ہیں۔

قطعہ تاریخ تاجپوشی مہاراج دہراج والی بردوان فیض رسان ستلج قوم کہتریان دام اقبالہ

بجے چند مہتاب تاروں میں ماہ — غنی تجھسا کم یاں نظر آئے ہے
جہاں میں وہ جاری ترا فیضِ عام — کہ دنیا کے شاہوں کو شرمائے ہے
حسد سے ترے مرتبے کے فلک — جگر خون کر کر کے چکرائے ہے
تری ذات جامع کمالات سے — ہر اک کھتری آبرو پائے ہے
یہ مسند نشینی جہاں کی بہار — کھلا ہے وہ گل بھی جو کمُلائے ہے
جسے دیکھو عشرت سے سرمست ہے — چمن میں ہنسے ہے کوئی گائے ہے
کہی خوب تاریخ مسکیں نے واہ — خوشی تاجپوشی کی ہر جائے ہے
۱۹۰۲ء

قطعہ تاریخ خلعت وزارت بہ اجہ راجان مہاراج کشن پرشاد صاحب بہادر شاد از عالیجناب نظام حیدر آباد دکن دام اقبالہ بتاریخ ۲۵ اگست سنہ ۱۹۰۱ء

زمانے میں نصیبے سے جسے حاصل ہو کچھ ثروت — صفاتِ جود و بخشش سے اُسے حاصل ہو زیبائی
ہوئے مشہور دو اہلِ کرم اگلے زمانے میں — کرن راجہ مہادانی و دوسرے حاتم طائی

ہوئے ہیں راجہ چندولال آخر کو سخی ایسے	کہ ہے کُل ہند میں اُنکے کرم پر ختم یکتائی
اُنہی کے ہیں چراغ خاندان راجہ کشن پرشاد	فلک نے رتبۂ عالی کی ہے جنکے قسم کھائی
سیہ کاسہ فلک کے جور سے جو لوگ نالاں تھے	وہ انکی شانِ بخشش پر بنے ہیں سب شیدائی
لیاقت دیکھکر انکی متانت دیکھکر ان کی	وزارت کو شہ جمجاہ نے بخشی توانائی
جب ایسا ہو وزیر اور شاہ ایسا عدل پرور ہو	نہو کیوں حیدرآبادِ دکن کی زینت افزائی
مہاراجہ ادیبِ راجہ کشن پرشاد نوشاہ ہے	ہوئی حاصل عروس منزلت کو زیب رعنائی
یہ منصب ہے انہیں لایق کہ ہر منصب سے ہے فایق	بجا ہے جو ہوا انکے لئے یہ عزّ و الائی
مساعد ہے کشن پرشاد کو منصب وزارت واہ	سروش غیب سے مسکیں کو فوراً یہ ندا آئی
۱۹ ۶ ۱	

قطعہ تاریخ مشتمل بر تہنیت استقلال منصب وزارت و عطائی خلعت امارت بتاریخ ۱۸ نومبر ۱۹۰۲ء

مبارک ہو کشن پرشاد استقلالِ دستوری	یہ منصب اس امارت کا مبارک ہو مبارک ہو
کہی مسکین نے تاریخ فرط شادمانی سے	تمہیں طرّہ وزارت کا مبارک ہو مبارک ہو
	۱۹۰۲ء

خدا کی قدرت کو کوئی نہیں جانتا۔ برسات کے موسم کیطرح کبھی دہوپ ہے کبھی گھٹا عالم اس خیال میں تھا کہ لندن میں تاجپوشی کا ایسا عجیب و غریب جلسہ ہونے والا ہے کہ نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سُنا مگر ایک وحشتناک تار کی خبر سے کہ قیصر ہند کی طبیعت علیل اور تاجپوشی بمعرض التوا۔ لوگوں کی طبیعتیں چھوئی موئی کے درخت کیطرح فوراً مرجھا گئیں۔ قطعہ

عجب دنیا میں دل لگی ہے گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے	کبھی ہے شادی کبھی غمی ہے گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے
وہ غم ہے بیشک خوشی کے قابل کہ بعد جسکے فرح ہو حاصل	جہاں کی حالت یہ دیکھ لی ہے گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے

شکر ہے کہ رسم تاجپوشی بتاریخ ۹ راگست ۱۹۰۲ء کو بخیریت تمام ہوگئی۔

قطعہ تاریخ طبع بلیغ و فصیح شاعر شیریں مقال نازکخیال جناب منشی پیارےلال صاحب رونق دہلوی مصنف دیوان فوق سخن تلمیذ جناب اُستادی مولانا راسخ صاحب دہلوی مدظلہ

ہفت چمن جو چھپ گیا تازہ مشامِ جاں ہوا / بلبلِ دل چہک اُٹھا نغمۂ دلپذیر ہے

نوکِ قلم کی گردشیں رونقِ انجمن ہوئیں / حاسدوں کی نگاہ میں چُبھتا ہوا یہ تیر ہے

سال تمام کے لئے فکر جو دل نے کی ذرا / آئی یہ غیب سے ندا نسخۂ بے نظیر ہے

۱۹ ۲

قطعہ تاریخ نتائج افکار شاعر بیمثال جناب لالہ روشن لال حالب تلمیذ حضرت مرزا صاحب غالب مرحوم دہلوی

لالہ رنجیت سنگھ اہلِ ہنر / حق نے اُن کو دیا ہے علم و فن

مہر بحجت سے تم لکھو حالب / سچ تو یہ آپکا ہے خوب سخن

۲۰ ۱۳ ھ

قطعہ تاریخ از مصنف و مولف فسانہ ہفت چمن

چھپ گیا دوستو مبارک ہو / لاکھ نسخوں میں مستند نسخہ

لکھی مسکیں نے عیسوی تاریخ / ہے ضعیفی میں نامزد نسخہ

۱۹۰۲ع

اعلان

واضح رہے کہ یہ کتاب حسب قانون رجسٹری شدہ ہے اور تمام
حقوق محفوظ ہیں۔ لہذا کوئی صاحب کتاب ہذا کے جزو یا کل کے طبع
کرنے یا ترجمہ دوسری زبان میں کرنے کا قصد نہ فرمائیں ورنہ نقصان
اٹھائینگے۔ جس کتاب پر ہمارے دستی دستخط اور مُہر نہ ہو وہ مال
مسروقہ خیال کیا جائیگا۔ ایسی کتاب کوئی صاحب نہ خریدیں بلکہ اطلاع
دیکر مستحق انعام ہوویں۔ فی اطلاع دس روپیہ انعام دیا جائیگا۔